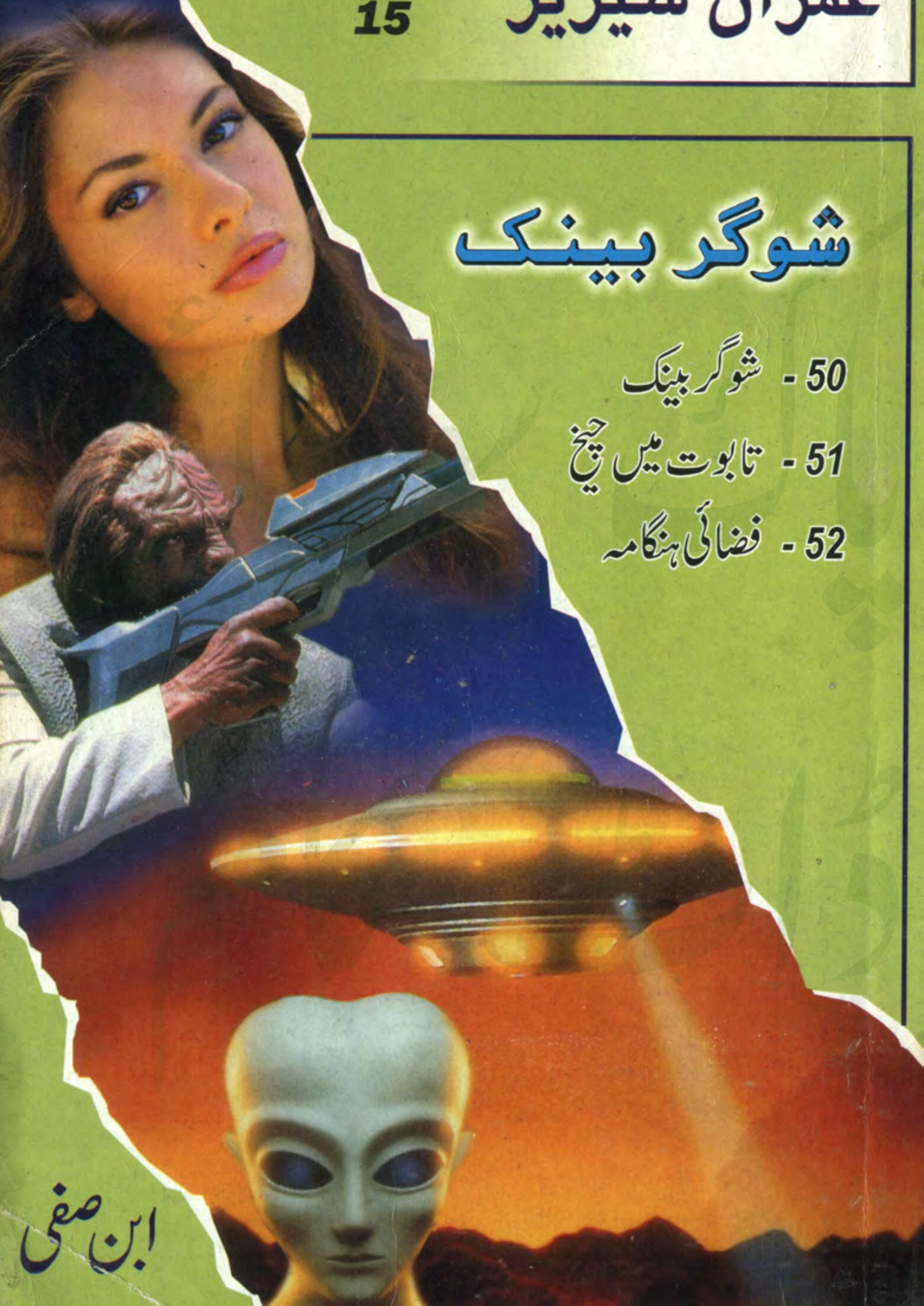
عمران سیریز

جلد نمبر
15

شوگر بینک



ابن صفی

معروف کالم نگار جناب حسن نثار نے یہ مضمون اپنے کالم ”چوراہا“ میں ابن صفی مرحوم کی برسی پر لکھا۔ جو روزنامہ جنگ لاہور کی 26/جولائی 2000ء کی اشاعت میں طبع ہوا۔ جسے ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کررہے ہیں۔

یہ جناب حسن نثار کا ابن صفی کو خراج عقیدت اور ادب کے نام نہاد ”بڑوں“ پر طنز بھی ہے جو ابن صفی کو ادب میں ان کا جائز مقام دینے کے لئے تیار نہیں۔

ابن صفی کی وفات کو دو دھائیاں ہونے کو ہیں مگر وہ آج بھی اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں بستے ہیں اور ان کی تحریریں اسی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

برسی اور بے حسی

نجانے اکثر لوگ اس بات کا اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ انہیں پڑھنے لکھنے کی طرف راغب کرنے میں وہ شخص سنگ میل کی سی حیثیت رکھتا ہے؟

مجھے تو اعتراف ہے کہ گھریلو ماحول کے علاوہ ”پڑھنے“ کے شوق میں شدت پیدا کرنے بلکہ گھنٹوں کے حساب سے بے تکان پڑھتے چلے جانے کی عادت اسی آدمی کی عطا ہے جس کی نثر جیسی نثر کوئی دوسرا نہ لکھ سکا اور اس جیسے ”کردار“.... تو شاید آئندہ صدیوں تک کوئی اس کا تصور بھی نہ کر سکے۔

نوجوانی بہت پیچھے رہ گئی....جوانی بھی خراب ہوتی جا رہی ہے.... موضوعات اور ان کی ترجیحات مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہیں لیکن کرنل فریدی اور کیپٹن حمید سے لے کر عمران سیریز کے عمران اور جولیانا فٹنر واٹر تک آج بھی حقیقی کرداروں کی طرح میری آنکھوں کے سامنے پھرتے ہیں۔

میں عظیم تخلیق کار اور اپنے فن کے امام مرحوم ابن صفی کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو برطانیہ میں ہوتا تو اسے ”سر“ کا خطاب ملتا لیکن یہاں ؟؟؟ عوام ناشکرے اور حکمران اول تو کاٹھے انگریز ہوتے ہیں جنہیں اردو کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا، یا اتنے ماٹھے ہوتے ہیں کہ پڑھائی ان کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں ہوتی۔

26/ جولائی کو ابن صفی مرحوم کی برسی بھی ایسے ہی گزر جائے گی جیسے جینوئن لوگوں کی برسیاں گزر جاتی ہیں کہ برسیاں صرف دو قسم کے لوگوں کی منانے کا رواج ہے۔ اول ان کی جن کی برسی فیشن، رواج یا ضرورت بن جائے۔ دوم ان کی جن کا کوئی والی وارث موجود ہو یا جنہیں زندگی میں تعلقات عامہ کے فن سے خصوصی لگاؤ رہا ہو۔۔۔ جس گوشہ نشین نے صرف کام کیا ہو جس کی کوئی لابی نہ ہو اور جس کا "پچھا" تگڑا نہ ہو۔۔۔۔ اسے اسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے جیسے ابن صفی کو جو دنیا کی تیسری بڑی زبان اردو میں جاسوسی ادب کے حوالے سے ایک جینئس تھا اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں ریڈرز کے دلوں میں بستا تھا۔ بہت ہی کم لوگوں کو اتنے ذوق و شوق سے پڑھا گیا جس محبت سے دنیا ابن صفی کی نئی کتاب کا انتظار کرتی تھی۔ یہ ان زمانوں کی بات ہے جب "آنہ لائبریریاں" قصبوں میں قائم تھیں اور ابن صفی کی وجہ سے آباد بھی۔

اپریل 1928ء کو ڈسٹرکٹ الٰہ آباد کے گاؤں نارا میں صفی اللہ اور نوزیرہ بی بی کے گھر پیدا ہونے والے اسرار احمد نے جو بعد ازاں ابن صفی کے نام سے محبوب و مقبول ہوا۔۔۔۔ آگرہ یونیورسٹی سے گریجویشن کی۔ تحریک آزادی میں اس کی گرفتاری کے لئے چھاپے پڑتے رہے۔ 50ء کی دہائی میں اس نے اپنی شہرۂ آفاق "جاسوسی دنیا" کا آغاز کیا اور شاید ان وقتوں میں اس سے بہتر، مثبت اور سستی تفریح کا کوئی اور ذریعہ ممکن ہی نہ تھا۔

پاکستان بننے کے چند سال بعد اپنے والد کے پیچھے پیچھے ابن صفی بھی کراچی پہنچ گیا جہاں اس نے "اسرار پبلی کیشنز" کی بنیاد رکھی۔

ابن صفی بنیادی طور پر پیشہ ور استاد تھا جس نے فحش مغربی جاسوسی ادب کی یلغار کو چیلنج کے طور پر قبول کرتے ہوئے اپنے مشن کا آغاز کیا اور اس میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔ کام کے بے پناہ دباؤ کے باعث 60ء سے 63ء تک ابن صفی شیزوفرینیا جیسے دماغی مرض کا شکار ہو گیا تو مارکیٹ میں دو نمبر صفیوں کی بھرمار ہو گئی۔ لیکن 1963ء میں صحت یاب ہو کر جب ابن صفی واپس آیا تو برصغیر میں تہلکہ مچل گیا تھا اور جیسا استقبال اس کی کتاب کو ملا۔۔۔۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ ابن صفی آئی ایس آئی کے زیر تربیت لوگوں کو غیر رسمی لیکچر بھی دیا کرتے تھے۔

بے شمار زبانوں میں ترجمہ ہو چکے۔۔۔ ان گنت لوگوں کے محبوب ترین مصنف اور لاتعداد مقبول ترین کہانیوں کے خالق کو حکومتوں نے بھی فراموش کیا اور لوگوں نے بھی کہ ایسے بے حس معاشروں میں ایسے جینوئن لوگوں کے ساتھ ایسا کچھ ہی ہوتا ہے۔

میری گزارش ہے کہ جس کسی نے ابن صفی کو پڑھا ہو۔۔۔۔ ان کی درجات کی بلندی کے لئے دعا کرے۔

"آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے"

ابن صفی صاحب! آپ اَن گنت دلوں اور دماغوں میں آج بھی زندہ ہیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو شاید میرے اندر پڑھنے اور پھر لکھنے کا شوق پروان نہ چڑھتا اور آج میں اس لائق بھی نہ ہوتا کہ آپ کو یہ حقیر سا خراج تحسین پیش کر سکوں۔

عمران سیریز نمبر 50

شوگر بینک

(پہلا حصہ)

پیشرس

"شوگر بینک" حاضر ہے۔!

اس اتفاق کو کیا کہا جائے کہ جاسوسی دنیا کا سواں ناول اور عمران کا پچاسواں ناول یکے بعد دیگرے لکھنے پڑے۔ جاسوسی دنیا کا ضخیم ناول "دیو پیکر درندہ" ذہنوں کی تبدیلی کے "امکانات" پر لکھا گیا تھا۔ بعض پڑھنے والوں کو یہ چیز "طلسم ہوشربا" معلوم ہوئی۔

کہانیاں لکھنے والے کسی موضوع پر اتھارٹی نہیں ہوا کرتے، ان کا کام محض امکانات کا جائزہ لینا ہے۔!

آج جب کہ ایک مردہ آدمی کی آنکھیں کسی نابینا کو روشنی بخش سکتی ہیں تو اسے بھی ناممکن نہ سمجھنا چاہئے کہ ایک ذہن اپنے تمام تر تجربات سمیت کسی دوسرے جسم میں منتقل کیا جاسکے۔

سات آٹھ سال پہلے کی بات ہے میں نے "طوفان کا اغواء" نامی ناول میں "فولادی" پیش کیا تھا۔

ابھی حال ہی میں روس سے خبر آئی ہے کہ وہاں "فولادی" تخلیق کر لیا گیا۔ وہ نہ صرف ٹریفک کنٹرول کرتا ہے بلکہ خلاف ورزیوں پر چالان بھی کر دیتا ہے اور اسے کنٹرول کرنے کا طریقہ

بھی وہی ہے جو میں نے لکھا تھا۔

حاشاوکلا.... میں روس والوں پر چوری کا الزام نہیں عائد کرنا چاہتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی خیال بیک وقت ایک سائنٹسٹ اور کہانی کار کے ذہن میں جنم لے سکتا ہے۔ کہانی کار قلمی تصویر بناتا ہے، اور سائنٹسٹ اسے جیتی جاگتی دنیا میں مادی شکل دے دیتا ہے۔!

ہوائی جہاز کے عالم وجود میں آنے سے تیس سال قبل ایچ۔ جی ویلز نے ایک پرواز کرنے والی مشین کا تذکرہ اپنے ایک ناول میں کیا تھا۔ ٹھیک تیس سال بعد ہوائی جہاز اسی شکل میں پرواز کرتا نظر آیا۔

"شوگر بینک" میں ایٹمی اور شمسی توانائی کے حیرت انگیز کرشمے ملاحظہ فرمایئے۔ ایک بار پھر گذارش ہے کہ اس "طلسم ہوشربا" کی فرمائش بہت عرصہ سے کی جاتی رہی تھی۔ بعض حضرات نے دھمکی دی تھی کہ اگر عمران کا گولڈن جوبلی نمبر اس موضوع پر نہ ہوا تو وہ میری کتابیں پڑھنا چھوڑ دیں گے۔

ابنِ صفی

O

دھوئیں کا بادل پہاڑ کی چوٹی سے اٹھا اور وہ سب اپنے گھروں سے نکل کر دوڑ پڑے....

یہ چھوٹا سا گاؤں سمرال کے پہاڑی سلسلے کے دامن میں واقع تھا۔ شمال کی طرف اُونچے اُونچے سرسبز پہاڑ تھے!۔

اور جنوب میں ایک چھوٹی سی ندی مشرق سے مغرب کی طرف بہتی تھی! علاقہ سرسبز تھا۔ ندی کے کنارے دُور تک گیہوں کے کھیت لہلہاتے تھے۔ ندی میں ماہی گیری بھی ہوتی تھی۔ گاؤں کے لوگ خوشحال تھے! کئی گھرانے ایسے بھی تھے جن کے بچے شہر میں تعلیم پاتے تھے! انہیں میں راحیل بھی تھا۔ بائیس تیئس سال کا خوش رو نوجوان تھا۔ کھوئی کھوئی سی آنکھوں اور ستواں ناک والا، ہونٹ پتلے اور جبڑے بھاری تھے! گفتگو کرتے وقت آنکھوں میں خاص قسم کی چمک پیدا ہوتی تھی! تنہائی پسند اور کم گو تھا۔ شہر سے آتا تو پہاڑیوں میں تنہا بھٹکتا پھرتا۔!

سب سے پہلے اُسی نے وہ دھواں پہاڑ کی چوٹی سے نکلتے دیکھا تھا۔ دھوئیں کے چھوٹے چھوٹے مرغولے چوٹی سے نکل کر فضا میں اپنا حجم بڑھاتے اور ایک بہت ہی واضح تصویر بن جاتی۔ ایسا لگتا جیسے کوئی عورت بیٹھی ستار بجا رہی ہو۔

ہر تیسرے چوتھے دن ایسا ضرور ہوتا.... پہلے پہل راحیل نے جب یہ دھواں دیکھا تو سخت خائف ہوا تھا۔ جغرافیہ کا طالب علم تھا۔ سمجھا شاید یہاں آتش فشاں پھٹنے والا ہے! اس نے اس کی اطلاع ندی کے پار ریلوے اسٹیشن تک پہنچائی تھی۔ اور اسٹیشن ماسٹر نے اس خبر کو آگے بڑھا دیا تھا۔

جیالوجیکل سروے کرنے والی ایک ٹیم تیسرے ہی دن وہاں پہنچ گئی تھی اور آس پاس کا

فضائی اور اَرضی جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ گاؤں والوں کا وہم بھی ہو سکتا ہے! یا پھر انہوں نے بادلوں کو دھواں سمجھ لیا ہوگا۔

آتش فشاں کے آثار نہیں ملے تھے....!

دو تین دن بعد پھر انہوں نے چوٹی سے دھوئیں کے مَرغولے اٹھتے دیکھے! اور دیکھتے ہی دیکھتے ویسی ہی تصویر بن گئی!

بعد میں راحیل نے لوگوں کو بتایا کہ اُس نے تو ستار کی آواز بھی سُنی تھی!۔ گاؤں کے لوگوں کی دل چسپی بڑھتی رہی! انہیں ابھی تک اُس عجیب و غریب علامت سے کوئی نقصان تو پہنچا نہیں تھا۔ اس لئے اس سے خائف ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی!۔

راحیل خواب دیکھنے والے نوجوانوں میں سے تھا۔ اُس کی قوت متخیلا اُس دُخانی ہیولے کو طرح طرح کے رنگ دیتی! اُسے قدیم رومانی کہانیوں سے دلچسپی تھی! خصوصیت سے رائیڈر ہیگرڈ کے ناول اُسے بہت پسند تھے۔

ایک دن اُسے یاد آیا کہ اُس کے دادا کے کباڑ خانے میں بھانت بھانت کی چیزوں کے علاوہ ایک دُوربین بھی موجود ہے! اُس نے اُسے نکال کر صفائی کرنے کے بعد بہت احتیاط سے سوٹ کیس میں رکھ دیا اور منتظر رہا کہ دھوئیں کی تصویر پھر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر نمودار ہو!۔

سارا سارا دن ٹکٹکی لگائے چوٹی کی طرف دیکھتا رہتا۔

کبھی سوچتا وہ یقیناً کوئی بے چین رُوح ہے! اور اُسے رائیڈر ہیگرڈ کے بعض کردار یاد آنے لگتے جو عالم ارواح سے عام اجسام میں آکر اپنے متعلقین کو اپنی پُر اسرار جھلکیاں دکھایا کرتے تھے اور اُسے وہ عورت بھی یاد آئی جو ہزاروں سال سے زندہ اور جوان تھی وہ جو اپنے محبوب کی تلاش میں ہر زمانے میں بھٹکتی پھرتی تھی۔

آج جیسے ہی دھوئیں کے مرغولے چوٹی سے اٹھنے شروع ہوئے اور لوگ تو گھروں سے نکل کر اُسی سمت دوڑ پڑے لیکن راحیل وہیں ایک درخت کے تنے سے ٹک کر کھڑا ہو گیا تھا۔ دُوربین اس کے ہاتھوں میں تھی....!

جب دھوئیں کے مرغولے ستار بجاتی ہوئی عورت کے ہیولے کی شکل اختیار کر چکے تو اس نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ دوربین اوپر اٹھائی اس کے شیشے ایڈجسٹ کئے اور دھوئیں کے

ہیولے پر نظر جمادی۔

بل کھاتے ہوئے دھوئیں کی دھندلی چادر میں کوئی متحرک چیز دکھائی دی، دل کی دھڑکن بڑھ گئی!۔

ستار ہی تھا.... سچ مچ کا ستار.... اُس عورت کی شکل دُھندلی تھی، اور دھوئیں کے مرغولے اس ترتیب کے ساتھ اس کے گرد پھیلتے چلے گئے تھے کہ ایک بڑی تصویر بن گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنی بہت بڑی پرچھائیں کے پیش منظر میں بیٹھی ستار بجا رہی ہو۔!

ٹھنڈک کے باوجود بھی راحیل کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئیں۔ دل اُسے اپنی کھوپڑی میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

دوسری بار اُس نے دُوربین اٹھائی اور پھر اُسے دیکھنے لگا۔ زبان خشک ہو کر تالو سے لگ گئی تھی۔ وہ اُسے دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ آہستہ آہستہ دھوئیں کی تصویر فضا میں تحلیل ہو گئی!۔

اب چوٹی پر کچھ بھی نہیں تھا لیکن راحیل دُوربین آنکھوں ہی سے لگائے رہا....! لوگ گھروں کی طرف واپس ہونے لگے!۔

دو ایک اُس کے قریب بھی رکے لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ دوربین بدستور آنکھوں ہی سے لگی رہی۔! پھر کسی نے اُس کا شانہ جھنجھوڑا تھا اور وہ اس طرح چونک پڑا تھا جیسے ابھی تک گہری نیند سوتا رہا ہو۔! اُس نے اُس کے ہاتھ سے دوربین دیکھ کر بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کی تھی! لیکن راحیل نے اُسے کچھ نہیں بتایا!

کسی کو بھی نہیں بتایا کہ اُس نے دُوربین سے کیا دیکھا تھا۔

جب وہ لوگ وہاں سے چلے گئے تو وہ پہاڑیوں کی طرف چل پڑا۔ راستہ اس کا جانا پہچانا تھا۔ بچپن ہی سے ان پہاڑیوں میں گھومتا پھرتا آیا تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اچانک اُسے خیال آیا کہ وہ کیوں اس خبط میں مبتلا ہو گیا ہے!۔

کچھ دیر کھڑا اپنے ذہن کو پڑھنے کی کوشش کرتا رہا پھر لاپروائی سے شانے جھٹکائے اور آگے چل پڑا۔

پہاڑیاں سنسان پڑی تھیں وہ اس چوٹی کی سیدھ میں چلتا رہا۔ ایک جگہ پھر رُکا۔ دُوربین اوپر اٹھائی اور چوٹی کی طرف دیکھنے لگا۔ چوٹی پہلے ہی کی طرح سنسان تھی....!

آخر وہ اُس چوٹی تک پہنچ کیسے سکے گا۔ اُس نے سوچا۔ ہیلی کوپٹروں کے ذریعے اس کا سروے ہوا تھا۔ گاؤں والوں نے اوپر پہنچنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہے تھے!

اس نے ایک طویل سانس لی اور سوچا ضروری نہیں کہ وہ بھی دوسروں کی طرح ناکامی کا منہ دیکھے!۔ ہو سکتا ہے کہیں نہ کہیں کوئی ایسا راستہ موجود ہی ہو جو اُسے چوٹی تک پہنچا دے!۔

وہ آگے بڑھتا رہا.... دفعتاً تیز ہوا کے جھکڑ چلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ بادلوں کے پرے پہاڑیوں کی دوسری طرف سے اُمنڈ پڑے تھے۔ ہوا بہت خشک اور نم آلود تھی!۔

راحیل نے مڑ کر دیکھا۔ وہ گاؤں سے بہت دور نکل آیا تھا۔ اُس نے سوچا کہ اگر وہ پوری قوت سے دوڑنا شروع کرے تب بھی گاؤں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اور بارش آلے گی۔ وہ اس قسم کی ہواؤں اور بادلوں کے بارے میں جانتا تھا لہٰذا اُس نے سوچا کہ بارش سے محفوظ رہنے کے لئے وہیں کہیں کوئی پناہ گاہ تلاش کرنی چاہئے۔

وہ اطراف کے غاروں اور کھنڈروں سے واقف تھا!۔ بچپن سے اب تک انہیں پہاڑوں میں بھٹکتا آیا تھا۔! جلد ہی وہ ایک غار تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا!۔ اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ ان پہاڑوں میں زہریلے کیڑے مکوڑے نہیں پائے جاتے۔ اس لئے مطمئن تھا کہ وہاں شب بسری بھی ممکن ہو گی!۔

جھکڑوں کے ساتھ آنے والے بادل بہت برستے تھے! اور کئی دنوں تک بارش کا سلسلہ جاری رہتا تھا!۔ ابھی وہ بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ بہت تیزی سے بڑی بڑی بوندیں آ گئیں!

دن کے بارہ بجے تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سورج غروب ہو چکا ہو..... اور یہ اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا تھا.... بارش تیز ہو گئی....! کوندے کی لپک ایسی لگتی تھی جیسے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دے گی۔ بادلوں کی گرج سے راحیل کو غار جھنجھناتا سا محسوس ہوتا تھا۔

وہ خائف نہیں تھا....! اس کے لئے خوف کی بات ہی کیا تھی.... بچپن سے اب تک سینکڑوں بار ایسی بارشوں اور ان پہاڑیوں سے دوچار ہو چکا تھا!

ایک بار تو پہاڑیوں کے اس پار والے جنگل میں پھنس گیا تھا۔ دو دن تک وہیں رہا تھا۔ وہاں تو حشرات الارض اور جنگلی جانوروں کا بھی خوف ہونا چاہئے تھا لیکن اس نے بڑی پامردی سے دو دن اور دو راتیں گذار دی تھیں اور پھر واپسی پر گھر والوں نے اُسے صحیح سلامت دیکھ کر خاصی

پٹائی بھی کی تھی لیکن وہ اپنی افتادِ طبع پر قابو نہ پا سکا تھا۔ گھومنے پھرنے کی خواہش اسے سرگرداں ہی رکھتی تھی!۔

اُس وقت تو اُسے اس کی بھی فکر نہیں تھی کہ اگر رات یہیں بسر کرنی پڑی تو کھائے گا کیا.... پچھلی بار جب وہ دوسری طرف کے جنگلوں میں جا پھنسا تھا تو اس کے ساتھ کم از کم دن بھر کا کھانا اور پانی تو تھا ہی۔ بارش کا زور بڑھتا ہی رہا۔ اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر کا ایک پتھر سے ٹک گیا!

پتہ نہیں کیوں اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے آج کوئی خاص بات ہونے والی ہے۔ وہ غار کے دہانے کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ بس اسی حد تک سایہ چاہتا تھا کہ بارش سے محفوظ بھی رہے اور کوندے کی لپکیں بھی اُسے نظر آتی رہیں!۔ بجلی کی لہریں اُسے بڑی حسین لگتی تھیں! اور پھر ان کے بعد جب گرج سنائی دیتی تھی تو اُسے عجیب طرح کی طمانیت محسوس ہوتی تھی!

کچھ عجیب قسم کا ذہن تھا اس کا....! آہستہ آہستہ اُس پر غنودگی طاری ہوتی رہی!۔ اور پھر وہ گہری نیند سو گیا۔ اتنی دیر میں اس کا ذہن بادلوں کی گرج اور بارش کے شور کا عادی ہو چکا تھا!۔

پتہ نہیں کب تک سوتا رہا!۔

پھر نیند یونہی نہیں ٹوٹی تھی۔ کسی نے اُسے جھنجھوڑا تھا۔ بالکل کاہلوں کے سے انداز میں جاگا کچھ دیر آنکھیں بند کئے ہی بیٹھا جھومتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اس کے بعد تو ایک جھٹکے ہی کے ساتھ ذہن پوری طرح بیدار ہوا تھا!۔

"بندر....!" راحیل متحیرانہ انداز میں بڑبڑایا۔

وہ ایک بندر ہی تھا۔ چند قدم کے فاصلے پر....! اُس کے ہاتھوں میں دو بوتلیں تھیں، ایک بوتل سے وہ کچھ پی بھی رہا تھا!

دوسری بوتل اس نے راحیل کی طرف بڑھائی....!

غیر ارادی طور پر راحیل کا ہاتھ بھی آگے بڑھا تھا اور اُس نے وہ بوتل پکڑ لی تھی!۔

"خدا کی پناہ....!" اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

وہ بیئر کی سربمہر بوتل تھی! اُس نے بندر کی طرف دیکھا! اُس کے ہاتھ والی بوتل بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ بندر بیئر پی رہا تھا اس نے ایک گھونٹ لے کر راحیل کو بھی پینے کا اشارہ کیا۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو اشارہ کیا ہو۔

"امے پپو بھی سوچ کیا رہے ہو....!"

"اَبے واہ....!" راحیل ہنس پڑا.... پھر چونکا۔ ان اطراف میں تو اُس نے بندر کبھی نہیں دیکھے تھے! دوسری طرف کے جنگلوں میں بھی بندروں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

اور پھر گولڈن ایگل کی بوتلیں....!

راحیل اٹھ کھڑا ہوا لیکن بندر اس کے اس روّیے سے ذرا بھی متاثر نہ ہوا جیسے پہلے کھڑا تھا۔ اسی طرح کھڑا رہا۔

"اوہ....!" دفعتاً راحیل تفہیمی انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "یہ بات ہے! تم کسی شکاری کے پالتو معلوم ہوتے ہو۔!"

بندر اپنی بوتل سے گھونٹ گھونٹ لیتا رہا۔

راحیل سوچ رہا تھا کہ یہ کسی شکاری ہی کا تربیت یافتہ بندر ہو سکتا ہے، ممکن ہے بعض شکاریوں نے بھی بارش سے بچنے کے لئے آس پاس کے کسی دوسرے غار میں پناہ لی ہو!

"تم اپنے مالکوں کی بیئر ضائع کرتے پھر رہے ہو۔!" وہ بندر کو گھونسہ دکھا کر بولا۔

بندر چھلانگیں مارتا ہوا غار کے اندھیرے میں گم ہو گیا۔

"ابے ادھر کہاں؟ جان دینی ہے۔" راحیل چیختارہ گیا۔

راحیل جانتا تھا کہ ان غاروں میں بعض جگہوں پر کنویں جیسی گہرائیاں بھی موجود ہیں۔!

مفت میں ضائع ہوا اتنا تربیت یافتہ بندر.... وہ سوچتا رہا.... روشنی کے بغیر وہ بھی غار کے تاریک حصے کی طرف بڑھنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا!

پھر یک بیک اسے یاد آیا کہ بندر بھیگا ہوا نہیں تھا.... اگر وہ باہر سے آیا ہوتا تو اس کا بھیگ جانا یقینی تھا.... بارش کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کے سونے کے دوران میں بھی وہ ایک پل کے لئے نہ رُکی ہو گی....!

اُوہ تو کیا وہ غار کے کسی تاریک گوشے ہی سے آیا تھا۔ راحیل نے متحیرانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!

صرف ایک ہی سگریٹ باقی تھا! اس نے سوچا پتہ نہیں کب تک وہیں قیام کرنا پڑے!

بہر حال اس نے سگریٹ سلگا کر دو تین گہرے گہرے کش لئے اور بیئر کی بوتل کا جائزہ لینے ا.... سر بمہر بوتل اب بھی اس کے قریب ہی رکھی ہوئی تھی!

دفعتاً اس نے بندر کے خوخیانے کی آواز سنی اور بے ساختہ دائیں جانب مڑا.... بندر پھر وجود تھا....!

"خدا کی پناہ....!" راحیل کی زبان سے غیر ارادی طور پر نکلا....

اس بار بندر کے ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹارچ تھی۔!

اچانک راحیل کو خیال آیا۔ کہیں اس کا مالک بیمار نہ پڑ گیا ہو.... اور وہ اُسے اُس تک لے جانا ہتا ہو....! بندر نے ہاتھ اٹھا کر غار کے تاریک حصے کی طرف اشارہ کیا تھا۔!

"اچھا بیٹا۔" وہ اٹھتا ہوا سر ہلا کر بولا۔ "میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں.... چلو۔!"

بندر نے ٹارچ کا بٹن دبا کر روشنی کی اور اس کا رخ تاریک گوشے کی طرف کر دیا....!

وہ بالکل کسی آدمی کی طرح راحیل کو راستہ دکھاتا ہوا چل رہا تھا۔ غار در غار کا سا عالم نظر آتا ہا۔!

آخر کار وہ اُسے ایک صاف ستھری جگہ لایا.... یہاں ایسا سامان نظر آیا جو روزمرہ کی روریات زندگی سے تعلق رکھتا تھا....

لیکن بندر کے علاوہ اور کوئی دکھائی نہ دیا۔ بندر نے ٹارچ اُسے تھمائی اور خود ایک گوشے میں لا گیا۔ راحیل نے ٹارچ کا رخ اسی کی طرف کر رکھا تھا۔!

بندر نے دیا سلائی جلا کر دو موم بتیاں روشن کر دیں جو ایک پتھر پر جمی ہوئی تھیں....!

پھر راحیل کے قریب آ کر ٹارچ اُس سے واپس لے لی....!

"اُوئے خدائی خوار تیرا مالک کہاں ہے؟" راحیل نے آنکھیں پھیلا کر کہا۔ لیکن بندر اُس کی رف توجہ دیئے بغیر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔!

"اُو پروفیسر۔! تیرا مالک کہاں ہے.... میں پوچھتا ہوں۔!"

بندر نے پائپ سلگا کر دو تین کش لئے اور نیم وا آنکھوں سے راحیل کی طرف دیکھنے لگا۔!

"ارے کوئی ہے یہاں۔؟" راحیل نے بلند آواز میں کہا اور صرف بازگشت ہی سنی....! وہ ھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر وہاں رکھے ہوئے سامان کا جائزہ لینے لگا۔!

ڈبوں میں محفوظ کئے ہوئے پھل.... ٹن کٹر.... بیئر کی بوتلیں.... تمباکو کے کئی ڈبے اور تو اور کچھ کتابیں بھی تھیں۔!

راحیل نے سوچا ممکن ہے اس کے مالک کو کوئی حادثہ پیش آیا ہو....!

اس نے کتابوں میں سے ایک اٹھائی۔ وہ اُس کے اوراق الٹ ہی رہا تھا کہ بندر نے اس سے وہ کتاب چھین لی اور کتابوں کے ڈھیر سے دوسری کتاب نکال کر اُس کی طرف بڑھائی۔

"اچھا.... اچھا....!" راحیل سر ہلا کر بولا۔ "میں نابالغ تھا۔ اس کتاب کے لئے....!"

یہ کتاب موسمیات کے موضوع پر تھی۔

بندر نے پھر ٹارچ سنبھالی اور راحیل کو غار کے دہانے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا....!

"کیوں انکل! اب کیا ارادے ہیں؟"

راحیل دوبارہ اس کے ساتھ چل پڑا۔ غار کے دہانے کے قریب پہنچ کر بندر نے کتاب راحیل کے ہاتھ سے لے لی اور اس کے صفحات اس طرح الٹنے لگا جیسے کسی خاص موضوع کی تلاش ہو۔

بادلوں کے باب پر رُک گیا۔! راحیل بڑے غور سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً بندر نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر پھر راحیل کی توجہ کتاب کی طرف مبذول کرائی.... اور صفحے پر ایک جگہ انگلی رکھ دی۔

راحیل نے جھک کر غور سے دیکھا۔

بندر عبارت پر سطر بہ سطر انگلی رکھ رہا تھا۔!

"Cumulonimbus (cb) heavy masses of cloud with creat yertical development wnose summits, rise like mountains, towers or aniols. They are accompanied by sharp showers, sqalls, thunder, storm and some times hail............"

راحیل کبھی حیرت سے بندر کی طرف دیکھتا اور کبھی کتاب کی اس عبارت کی طرف۔

یہ بارش "کیومولونمبس" ہی قسم کے بادلوں سے ہو رہی تھی۔ راحیل ان کے بارے میں

جانتا تھا اور ان بادلوں کو وہ اپنی آسانی کے لئے "لوممبا" کے نام سے یاد رکھتا تھا۔ جب بھی ان بادلوں کا دھیان آتا سب سے پہلے "لوممبا" ہی اس کے ذہن میں ابھرتا اور یہ نام "کیومولونمبس" "لوممبا" ہی کے سہارے اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکتا۔!

اُس نے ایک طویل سانس لی اور بندر کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا کر بولا۔ "اگر مجھے دادی اماں کی سنائی ہوئی کہانیوں پر یقین ہوتا تو میں ابھی تڑ سے گرتا اور بے ہوش ہو جاتا۔!"

بندر نے پھر غار کے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔ وہاں پہنچ کر دوبارہ اُسے بیئر کی بوتل پیش کی اور پھلوں کا ایک ڈبہ ٹن کٹر سمیت اٹھا لایا۔!

"تمہاری اس میزبانی کا شکریہ، بھوک لگ رہی ہے۔ پھل کھالوں گا.... بیئر نہیں پیتا۔"

بندر پھر اپنے پائپ سے شغل کرنے لگا تھا۔!

کچھ دیر بعد راحیل پھر بولا "تمہارا علم اور تمہاری یادداشت کا مقابلہ میں نہیں کر سکتا کیونکہ میں ان بادلوں کو "لوممبا" کے نام سے یاد رکھتا ہوں۔!"

بندر سے جواب کی توقع تو نہیں کی جاسکتی بس وہ خود ہی احمقوں کی طرح اسی قسم کی اُوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا تھا۔

بندر نے پھر اشارہ کیا کہ وہ ٹن کاٹ کر اپنے لئے پھل نکالے.... لیکن راحیل نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ آخر بندر نے خود ہی اٹھ کر ٹن کٹر سنبھال لیا!

"او بھائی....!" راحیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ہوسکتا ہے کہ تم میٹریالوجسٹ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ تم نے کلمہ پڑھ کر اپنے ہاتھ پاک کئے ہوں۔ لاؤ.... ادھر لاؤ!"

اس نے ٹن کٹر اور ڈبہ اس کے ہاتھ سے لے لئے.... ٹن کاٹ کر سیب کے ٹکڑے نکالے اور بندر کا شکریہ ادا کر کے کھانے لگا۔

بندر جلے ہوئے پائپ کی راکھ جھاڑ رہا تھا....!

بندر اب کتابوں کے ڈھیر کو الٹنے پلٹنے لگا تھا.... اس نے اس میں سے ایک لمبا سا لفافہ نکالا.... کچھ دیر تک اس پر نظر جمائے ہوئے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا رہا پھر راحیل کی طرف بڑھ کر لفافہ اُس کے ہاتھ میں دے دیا۔

لفافہ سر بمہر تھا اور اس پر تحریر تھا۔

"اس کے نام جسے یہ دیا جائے!"

راحیل نے لفافہ چاک کر ڈالا!

اس کے اندر ایک پرچہ تھا۔ جس پر تحریر تھا۔

"محترم!

میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ براہِ کرم اس بندر کو اس کے وارث تک پہنچا دیجئے! بندر ہی سے آپ کو اخراجات کے لئے رقم بھی ملے گی۔ لیکن اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر آپ نے اس بندر کو کسی قسم کی تکلیف پہنچا کر یہ رقم خرد برد کر دی تو آپ اس سے زیادہ حیرت انگیز حالات سے دوچار ہوں گے جن سے آپ اس وقت ہیں، لیکن وہ حالات خوشگوار نہ ہوں گے، البتہ اس بندر کو اس کے وارث تک پہنچا دینے کے بعد جو رقم باقی بچے اس پر آپ کو پورا پورا اختیار ہوگا۔"

راحیل نے بندر کے وارث کے پتہ پر سرسری نظر ڈالی اور پھر بندر کو گھورنے لگا!

O

ان دنوں عمران پر موسیقی کا "حملہ" ہوا تھا۔ حملہ بھی ایسا کہ آس پاس کے لوگ پاگل سمجھنے لگے تھے!

صفدر جو اُسے کافی حد تک سمجھنے لگا تھا اس کا بھی یہی خیال تھا کہ شاید دماغ کا کوئی اسکریو ڈھیلا ہو گیا ہے!

بات ستار تانپورے کی ہوتی تو بات بھی تھی۔! وہاں تو موسیقی کا تخت ایجاد ہو رہا تھا!

متوسط سائز کا تخت تھا۔ اُس پر کیلیں گاڑ کر چھبیس تار کھینچے گئے تھے! اس کا دعویٰ تھا کہ سات سروں کی بجائے چھبیس سر ہوتے ہیں۔ ابھی تک موسیقی پر ظلم ہوتا رہا ہے! اَب وہ بقیہ انیس سروں کو آزادی دلائے گا!

صفدر نے پوچھا۔ "آخر.... اس کا مقصد کیا ہے!"

"ایجاد و اختراع کی ٹہنی میں پھول کھلا رہا ہوں۔!" جواب ملا

"تو یہ.... بے چاری موسیقی ہی رہ گئی تھی۔!"

"امیر خسرو کے بعد بڑی مشکل سے میں پیدا ہو سکا ہوں۔ مغفور نے مردنگ کو کاٹ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ طبلوں کی جوڑی کہلائی تھی۔ میں چھبیس سروں کا ستار ایجاد کر کے اس کا نام گھپلا رکھ دوں گا کیسی رہی!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مُسکرایا!

"طبلہ.... اور.... گھپلا....!" صفدر نے ٹھنڈی سانس لی۔

عمران پھر تاروں کو کسنے اور انہیں بجانے میں مصروف ہو گیا۔ اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔!

اُس نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے کسی کا قہقہہ سنائی دیا۔

"ہیلو....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"ہاں.... دیکھو بھائی۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "چار ٹن پیاز کی ڈیلیوری لینی ہے۔ میں فجا بھائی بول رہا ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔ "چار ٹن پیاز.... چھلی ہوئی.... یا چھلکے دار۔!"

"کیا بکتا ہے رے۔ کون ہے۔!"

"تمہیں پیاز کی ڈیلیوری سے مطلب ہے یا ان سب باتوں سے۔!"

"ابے تم ہے کون.... ہمارے آفس میں بیٹھ کر ہم سے مسکھری کرتا ہے!"

"آپ کا آفس؟" عمران نے دیدے نچائے!

"ہاں۔ ہمارا آفس۔ سیٹھ فجا بھائی بھو بھائی کا آفس۔!"

"اُوہ۔ غلط نمبر ہے صاحب! یہ تو حجام کی دوکان ہے۔!"

"حرامی۔!" کہہ کر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

عمران نے ریسیور رکھ دیا اور صفدر سے بولا۔ "ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اس ایجاد کی شہرت دور دور تک پہنچے گی۔ ٹھہرو.... میں اپنے اسی گھپلے پر چھڑے ہوئے ایک نغمے کا ریکارڈ سنواتا ہوں۔!"

وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا اور وہاں سے ایک ٹیپ ریکارڈر اٹھا لایا!

"لو سنو۔!" اس نے بیٹھ کر ٹیپ ریکارڈر کو چلاتے ہوئے کہا۔

نغمہ شروع ہوگیا.... ہر تار الگ الگ بول رہا تھا اور اُن میں کسی قسم کی بھی ترتیب نہیں معلوم ہوتی تھی۔

"کیا سمجھے؟" عمران کچھ دیر بعد ٹیپ ریکارڈر بند کرتا ہوا بولا۔

"سنئے....بیکاری کے اور بھی بہت سے مشغلے ہیں۔ آخر گھر بیٹھے بور ہونے سے کیا فائدہ۔!"

"باہر چلیں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"میں اسی لئے آیا تھا۔ بہت دنوں سے سی بریز میں نہیں بیٹھے۔!"

"اماں تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے کوئی مرغی کہہ رہی ہو کہ بہت دنوں سے انڈوں پر نہیں بیٹھی.... خیر چلو.... تھوڑی شکر ہی پار کرلائیں گے۔!"

"کیا مطلب۔!"

"سب چلتا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور الماری سے کوٹ نکال کر پہننے لگا.... اور پھر رامپوری ٹوپی بھی پہننے جارہا تھا کہ صفدر نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیوں۔؟" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"نہیں چلے گی۔!"

عمران نے ٹوپی الماری ہی میں چھوڑ دی اور ٹائی اٹھا کر صفدر سے بولا۔ "باندھ دو۔!"

"کوٹ اتاریئے۔!"

"اُمے چلو.... یونہی سہی۔!"

"میں اتنا مشاق نہیں ہوں۔!"

"ٹالو....!" وہ اس کے ہاتھ سے ٹائی لے کر الماری میں پھینکتا ہوا بولا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مطلع ابر آلود تھا۔ کبھی دھوپ اور کبھی چھاؤں.... بعض اوقات موٹی موٹی بوندیں بھی آجاتیں.... لیکن بس پل بھر کے لئے۔!

صفدر کی گاڑی نیچے موجود تھی۔

"کیا میں اپنی گاڑی میں چلوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کیا ضرورت ہے؟" صفدر نے اس کے لئے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ عمران گاڑی میں بیٹھ گیا! صفدر ڈرائیو کر رہا تھا۔ اُس نے کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا، جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"میں آپ کو فکرمند دیکھ رہا ہوں۔!" صفدر نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"یقیناً....! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ سی بریز جانے سے کیا فائدہ....!"

"تو پھر آپ ہی کوئی فائدہ مند تدبیر سمجھایئے۔!"

"ایک تسلے میں پانی بھرو.... اور چائے کی پیالی ہاتھ میں لے کر اُس کے قریب بیٹھ جاؤ اور ٹیبل فین کا رخ اپنی طرف کر کے فل اسپیڈ پر چلا دو۔!"

"کیا بات ہوئی۔؟"

"تسلے بھر پانی سمندر کا بدل.... پنکھے کی تیز ہوا سمندری ہوا کا بدل! اور چائے....! چائے کا بدل تو دریافت ہی نہیں ہو سکا.... ہاں دیکھو وہ آگے ڈینہم لاج ہے.... اُس کے سامنے گاڑی روک دینا اور اتر کر بونٹ اٹھانا.... پھر میں دیکھوں گا کہ انجن میں کیا خرابی واقع ہوئی ہے۔!"

"خرابی....؟.... میری گاڑی کا انجن بالکل ٹھیک ہے۔!"

"نادانی کی بات نہ کرو.... میں تم سے بڑا مستری ہوں....! ہوں.... ہوں.... روکو.... روکو.... ٹھیک.... بالکل ٹھیک.... انجن بند نہ کرو، چلو اترو.... اور اُٹھاؤ بونٹ....!"

صفدر اُسے گھورتا ہوا گاڑی سے اُتر گیا.... پھر وہ بونٹ اٹھا ہی رہا تھا کہ عمران بھی قریب آگیا.... اور جھک کر ایکسی لیٹر کے اسپرنگ پر زور آزمائی کرنے لگا....!

"کیا کر رہے ہیں آپ.... والوز جل جائیں گے۔!"

"چلو اب.... انجن بند کردو.... میں ابھی ٹھیک کیے دیتا ہوں!"

"آخر بات کیا ہے۔؟"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے.... تم انجن بند کردو۔!"

"اچھا خاصا موڈ چوپٹ کردیا آپ نے!" صفدر بڑبڑاتا ہوا ڈیش بورڈ کی طرف آیا اور سوئچ آف کر کے وہیں کھڑا عمران کو گھورتا رہا!

عمران ڈسٹری بیوٹر کی کیپ اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ....؟"

"کرنٹ برابر نہیں ہے....!"

"کمال ہو گیا.... تو پھر انجن۔!"

"بس بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا.... تم ابھی بچے ہو۔!"

"عمران صاحب۔!"

"میرے کان نہ کھاؤ.... ورنہ.... یہ گاڑی کسی دن تمہیں جہنم میں پہنچا دے گی۔"

صفدر دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔!

کبھی غصہ آتا اور کبھی حیرت ہوتی۔ پھر اچانک اسے یاد آیا کہ عمران نے گاڑی روکنے کے لئے جگہ کی بھی تو نشان دہی کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ ڈینہم لاج کے سامنے گاڑی روکنا اگر انجن کی آواز سے اس نے کوئی خرابی محسوس کی تھی تو گاڑی اسی جگہ رکوا دیتا۔ ڈینہم لاج تک کیوں آتا۔!

اس نے کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا۔ وہ بڑے انہماک سے انجن کی طرف متوجہ تھا۔!

صفدر نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔ ایک سگریٹ منتخب کی اور اسے سلگانے لگا۔!

اتنے میں ایک گاڑی اور آ کر اسی جگہ رک گئی! جسے محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ انجن بند کر کے گاڑی سے اترا لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی اُسے ٹھٹک جانا پڑا تھا۔!

صفدر نے محسوس کیا کہ اُس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔

فیاض آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ عمران کی پشت اُس کی طرف تھی اور وہ اب بھی انجن پر ہی جھکا ہوا تھا۔

صفدر نے دونوں کو باری باری دیکھا اور گاڑی کی پشت کی طرف ٹہل گیا۔

فیاض پہلے کھنکارا تھا اور پھر غصیلی آواز میں بولا تھا۔

"کیا ہو گیا....؟"

"بٹر فلائی....!" عمران نے اپنی پوزیشن میں کوئی تبدیلی کیے بغیر کہا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔!" فیاض اُس کی کمر تھپتھپا کر بولا۔

"ہائیں.... اوہو.... اَمے.... تم کہاں۔!" عمران اُس کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے سے

خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔!

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔!"

"بٹر فلائی۔!"

"ہوشمندی کی باتیں کرو!"۔

"کاربوریٹر کی بٹر فلائی گڑبڑ کر رہی ہے۔!"

"یہیں.... اسی جگہ آ کر اُس کی گڑبڑ کا احساس ہوا ہے۔!"

"پھر کہاں ہوتا۔ سوپر فیاض....!"

"میں کہتا ہوں اب تم یہ حرکتیں ترک کر دو.... ورنہ....!"

"تو گویا میں نے کوئی حرکت کی ہے، بٹر فلائی کے ساتھ!"

"تم بار بار بٹر فلائی کا حوالہ کیوں دے رہے ہو!" فیاض آنکھیں نکال کر بولا!

"تو پھر تم ہی بتاؤ کیا کہوں۔؟"

"عمران اگر تم نے میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کی تو اچھا نہ ہوگا۔!"

"اگر اس گاڑی کا کاربوریٹر تمہارا معاملہ ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔!"

"مجھے اس پر مجبور نہ کرو کہ میں کسی مکینک کو بلوا لوں۔!"

"خدا کے لئے بلوا لو.... جلدی سے.... میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا کہ کیا معاملہ کاربوریٹر کا ہے یا ڈسٹری بیوٹر کا۔!"

فیاض کھڑا نچلا ہونٹ چباتا رہا۔! صفدر نے یہی مناسب سمجھا کہ گاڑی کی پشت ہی پر قیام کرے!

"اچھی بات ہے.... میں دیکھوں گا تمہیں۔!" فیاض نے کہا اور ڈینہم لاج کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔!

صفدر نے اسے کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے دیکھا اور عمران۔ وہ تو پھر اس طرح انجن کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔!

صفدر اُس کے قریب آیا۔ چند لمحے خاموش کھڑا رہا پھر بولا۔

"کیا قصہ ہے جناب۔؟"

"ارے تم پھر کان کھانے لگے۔!" عمران نے سیدھے کھڑے ہو کر اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بتانا پڑے گا۔! فیاض بہت غصے میں معلوم ہوتا تھا۔"

"ہم کو غصے پہ.... کیا آتا ہے؟.... بھول گیا۔ اللہ مالک ہے.... اب تو یہ گاڑی....!"

"گاڑی کی بات مجھ سے نہیں چلے گی۔!"

عمران تن کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر اُسے گھورتا رہا پھر غصیلی آواز میں بولا۔ "جاؤ اسی نامعقول کے پیچھے۔!"

"عمران صاحب ہم سی بریز جانے کے لئے نکلے تھے۔!"

"کچھ دیر اور ٹھہرو تو لانگ بیچ کیلیفورنیا چلے چلیں گے۔!"

میرا سر بھاری ہو رہا ہے.... جلدی سے جلدی چائے پینا چاہتا ہوں۔!"

"ارے.... سر بھاری ہو رہا ہے.... متلی تو نہیں ہوتی.... ضرور ہوتی ہوگی اور کھٹی چیزوں کے ساتھ ہی بھنی ہوئی ملتانی مٹی کو جی چاہتا ہوگا۔!"

"عمران صاحب....!"

"عمران صاحب کا اس میں کوئی قصور نہیں ہو سکتا۔!"

"اچھا تو آپ یہیں کھڑے رہیے.... میں جارہا ہوں....!" صفدر سڑک پار کر کے دوسری طرف چلے جانے کی دھمکی دیتا ہوا بولا۔

"ارے اپنا یہ جنجال کس پر چھوڑے جارہے ہو!" عمران نے گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دلچسپی کا مشغلہ آپ کے ہاتھ آگیا ہے!" صفدر رک کر ناخوشگوار لہجے میں بولا۔ "مجھے تو اب جانے ہی دیجئے۔!"

"یہ ڈھول میں اپنے گلے میں لٹکا سکوں گا اگر اُس نے سچ مچ کسی مکینک کو بلوا ہی لیا تو پھر میں اللہ میاں کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاؤں گا۔"

"آپ چاہتے کیا ہیں؟۔"

"اپنی گاڑی سنبھالو.... اور رفوچکر ہو جاؤ۔!"

"یعنی کہ.... کیا مطلب....!"

میرے ساتھ ہی تم بھی دھر لئے جاؤ گے، ورنہ چلے جاؤ۔ دیکھا نہیں کپتان صاحب یہاں پھن گاڑھے کھڑے ہیں۔!"

"کوئی خاص بات۔!" صفدر نے مسکرا کر پوچھا۔

عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میرے مقدر میں عام باتیں کہاں۔ جاؤ اچھے بچوں کی طرح کھسک جاؤ! واپسی پر شکر قند لاؤں گا تمہارے لئے....!"

صفدر کے چہرے پر عجیب سے آثار نظر آئے۔ غصے اور کھسیاہٹ کا عجیب سا امتزاج تھا۔!

اس نے آگے بڑھ کر بونٹ گرایا اور ذرا ہی سی دیر میں اسٹیرنگ وہیل سنبھال لیا۔!

انجن اسٹارٹ کرتے وقت آنکھ اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا تک نہیں۔ ویسے عمران بالکل اسی طرح گاڑی کے قریب مؤدب کھڑا تھا جیسے کوئی اردلی اپنے صاحب کو رخصت کر رہا ہو....

گاڑی کے حرکت میں آتے ہی اُس نے ہاتھ اٹھا کر صفدر کو سلام بھی کیا تھا....!

گاڑی تیزی سے آگے بڑھی اور اگلے ہی چوراہے سے بائیں جانب مڑ گئی۔!

عمران وہیں کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔! پھر وہ فیاض کی گاڑی کی طرف مڑا۔

فیاض خود ہی ڈرائیو کرتا تھا۔!

پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اطمینان سے سیٹ پر جم گیا۔ جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور ایک پیس منہ میں ڈال کر آہستہ آہستہ کچلتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ڈینہم لاج کی کمپاؤنڈ کا پھاٹک پھر کھلا اور فیاض ایک بوڑھے سفید فام غیر ملکی کو سہارا دیتا ہوا باہر نکلتا دکھائی دیا۔!

عمران نے بوکھلا کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور خود بھی نیچے اُتر کر اس طرح فیاض کی طرف جھپٹا جیسے اُس ضعیف آدمی کو سنبھالنے میں اُس کی مدد کرنا چاہتا ہو۔!

ان دونوں کے پیچھے ایک شعلہ جوالہ تھی! نارنجی بلاؤز اور سفید اسکرٹ میں اس کا دمکتا ہوا چہرہ سچ مچ شعلہ ہی لگ رہا تھا۔ بلاؤز ہی کے رنگ کی گہری لپ اسٹک چہرے کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا سبب بنی تھی۔!

عمران کو اس طرح اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر فیاض کا چہرہ حیرت سے دنگ رہ گیا۔ پھر بھنویں تن گئیں.... اس نے بڑی سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے تھے! عمران نے بائیں جانب سے بوڑھے کو

تھام لیا۔! فیاض کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا تھا۔!

عمران نے گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور بوڑھے کو سنبھالے ہوئے خود بھی گاڑی میں گھستا چلا گیا۔! فیاض کا چہرہ غصہ کے مارے معمول سے بڑا لگنے لگا تھا۔ لیکن وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے چپ چاپ اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ لڑکی اس کے برابر بیٹھ گئی تھی۔

عمران اس طرح بوڑھے کی طرف دیکھے جا رہا تھا جیسے اُسے اس کے آرام کا بڑا خیال ہو اور وہاں اس کی موجودگی کا مقصد بھی یہی ہو کہ وہ اُسے سنبھالے رہے۔۔۔۔!

فیاض کی کار تیز رفتاری سے ایئر پورٹ والی سڑک پر اُڑی جا رہی تھی۔ دفعتاً لڑکی نے فیاض سے کہا۔ "مناسب یہی ہو گا کہ ہم کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں۔!"

"ہوں۔۔۔۔اُوں۔۔۔۔!" فیاض اس کے علاوہ اور کچھ نہ بولا۔

"لیکن شاید ہم دوسرا راستہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں!" لڑکی نے کہا

"ادھر ہی سے چلتے ہیں۔ بے فکر رہو۔!"

مطلع صبح ہی سے ابر آلود رہا تھا۔ اس وقت گہرے بادل اٹھے تھے اور کسی گوشے سے بھی آسمان نہیں دکھائی دیتا تھا۔! دفعتاً بڑی بڑی بوندیں آئیں اور موسلادھار بارش شروع ہو گئی!

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں کھڑکیوں کے شیشے چڑھا دیئے۔ گاڑی کی رفتار بھی کم کر دی گئی!

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔!" لڑکی مضطربانہ انداز میں بولی۔

"تم خواہ مخواہ کسی وہم میں مبتلا ہو گئی ہو۔۔۔۔اور۔۔۔۔!"

فیاض مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ گاڑی کے نیچے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور گاڑی سڑک کے نیچے اترتی چلی گئی! فیاض نے بڑی پھرتی سے بریک لگائے لیکن پھر بھی جھٹکا ایسا ہی تھا کہ گاڑی الٹتے الٹتے رہ گئی۔۔۔۔!

عمران فیاض سے پہلے ہی سنبھلا تھا۔ لیکن بیکار کیونکہ اتنی دیر میں نہ صرف ایک دوسری گاڑی برابر آ کر رکی بلکہ اس کی کھڑکی سے ایک ٹامی گن کی نال جھانکنے لگی تھی۔!

"کسی نے بھی اپنی جگہ سے جنبش کی تو فائرنگ شروع کر دی جائے گی برابر والی گاڑی سے کسی نے چیخ کر کہا۔

بارش اتنی دھواں دھار ہو رہی تھی کہ دو چار گز کے فاصلے کی چیزیں بھی نہیں دکھائی دے رہی تھیں۔! برابر والی گاڑی سے تین آدمی اترے۔ ان میں سے بھی ایک نے ٹامی گن چھتیار رکھی تھی۔ دوسری گاڑی کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی!

دو آدمیوں نے بوڑھے کو گاڑی سے کھینچ کر نکال لیا۔!

"بھئی۔۔۔۔رسید تو دیتے جاؤ۔!" عمران ہکلا ہکلا کر بولا۔

فیاض بے حس و حرکت بیٹھا تھا۔!

ٹامی گن والے نے اُس کی کھڑکی کے قریب جا کر کہا۔

پچھلا پہیہ ختم ہو چکا ہے۔۔۔۔اس لئے دانشمندی کا تقاضہ یہی ہونا چاہئے۔۔۔۔!"

جس دروازے سے بوڑھے کو کھینچ کر نکالا گیا تھا وہ ابھی تک کھلا ہی ہوا تھا۔!

عمران نے کنکھیوں سے دوسری گاڑی کی طرف دیکھا اس کی کھڑکی سے اب تک ٹامی گن کی نال دکھائی دے رہی تھی۔!

اس نے بڑی پھرتی سے باہر چھلانگ لگائی! گولیوں کی بوچھاڑ اس کے اوپر سے دوسری طرف نکل گئی تھی۔!

عمران اس آدمی پر جا پڑا جو فیاض کی کھڑکی کے قریب کھڑا تھا۔ ایسا شدید حملہ تھا کہ وہ عمران کے نیچے نہ صرف دب کر رہ گیا بلکہ ٹامی گن بھی عمران کے ہاتھ آ گئی۔!

مغلوب کو اُسی طرح دبوچے ہوئے اُس نے فیاض کی گاڑی کے نیچے سے دوسری گاڑی کے ٹائروں پر فائرنگ شروع کر دی۔!

دفعتاً فیاض عمران پر آ گرا اور وہ لڑکی فیاض پر گری۔۔۔۔!

"اور اب یہ گاڑی بھی اپنے اوپر رکھ لو۔!" عمران نیچے سے کراہا۔

ادھر دوسری گاڑی سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی کسی کو ذبح کر رہا ہو۔!

عمران بمشکل اس ڈھیر سے نکل سکا۔۔۔۔دوسری گاڑی سے اب فائر نہیں ہو رہے تھے۔!

عمران نے فیاض سے کہا۔ "اپنے نیچے والے کو سنبھالو ورنہ ہاتھ سے جائے گا۔۔۔۔اُوپر والی کی فکر نہ کرو۔۔۔۔!"

پھر وہ زمین پر گھسٹتا ہوا کیچڑ میں لت پت دوسری گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔!

فیاض نے مغلوب کی گردن میں قینچی ڈال دی اور لڑکی اب اُس پر سے پھسل کر دوسری طرف جاپڑی تھی۔!

عمران نے دوسری گاڑی کے دوسرے جانب والے پہیوں پر بھی فائرنگ کی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ حملہ آوروں کے اگلے قدم کے بارے میں معلوم ہو سکے لیکن دوسری طرف سناٹا ہی رہا۔!

پھر تھوڑی ہی دیر بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ حملہ آوروں کی گاڑی میں ایک لاش کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ وہ فرار ہو چکے تھے۔! اور وہ لاش اسی بوڑھے اور علیل غیر ملکی کی تھی جسے فیاض کی گاڑی سے زبردستی اٹھالیا گیا تھا!

اُس کی گردن کسی دھاردار آلے سے کاٹ دی گئی تھی۔!

عمران پھر فیاض کی طرف پلٹ آیا! وہ ابھی تک اس حملہ آور سے گتھا ہوا تھا جس سے عمران نے ٹامی گن چھینی تھی۔ اس نے اس کی لگائی ہوئی قینچی کا توڑ کر لیا تھا اور نکل بھاگنے ہی والا تھا کہ عمران نے ٹامی گن کی دو ضربیں اس کے سر پر لگائیں.... اور وہ فیاض کے بازوؤں میں جھول گیا۔

"پھینک دو۔!" عمران بولا۔

فیاض اُسے ایک طرف دھکیل کر لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا جو گاڑی کے نیچے رینگ گئی تھی۔!

"وہ بہت آرام سے ہے۔ میری سنو....!" عمران نے فیاض کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"ہوں۔ کیا ہے۔؟"

"بوڑھے کو قتل کر کے.... وہ فرار ہو گئے۔!"

"کیا....؟" فیاض بوکھلا کر حملہ آوروں کی گاڑی کی طرف بھاگا۔ اور عمران جُھک کر بیہوش حملہ آور کو اٹھانے لگا۔!

دفعتاً فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔ "یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔؟"

"تو انہیں گاڑی کے نیچے ہی رہنے دوں۔!"

"عمران خدا کے لئے بور مت کرو.... میں اس حادثے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ان لوگوں کا وہم سمجھا تھا۔!"

"اب کیا کرو گے۔؟"

"میری گاڑی کا وائرلیس سسٹم خراب ہو گیا ہے"۔ فیاض بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم یہیں ٹھہرو۔ اسپیئر وہیل موجود ہے۔!"

"وہ تم ہی لگانا۔!" عمران سر ہلا کر بولا

اس کے بعد فیاض نے لڑکی کو گاڑی کے نیچے سے نکالا تھا اور خود ہی فالتو پہیہ لگانے بیٹھ گیا تھا۔

بارش کے زور کا وہی عالم تھا....! عجیب اتفاق تھا کہ اس دوران میں کوئی اور گاڑی بھی اُدھر سے نہیں گذری تھی۔!

پہیہ لگانے کے بعد فیاض عمران کے قریب آکر بولا۔ "میں اس قیدی سمیت جارہا ہوں۔!"

"لڑکی اور لاش کی نگرانی تمہارے ذمے.... تم اُن لوگوں کی گاڑی میں بارش سے بھی محفوظ رہ سکو گے۔!"

"لاش سر آنکھوں پر لیکن لڑکی کی ذمہ داری میں نہیں لے سکتا"۔ عمران کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"عمران خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کرو۔ میں بڑی دشواری میں پڑ گیا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تمہارے لئے یہ بھی سہی!"

لڑکی بوڑھے کی لاش دیکھ کر چکرائی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

"اب دیکھو....!" عمران مسمسی صورت بنا کر بولا۔ پھر جلدی سے سر ہلا کر کہا۔ "چلو ٹھیک ہے.... لڑکی اگر ہوش میں ہو تبھی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔!"

فیاض انہیں حملہ آوروں کی گاڑی میں چھوڑ کر وہاں سے چل دیا۔ عمران کچھ دیر تو گاڑی میں بیٹھا رہا پھر نیچے اُتر آیا۔!

ٹامی گن اس نے اپنے کوٹ کے اندر چھپالی اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے تھے۔!

دس منٹ بعد بارش کم ہو گئی! اِکا دُکا گاڑیاں اُدھر سے گذرتی رہیں لیکن کسی نے اس گاڑی کی طرف دھیان بھی نہ دیا۔

پچیس منٹ کے اندر اندر وہاں پولیس کی کئی گاڑیاں پہنچ گئیں! عمران نے دور ہی سے ان گاڑیوں کو دیکھا تھا اور بڑی پھرتی سے ٹامی گن کو رومال سے صاف کر کے حملہ آوروں کی گاڑی میں ڈال دیا تھا۔!

کئی بڑے آفیسر گاڑیوں سے اُترے تھے! اور فیاض عمران کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔!

"ٹامی گن کہاں ہے۔!" اس نے اس سے آہستہ سے پوچھا۔

"کیسی ٹامی گن۔!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ جو تم نے اُس آدمی سے چھینی تھی۔!"

"کیپٹن فیاض..! تم خواب تو نہیں دیکھ رہے۔ میں نے کسی سے کوئی ٹامی گن نہیں چھینی تھی۔!"

"عمران بے تکی باتیں مت کرو۔ اچھا ادھر آؤ۔!" وہ اُسے بقیہ لوگوں سے دور لے جاتا ہوا بولا۔

عمران بڑے سعادت مندانہ انداز میں اُس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا تھا!

"میں بڑی دشواری میں پڑ گیا ہوں۔!" فیاض بولا

"کئی بار یہی جملہ دہرا چکے ہو۔!"

"میری دشواری کو سمجھنے کی کوشش کرو۔!"

"ارے سمجھا بھی چکو.... اب مجھے سردی لگ رہی ہے! خود تو کپڑے بھی بدل آئے ہو اور اب برساتی پہنے کھڑے ہو.....!"

"بس تم یہ بیان دینا کہ لڑکی تمہاری دوست ہے! اُس نے تم سے کہا تھا کہ تم اُسے کسی پولیس آفیسر کی حفاظت میں ائیر پورٹ تک پہنچوا دو۔!"

"چلو.... سمجھ گیا....؟"

"لڑکی کا پورا نام ایوا گرین ہے۔ تم تین ماہ سے اُسے جانتے ہو۔ دوستی تھی!"

"اور وہ بوڑھا۔"

"اس کا باپ تھا.... فورسٹر گرین.... پروفیسر فورسٹر گرین۔!"

"چلو یہ بھی سمجھ میں آگیا۔!"

"بس اتنا کافی ہے! تم میرے دوست ہو! تم نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اس سلسلے میں تمہاری مدد کروں۔!"

"اور تم نے مدد کر کے اس لڑکی کو یتیم کر دیا۔!"

"سنجیدگی اختیار کرو۔ اس کے بعد تم جو کچھ چاہو گے وہی ہوگا۔!"

"ٹھیک ہے۔! لیکن اگر میرے اس بیان کے بعد مزید پوچھ گچھ ہوئی تو؟"

"ہاں....ہاں.... لیکن معاملہ چونکہ ایک سفارت خانے کا ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہاں کے عملے کے کچھ لوگ بھی اس وقت موجود ہوں۔!"

"بیان لو گے کب۔؟"

"بس یہاں سے چل کر۔!"

"میرا خیال ہے کہ میں دوسروں سے الگ ہی الگ رہوں۔ جب یہاں سے روانگی ہو گی چپ چاپ تمہاری گاڑی میں بیٹھ جاؤں گا۔ کیا خیال ہے؟!"

"چلو یونہی سہی.... ٹامی گن کہاں ہے؟"

"اسی گاڑی میں ڈال دی تھی۔!"

"اچھی بات ہے...." فیاض نے کہا اور عمران کو وہیں چھوڑ کر پھر گاڑی کی طرف چل پڑا۔

بارش تھم چکی تھی.... عمران آہستہ آہستہ سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف کھسکتا رہا....! جیسے ہی دوسرے کنارے پر پہنچا۔ ایک بس ٹھیک اُسی جگہ آر کی دوسرے ہی لمحے میں عمران بس کے اندر تھا۔

بس چل پڑی اور جب کنڈیکٹر اس کے قریب پہنچا تو اس نے یہ معلوم کئے بغیر کہ بس کہاں جائے گی، چونی اُس کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا "انیس پیسے والا۔!"

O

صفدر اطمینان سے بیٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔!

دوسری طرف سے اُس کا چیف ایکس ٹو بول رہا تھا۔!

"کیپٹن فیاض کو عمران کی تلاش ہے.... دو گھنٹے کے اندر اندر رپورٹ دو کہ اس تلاش کا کیا مقصد ہے۔!"

"میں نے عمران صاحب کو ڈینہم لاج کے سامنے چھوڑا تھا"۔ صفدر نے کہا اور عمران کی کہانی دُہرا دی۔!

"نعمانی اور خاور کو ڈینہم لاج کی نگرانی پر لگا دو۔!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔!

"بہت بہتر جناب۔!"

"کوشش کرو کہ تمہارا اور فیاض کا سامنا ہو جائے۔ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ ہی میں موجود ہے۔!"

"تو کیا میں وہیں جاؤں۔؟"

"بہتر یہی ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے طویل سانس لی۔!

اب پھر کسی قدر بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔!

بیس منٹ بعد اس کی گاڑی اس عمارت کے سامنے رکی جس میں عمران کا فلیٹ تھا۔!

دروازے پر دستک دیتے وقت بھی اس نے کیپٹن فیاض کی غراہٹ سنی تھی۔ سلیمان نے دروازہ کھول کر عمران کی عدم موجودگی کی اطلاع دی! لیکن صفدر اسے پیچھے ہٹاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔!

"کہاں ہیں وہ حضرت؟ میری گاڑی تباہ کر دی!" اُس نے گرج کر سلیمان سے پوچھا۔ پھر فیاض پر نظر پڑتے ہی ساکت رہ جانے کی ایکٹنگ کی!

"عمران کہاں ہے؟" فیاض نے اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔!

"اگر مجھے معلوم ہوتا تو یہاں کیوں آتا؟"

"تم دونوں ڈینہم لاج کے سامنے کیوں رُکے تھے۔!"

"سب سے پہلے تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ اپنا لہجہ اور طرز تخاطب درست کیجئے اس کے بعد ہی کسی قسم کی گفتگو ہو سکے گی!"

"جی۔۔۔؟"

"جی ہاں۔!"

"حلقے کے تھانے میں لے جا کر پوچھ گچھ کروں گا۔!"

"اُب مجھے اپنے مشیر قانونی کو فون کرنا پڑے گا۔۔۔ سلیمان۔۔۔ فون کہاں ہے۔۔۔!"۔

"لائن خراب ہے صاحب۔۔۔ کل سے۔!" سلیمان نے جواب دیا۔

فیاض اُسے گھورتا رہا

"تو پھر میں کہیں اور دیکھتا ہوں!" صفدر کہتا ہوا دروازے کی طرف مڑا۔

"ٹھہریئے۔!" دفعتاً فیاض بولا لہجہ اب بھی تیز ہی تھا۔

صفدر رک کر اُس کی طرف مڑا۔

"یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ ایک غیر ملکی سفارت خانے کے ایک مہمان کا قتل ہو گیا ہے!

"میں قانون سے تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں!"

"تو پھر مجھے بتایئے کہ عمران کہاں ہے؟"

"میں خود ہی ان کی تلاش میں ہوں۔۔۔ میری گاڑی۔۔۔!"

"کون ڈرائیو کر رہا تھا اُسے؟"

"میں۔۔۔!"

"وہیں کیوں روکی تھی گاڑی۔!"

"صاحب انہوں نے روکو روکو کا نعرہ لگایا تھا اور مجھے اضطراری طور پر بریک لگانے پڑے تھے! انہوں نے کہا کہ انجن کی آواز کسی خرابی کا اعلان کر رہی ہے اور پھر بونٹ اٹھا کر۔!"

"کہاں جا رہے تھے؟"

"میں انہیں سی بریز لے جانا چاہتا تھا۔!"

"کیوں؟"

"بس یونہی تفریحاً۔!"

"پھر وہ وہاں تنہا کیوں رہ گیا تھا!"

"مجھ سے کہا تھا کہ میں گاڑی کو کسی ورکشاپ میں لے جاؤں اور وہ ٹیکسی میں گھر چلے جائیں گے!"

"میں آپ کا تحریری بیان لینا چاہتا ہوں اور ہاں آپ کی گاڑی کسی ورک شاپ میں ہے؟"

صفدر نے اُسے ورکشاپ کا پتہ بتاتے ہوئے کہا۔ "ڈسٹری بیوٹر اور کاربوریٹر میں کچھ خرابیاں تھیں مکینک نے بتایا کہ دو چار میل چلنے کے بعد گاڑی کھڑی ہو جاتی!"

فیاض نے اپنی نوٹ بک نکالی اور اُس کا بیان لکھتا رہا۔

"مجھے یہیں رُک کر اُن کا انتظار کرنا پڑے گا!" صفدر نے اپنے بیان کے نیچے دستخط کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں آپ کو اس کا انتظار کیوں ہے؟"

"یہ قطعی نجی معاملہ ہے جناب!"

"خیر.... خیر۔"

صفدر نے جیب سے سگریٹ نکال کر اُسے پیش کیا۔

"شکریہ! میں اپنا ہی برانڈ پیتا ہوں!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

سلیمان بُرا سا منہ بنائے کھڑا تھا۔ صفدر نے اُس سے چائے کے لئے کہا۔!

"شکر نہیں ہے صاحب!"

"یہ کیا بات ہوئی۔!"

"صاحب کہتے ہیں میں ایک شوگر بینک قائم کرنے والا ہوں۔ وہیں سے اُدھار لایا کرنا۔!"

"اَبے تو کیوں اپنی زندگی برباد کر رہا ہے یہاں۔!" فیاض نے اس سے کہا۔

"بس کپتان صاحب یہی نہ کہئے گا!"

اتنے میں جوزف اندر آیا.... کہیں باہر سے آیا تھا.... اور وہ اُن کی طرف توجہ دیئے بغیر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

فیاض کی گھورتی ہوئی آنکھیں اُس کا تعاقب کرتی رہی تھیں۔!

"کیا کیا جانور پال رکھے ہیں۔!" وہ صفدر کی طرف دیکھ کر بولا۔

اس دوران میں صفدر نے سلیمان کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا اور اُس نے فوری طور پر تعمیل کی تھی!

"میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کی دوستی کافی پُرانی ہے!" فیاض نے کچھ دیر بعد صفدر سے کہا۔

"جی ہاں۔!"

"آپ کا مشغلہ کیا ہے۔؟"

"ایک "فارورڈنگ اینڈ کلیئرنگ ایجنسی" چلا رہا ہوں۔!"

"عمران سے کس طرح تعلقات ہوئے تھے!"

"یہ تو یاد نہیں۔!"

"کیا آپ اُسے ہر حال میں برداشت کر لیتے ہیں؟"

"آپ کا یہ سوال بھی عجیب ہے ایسے باغ و بہار آدمی کے سلسلے میں لفظ "برداشت" کسی طرح بھی مناسب نہیں۔!"

"کبھی کبھی بور بھی کرتا ہے!"

"مجھے تو اس میں بھی دلچسپی ہی نظر آتی ہے!"

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی!

صفدر نے اُٹھ کر دروازہ کھولا! سامنے ایک وجیہہ نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بندر بھی تھا۔ نوجوان نے ایک بڑا سا سوٹ کیس بھی سنبھال رکھا تھا!

"کیا علی عمران صاحب تشریف رکھتے ہیں!" اس نے پوچھا۔

"جی نہیں۔!"

"میں ایک طرح سے ان کا مہمان ہوں!" نوجوان بولا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔

"وہ مجھے نہیں جانتے لیکن مجھے ہدایت ملی ہے!" وہ بندر کی طرف دیکھ کر خاموش ہوگیا۔

بندر سوٹ کیس پر ہاتھ مار مار کر کسی قسم کے اشارے کئے جا رہا تھا....!

"ہاں.... ہاں....!" نوجوان بندر کو مخاطب کر کے بولا۔ "میں سمجھ رہا ہوں.... بیٹھنا بھی تو نصیب ہو!"

"تو پھر.... آپ اندر تشریف لائیے!" صفدر نے نوجوان سے کہا۔

وہ بندر سمیت اندر داخل ہوا۔ فیاض نے اُسے تیکھی نظروں سے دیکھا تھا اور پھر بندر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

وہاں کئی خالی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک پر بندر بڑے سلیقے سے بیٹھ گیا!

کمرے کی فضا پر گہرا سکوت طاری تھا۔

نوجوان نے سوٹ کیس فرش پر رکھ دیا تھا اور اَب اُسے کھول رہا تھا۔ اُس نے صفدر سے کہا

"تمباکو نوشی کا عادی ہے.... دیر سے نہیں ملی.... مضطرب ہے....!"۔

صفدر نے دیکھا کہ وہ سوٹ کیس سے پائپ اور تمباکو کی پاؤچ نکال رہا ہے۔!

اس نے وہ چیزیں بندر کی طرف بڑھا دیں....!

بندر پاؤچ سے تمباکو نکال کر پائپ میں بھرنے لگا.... فیاض متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام راحیل ہے....!" نووارد نے کہا۔

"عمران صاحب کو کب سے جانتے ہیں۔!" صفدر نے پوچھا۔

"میں ان سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہوں!"

"کسی نے بھیجا ہوگا!" صفدر بولا۔

"یہ سب کچھ میں انہیں ہی بتا سکوں گا!"۔

ذرا ہی سی دیر میں سلیمان اور جوزف بھی وہیں آ پہنچے.... جوزف حیرت سے منہ پھاڑے بندر کو دیکھ رہا تھا! بندر بڑے اطمینان سے پائپ پیتا رہا۔

پتہ نہیں کیوں فیاض کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے اَب وہاں اس کا ٹھہرنا توہین آمیز ہو!۔

"میں جا رہا ہوں.... کہہ دینا...." اس نے سلیمان سے کہا۔ "جیسے ہی یہاں پہنچے اُسے میرے پاس پہنچنا چاہئے!"۔

سلیمان نے سر ہلا کر تعمیل حکم کا وعدہ کیا۔ فیاض بڑے طنطنے کے ساتھ باہر گیا تھا!

"یہ بندر ہے یا...." سلیمان نے کچھ کہنا چاہا لیکن جوزف نے خوفزدہ انداز میں اُسے چپ کرا دیا!

"کیوں....؟ کیا یہ تیرا چچا لگتا ہے؟" سلیمان بھنا کر بولا۔

جوزف اپنا منہ پیٹنے لگا.... اور.... پھر دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں....!

"سچ مچ اس کا چچا ہی معلوم ہوتا ہے!" سلیمان بولا۔

"بڑی اچھی ٹریننگ دی ہے آپ نے....!" صفدر نے راحیل سے کہا۔

"میرے فرشتے بھی نہیں دے سکتے۔!"

"پھر۔؟"

"بڑی حیرت انگیز کہانی ہے جناب! لیکن علی عمران صاحب ہی کو سنا سکوں گا!"

"کیا آپ ان سے کسی قسم کی مدد چاہتے ہیں!"

"مدد.... ہرگز نہیں جناب.... بھلا مدد کیوں۔؟"

"تو آپ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے!"۔

"مجھے بے حد افسوس ہے.... میں اخلاقاً مجبور ہوں!"

"کوئی بات نہیں.... لیکن یہ بتانا دشوار ہے کہ عمران صاحب کب واپس آئیں گے!"

"کیا شہر سے باہر گئے ہیں!"

"یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا مجھے واپس جانا ہے۔!"

"آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

"سردار گڈھ کے مضافات سے سمجھ لیجئے!"

"کسی نے بھیجا ہے آپ کو۔؟"

"کسی نے بھی نہیں! ایک وصیت نامے کے تحت مجھے یہاں آنا پڑا ہے۔!"

"وصیت نامے کے تحت۔!"

"جی ہاں....!"

صفدر نے اُسے سگریٹ پیش کیا جو شکریئے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ اس کے بعد اُس نے سلیمان کو الگ لے جا کر کہا۔ "یہ بے چارہ بہت دُور سے آیا ہے.... کم از کم چائے اور کھانے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ضرور پیش کرو۔!"

"بہت اچھا صاحب! وہ تو میں نے فیاض صاحب پر اپنی چائے حرام کر رکھی ہے.... ورنہ میرا صاحب تو حاتم طائی ہے.... اور وہ اس وقت غسل خانے میں ہے....!"

"کیا مطلب۔؟"

"فیاض صاحب کی موجودگی میں پچھلی طرف والے زینوں سے آئے تھے اور جیسے ہی میں نے فیاض صاحب کی موجودگی کی اطلاع دی تھی غسل خانے میں چلے گئے تھے اب بھی وہیں مقیم ہیں۔!"

صفدر جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا اور بڑھ کر غسل خانے کا دروازہ پیٹ ڈالا، اندر سے صرف کھنکارنے کی آوازیں آتی رہیں!۔

صفدر دروازہ پیٹتا ہی رہا آخر اندر سے جھلائی ہوئی آواز آئی!

"کیا اب میں بھیرویں سناؤں؟"

"جی نہیں! باہر تشریف لائیے۔ وہ چلا گیا!"

عمران نے باہر نکل کر کہا۔ "الحمدللہ...."

"پسند نہیں آئی یہ بات۔!" صفدر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"پولیس والوں سے بات کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی غسل خانے میں بیٹھا رہے"۔

"دو مہمان بھی ہیں۔!" سلیمان نے خشک لہجے میں اطلاع دی۔

"مہمان۔!"

"جی ہاں۔!"

"ابے کیوں مذاق کرتا ہے! مہمانوں کے یہاں بھی کہیں مہمان آیا کرتے ہیں!"

"خود دیکھ لیجئے جا کر۔!"

عمران نے سوالیہ نظروں سے صفدر کی طرف دیکھا۔

"راحیل نام ہے۔ سردار گڈھ کے مضافات سے آیا ہے! ایک ٹرینڈ قسم کا بندر بھی ساتھ ہے!"

"اللہ بڑی قدرت والا ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اُود بلاؤ کی میزبانی بھی میرے لئے مقدر کر سکتا ہے.... چلئے....!"

وہ مردہ چال سے ڈرائنگ روم تک آیا!

بندر نے اُسے دیکھ کر حلق سے عجیب سی آواز نکالی اور پائپ کو سامنے والی میز پر احتیاط سے رکھ کر عمران کی طرف بڑھا۔

عمران اُسے بیگانہ انداز میں دیکھے جا رہا تھا!.... بالکل بچوں کی سی آنکھیں ہو رہی تھیں! حیرت اور مسرت میں ڈوبی ہوئی آنکھیں....!

بندر پہلے تو اُسے چاروں طرف سے سونگھتا پھرا۔ پھر ایک مسرت بھری چہکار کے ساتھ اُچھل کر اس کی گود میں جا چڑھا۔

"برخوردار.... برخوردار....!" کہتا ہوا عمران اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔

بندر نے اپنی تھوتھنی اس کے گال پر اس طرح رکھ دی جیسے پیار کر رہا ہو....!

جوزف رونے کے سے انداز میں اپنی مادری زبان میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"اَبے تو کیوں مرا جا رہا ہے.... میرا منہ چوم رہا ہے یا تیرا...." عمران نے بندر سمیت اس کی طرف مڑ کر کہا۔

جوزف نے چیخ ماری اور گرتا پڑتا وہاں سے بھاگ نکلا۔ سلیمان بے تحاشا ہنس رہا تھا۔

"راحیل سے صفدر نے عمران کا تعارف کرایا...."

"تشریف رکھئے.... تشریف رکھئے....!" عمران بولا۔ "اور اب برخوردار کے اظہارِ محبت سے مجھے نجات دلائیے....!"

"میں کیا کر سکتا ہوں جناب اس سلسلے میں۔!"

"کیا مطلب؟۔"

"یہ آپ کا ہے.... آپ جانیں۔!"

"یاارحم الراحمین۔!"

"آپ تنہائی میں یہ کہانی سننا چاہتے ہیں یا یہیں سناؤں۔!"

"خدا کی پناہ۔! کوئی کہانی بھی ہے۔!"

"جی ہاں.... میں جلد از جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہتا ہوں!"

"اچھا تو آیئے۔!" عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

صفدر اور سلیمان احمقانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تقریباً بیس یا پچیس منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی۔ عمران بے حد.... سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

اس نے راحیل سے کہا۔ "یہاں آپ کا قیام کرنا مناسب نہ ہو گا۔ میں کسی اچھے سے ہوٹل میں آپ کے ٹھہرنے کا انتظام کئے دیتا ہوں....!"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں!"

دروازے پر پھر دستک ہوئی!

"کم اِن۔!" عمران نے گونجیلی آواز میں کہا! اور فیاض کے محکمے کا ایک انسپکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"صاحب نے بلایا ہے!" اُس نے عمران کی طرف دیکھ کر دہقانوں کے سے لہجے میں کہا۔

"اُن سے کہہ دینا.... مہمان آگئے ہیں....!"

"مناسب یہی ہے کہ آپ میرے ساتھ چلے چلیں۔!"

"اگر یہ بات ہے تو وارنٹ لے کر آؤ۔!"

"عمران صاحب....!"

"تمہارے صاحب آج کل بہت اداس رہتے ہیں! مجھے اس کا احساس ہے! لیکن میں فی الحال..!"

عمران خاموش ہو کر بندر کی پیٹھ سہلانے لگا، جو اب بھی اس سے چمٹا ہوا تھا۔!

"آپ خسارے میں رہیں گے....!"

"ویسے ہی کون سی کوٹھیاں کھڑی کرا لی ہیں!"

"تو آپ نہیں چلیں گے۔!"

"ارے کوئی چودھراہٹ ہے ان کی کہ جب چاہا پکڑ بلوایا.... بس آپ جایئے، آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے!" انسپکٹر نے کہا اور باہر چلا گیا۔

صفدر بولا۔ "اب مجھے بھی اجازت دیجئے۔!"

"آپ کی تشریف آوری کا مطلب!"

"جی بس.... یونہی.... یہ اطلاع دینی تھی کہ گاڑی سچ مچ گیراج میں پہنچ گئی۔!"

"الحمد للہ۔!"

کچھ دیر تک خاموشی رہی.... پھر عمران نے سر اٹھا کر صفدر کی طرف دیکھا اور بولا۔ "آپ تشریف نہیں لے گئے ابھی تک۔!"

"اس مہمان کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں....!" صفدر نے بندر کی طرف اشارہ کیا۔

"اس کے بارے میں آپ کیا جاننا چاہتے ہیں۔!"

"کیا پہلے سے بھی اس سے یاد اللہ تھی۔!"

"جناب عالی.... فی الحال میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ آپ کو کیا جواب دوں۔!"

"یہ جس انداز میں آپ سے چمٹا ہوا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے!" صفدر نے کہہ کر راحیل کی طرف دیکھا اور راحیل نے عجیب انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی اور عمران سے بولا۔ "ایک بات اور.... یہ بیئر کی تین بوتلیں روزانہ پیتا ہے۔"

"کون؟" عمران کی آنکھیں اُبل پڑیں۔!

"یہی.... یہی....!" راحیل نے بندر کی طرف انگلی اٹھائی۔

"صاحب! کیا میں اسی لئے پیدا ہوا ہوں۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ عمران کسی فکر مند "والد بزرگوار" کی طرح بڑبڑاتا رہا۔ "ایک مردود ہے.... روزانہ چھ بوتلیں.... اُس پر بھی منہ سیدھا نہیں ہوتا.... اور اب آپ تشریف لائے ہیں۔ چلو اترو۔!

عمران نے بڑی بیزاری سے بندر کو الگ ہٹا دیا.... وہ اس کی گود سے اتر کر پھر اسی کرسی پر جا بیٹھا جس پر پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اَب اُسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً بندر نے پائپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دیا سلائی بھی ساتھ ہی اٹھائی اور پائپ کو سلگانے لگا۔!

"پروردگار.... کیا میرا بیڑا بالکل ہی غرق ہونے والا ہے۔" عمران گڑگڑایا.... "صاحب زادے تمباکو سے بھی شوق فرماتے ہیں۔!"

"کیپسٹن کا تمباکو۔!" راحیل اس کی حالت سے محظوظ ہوتا ہوا بولا۔

"ارے باپ رے۔!" عمران نے دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیا۔

پھر صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلے! صفدر تو اسی لئے رُک ہی گیا تھا....!

دوسرے کمرے میں پہنچ کر اس نے جیب سے ایک لفافہ نکالا اور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

صفدر نے لفافے سے خط نکال کر پڑھنا شروع کیا لیکن اس کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے کچھ پلے ہی نہ پڑ رہا ہو۔!

آخر کار عمران سے اس نے کہا۔ "میری تو سمجھ ہی میں نہیں آیا۔"

"ان صاحب زادے کو یہ بندر "کوہِ سمرال" کے ایک غار سے ملا تھا.... اور یہ خط انہیں بندر نے ہی دیا تھا۔!"

"لیکن خط لکھا کس نے تھا۔؟"

"اَے میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں! پتہ نہیں کس نے کب کی کسر نکالی ہے"۔

"لکھنے والے کو کم از کم اپنا نام تو لکھنا ہی چاہئے....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر فکر مندی کے آثار تھے۔ پھر یک بیک زور سے ہنس پڑا۔ صفدر نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"جوزف سے اس کا جوڑا لگادوں گا" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اگر چڑیا گھر والوں کی خدمت میں پیش کر دیں تو کیا حرج ہے!"

"نہیں.... نہیں.... نہایت شائستہ اور معاملہ فہم بندر ہے، لڑکیوں کا ایک سکول کھول کر اس کو ہیڈ ماسٹر بنادوں گا۔!"

"پہلے فیاض کو سنبھالنے کی کوشش کیجئے! پتہ نہیں کیا چکر ہے۔!"

"فیاض کے ساتھ صرف ایک ہی چکر ہے۔ اور اسی چکر میں کسی دن مارا جائے گا...."

"آخر بات کیا ہے....؟"

"بات مجھے معلوم ہوتی تو تمہیں ضرور بتادیتا۔!"

دفعتاً باہر سے پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آواز آئی۔!

"میرا خیال ہے کہ فیاض نے کوئی سخت قدم اٹھایا ہے!" صفدر چونک کر بولا۔

عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی! اور وہ دونوں پھر ڈرائنگ روم میں واپس آگئے!

بندر بدستور پائپ لیے بیٹھا تھا اور راحیل کرسی میں نیم دراز اونگھ رہا تھا۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور عمران کی اجازت سے کیپٹن فیاض نے دوبارہ کمرے میں قدم رکھا....!

O

فیاض کے تیور بہت بُرے تھے! ایمرجنسی اسکواڈ کے ساتھ آیا تھا لیکن کمرے میں تنہا ہی داخل ہوا تھا۔

عمران صفدر سے کہہ رہا تھا۔ "تم راحیل صاحب کو شہر دکھادو۔ میری ٹوسٹیر نکال لینا۔ میں ذرا مصروف ہوں ورنہ میں ہی دکھاتا۔"

صفدر اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی راحیل بھی اٹھ گیا۔ عمران نے اپنی گاڑی کی کنجی صفدر کو دیتے ہوئے کہا۔ "تیس چالیس کی رفتار سے زیادہ نہ چلانا بعض اوقات راکٹ ہو جاتی ہے۔!"

وہ دونوں باہر نکل گئے....!

فیاض نے بندر کو تنفر آمیز نظروں سے دیکھا اور عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اس حرکت کا مطلب....!"

"اب بندر نچاؤں گا.... پیشہ معلمی میں کیا رکھا ہے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم وہاں سے بھاگ کیوں آئے تھے!"

"کہاں سے۔!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی!۔

"تم بچ نہیں سکو گے! ٹامی گن فنگر پرنٹ سیکشن کے حوالے کر دی گئی ہے!"

"چرس پینے لگے ہو کیا؟۔"

"عمران۔!"

"جاؤ.... تم اس وقت نشے میں معلوم ہوتے ہو۔!"

"اچھا تو پھر وارنٹ کی نوبت آنے والی ہے!" صفدر کا تحریری بیان میرے پاس موجود ہے۔!"

"اسی حد تک ناکہ اُس نے مجھے ڈینہم لاج کے پاس چھوڑ دیا تھا۔!"

فیاض کچھ نہ بولا! خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا تھا....!

"کیپٹن فیاض.... تمہیں میرا شکر گذار ہونا چاہئے! ورنہ شاید.... تم بھی بوڑھے ہی کی لرح ذبح کر دیئے جاتے....!"

"تمہیں علم کیونکر ہوا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔!"

"یار وہ تو محض اتفاق تھا.... نہ میرے دوست کی گاڑی کا انجن بے تکی آواز نکالتا اور نہ میں اڑی وہاں رکواتا....!"

"تم وہاں رک کیوں گئے تھے....؟"

"دوسرے دوست کی گاڑی سے فائدہ اٹھانے کے لئے....!"

"جہنم میں جھونکو.... کیا تم میرے کہنے کے مطابق بیان نہ دو گے۔!"

"عقل کے ناخن لو فیاض.... کیا وہ لڑکی.... اس پر آمادہ ہو جائے گی۔!"

"میں اُسے آمادہ کرلوں گا....!"

"شائد تمہیں.... گھاس کھا گئی ہے....!"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو..... تمہیں میرے کہنے پر عمل کرنا ہی پڑے گا..... ورنہ بڑی زحمت میں پڑ جاؤ گے.....!"

اتنے میں پھر کسی نے دروازے پر دستک دی!

"کم ان.....!" عمران اونچی آواز میں بولا۔

ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا اور بندر کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔!

"ڈرنے کی ضرورت نہیں..... نہایت شائستہ بندر ہے....." عمران بولا۔

آنے والے نے تہہ کیا ہوا کاغذ فیاض کو دیتے ہوئے کہا۔ "رپورٹ ہے جناب.....!"

فیاض نے کاغذ کی تہیں کھول کر اس پر نظر جمادی! ساتھ ہی اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نظر آئے اس نے آنے والے سے کہا۔ "تم جا سکتے ہو۔!"

پھر اُس نے عمران کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کچا چبا جائے گا۔

"ٹامی گن پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے....." عمران سر ہلا کر بولا۔ "رپورٹ یہی کہہ رہی ہے نا.....! لہٰذا اب نئے سرے سے گفتگو شروع کرو۔!"

فیاض کے چہرے کے تیکھے نقوش ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے۔ آخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم نے ایسے حالات میں ہمیشہ میری مدد کی ہے!"

"لیکن تمہارے اندازِ فکر سے کبھی متفق نہیں ہوا۔!"

"چلو یہی سہی اَب بتاؤ میں کیا کروں..... اُسے یقینی طور پر قتل ہونا تھا۔ اسی لئے تو لڑکی میرے ساتھ ایئرپورٹ جانا چاہتی تھی۔!"

"ملی کیسے تھی۔ کس نے تعارف کرایا تھا۔ بات دوستی ہی کی ہو سکتی ہے، تبھی تو تم ضابطے کی کاروائی کیے بغیر اُسے سی آف کرنے جا رہے تھے۔!"

"کچھ دنوں پہلے وہ مجھے ایک نائٹ کلب میں ملی تھی۔!"

"وہ..... کیا کہتے ہیں اُسے..... خاصی دیدہ زیب ہے۔!"

"اُس کے حسن کی تعریف سننے نہیں آیا....." فیاض پھر جھنجھلا گیا۔

بندر سوٹ کیس کھول کر کچھ تلاش کر رہا تھا..... آخر اُس نے کپڑوں کی تہوں کے نیچے سے ایک بوتل اور کراؤن کارک کھولنے کی کنجی نکالی۔

بیئر کی سربند بوتل تھی..... بوتل کھلتے ہی جوش کھاتا ہوا جھاگ ابل پڑا۔

"یہ کیا بلا ہے.....!" فیاض نے اُسے بیئر پیتے دیکھ کر کہا۔

"تم لوگ رومان لڑاتے پھرتے ہو..... اور مجھ پر اللہ ایسی بلائیں نازل کرتا ہے.....!"

"یہ تمہارا مہمان کون ہے.....؟"

"مہمان صرف مہمان ہوتا ہے..... اس کا اور کوئی نام نہیں....."

"خیر....... ہاں تو اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ بعض دشمنوں کے ڈر سے وہ مجھے اپنے ساتھ ایئرپورٹ لے جانا چاہتی ہے....."۔

"اس سفارت خانے میں ان دونوں کی کیا حیثیت تھی!"

"سفیر کے مہمان کی حیثیت سے مقیم تھے!"

"ہوں تو یہ اُن کا نجی معاملہ معلوم ہوتا ہے ورنہ سفارت خانہ باضابطہ طور پر وزارت خارجہ سے مدد کا طالب ہوتا..... لیکن فیاض صاحب اَب وہ نجی معاملہ نہیں رہے گا.....!"

"کیا مطلب؟۔"

"وہ لڑکی کوئی ایسا بیان دینے پر آمادہ نہ ہوگی جسے تم پسند کرو!"

"وہم ہے تمہارا....."

"کوشش کی تھی تم نے.....؟"

"فی الحال اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔"

"کیا مطلب؟۔"

"میرے اندازے کے مطابق وہ پروفیسر گرین کی بیٹی نہیں ہو سکتی!"

"اندازے کی بنیاد.....؟" فیاض نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

عمران کچھ نہ بولا..... وہ بندر کی طرف دیکھ رہا تھا..... بندر نے بوتل خالی کر دی تھی اور اب دوبارہ پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔

اُس نے ٹھنڈی سانس لی اور منہ چلاتا ہوا فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں نے پوچھا تم کس بنا پر کہہ رہے ہو کہ وہ پروفیسر کی بیٹی نہیں ہے.....!"

"بس معلوم نہیں ہوتی.... فیاض تم کسی بڑی مصیبت میں پڑنے والے ہو! لہذا تمہاری رپورٹ بالکل صحیح ہونی چاہئے!"

"تم بچ نکلنا چاہتے ہو۔!" فیاض نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"فیاض ہوش میں آجاؤ....!"

فیاض کا موڈ تبدیل ہوتا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ آخر عمران نے کہا۔ "تم پہلے اُسے میرے بیان پر صاد کرنے کو تیار کرلو.... پھر میں انکار کروں تو گردن اڑا دینا...."

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھی بات ہے! میں.... دیکھتا ہوں....!"

فیاض چلا گیا۔

عمران بڑی مسکین سی صورت بنائے بندر کو دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اندر سے کسی کے دہاڑیں مار مار کر رونے کی آواز آئی اور عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں کرسی سے اٹھ گیا۔

رونے والا جوزف ہی ہو سکتا تھا!

وہ اُس کے کمرے کے دروازے کے سامنے رُک گیا۔ جوزف میز پر سر اوندھائے بے ہنگم سی آواز میں رو رہا تھا اور سلیمان اس کے قریب کھڑا بوکھلائے انداز میں کہے جا رہا تھا۔

"ابے.... ابے.... اُو بھائی کیا کہیں سے کوئی بُری خبر آئی ہے زبان سے بھی تو کچھ بول...!"

عمران آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوا اور اشارے سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ سلیمان نے لاعلمی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دی اور پھر جوزف کی طرف متوجہ ہو گیا....

"جوزف....!" دفعتاً عمران گرجا۔

"یاہ.... یاہ.... یہہ باس!" جوزف چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا منہ پھیلا ہوا تھا لیکن اب آواز نہیں نکل رہی تھی البتہ موٹے موٹے قطرے اب بھی اس کے گالوں پر ڈھلک رہے تھے....!

"کیا بات ہے؟۔"

"تب.... تب.... تباہی باس....!"

"کیا کوئی کانی چھچھوندر یا موز مرغ کے حلق میں اٹکی دیکھ لی ہے....!"

"بب.... باس...." وہ حلق پھاڑ کر چیخا اور پھر دہاڑیں مار مار کر رونے لگا....!

"پانی پلاؤ.... اِسے پانی پلاؤ....!" عمران نے سلیمان کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"پپ.... پانی.... باس.... ایسے وقت پانی.... کا نام.... م.... مم.... نہیں لیتے...."

"کیسے وقت!" عمران آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

"بب.... باس.... مجھے سنبھلنے دو....!"

"ابے پانی نہیں لایا...." عمران پھر سلیمان کی طرف مڑا۔

"ابھی تو سالے کے لئے دودھ کی شیشی بھی لانی پڑے گی۔" سلیمان بھنا کر بولا اور پیر پٹختا چلا گیا۔

"دروازہ بند کر کے بولٹ کر دو باس.... مجھے پانی نہیں چاہئے!" جوزف روتا ہوا بولا۔ ابھی تک وہ خود پر قابو نہیں پا سکا تھا۔

"تو اس کے بغیر نہیں بتائے گا۔"

"نہیں باس....!"

"اچھا تو لے....!" عمران نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔!

"ارے.... ارے.... میں پانی لا رہا ہوں۔" باہر سے سلیمان کی آواز آئی۔

"نہیں چاہئے....!" عمران نے کہا اور جوزف کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جوزف اب بھی منہ پھاڑ پھاڑ کر اپنی گریہ زاری میں بریک لگانے کی کوشش کیے جا رہا تھا....

"ابے یوں نہیں.... بوتل ٹھونس دُوں تیرے منہ میں....!"

"ہاں باس....!"

عمران نے سچ مچ الماری سے بوتل نکال کر اُس کے منہ میں ٹھونس دی! جوزف نے جلدی جلدی کئی لمبے لمبے گھونٹ لیے اور آدھی بوتل صاف ہو گئی....!

دفعتاً باہر سے سلیمان کی آواز آئی۔ "اور یہ سالا یہاں باورچی خانے کا معائنہ کر رہا ہے۔!"

"کون....!" عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"بندر....!"

"ادب سے.... سلیمان ادب سے.... اتنا شائستہ بندر خالص بندر نہیں ہوتا.... پروفیسر بندر کہو..!"

"ہاں.... بیٹے.... حواس بجا ہوئے یا نہیں....!"

"باس....اُسے نکال دو.... خدا کے لئے نکال دو....!"

"سلیمان کو....!"

"نہیں باس.... وہ جو پائپ پیتا ہے.... وہ جس نے این گانا کی شاہی کرال میں چمکیلے بادلوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھر دیئے تھے!وہ جو تباہی کا نشان ہے۔!"

"یہ این گانا کون بزرگ وار تھے....!"

"این گانا.... دریائے تاریک کے مشرقی کناروں کا مالک تھا.... پورے ایک ماہ کے سفر پر پھیلی ہوئی تھی.... اُس کی مملکت لیکن باس!صرف ایک رات میں اس کا سب کچھ تباہ ہو گیا۔!"

"کب کی بات ہے؟"

"ڈیڑھ سو سال پہلے کی....!"

"اور تو نے آج مجھے اطلاع دی ہے۔اتار دوں کھال....!"

"باس....اِسے مذاق میں نہ ٹالو.... خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔!"

"سنجیدہ ہو جاؤ....اَبے میں دفن ہی ہو جانے کی سوچ رہا ہوں۔ ورنہ بیئر کی تین بوتلیں کس کھاتے میں ڈالوں گا....!"

"کیسی تین بوتلیں؟۔"

"پائپ ہی نہیں بیئر بھی پیتا ہے۔!"

"تب تو گوشت بھی کھاتا ہو گا باس۔!" جوزف نے بے حد خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں.... یہ تو کھانے کی میز ہی پر معلوم ہو گا۔!"

"باس.... رحم کیجئے.... اپنے اوپر.... اُسے نکال باہر کیجئے.... این گانا کی کرال میں جو داخل ہوا تھا گوشت کھا رہا تھا....!"

"بندر۔؟"

"ہاں.... باس.... اور اُسی وقت چمکیلے بادل....!"

"جوزف۔!اَب یہ بکواس ختم کرو.... بندر میرے کسی نامعلوم دوست کی نشانی ہے....!"

"نامعلوم دوست....!"

"ہاں... میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔ زندہ ہے یا مر گیا۔ ننھیال کی طرف سے میرا دوست تھا کہ ددھیال کی طرف سے... میں کچھ بھی نہیں جانتا... ایسی صورت میں کیا ہو سکتا ہے...؟"

"باس یہ تمہارے کسی دشمن کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔!"

"لانے والے کا بیان ہے کہ ماہر موسمیات بھی ہے!"

"کون....؟"

"بندر....!"

"خدا رحم کرے باس!تم اپنی سی کر کے ہی رہتے ہو.... لیکن میں.... موگونڈا کا بیٹا اب اس چھت کے نیچے نہیں رہ سکتا۔!"

"چھت پر چلے جانا...." عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"باس.... میں کہتا ہوں۔!"

"شٹ اَپ.... اَب ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ.... ورنہ گولی مار دوں گا"۔

"اَب تو تم مجھے مار ہی ڈالو باس.... لیکن یہ.... میں اس نحوست کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔!"

"اَبے تیرے آگے پیچھے کون ہے جو تجھے نحوست وغیرہ کی فکر پڑ گئی ہے۔!"

"میں اپاہج بن کر زندہ نہیں رہنا چاہتا باس.... موت کی فکر کس کو ہے۔!"

"اپاہج بن کر کیوں؟"

"اس واقعے کے بعد این گانا کے ہاتھ پیر خشک ہو گئے تھے!"

"اَبے اُسے سوکھے کی بیماری ہو گئی ہو گی... انڈے کی زردی چڑھا دی جاتی سب ٹھیک ہو جاتا۔"

"اچھا باس.... تمہاری یہی مرضی ہے کہ ہم سب اپاہج ہو جائیں تو ٹھیک ہے۔!"

دفعتاً باہر سے بندر کے چیخنے کی آواز آئی.... اور عمران جلدی سے دروازہ کھول کر کمرے سے نکل آیا.... سلیمان باورچی خانے کے قریب کھڑا بندر پر ڈنڈے برسا رہا تھا اور بندر اچھل کود کر اس کے وار خالی دیتا ہوا دانت نکال کر چیخے جا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟".... عمران دہاڑا۔

"سالا چڑاتا ہے مجھے....!"

بندر اچھل کر عمران کی گود میں جا چڑھا۔

"کیا چڑاتا ہے؟۔"

"مرچا چ کھاتا ہے.... اور باتھ روم کی طرف اشارہ کرتا ہے!"

"ہائیں....!" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بندر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "فلسفی بھی معلوم ہوتا ہے.... تو سمجھا اس اشارے کا مطلب؟۔"

"کیسا اشارہ؟"۔

"یہی مرچے اور باتھ روم والا اشارہ۔!"

"میں کیا سمجھوں۔!" سلیمان کاٹ کھانے والے لہجے میں بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مرچے ہی کی وجہ سے تم لوگوں کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت پیش آتی ہے ورنہ تم لوگ بھی کاغذ ہی استعمال کرتے ہوتے....!"

"مار ڈالوں گا سالے کو....!" سلیمان پھر جھپٹا۔

"بیٹھ بے.... اپنا کام کر.... ایک دانشمند بندر دس نامعقول فلسفیوں پر بھاری ہوتا ہے۔ آج سے مرچے کا استعمال قطعی بند...."

"ہاں اس سالے کی وجہ سے ہم مرچا چھوڑ دیں۔!"

"سلیمان۔ بکواس بند.... جا اپنا کام کر....!" عمران نے کہا اور پھر نشست کے کمرے میں واپس آ گیا۔

راحیل کا سوٹ کیس وہیں پڑا تھا۔ عمران اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا....!

بندر اُس کی گود سے اُتر کر پھر کرسی پر جا بیٹھا تھا.... عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پھاڑنے لگا۔

بندر بھی سوٹ کیس ہی کی طرف متوجہ تھا۔ دفعتاً وہ کرسی سے اٹھ کر سوٹ کیس کے قریب آیا اور اُسے کھول کر اُس کے اندر کچھ تلاش کرنے لگا۔! عمران خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔!

بندر نے سوٹ کیس سے ایک موٹی سی مجلد کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

عمران نے آگے جھک کر دیکھا۔! کتاب موسمیات کے متعلق تھی۔

بندر نے کھڑکی سے اُسے آسمان دکھاتے ہوئے.... کتاب اس کی طرف بڑھا دی اور پھر کھلے ہوئے صفحے پر ایک جگہ انگلی رکھ کر دوبارہ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

صفحے پر بادلوں کی ایک قسم کا تذکرہ تھا۔

"اُوہ.... آپ تو واقعی بڑے قابل معلوم ہوتے ہیں جناب!" عمران نے کہا۔ "لیکن یہ تمباکو نوشی آپ کے پھیپھڑے تباہ کر کے رکھ دے گی.... بیئر بھی ذرا کم پیا کیجئے۔!"

بندر اس کی شکل دیکھتا رہا....!

"کیا میں آپ کو الو لگ رہا ہوں۔!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

اتنے میں فیاض آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔ چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آتے ہی ایک کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ہانپتا رہا۔ پھر بولا۔ "تمہارا خیال صحیح تھا.... وہ اس پر تیار نہیں۔!"

"اب خود دیکھو.... اگر تم نے میرا بیان لے کر آگے بڑھا دیا ہوتا تو تمہارا حشر کیا ہوتا۔!"

"اور اب کیا حشر ہوگا۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "جب عشق اول دوران معشوق پیدا ہوتا ہو تو ایسے ہی گھپلے ہو جاتے ہیں! لونڈیا جھکی ہو گی تمہاری طرف اور تم پراٹھا ہو کر رہ گئے ہو گے.... یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو سفارت خانہ باضابطہ طور پر محکماتی کاروائی کی درخواست کرتا۔ اُن صاحبزادی سے نہ کہتا کہ فیاض کو پھانس لاؤ....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟"

"یہی کہ قتل سفارت خانے کی ایماء پر ہوا ہے اور لڑکی اس سازش میں شریک تھی۔!"

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ دوسرا راستہ اختیار کرنے کو کہہ رہی تھی"۔

"دوسرے راستے پر بھی یہی ہوتا.... وہ تو بالکل ہی ویران رہتا ہے۔ بارش نہ ہو گئی ہوتی تو وہ گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے ہمارے قریب سے گزر جاتے اور ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچتا۔ سڑک سنسان ہو جانے کی بناء پر انہوں نے وہی کاروائی اطمینان سے کی۔ اب کیا کہتے ہو؟۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا....!"

"اب میں تمہیں ایک مشورہ دے رہا ہوں!"

"کیا۔؟"

"لڑکی کو کسی طرح غائب کرا دو۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"اس کے بعد تم اطمینان سے اپنا بیان درج کر سکتے ہو۔!"

"کس قسم کا بیان؟۔"

"یہی کہ تم نہیں جانتے تھے کہ اُس کا تعلق کسی سفارت خانے سے تھا۔ اس نے تمہیں بتایا تھا کہ دونوں باپ بیٹی بغرض سیاحی یہاں آئے تھے۔ تم سے ملاقات ہوئی۔ تم لوگ آپس میں کافی گھل مل گئے تھے۔ جب انہیں جانا ہوا تو تم نے خود ہی انہیں ایئر پورٹ تک پہنچا دینے کی پیشکش کی تھی۔!"

"اس سے کیا ہوگا!"

"فیاض۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ پھر نرم لہجے میں کہا۔ "اچھا تم تھوڑی دیر خاموش رہ کر اس مسئلے پر بھی غور کرلو۔!"

اس کے بعد وہ بندر سے کھیلنے لگا تھا۔ کئی منٹ گذر گئے۔ آخر فیاض کھنکار کر بولا۔ "تمہاری بات میری سمجھ میں آگئی ہے لیکن یہ کیونکر ممکن ہے۔!"

"بس دم نکل گیا۔ اسے تو کیا ہم ہی لوگ رہ گئے ہیں تمہاری دھونس دھڑلے کا شکار ہونے کے لئے۔!"

"عمران سنجیدگی سے سوچو۔!"

"فی الحال اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچا جاسکتا کہ تم کسی طرح اُسے غائب کردو۔!"

"اب وہ سفارت خانے کی عمارت میں ہے!"

"کہیں بھی ہو.... یہ تو تمہیں ہی کرنا ہے!"

"قطعی ناممکن....!"

"تو پھر تمہیں غائب ہونا پڑے گا۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران کہتا رہا۔ "تم سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا ہوگا کہ اُس قیدی کا ہی بیان لے لیا ہوتا۔!"

"وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آسکا.... ہسپتال میں ہے...."

"فیاض اتنا ہی کرلو کہ وہ مرنے نہ پائے۔"

"اور اگر مر گیا تو۔!"

"اللہ مغفرت کرے گا۔!" عمران مربیانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"سنو....!" عمران اٹھ کر اس کے قریب آیا اور آہستہ سے پوچھا! "کیا اب بھی نیچے ایمر جنسی اسکواڈ کی گاڑی موجود ہے....!"

"نہیں.... ٹیکسی سے آیا تھا۔!"

"اچھا تو یہ لو!" اچانک عمران نے ایک زوردار گھونسہ فیاض کے بائیں کنپٹی پر جڑ دیا!

"ارے.... ارے....!" فیاض نے اٹھنا چاہا لیکن منہ کے بل فرش پر چلا آیا.... عمران نے نیچے جھک کر اُسے اٹھانے کی کوشش کی۔

فیاض بے ہوش ہو چکا تھا.... عمران نے طویل سانس لے کر.... جوزف کو آواز دی!

جوزف نے دروازے کے قریب آکر کہا۔ "باس پہلے اُس کو کمرے سے ہٹادو۔!"

"اُو خبیث.... کیوں شامت آئی ہے۔"

"باس مجھ پر رحم کرو....!"

عمران اُس کی گردن دبوچ کر کمرے میں لایا اور فیاض کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے چلو۔!"

"ب.... باس۔!"

"جوزف۔!"

"اِسے کیا ہو گیا باس...." جوزف نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ابے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر عمل کر۔!"

جوزف نے خوفزدہ نظروں سے عمران کو دیکھا۔ ایسا لگا جیسے عمران ہی اُسے کاٹ کھانے کا ارادہ رکھتا ہو۔!

پھر اُس نے جُھک کر فیاض کو اٹھایا اور اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔ عمران اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

"اب اسے اپنی مسہری پر ڈال دے۔" عمران بولا۔

جوزف نے فوراً تعمیل کی.... لیکن عمران سے ذرا ہٹ کر کھڑا ہوا۔

"اب تم یہاں سے رانا پیلس چلے جاؤ.... یہ اسی کمرے میں بند رہے گا....!"

"باس.... باس! تم ہوش میں ہو یا نہیں..!"

"میں پوچھ رہا ہوں۔ تجھے آخر ہو کیا گیا ہے!؟"

"باس میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔!"

"کیوں....؟"

"پہلے تو تم نے کبھی کسی پولیس والے پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا!"

"اوہ.... اچھا.... تو میں پاگل ہو گیا ہوں!"

"خدا رحم کرے باس....!"

"تیری دانست میں میرے سر پر تباہی کے بادل منڈلا رہے ہیں!"

"میرا یہی خیال ہے باس....!"

"اچھا.... اب تم کان دبا کر یہاں سے چلے جاؤ!"

"میرے حق میں یہی اچھا ہو گا باس.... میں پاگل ہو جانے سے بہت ڈرتا ہوں..!"

"دفع ہو جاؤ۔" عمران اُسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔

"شکریہ باس.... میں تمہارے لئے بھی دعا کروں گا۔!"

"اچھی بات ہے.... اب کھسکو بھی یہاں سے۔!"

"تم پر خدا کی رحمت ہو۔!" جوزف پادریوں کے سے انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولا اور تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

کچھ دیر بعد عمران نے فیاض کی نبض دیکھی اور کسی سیال کا ایک انجکشن دے کر پُر اطمینان انداز میں سر کو جنبش دی!

پھر وہ ایکس ٹو کے مخصوص فون پر جولیانا فٹنر واٹر کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر اُس نے اس سے پوچھا کہ وہ متعلقہ سفارت خانے کی عمارت سے واقف ہے یا نہیں۔!"

"میں جانتی ہوں جناب۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایک لڑکی ہے ایوا گرین.... سفارت خانے ہی کی کسی عمارت میں مقیم ہے۔ اس سے قبل

ڈینہم لاج میں تھی۔ اسے آج ایک حادثہ پیش آیا ہے اُس نے حادثے سے متعلق جو رپورٹ درج کرائی ہے اُس کی نقل دو گھنٹے کے اندر اندر فراہم کرو۔"

"بہت بہتر جناب...."

"نعمانی اور خاور ڈینہم لاج کی نگرانی کر رہے ہیں.... وہ اگر کوئی رپورٹ دیں تو فوری طور پر مجھ تک پہنچائی جائے۔!"

"بہت بہتر جناب۔!"

"وِیٹس آل!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔!

جوزف کے کمرے میں آکر ایک بار پھر اُس نے فیاض کی نبض دیکھی اور اُسے وہیں چھوڑ کر نشست کے کمرے میں چلا آیا۔ بندر سوٹ کیس پر بیٹھا ہوا اپنی پسلیاں کھجا رہا تھا....!

"اب آپ اپنی پسندیدہ غذا کے بارے میں کچھ فرمایئے!" عمران نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔

"یقین فرمایئے ہر لحظہ یہی گمان گذرتا ہے کہ آپ اب بولے اور تب بولے۔!"

بندر بدستور اپنے جسم کے مختلف حصے کھجاتا رہا۔

عمران نے مغموم انداز میں سر کو جنبش دی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا!

مزید دو گھنٹے اُسے فلیٹ ہی میں گذارنے تھے! لڑکی کے متعلق رپورٹ ملے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا!

ٹھیک چار بجے بندر نے سوٹ کیس سے ایک چارٹ نکال کر عمران کے حوالے کیا۔

چارٹ کے مطابق یہ بندر کی چائے کا وقت تھا۔ چائے کے ساتھ دو سلائیس اور ایک عدد سیب دیئے جانے کی ہدایت دی تھی۔!

عمران بہت تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا لیکن کچھ بولا نہیں!.... سلیمان کو آواز نہیں دی تھی بلکہ خود پہنچ گیا تھا باورچی خانے میں.... سلیمان چائے ہی کی تیاری میں مصروف تھا۔

"ایک عدد سیب اور دو سلائیس بھی!" عمران نے کہا۔

"دوپہر کا کھانا آپ نے ڈٹ کر کھایا تھا پھر اتنی جلدی سلائیس اور سیب کی ضرورت کیوں پیش آگئی! شام کو آپ صرف چائے پیتے ہیں!"

"بحث نہیں.... ورنہ تجھے بندر اور بندر کو باورچی بنا دوں گا۔!"

"سمجھ گیا.... اس سالے کی مدارات ہو رہی ہے۔ پائپ پیتا ہے تو انڈا مرغی بھی اُڑاتا ہوگا!"

"سلیمان.... کیوں شامت آئی ہے! وہ شب تار کا بچہ تو بھاگ گیا۔ اب شاید تیری باری ہے.... سنبھل جا....!"

"بندروں کی خدمت مجھ سے نہیں ہو سکے گی.... سمجھے جناب۔!"

"ابے تجھے تو مکھیوں کی بھی خدمت کرنی پڑے گی اگر مجھے تاؤ آگیا!"

اتنے میں بندر پھر عمران کے قریب آ پہنچا اور سلیمان کو دانت دکھانے لگا!

"تجھ سے بھی مانوس معلوم ہوتا ہے۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"کیوں نہ ہو! میرا ہی تو چچازاد بھائی ہے۔!"

"ابے تو عورتوں کے سے انداز میں کیوں بولنے لگا ہے۔"

"کھانا پکاتے پکاتے اور کیا حشر ہوگا۔!"

"آج کل میرا کون سا سوٹ زیر استعمال ہے!"

"سرمئی ٹیرون والا۔" سلیمان نے بیزاری سے جواب دیا۔

"اور میں نے اسے ایک بار بھی نہیں پہنا!"

"پہن چکے ہوتے تو میں کیوں پہنتا۔"

"کیا؟"

"اترن پُترن سے مجھے دلچسپی نہیں۔!"

"ابے بندر.... اسے نوچ کھسوٹ کر رکھ دے۔ مجھے غصہ آنے میں دیر لگے گی....!"

عمران نے بندر سے کہا اور بندر نے پھر دانت نکال کر سلیمان کو بھپکی دی۔

"دیکھوں گا بیٹا.... اگر دو دن بھی یہاں رہ گئے!" سلیمان نے بندر کو گھونسہ دکھا کر کہا اور عمران سے بولا۔ "آج بندر والا مہمان ہوا ہے.... کل کوئی ریچھ والا آئے گا.... آپ اپنی پوزیشن کا خیال تو رکھیئے....!"

"سلیمان.... یہاں سب نابدان کے کیڑے ہیں کسی کی کوئی پوزیشن نہیں!"

"اب فلسفہ نہ بگھاریئے.... ورنہ مجھے دال بگھارتے شرم آئے گی!"

عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا! قریب قریب ڈیڑھ گھنٹے تک وہ اسی قسم کی فضولیات میں

الجھا رہا تھا۔ پھر جولیانا فٹنر واٹر کی کال آئی تھی۔

اس کی رپورٹ کے مطابق ایوا گرین کا بیان فیاض کے لئے اور زیادہ پریشان کن ثابت ہو سکتا تھا۔ اس کا بیان تھا کہ اُس نے فیاض کو آج پہلے پہل دیکھا تھا اور اس کے مقتول باپ نے آج ہی دونوں کا تعارف کرایا تھا وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں کی ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی۔ اس نے اس بات کا بھی تذکرہ نہیں کیا تھا کہ دونوں باپ بیٹی کو کسی قسم کا کوئی خدشہ لاحق تھا۔ وہ بیروت جانے کے لئے ایئرپورٹ جا رہے تھے کہ راستے میں یہ حادثہ پیش آیا!

"اب بیٹا.... ناچتے پھرو....!" عمران فیاض کی طرف دیکھ کر پُر تفکر لہجے میں بڑبڑایا....

فیاض ابھی تک بے ہوش پڑا تھا!

دفعتاً کال بل کی آواز سے پورا فلیٹ گونج اٹھا....!

عمران بڑی پھرتی سے کمرے سے نکل کر اس کا دروازہ بند کرتا ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

سلیمان بھی اسی وقت وہاں پہنچا تھا.... عمران نے اُسے اشارہ کیا کہ وہ دروازہ کھول کر دیکھے.... کون ہے؟ دروازہ کھلتے ہی عمران کی نظر فیاض کے ایک ماتحت پر پڑی!

"فرمایئے جناب....!" عمران نے لپک کر پوچھا۔

"ایس پی صاحب تو یہاں نہیں آئے؟"

"دیر ہوئی.... آئے تھے.... کوئی دو گھنٹے پہلے کی بات ہے!"

"کیا آپ کو علم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے!"

عمران گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا.... "اس وقت تو وہ اکثر سو بھی جایا کرتے ہیں۔ ممکن ہے سو گئے ہوں!"

"گھر تو نہیں ہیں!"

"تب پھر کہیں اور جا سوئے ہوں گے۔!"

"براہِ کرم اگر وہ آئیں تو انہیں ڈی جی صاحب کی طلبی کی اطلاع دے دیجئے گا۔!"

"اچھی بات ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

آفیسر چلا گیا اور عمران پھر جوزف کے کمرے میں واپس آیا۔ فیاض کی نبض ہاتھ میں لے کر کچھ دیر گھڑی پر نظر جمائے رہا۔ پھر پانچ یا چھ منٹ بعد اس کے دوسرے بازو پر ایک اور انجکشن دیا

اور کرسی کھینچ کر مسہری کے قریب بیٹھتے ہوئے جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔

پھر دس منٹ کے اندر ہی اندر فیاض کو ہوش آ گیا تھا۔

اس نے پہلے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا تھا پھر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا تھا اور اس کے بعد آپے ہی سے باہر ہو گیا تھا۔

گھونسہ تان کر عمران پر جھپٹا....! عمران ہوشیار نہ ہوتا تو پٹ ہی گیا تھا۔ پھر جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بھاگ دوڑ شروع ہوئی ہے تو بھونچال سا آ گیا۔ فیاض حملے پر حملے کر رہا تھا اور عمران خود کو بچاتا ہوا وہ سب کہتا جا رہا تھا جو اُسے اس وقت کہنا چاہئے تھا۔ ساتھ ہی بندر نے بھی چیخنا شروع کر دیا تھا اور سلیمان ایک گوشے میں کھڑا ہنستے ہنستے بیدم ہوا جا رہا تھا۔ عمران نے فیاض کو تھکا مارا حتیٰ کہ وہ ایک آرام کرسی میں گر کر ہانپنے لگا۔

"میں نے تم پر احسان کیا ہے! کیپٹن فیاض! تم جلد ہی محسوس کرو گے۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "لڑکی نے جو بیان دیا ہے اگر تمہاری موجودگی میں دیتی تو تمہارا ہارٹ فیلیور ہو جاتا۔!"

"کیسا بیان؟"۔ فیاض ہانپتا ہوا بولا۔

"ایوا گرین کا بیان....!" عمران نے کہا اور جولیا کی رپورٹ دہراتا ہوا بولا۔

"اچانک یہ بیان تمہارے سامنے آتا تو جواب میں تم کوئی کہانی بھی نہ گھڑ پاتے۔"

"لیکن اس نے ایسا بیان کیوں دیا؟"۔

"یہ تو وہی بتا سکے گی سوپر فیاض!.... اور پندرہ بیس منٹ پہلے تمہارا ایک ماتحت آفیسر ڈائریکٹر جنرل صاحب کے حضور طلبی کی اطلاع دے گیا ہے"۔

"کیا مطلب؟"۔

"تمہیں تلاش کرتا ہوا آیا تھا۔ میں نے کہہ دیا یہاں سے تشریف لے جا چکے ہیں! اس نے کہا اگر تشریف لائیں تو عرض کر دیجئے گا کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب نے انہیں بہت دنوں سے دیکھا نہیں....!"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو۔ تو....!"

"بالکل سچ کہہ رہا ہوں.... اب یہ بتاؤ کیا تم لڑکی کے بیان کی تردید کرو گے!"

"یقیناً۔!"

"کسی کو بھی یقین نہیں آئے گا تمہاری بکواس پر۔!"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

عمران خاموش ہی رہا.... تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ رحمان صاحب نے کیوں طلب کیا ہے....!"

"کوئی اونچے ہی قسم کا معاملہ معلوم ہوتا ہے....!"

"مگر میں اُن سے کہوں گا کیا۔؟"

"یہی کہ پندرہ دن پہلے صرف مقتول تمہیں کسی نائٹ کلب میں ملا تھا۔ شراب کے نشے میں دُھت تھا اور تم سے درخواست کی تھی کہ اُسے ڈینہم لاج تک پہنچا دو۔ دوسری رات پھر ملا اور تم نے اُس کی خیریت پوچھی اس وقت نشے میں نہیں تھا اور جب تم نے اُسے بتایا کہ پچھلی رات تم ہی اُسے ڈینہم لاج چھوڑ آئے تھے تو اس نے بڑی سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا.... پھر نائٹ کلب میں ہر شام اس سے ملاقات ہوتی رہی تھی۔! پچھلی رات اس نے تمہیں بتایا کہ وہ دوسرے دن بیروت جا رہا ہے! اور اس کی خواہش ہے کہ تم ہی اُسے اور اس کی لڑکی کو ایئر پورٹ تک پہنچا دو اور اس طرح پچھلی رات ہی کو تمہیں اس کی کسی لڑکی کے وجود کا بھی علم ہوا۔"

عمران اسے آنکھ مار کر خاموش ہو گیا۔ فیاض گہری سوچ میں تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"ایوا کی رپورٹ میں تمہارا تذکرہ تو نہیں!"

"اللہ کا شکر ہے کہ مجھ پر اس کی نظر ہی نہیں پڑی۔!"

"کیا مطلب؟۔"

"میرا ذکر نہیں ہے اس کے بیان میں!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ تم بھی اس کا خیال رکھو گے کہ میرا ذکر نہ آنے پائے اس سلسلے میں! خصوصیت سے قبلہ والد صاحب مدظلہ کے سامنے محتاط رہنا۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ چہرے سے بہت زیادہ فکر مندی عیاں تھی! کچھ دیر بعد اٹھتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی ہو! میں تم سے اس حرکت کا بدلہ ضرور لوں گا۔!"

"اگر میرا وہ بھرپور ہاتھ تمہاری کنپٹی پر نہ پڑتا تو اس وقت تم معطل ہوتے کیپٹن فیاض۔!"

فیاض مزید کچھ کہے بغیر فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد پھر کسی نے دروازے پر دستک دی! یہ ٹیلی فون کے محکمے کا کوئی آدمی تھا.... اُس نے کہا کہ لائین تو ٹھیک ہے آپریٹس ہی میں کوئی خرابی ہو سکتی ہے۔

"تو جناب عالی....! آپریٹس ہی چیک کر لیجئے!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

یہ فون صبح سے خراب تھا۔ محکمے کے آدمی نے آپریٹس ہی میں خرابی دریافت کر لی اور دس منٹ میں اسے ٹھیک بھی کر دیا۔

چلتے وقت اس نے عمران کو ایک کارڈ دیتے ہوئے کہا۔ "بجلی سے متعلق ساری ضروریات اس پتہ پر مل سکتی ہیں۔ بڑا کرم ہو گا اگر آپ اس دوکان کو یاد رکھیں!"

"ضرور یاد رکھوں.... انشاء اللہ....!"

O

رات کے دس بجے تھے... جولیانا فٹنر واٹر کی کار ایک سنسان سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔!

ایکس ٹو سے ہدایت ملی تھی کہ وہ راحیل نامی ایک آدمی کے بارے میں چھان بین کرے جسے صفدر نے پیراماؤنٹ ہوٹل میں ٹھہرایا ہے۔! کمرے کا نمبر اور اس کا حلیہ ایکس ٹو نے اسے بتایا تھا.... جولیا سوچ رہی تھی کہ چھان بین کا طریقہ کیا ہونا چاہئے....!

کیا صفدر خود ہی اُس کے بارے میں ایکس ٹو کے لئے معلومات فراہم نہیں کر سکتا تھا....!

پیراماؤنٹ پہنچ کر وہ رہائشی کمروں کی طرف چل پڑی۔ راحیل کمرہ نمبر اکیاسی میں مقیم تھا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ باہر ریک پر کنجی نہیں تھی! اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اندر موجود ہے۔! جولیا چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔

"کون....؟" اندر سے آواز آئی!

جولیا نے تیزی سے دروازہ تھپتھپایا۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا۔

"پلیز.... پلیز...." کہتی ہوئی وہ اندر گھستی چلی گئی!

دروازہ کھولنے والا متحیرانہ انداز میں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

وہ کرسی پر گر کر کراہنے لگی اور دروازہ کھولنے والا صورت سوال بنا اس کے سامنے کھڑا رہا۔

"پانی....!" جولیا بدقت بولی اور وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف گیا۔ جولیا نے اس کی عدم موجودگی میں اپنی حالت کچھ اور زیادہ سقیم بنالی۔

وہ گلاس میں پانی لایا اور جولیا ایک ہی سانس میں پورا گلاس صاف کر گئی۔!

وہ خالی گلاس ہاتھ میں لیے کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔

"مم.... میں پناہ چاہتی ہوں....!" جولیا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"آپ یہاں خود کو محفوظ سمجھئے!" نوجوان بولا۔

جولیا نے اُسکے لہجے میں بڑی شائستگی محسوس کی۔

تھوڑی دیر تک وہ کچھ اس قسم کی ایکٹنگ کرتی رہی جیسے چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے میں دشواری محسوس کر رہی ہو.... پھر آہستہ سے بولی

"میں تمہاری شکر گذار ہوں گی اگر مجھے کچھ دیر یہاں ٹھہرنے دو۔!"

"جب تک جی چاہے ٹھہریئے....!" وہ دوسری کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا اس کے چہرے پر حیرت کے آثار گہرے ہی ہوتے جا رہے تھے۔

جولیا کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔ "بعض اوقات ایسے لوگوں سے یقیناً گہرے صدمات پہنچتے ہیں جن پر بہت زیادہ اعتماد کیا جائے"۔

"جی ہاں.... یہ تو ہے۔!"

جولیا سوچ رہی تھی کہ سیدھا سادھا آدمی معلوم ہوتا ہے! اس کی آنکھیں عجیب سی ہیں.... ایسا لگتا ہے جیسے بیداری میں کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔!

"آپ کو میری وجہ سے زحمت تو نہیں ہو رہی!" جولیا نے پوچھا۔

"جی نہیں.... قطعی نہیں.... کوئی نہیں.... میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ بیکار ہی پڑا ہوا تھا.... ویسے یہاں کے لوگ عجیب ہیں.... جن صاحب کا مہمان تھا انہوں نے اپنے گھر ٹھہرانے کی بجائے یہاں بھجوایا ہے....!"

"واقعی بڑی عجیب بات ہے".... جولیا نے کہا۔ "کوئی بدمزاج اور خشک آدمی ہو گا۔!"

"نہیں تو.... ایسا تو نہیں ہے.... البتہ صورت سے بالکل گاؤدی معلوم ہوتا تھا.... کم از کم اتنے خوبصورت چہرے پر اتنی حماقت میں نے کبھی نہیں دیکھی!" جولیا کے کان کھڑے ہوئے اس جملے پر....!

"خوبصورتی اور حماقت کو میں نے بھی کبھی یکجا نہیں دیکھا"۔ اس نے کہا۔ "میں اس کا مہمان ہوں.... لیکن اُسے پہلے پہل دیکھا ہے....!"

"آپ کی باتیں عجیب ہیں!" جولیا دلآویز انداز میں مُسکرائی....

"آپ کس ملک سے تعلق رکھتی ہیں۔!"

"سوئیس ہوں!"

"تب ہی آپ کی انگریزی میری سمجھ میں آرہی ہے! امریکنوں کی کوئی بات پلے نہیں پڑتی اسی وجہ سے امریکی فلمیں نہیں دیکھتا...."

"تو آپ کہاں سے آئے ہیں۔!"

"کوہ سرال کی ترائی میں ایک گاؤں ہے.... اور میں سردار گڈھ کالج میں پڑھتا ہوں....!"

"اوہو.... تو آپ طالب علم ہیں....!"

"جی ہاں....!"

"تفریح کرنے آئے ہیں یہاں....!"

"جی نہیں.... اتنی دور تفریحاً آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "میں واقعی آپ کو زحمت دے رہی ہوں....!"

"قطعی نہیں محترمہ....!"

"میں یہاں کئی سال سے مقیم ہوں.... شہر کے چپے چپے سے واقف ہوں"۔

وہ کچھ نہ بولا۔

"میرا نام جولیانا فٹنر واٹر ہے....!"

"میں راحیل ہوں۔!"

اس نے محسوس کیا کہ راحیل کے کانوں کی لویں سُرخ ہو گئی ہیں اور وہ کچھ جھینپا جھینپا سا نظر آنے لگا ہے!

"تم یہ نہ سمجھنا کہ میں کوئی فلرٹ ہوں"۔ اس نے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی لغویات سوچنے کا۔" راحیل جلدی سے بولا۔

"تب پھر تم فرشتے ہی ہو سکتے ہو!" جولیا مسکرائی۔

"جب تک برائی کا پہلو سامنے نہ آجائے میں ہر آدمی کو اچھا ہی سمجھتے رہنے کا قائل ہوں۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔!"

"اور میں نے آج تک دھوکہ بھی نہیں کھایا.... میں مضحکہ خیز حد تک دوسروں کی باتوں پر ایمان لے آنے والوں میں سے ہوں.... اور اسی حماقت کے نتیجے میں آپ مجھے یہاں اس شہر میں دیکھ رہی ہیں....!"

"اچھا؟۔" جولیا نے حیرت ظاہر کی۔

"اب سوچتا ہوں تو ہنسی آتی ہے!" راحیل جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا

"کیا کوئی دل چسپ کہانی ہے۔؟"

"بہت دل چسپ.. میری جگہ کوئی اور ہوتا تو گھگھی بندھ جاتی! وہ اُسے کوئی بھوت سمجھتا"۔

"تم تو میرا اشتیاق بڑھا رہے ہو....!"

"اگر آپ جلدی میں نہ ہوں تو آپ کو بھی وہ کہانی سنا سکتا ہوں!"

"ضرور.... ضرور....!"

راحیل اُسے بندر کی کہانی سناتا ہے لیکن پہاڑ کی چوٹی پر نظر آنے والے دھوئیں کی تصویر کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاتا۔ دھوئیں کی تصویر کا تذکرہ تو اس نے عمران سے بھی نہیں کیا تھا۔

"اور اس آدمی کا نام کیا ہے جس کے لئے بندر لائے ہو۔"

"علی عمران....!" راحیل نے کہا اور پھر.... اُس نے عمران کا پتہ بھی بتایا....

جولیا نے طویل سانس لی۔

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ کیا ایکس ٹو نے محض عمران اور اس کی حماقتوں سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے لئے اُسے اتنی رات گئے تکلیف دی ہے۔!

دفعتاً دروازے پر کسی نے دستک دی۔

جولیا نے سوالیہ نظروں سے راحیل کی طرف دیکھا اور راحیل نے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔

"یہاں تو میرا کوئی شناسا بھی نہیں ہے!"

پھر اُس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔

"اوہ.... آپ....!"

اور جولیا کی نظر عمران پر پڑی.... عمران اسے گھورتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔!

دفعتاً جولیا بولی "مسٹر راحیل! اسی شخص کے خوف سے میں نے یہاں پناہ لی ہے!"

"یہ.... تو مسٹر علی عمران ہیں.... جن کا میں مہمان ہوں...."۔

"لیکن میں اسے بوخروف کے نام سے جانتی ہوں.... خود کو روسی کہتا ہے!"

"کچھ بھی ہو! آپ میری پناہ میں ہیں۔!"

عمران احمقانہ انداز میں منہ چلاتا ہوا کبھی جولیا کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی راحیل کی طرف۔۔!

"مسٹر عمران میں آپ کا مہمان ہوں اور یہ میری مہمان ہیں!" راحیل نے عمران سے کہا۔

عمران کے چہرے کی حماقت مآبی کچھ اور زیادہ واضح نظر آنے لگی۔

"مسٹر راحیل اس کی معصومیت کے فریب میں نہ آنا. دھوکے میں رکھ کر حملہ کر بیٹھتا ہے!"

"میں ہوشیار ہوں.... مس واٹر....!"

"مس واٹر....!" عمران نے دیدے نچائے.... اور چھت کی طرف دیکھنے لگا۔!

"پوری طرح ہوشیار رہنا.... یہ باتوں میں الجھا رہا ہے....!"

"میں پوری طرح ہوشیار ہوں مس واٹر...." راحیل عمران کو دشمن کی سی آنکھوں سے گھورتا ہوا بولا۔

"مم.... مس.... ٹماٹر....!" عمران ہکلا کر رہ گیا!

"اس کمرے میں مسٹر علی عمران آپ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے....!"

"بہت مکار آدمی ہے....!" جولیا پھر بولی۔

"اے پیارے مہمان.... اب مجھے اجازت دو....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھی بات ہے!" راحیل مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "ہم صبح ملیں گے۔!"

عمران باہر چلا گیا اور جولیا سوچنے لگی کہ اب اس کے بارے میں راحیل کو بتائے گی کیا۔

راحیل نے دروازہ بولٹ کر دیا اور جولیا کے قریب آ کر بولا۔ "یہ آخر کس قسم کا آدمی ہے۔ میں الجھن میں ہوں...."

"مم.... میں نے بھی اسے دور ہی سے دیکھا ہے!"

"تو پھر آپ اس سے ڈرتی کیوں ہیں؟"

"جہاں بھی مجھے دیکھتا ہے.... تعاقب شروع کر دیتا ہے....!"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا نام بوخروف ہے۔!"

"ایک بار کسی آدمی نے اُس کو اسی نام سے مخاطب کیا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے کہ آپ کو دھوکا ہوا ہو۔!"

"اچھا یہ بتاؤ.... اس نے میری کسی بات کی تردید کیوں نہیں کی اگر میں اس کیلئے اجنبی تھی!"

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ نے سب کچھ جھوٹ کہا ہے!" راحیل نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"پھر تم کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"کچھ بھی نہیں!"

"مجھے اس بندر کے بارے میں کچھ اور بتاؤ دلچسپ ہے یہ کہانی!"

"میرا خیال ہے آپ بوخروف سے دوستی کر لیں۔ اس طرح اس بندر کو دیکھ بھی سکیں گی!"

"میں کیسے یقین کر لوں کہ تم اس آدمی کو نہیں جانتے جس نے بندر بھجوایا تھا۔!"

"میں کسی طرح بھی یقین نہ دلا سکوں گا۔!"

"پھر اس پر حیرت بھی ہے کہ تم نے بغیر سوچے سمجھے اس قسم کی ہدایت پر عمل کیسے کر ڈالا۔"

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے!"

"تم نے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں محسوس کیا؟"

"خطرہ محسوس کر لینے کے بعد میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ خطرہ کس قسم کا ہو سکتا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔"

"بہت دلیر معلوم ہوتے ہو۔!"

"جہاں ہم رہتے ہیں وہاں خطرات زمین سے اُگتے ہیں۔ آسمان سے برستے ہیں.... ہوا میں

انکھیلیاں کرتے پھرتے ہیں۔۔۔۔اور۔۔۔۔!

"تو تم یہ جاننا بھی نہیں چاہو گے کہ بندر حقیقتاً کس کی ملکیت ہے؟"

"یقیناً چاہوں گا لیکن شاید کبھی نہ جان سکوں۔!"

"کیوں۔۔۔۔؟"

"تحریر کا انداز بتاتا ہے کہ لکھنے والا مر چکا ہے!"

"لاؤ۔۔۔۔دیکھوں۔۔۔۔!"

"وہ۔۔۔۔وہ تو۔۔۔۔میں نے مسٹر علی عمران ہی کے حوالے کر دیا تھا!"

"میری دانست میں تم نے غلطی کی ہے!"

"کیوں؟"

"وہ تحریر تمہارے لئے تھی نہ کہ مسٹر علی عمران کے لئے!"

"تھی تو میرے ہی لئے لیکن میرے کس کام کی!"

"شاید کبھی کام ہی آتی۔۔۔۔!"

"دیکھئے مس واٹر۔۔۔۔کل تک میں اس واقعے کو بالکل بھول جاؤں گا۔۔۔۔!"

"تم عجیب ہو۔۔۔۔!"

"کسی ایک واقعہ پر غور کرنے کے لئے کبھی میری رفتار میں کمی نہیں آئی!"

"تمہاری جگہ میں ہوتی تو یہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرتی کہ وہ تحریر کس کی ہے!"

"اگر آپ کوشش کرنا چاہتی ہیں تو چلئے میرے ساتھ سردار گڈھ! آپ تو سوئیس ہیں۔ وہاں کی زندگی میں آپ کو اجنبیت نہ محسوس ہو گی!"

"میں کہاں جاسکوں گی۔!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔!

O

برابر ہی والے کمرے میں عمران ڈکٹافون پر اُن دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔۔۔۔!

دوسرا کمرہ بھی ایکس ٹو کی ہدایت پر صفدر نے انگیج کیا تھا اور دونوں کمروں کو ڈکٹافون کے

ذریعے مربوط کر دینے کے بعد عمران کو اطلاع دی تھی۔

عمران ڈکٹا پر ان کی گفتگو سنتا رہا تھا۔ پھر جب جولیا گئی تو وہ بھی کمرے سے نکلا اور اپنے فلیٹ کو روانہ ہو گیا۔

فیاض کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی تھی کہ اب وہ کن حالات سے دوچار ہے یا ڈی جی صاحب نے اُسے کیوں طلب کیا تھا۔

فلیٹ میں واپس پہنچ کر اُس نے سب سے پہلے سلیمان سے بندر کی خیریت دریافت کی۔۔۔۔!

"میرے ساتھ آیئے۔۔۔میں دکھاؤں!" سلیمان جوزف کے کمرے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

جوزف کے کمرے میں روشنی نظر آرہی تھی۔!

بندر اس کی مسہری پر بیٹھا تھا۔ سامنے موسمیات کی کتاب کھلی تھی اور پائپ منہ میں دبائے تھوڑا دھواں نکال رہا تھا۔ اُس نے سر گھما کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"دیکھا سالے کو۔۔۔۔!" سلیمان بولا۔ "ابا جان بنا بیٹھا ہے۔۔۔۔اور ہم سب بال بچے ہیں۔ کھیلتے کودتے ادھر آنکلے تو ہمیں اس طرح دیکھا اور پھر پڑھنے لگا۔۔۔۔جی چاہتا ہے سالے کو پٹخنیاں دے دے کر مار ڈالوں۔!"

"مجھے خوشی ہے کہ تو اسے باپ سمجھنے لگا ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "تیرا درجہ ان سائنسدانوں سے بہت بلند ہے جو بندر کی عزت نہیں کرتے!"

"میں تو اب پاگل ہو جاؤں گا۔۔۔۔!"

"چلو۔۔۔۔چلو۔۔۔۔اسے ڈسٹرب نہ کرو۔۔۔۔جوزف کے چلے جانے سے یہ مشکل بھی آسان ہو گئی۔ وہ اس کے کمرے میں رہے گا۔!"

"اور اب مجھے بندر کی بھی خدمت کرنی پڑے گی۔۔۔۔!" سلیمان آنکھیں نکال کر بولا۔

"چل بے۔۔۔۔!" عمران اُسے دھکا دیتا ہوا بولا۔

سلیمان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ جیسے ہی عمران اپنی خوابگاہ میں آیا ایکس ٹو والے فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔

وہ اُسے راحیل سے متعلق رپورٹ دیتی رہی۔۔۔۔اُس نے وہی سب کچھ دہرایا جو عمران پہلے ہی ڈکٹافون پر سن چکا تھا۔

"ایک بات رہ گئی جولیا۔" عمران بحیثیت ایکس ٹو غرایا۔

"کون سی بات جناب۔؟"

"اس نے تمہیں سردار گڈھ چلنے کی دعوت دی تھی۔!"

"مم....جج....جی....ہاں....!"

"تم نے اس حصے کو اپنی رپورٹ سے کیوں حذف کیا؟"

"وہ....وہ....جج....جی...."

"جولیا۔!"

"یس سر....!"

"تم اس کے ساتھ سردار گڈھ جاؤ گی۔!"

"لل....لیکن....!"

"وٹیس آل۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے نجی فون پر کیپٹن کے گھر کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔

دوسری طرف فیاض ہی نے کال ریسیو کی....اس کی آواز بھرائی سی تھی۔!

"میں اب سونا چاہتا ہوں....بہت تھک گیا ہوں!" اس نے دوسری طرف سے کہا۔

"میں صرف تمہارے قیدی کی خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" عمران بولا۔

"وہ ہوش میں آئے بغیر مر گیا۔!"

"خس کم جہان پاک۔!"

"کیوں....کیا مطلب....!"

"ایک منٹ کے لئے بھی ہوش میں آیا ہوتا تو تم اس وقت سونا نہ چاہتے۔"

"میرا بیان وہی ہے جو تم نے بتایا تھا۔!"

"بالکل ٹھیک۔!"

"لیکن یہ نہ بھولو وہ قیدی تمہاری ضربات کی بنأ پر بے ہوش ہوا تھا۔"

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس...."

"ایوا گرین....وہ اپنے بیان میں اضافہ کر سکتی ہے!اور تمہاری شناختی پریڈ بھی ممکن ہے۔!"

"کوشش کرو....!" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے ایکس ٹو کے فون پر صفدر کے نمبر ڈائیل کیے وہ شاید سو گیا تھا۔ کافی دیر کے بعد اس کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی!

"خاور اور نعمانی کی رپورٹ چاہئے۔!" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں کہا۔!

"یس سر....!" ڈینہم لاج سے نہ کوئی باہر آیا اور نہ کسی نے اس کی کمپاؤنڈ میں قدم رکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اب وہاں کوئی نہ ہو۔ کسی کھڑکی یا روشندان میں بھی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔!"

"اچھی بات ہے....اب تم بستر چھوڑ دو۔!"

"بہت بہتر جناب۔!"

"تمہیں بیس منٹ کے اندر اندر عمران کے پاس پہنچنا ہے!"

"بہتر جناب۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور ڈرائنگ روم میں آ بیٹھا۔ وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔

بیس منٹ بعد صفدر وہاں پہنچ گیا۔ آنکھیں نیند میں ڈوبی ہوئی سی لگ رہی تھیں۔!

عمران اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"بھیجا گیا ہوں....خود نہیں آیا...." صفدر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس نے بھیجا ہے؟" عمران جماہی لے کر بولا۔ "میں اب سونا چاہتا ہوں"۔

"کون مجھے اس وقت بستر سے اٹھا سکتا ہے!" صفدر آنکھیں نکال کر بولا۔!

"معدے کی خرابی بھی اس بدعت کا باعث بن سکتی ہے! ویسے کنفیوشس کا قول ہے کہ اقوال میں بھی کچھ نہیں رکھا۔ افیون کی ایک چسکی دس اقوال کو بیک وقت جنم دے سکتی ہے!"

"میرا ذہن بُری طرح الجھا ہوا ہے جلد بتایئے مجھے یہاں کیوں بھیجا گیا ہے؟"

"تمہیں یہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آج میرا کہیں جی نہیں لگ رہا"۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اچھا....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں....!" عمران نے مغموم انداز میں سر کو جنبش دی اور بائیں کان کے قریب منمنانے

والے مچھر کے ایک ہاتھ رسید کر دیا! پھر چونک کر صفدر سے پوچھا۔ "یہ کیسی آواز تھی۔؟"

"عمران صاحب....!"

"ابے تو میرے کان کیوں کھا رہے ہو! جس نے بھیجا اُس سے پوچھو جا کر۔!"

صفدر کے چہرے پر بے بسی کے آثار نظر آئے اور وہ ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھ گیا۔

عمران نے پھر گھڑی کی طرف دیکھا اور اٹھ کر ریڈیو کھول دیا۔

"کیا اس وقت آپ عالم بالا کے نغمے سنیں گے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ بدستور ریڈیو پر جھکا رہا۔ کسی مخصوص میٹر بینڈ پر سوئی ایڈجسٹ کر کے پھر اپنی جگہ آ بیٹھا۔ بار بار کلائی کی گھڑی دیکھے جا رہا تھا۔

دفعتاً.... ریڈیو سے آواز آئی.... "شوگر بینک.... شوگر بینک.... شوگر بینک...."

اور پھر کسی ساز کا ایک تار بولا۔ پھر دوسرا.... پھر تیسرا.... اسی طرح الگ الگ تار بولتے رہے....!

عمران کا قلم تیزی سے نوٹ بک پر چل رہا تھا! صفدر کی آنکھوں سے حیرت جھانکنے لگی۔ کبھی وہ ریڈیو کی آواز کی طرف متوجہ ہو جاتا اور کبھی عمران کی طرف دیکھنے لگتا۔

کچھ دیر بعد پھر ریڈیو سے آواز آئی.... "شوگر بینک.... شوگر بینک!" اور اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔

دیوار سے لگے ہوئے کلاک نے ڈھائی بجائے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا اب میں ریڈیو کا سوئچ آف کر دوں....!" صفدر نے پوچھا۔

لیکن عمران خود ہی جھپٹ کر سوئچ آف کرتا ہوا بولا۔ "میرے ساتھ آؤ...."

O

عمران ایسے طوفانی انداز میں صفدر کو فلیٹ سے سڑک پر لایا تھا کہ اُسے کچھ سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی!

"آخر چلنا کہاں ہے؟" صفدر نے اُس کی ٹوسیٹر کا دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔!

"ظاہر ہے۔!" عمران نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ظاہر ہے....؟"

"کنفیوشس کا قول ہے....!۔"

"پلیز عمران صاحب! میں اس وقت کسی قسم کی بوریت برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں!"

"تم جیسے کھلنڈرے آدمیوں کو کنفیوشس پسند نہیں آئے گا۔" عمران نے غمناک لہجے میں کہا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی!

صفدر خاموش ہو گیا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "آپ نے ریڈیو کیوں کھولا تھا۔!"

میں سمجھا تھا قوالی ہو گی۔ لیکن کچھ پلے ہی نہ پڑا۔ کیا خیال ہے تمہارا شوگر بینک انگریزی کا کوئی راگ ہے جیسے اپنے یہاں میاں کی ٹوری ہوتی ہے!"

"پتہ نہیں۔!" صفدر نے لاپروائی سے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

کار سنسان سڑکوں پر تیز رفتاری سے دوڑتی رہی۔

پھر ایک جگہ صفدر نے محسوس کیا کہ کار کی رفتار کم ہو رہی ہے!

"بتانا تو یہ کون سی سڑک ہے!" عمران بولا۔

گاڑی رک گئی تھی!

"اکبر روڈ۔!"

"ٹھیک ہے!" عمران نے کہا اور کار پھر اسٹارٹ کر دی۔

اب وہ دو عمارتوں کے درمیانی گلی میں داخل ہو رہی تھی۔! انجن پھر بند کر دیا گیا۔

"اُترو....!" عمران نے صفدر کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

وہ چپ چاپ دروازہ کھول کر دوسری طرف اُتر گیا۔ عمران پہلے ہی اتر چکا تھا۔!

"ریوالور ہے....؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"جی ہاں....!" بیزاری سے جواب دیا گیا۔

"اچھا تو آؤ....!"

وہ گلی سے سڑک پر آگئے چاروں طرف سناٹے کی حکمرانی تھی!

دفعتاً قریب ہی کسی عمارت سے کتا بھونکنے لگا۔

صفدر محسوس کر رہا تھا جیسے عمران کو کسی خاص عمارت کی تلاش ہو۔!

آخر کار وہ چلتے چلتے ایک جگہ رک گیا اور بائیں جانب والی عمارت کو گھورنے لگا۔۔۔ پھر سر کو پر معنی جنبش دے کر صفدر سے بولا۔ "گاڑی یہاں لاؤ۔۔۔ سڑک کے دائیں کنارے پر ٹھیک اسی عمارت کے سامنے روک دو۔!"

صفدر کچھ کہے بغیر اسی گلی کی طرف چل پڑا جہاں گاڑی کھڑی کی تھی۔! واپسی پر عمران دکھائی نہ دیا۔ صفدر نے بتائی ہوئی جگہ پر گاڑی روک دی اور اندر ہی بیٹھا ہوا اس کا انتظار کرتا رہا۔

پندرہ بیس منٹ گذر گئے لیکن عمران نظر نہ آیا۔ صفدر سوچ رہا تھا۔ کیا نیچے اتر کر اسے تلاش کرے۔ پھر وہ ریڈیو کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ عجیب سا ساز تھا۔ ہر تار الگ الگ بج رہا تھا۔

دفعتاً وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اُسے عمران والا موسیقی کا تخت یاد آ گیا تھا۔!

اوہ۔۔۔ تو کیا۔۔۔ وہ کسی قسم کی صوتی اشاروں کا تجربہ کر رہا تھا۔

لیکن ریڈیو کی آواز۔۔۔؟ شوگر بینک۔۔۔ وہ اس وقت کچھ لکھ بھی تو رہا تھا۔۔۔ اور پھر جب دوبارہ شوگر بینک کہا گیا تو ریڈیو بند کر کے اس نے بہت جلدی میں کسی نامعلوم جگہ کے لئے روانگی کا فیصلہ کرتے ہوئے اس کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی۔!

صفدر نے طویل سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹکتے ہوئے جیب میں سگریٹ کا پیکٹ ٹٹولنے لگا۔ لیکن سگریٹ سلگانے کی ہمت نہیں پڑی۔ پتہ نہیں عمران ایسے کسی موقع پر سگریٹ نوشی پسند کرے یا نہیں!

عمران ان کے لئے تفریح طبع کا باعث ضرور تھا لیکن وہ سب اُس سے ڈرتے بھی تھے۔!

تھوڑی دیر بعد عمران ایک گلی سے برآمد ہوا اور تیزی سے چلتا ہوا گاڑی کے قریب آ کر بولا۔

"آؤ میرے ساتھ۔!"

صفدر گاڑی سے اتر کر اس کے ساتھ چل پڑا۔

وہ اسی گلی سے گذرے جس سے عمران برآمد ہوا تھا۔ عمارت کی پشت پر پہنچے۔

"پائپ لائن کے سہارے اوپر چڑھنا ہے!" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"جوتے اتارنے پڑیں گے"۔ صفدر سر کھجاتا ہوا بولا۔

"اتار کر جیبوں میں ٹھونس لو۔!"

پہل عمران نے ہی کی۔ صفدر اسے اُوپر کی ایک کھڑکی میں داخل ہوتے دیکھتا رہا۔ وہ بالکل بندروں کی ہی طرح نہایت آسانی سے اُوپر پہنچ گیا تھا۔

خود صفدر کو بڑی دشواری محسوس ہوئی۔ دن کو بارش ہو چکی تھی۔ دیواریں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔ اُن پر پیر جمانا بڑا مشکل تھا۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح وہ کھڑکی تک پہنچ ہی گیا۔

وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ یہ حضرت بھی قسمت کے سکندر ہی ہیں۔ ضروری تو نہیں تھا کہ اسی کھڑکی کے قریب سے پائپ لائن بھی گذرتی۔

وہ بہ آہستگی کھڑکی سے کمرے میں اتر گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ لیکن عمران کی سرگوشی نے اس کی رہنمائی کی۔ وہ اسے ساتھ لے کر آگے بڑھا۔۔۔ ایک کمرے سے دوسرے میں داخل ہوئے اور اس کے بعد ایک طویل راہداری انہیں زینوں تک لے آئی۔

وہ نیچے آئے۔۔۔ کہیں بھی بیداری کے آثار نہیں پائے جاتے تھے!

دبے پاؤں پوری عمارت دیکھ ڈالی لیکن کہیں بھی کسی کی موجودگی نہ محسوس کر سکے۔!

"عمارت خالی معلوم ہوتی ہے!" عمران آہستہ سے بولا۔

"یہاں آنے کا مقصد۔؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!" عمران ریڈیم ڈائیل والی گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔

"کہیں بھی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔!" صفدر بولا۔

"ہمیں کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے جہاں کچھ دیر چھپے رہ سکیں!"

"آخر کتنی دیر۔۔۔۔؟"

"بس دس پندرہ منٹ کی بات ہے!"

"کیا یہاں کوئی آنے والا ہے؟"

"دیکھ لینا۔۔۔ آؤ۔۔۔!"

عمران نے چھپنے کے لئے باورچی خانہ منتخب کیا اور اس کا دروازہ بند کر کے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی۔

روشنی کی باریک سی کرن گرد و پیش کی اشیاء پر رینگتی رہی۔ خاصی بڑی جگہ تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر آئس بکس کھولا۔ **اس میں شراب اور دوسرے مشروبات کی بوتلیں چنی ہوئی تھیں۔**

ریفریجریٹر بھی چل رہا تھا اس میں کھانے پینے کی متعدد چیزیں سلیقے سے رکھی ہوئی نظر آئیں۔

"آباد ہی معلوم ہوتا ہے!" صفدر آہستہ سے بولا۔

عمران نے پھر گھڑی دیکھی! اور آہستہ سے بولا۔ "میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ ٹھیک دس منٹ بعد یہ ویران عمارت آباد ہو گئی۔!"

"کون آگیا؟۔"

"کوئی موقع کا شعر یاد نہیں آرہا.... اور ہپ.... یار اگر وہ بھوکے ہوئے تو سیدھے ادھر ہی کا رخ کریں گے۔"

"تو پھر....!"

"اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ اگر کوئی دروازہ کھولے تو ہم اوٹ میں ہوں! اور ہاں.... نقاب موجود ہے جیب میں....!"

"ہر وقت تو جیب میں پڑی نہیں رہتی...."

"اچھا تو رومال اس طرح باندھو چہرے پر کہ صرف آنکھیں کھلی رہیں!"

صفدر نے بڑی عجلت میں اس کی تجویز پر عمل کیا تھا۔

وہ قدموں کی آہٹیں صاف سُن رہے تھے! کئی لوگ معلوم ہوتے تھے!

دفعتاً کسی نے ٹھیک باورچی خانے کے دروازے پر کہا "میں سوڈا اور وہسکی لے کر آتا ہوں"!

یہ جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا اور لہجہ بھی دیسی نہیں تھا۔

دروازہ کھلا اور یہ دونوں دیوار سے چپک کر کھڑے ہو گئے! آنے والے نے روشنی نہیں کی تھی۔ اندھیرے ہی میں آئس باکس سے بوتلیں نکالنے لگا تھا.... وہ چلا بھی گیا اور یہ لوگ اسی طرح دیوار سے چپکے کھڑے رہے انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز بھی سنی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے قفل کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا سامنے والے کمرے میں روشنی نظر آئی!

"بہت احتیاط سے باہر نکلنا ہے!" عمران آہستہ سے بولا۔ "لیکن ٹھہرو! انہیں اپنے گلاس بھر لینے دو۔!"

عمارت کے مکین اونچی آواز میں گفتگو کر رہے تھے! لیکن اتنے فاصلے سے کوئی بات بھی

نہیں جا سکتی تھی۔!

انہوں نے کچھ دیر اور انتظار کیا اور پھر دروازہ کھول کر بہ آہستگی باہر نکل آئے۔!

روشن کمرے کے دروازے پر بھاری پردہ لٹک رہا تھا۔!

اب انہوں نے کسی عورت کی بھی آواز سنی!

دونوں کمرے کے دروازے کے اِدھر اُدھر دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

عورت کہہ رہی تھی۔!

"یہ میرے لئے ایک خوفناک تجربہ تھا۔"

لہجہ غیر ملکی تھا اور زبان انگریزی تھی۔ اس کے اس جملے پر کسی نے کچھ نہ کہا۔

اندازہ کرنا مشکل تھا کہ اندر کتنے آدمی ہوں گے کچھ دیر بعد عورت پھر کہتی سنائی دی۔

"میں بہت تھک گئی ہوں۔!"

"ہوں...." بھرائی ہوئی سی مردانہ آواز۔ "اب تمہیں سو جانا چاہئے!"

دفعتاً عمران نے پردہ ہٹایا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سیاہ نقاب تھی جس سے صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔!

وہ تینوں کرسیوں سے اٹھ گئے! دو مرد اور ایک لڑکی۔!

تینوں ہی سفید فام تھے۔ عمران کا ریوالور۔ ان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔

"مخل ہونے کی معافی چاہتا ہوں....!" عمران نے خالص فرانسیسی لہجے میں کہا.... آواز میں نرمی تھی۔!

"تم کون ہو....؟" بھاری بھر کم آدمی نے بڑی لاپروائی سے پوچھا۔

"میں ایک آرٹسٹ ہوں۔" عمران نے شرمیلے انداز میں کہا۔ "پکاسو کے اسکول سے تعلق رکھتا ہوں۔ اگر تجرید کرانا چاہتے ہو تو میری مخالفت کر کے دیکھو!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ لڑکی نے خوفزدہ آواز میں کہا۔ "تم کیا چاہتے ہو؟"

"میرے ساتھ چلو....!" عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" بھاری بھر کم آدمی کی بھنویں تن گئیں!

"تمہیں مطلب سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ میں تمہیں نہیں لے جانا چاہتا۔"

"کامرید کپولی۔!" عمران نے صفدر کو آواز دی!

اور صفدر ریوالور ہاتھ میں لیے ہوئے اندر آیا۔

"ان خاتون کو دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔!"

"نہیں....!" بھاری بھر کم آدمی بڑے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا بولا۔!

"ارے....ارے....پیچھے ہٹو۔!" عمران خود پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"تم فائر نہیں کر سکتے۔!" وہ غراتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

"نہیں جناب میں فائر نہیں کروں گا۔!" عمران نے کہا اور بدستور پیچھے کھسکتا رہا....

غیر ملکی پلکیں جھپکائے بغیر اُسے گھورتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اپنی دانست میں شاید عمران کو ہپنوٹائیز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔!

دفعتاً عمران نے چھلانگ لگائی اور اس کے دونوں پیر بھاری بھر کم آدمی کے سینے پر تھے۔ وہ اس کے لئے قطعی تیار نہ تھا لہذا اچھل کر دوسرے آدمی پر جا پڑا۔ اور دونوں ہی فرش پر ڈھیر ہو گئے!

لڑکی کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلی تھیں۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "تم ادھر آؤ....ایک کنارے ہو جاؤ ورنہ۔"

پھر وہ اُسے ایک گوشے میں کھینچ لے گیا۔

وہ دونوں غیر ملکی شاید نہتے تھے ورنہ دوبارہ اٹھتے اٹھتے ریوالور ضرور نکال لیتے....

عمران نے اپنا ریوالور بھی بغلی ہولسٹر میں ڈالا اور باقاعدہ طور پر ان پر ٹوٹ پڑا۔

بھاری بھر کم آدمی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

دوسرا تو وہیں تین لاتوں کے بعد لمبا لمبا لیٹ گیا۔ لیکن اس پر جب بھی عمران کی لات پڑتی پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ حملہ آور ہوتا۔!

عمران نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ ہاتھ استعمال نہ کرے گا۔

صفدر ہر بار یہی سمجھتا کہ اب آ گئی عمران کی شامت، لیکن عمران کسی تربیت یافتہ بندر ہی کی طرح اپنے حریف کو بھلاوے دے کر صرف لاتیں چلاتا رہا۔

حریف کی دہاڑیں گالیوں کی شکل اختیار کرتی رہیں۔

آہستہ آہستہ صفدر جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتا جا رہا تھا۔ آخر یہ کھیل ختم ہی کیوں نہیں کر دیتا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی شریر بچہ اپنے کسی بزرگ کو چڑا رہا ہو بھاری بھر کم آدمی ہانپنے لگا۔ اس کا چہرہ لہولہان تھا اور آنکھیں حلقوں سے ابلتی محسوس ہو رہی تھیں۔ سرخ سرخ آنکھیں.... جن سے اب دیوانگی جھلکنے لگی تھی!

وہ جھپٹ جھپٹ کر حملے کرتا رہا اور لاتیں کھاتا رہا۔ پھر صفدر نے اُسے لڑکھڑا کر اس طرح گرتے دیکھا کہ دوبارہ اٹھنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

سناٹا چھا گیا....!

"اب کیا ارادہ ہے۔!" صفدر نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" عمران نے کہا اور باہر نکل گیا۔

صفدر اب بھی لڑکی کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔

"تم کون ہو؟ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" لڑکی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں صفدر سے پوچھا۔

"میں بھی تمہاری ہی طرح لاعلم ہوں۔!"

"میرا بازو چھوڑو۔!"

"میرے ساتھی کی واپسی سے پہلے یہ ناممکن ہے!"

"تمہارا ساتھی کون ہے؟"

"یہ بھی وہی بتا سکے گا۔!"

اتنے میں عمران واپس آگیا اور صفدر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔!

"یہ پوچھ رہی تھی۔!"

"شٹ اپ....اسے باہر لے چلو۔!"

"کیا مطلب؟" لڑکی ہانپتی ہوئی بولی۔

"تم ہمارے ساتھ جاؤ گی۔!"

"یہ ناممکن ہے!"

"ناممکن کو ممکن بنانا میری ہوبی ہے....!" عمران نے کہا اور ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی پیشانی پکڑ لی۔

صفدر سمجھ گیا کہ وہ اس کی کنپٹیاں دبا رہا ہے۔ اس لئے اُس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔

لڑکی نے ان کی گرفت سے نکل جانے کے لئے جدوجہد شروع کی تھی لیکن ناکام رہی۔

پھر شاید چیخنے ہی کے لئے منہ کھولا تھا کہ اعصاب جواب دے گئے! لڑکھڑاتی ہوئی عمران کے بائیں بازو پر آپڑی!

عمران نے اسے اپنے کاندھے پر ڈالا اور صفدر دروازے کی طرف چل پڑا۔

کچھ دیر بعد ٹوسیٹر دانش منزل کی طرف جارہی تھی۔ اس طرح کہ ان دونوں کے درمیان بے ہوش لڑکی بیٹھی نظر آرہی تھی!

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی لمبا سفر طے کرنے کے دوران اُسے نیند آگئی ہو۔!

دانش منزل پہنچ کر عمران نے ٹوسیٹر صفدر کے حوالے کی اور خود بے ہوش لڑکی کو اٹھائے ہوئے اندر چلا گیا۔! اُس نے صفدر سے اندر چلنے کو نہیں کہا تھا! ٹوسیٹر حوالے کردینے کا یہی مطلب تھا کہ وہ اُس پر اپنے گھر جاسکتا ہے۔!

گھڑی دیکھی پانچ بج رہے تھے........ اس نے سوچا جتنی دیر بھی سونے کا موقع مل جائے غنیمت ہے کیونکہ اب تو کسی قسم کا چکر چل ہی چکا ہے!

وہ ٹوسیٹر کو کمپاؤنڈ سے نکال ہی رہا تھا کہ عمران پھر پلٹ آیا اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتا ہوا بولا۔ ”میں نے سوچا، کہیں تم خیال نہ کرو کہ بعد میں تنہا چھوڑ دیا۔!“

”جی....!“ صفدر نچلا ہونٹ بھینچ کر بولا۔

”کچھ خفا خفا سے لگ رہے ہو۔!“

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کردی تھی۔

کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے گذرتے ہوئے عمران نے کہا۔ ”میرا دل چاہتا ہے کہ تم مجھے جولیانافٹنر واٹر کے گھر اتار دو۔!“

”کوئی خاص بات؟“

”آج تک کوئی عام بات میرے حصے میں آئی ہی نہیں!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسٹیرنگ کرتا رہا۔

O

جولیانافٹنر واٹر بے خبر سو رہی تھی! گھنٹی کی تیز آواز سے جاگ پڑی کوئی مسلسل گھنٹی بجائے جارہا تھا۔

سخت غصہ آیا! دم ہی نہیں لیتا۔ یہ کیا وحشت ہے! مسلسل بٹن دبائے ہی چلا جارہا ہے۔ یہاں کے لوگ کبھی مہذب نہ ہو سکیں گے۔! سلیپنگ گاؤن پہنتی ہوئی وہ دروازے کی طرف جھپٹی۔!

”کون ہے؟“ اس نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

”ٹیلی گرام....!“ باہر سے آواز آئی۔!

اور اس نے طویل سانس لے کر دروازہ کھول دیا لیکن پھر جو بپھری ہے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران کو قتل ہی کردے گی۔

”گنوار، جنگلی، وحشی۔“

”ٹیلی گرام....!“

”نکل جاؤ! یہاں سے!“ وہ حلق پھاڑ کر چیخی۔

”کھانسی آنے لگے گی....! کھانسی۔!“

”میں کہتی ہوں چلے جاؤ یہاں سے!“

”میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں....!“

”کیا فائدہ کہ میں چیخنا شروع کردوں اور لوگ ادھر اُدھر سے دوڑ پڑیں وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”ارے تو میں ہی بُلائے لاتا ہوں ادھر اُدھر سے لوگوں کو.... چیخنے سے تو سچ مچ کھانسی آنے لگے گی!“

جولیا غصے میں شاید یہ بھول گئی تھی کہ دروازے سے کافی پیچھے ہٹ آئی ہے ورنہ شاید اب تک دروازہ عمران پر بند ہو گیا ہوتا... اور اب یہ ناممکن تھا کہ عمران کو دھکیلتی ہوئی دروازے تک لے جاتی اور پھر بالکل ہی دھکا دے دیتی۔

”پچھلے سال میں نے تم سے کہا تھا کہ کسی نہ کسی دن نور کے تڑکے آکر تمہاری بہار دیکھوں گا۔!“

”چلے جاؤ یہاں سے....!“ وہ پھر چیخی۔

اور عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر مغموم لہجے میں بولا۔ "صرف بہار دیکھوں گا.... گیت نہیں سن سکتا.... مجھے راس نہیں آتے....!"

جولیا پیر پٹختی ہوئی اندر چلی گئی اور عمران نے بڑی احتیاط سے دروازہ بولٹ کر کے ٹھنڈی سانس لی۔ پھر وہ سٹنگ روم ہی میں پہنچا تھا۔ جہاں جولیا سختی سے مٹھیاں بھینچے کھڑی تھی!

"تم کیوں آئے ہو؟۔"

"بوخروف اپنے نام کے ہجے معلوم کرنا چاہتا ہے!" عمران نے سنجیدگی اور شائستگی سے کہا۔

جولیا کو بے ساختہ ہنسی آگئی لیکن عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔

"بوخروف!" وہ بے تحاشہ ہنستی ہی چلی گئی!

"مجھے بھی ہنسنا آتا ہے جولیانافٹنر واٹر....!"

وہ ہنستی ہی رہی۔

"تم راحیل کے پاس کیوں گئی تھیں؟"

"سنا تھا کہ تم صاحب اولاد ہو گئے ہو! میں نے کہا تصدیق بھی کر لی جائے!"

"حد ہو گئی غفلت کی! میرے صاحب اولاد ہو جانے کی تصدیق دوسروں سے کرتی پھر رہی ہو۔!"

"شٹ اَپ۔!" وہ جھینپ گئی!

"جواب لیے بغیر نہیں جاؤں گا کہ میرے مہمان کے پاس کیونکر جا پہنچی تھیں؟"

"میں تمہاری کسی بات کا جواب دینے کی پابند نہیں۔!" وہ پھر گرم ہو گئی۔!

"اچھی بات ہے!"

"ذرا ٹھہرو.... چلے کہاں؟" دفعتاً خلاف توقع جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی، عمران رک کر مڑا۔

"ممکن ہے یہ بھی تمہیں گراں گذرے کہ آج میں راحیل کے ساتھ سردار گڈھ کیوں جا رہی ہوں....!"

"کیا تم اُسے پہلے سے جانتی تھیں؟"

"پچھلی رات سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!"

"لیکن اُسے ہی دیکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی!"

"میں اپنے نجی معاملات میں کسی کی بھی دخل اندازی پسند نہیں کرتی!"

کرنا۔ میں بھول گیا تھا کہ تم اپنے ہی کسی معاملے کی تصدیق کرنے گئیں تھیں!"

عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر الٹتا پلٹتا ہوا بولا۔

"یہ تمہیں ہر حال میں بتانا پڑے گا کہ تم وہاں کیوں گئی تھیں!"

"مجھے اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا!"

"اچھی بات ہے تو اپنی زندگی تلخ کر لینے کی تیاری شروع کر دو۔ میں جا رہا ہوں۔!"

"ٹھہرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی.... "اگر تم نے میرے خلاف کوئی حرکت کی تو ان دیکھے ہاتھوں سے پٹو گے۔!"

"ہوں۔! تو غالباً تم کہنا چاہتی ہو کہ تمہارے چیف نے تمہیں وہاں بھیجا تھا!"

"میں ذاتی طور پر ایسے وسائل نہیں رکھتی کہ تمہاری نجی زندگی سے واقف ہو سکوں۔!"

"میں تمہارے چیف کو اس نالائقی پر ضرور سزا دوں گا۔!"

جولیا مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسی پھر بولی۔ "میں اس بندر کو دیکھنا چاہتی ہوں۔!"

"پروفیسر منکی کہو.... بندر کہنا توہین ہے اس کی!"

"تو کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ ماہر موسمیات ہے!"

"اس سے بھی کچھ زیادہ۔!"

"تو پھر کب؟۔"

"جب چاہو دیکھ لو۔ اور ہاں میں کافی پیوں گا۔ کافی کے ساتھ مالٹوں کا رس ضرور لیتا ہوں.... دو سلائیس کافی ہوں گے۔ انڈے اگر اچھے تل سکو تو ایک آدھ وہ بھی چلے گا۔!"

"پہلے شیو بناؤ....!"

"تمہارے سیفٹی ریزر سے تو ہرگز شیو نہیں کروں گا۔!"

"شٹ اپ....!" اس نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا اور اٹھ کر چلی گئی!

عمران صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

پندرہ بیس منٹ بعد وہ پھر واپس آئی.... لباس تبدیل کر چکی تھی اور نکھری نکھری سی نظر آ رہی تھی۔

"کافی ہے!" عمران بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"شٹ اپ....!"

"شٹ اپ کا دورہ پڑا ہے تم پر....!"

"میں ایک کپ کافی کے علاوہ اور کچھ نہ دے سکوں گی!"

"کیوں؟"

"کئی دنوں سے باہر ناشتہ کر رہی ہوں!"

"چلو تو باہر ہی چلیں!"

"اٹھو....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی!

دونوں باہر آئے جولیا کی چھوٹی فیاٹ باہر کھڑی تھی!

"دھکا تو نہیں لگانا پڑے گا۔!" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"ناکارہ بیٹری نہیں رکھتی۔!" وہ فخریہ لہجے میں بولی۔

"اکثر نئی بیٹری بھی ڈاؤن ہو جاتی ہے!"

"چلو بیٹھو....!" وہ جھنجلا کر بولی۔

عمران اسٹیرنگ کے قریب والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے سلف اسٹارٹر کا بٹن دبایا.... دباتی ہی رہی.... لیکن گاڑی اسٹارٹ نہ ہوئی!

"ہو گئی ڈاؤن۔!" عمران چہک کر بولا۔

"بکواس ہے!" وہ دروازہ کھول کر نیچے اترتی ہوئی بولی۔ پھر ڈگی کھول کر پٹرول نکالا۔

عمران اسے کاربوریٹر میں پٹرول ڈالتے دیکھتا رہا۔ اس کاروائی کے بعد جولیا نے پھر گاڑی سلف اسٹارٹر ہی سے.... اسٹارٹ کرنی چاہی لیکن کامیابی نہ ہوئی!

"لگے گا دھکا"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

جولیا بے بسی سے مسکرائی اور عمران نیچے اتر گیا۔

پھر عمران گاڑی کو دھکیلنے لگا تھا۔

"گیئر میں ڈالو...." وہ دھکا لگاتا ہوا چیخا!

گاڑی نہ صرف اسٹارٹ ہوئی بلکہ عمران تو احمقانہ انداز میں منہ کھولے وہیں کھڑا رہ گیا اور وہ

بڑی تیز رفتاری سے سنسان سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔!

O

جولیانافٹنر واٹر نے گاڑی عمران کے فلیٹ کے سامنے ہی روکی تھی۔

سلیمان نے بڑی گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا اور بندر سے اس کا تعارف کراتا ہوا بولا۔

"باس کا دوسرا باڈی گارڈ.... پہلے حرام زادے سے تو فی الحال نجات مل گئی!" بندر بڑی بے تعلقی سے پائپ پی رہا تھا۔ اُس نے صرف ایک ہی بار جولیا کی طرف دیکھا تھا اور پھر چھت پر نظریں گاڑ دی تھیں!

پتہ نہیں کیوں جولیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس بندر نے اس کی توہین کی ہو۔

"ایک بوتل بیئر پی چکا ہے!" سلیمان بولا۔ "اور اب پائپ سے شوق فرما رہا ہے۔"

"اور تمہارا باس کیا بولتا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"باس کیا بولتا۔!" سلیمان نے حیرت سے دہرایا اور پھر ہنس کر بولا۔

"ارے آپ نے وہ تو سنا ہی ہو گا بعض لوگوں کے لئے وہ بچوں میں بچے جوانوں میں جوان اور بوڑھوں میں بوڑھے بن جاتے ہیں لیکن میرا باس اُن سے آگے ہے.... وہ بندروں میں بندر بھی بن سکتا ہے.... رات ہی انتظام کر لیا تھا۔ بیئر کی بوتلوں کا...."۔

جولیا نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی!

"آپ کافی پئیں گی یا چائے...." سلیمان نے اُس سے پوچھا۔

"ہم نے ابھی ناشتہ نہیں کیا۔"

"آپ بیٹھئے میں ابھی لایا۔"

"اس کو بھی لے جاؤ....!" جولیا نے بندر کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ ڈریئے نہیں۔ خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا اور پھر اُس کی مرضی کے خلاف اُسے کہیں سے اٹھایا بھی نہیں جا سکتا۔!"

سلیمان چلا گیا اور وہ بندر کو دیکھتی رہی۔ پائپ شاید بجھ گیا تھا اس نے اُسے میز پر ایک طرف

رکھ دیا اور قریب ہی رکھی ہوئی ایک مجلد کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔!

پھر میز سے اُچھل کر کھڑکی پر آیا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ مطلع آج بھی ابر آلود تھا، لیکن بادل پھٹے پھٹے سے تھے۔!

میز کی طرف واپس آکر پھر کتاب کی ورق گردانی شروع کر دی!

اتنے میں سلیمان واپس آ گیا اس کے ہاتھوں پر ناشتے کی ٹرے تھی! جولیا سوچ رہی تھی بندر کہیں ناشتہ خراب نہ کر دے۔ اس لئے اس نے سلیمان سے کہا کہ وہ وہیں کھڑا رہے!

"وہ ناشتہ کر چکا ہے!" سلیمان بولا۔ "اب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا....!"

یہی ہوا بھی جولیا نے بڑے سکون سے ناشتہ کر لیا اور بندر کتاب کی ورق گردانی کرتا رہا۔!

یہاں آئے ہوئے جولیا کو آدھ گھنٹہ گذر چکا تھا لیکن ابھی تک عمران کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جولیا نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو....!"

"جولیانافٹنر واٹر...." دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنائی دی!

"یس سر....!"

"تم وہاں کیا کر رہی ہو؟"

"وہ....وہ....جناب....بندر....!"

"شٹ اپ۔!"

"مم....میں عمران سے ملنا چاہتی ہوں۔!"

"کیوں ملنا چاہتی تھیں!"

"دراصل بندر دیکھنا چاہتی تھی!"

"واپس جاؤ....عمران ٹپ ٹاپ میں تمہارا منتظر ہے!"

"بہت بہتر جناب....!"

جولیا بوکھلائے ہوئے انداز میں رخصت ہو کر ٹپ ٹاپ پہنچی....ٹپ ٹاپ کلب کا ایک شعبہ دن میں بھی کام کرتا رہا تھا۔

"میں ناشتہ کر چکا ہوں۔" عمران نے اٹھ کر جولیا کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے لئے

کیا منگواؤں۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ خاموشی سے اس کی میز کے قریب بیٹھ گئی۔!

"مجھے یہاں نہ آنا چاہئے تھا۔" عمران کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجھ سے فضول بکواس نہ کرو۔!"

"اُوہ....تم شاید اپنی اس غلطی کی معافی مانگنے آئی ہو!"

"قطعی نہیں۔!"

"اچانک یہاں کیسے آ پہنچیں؟"

"چیف کی ہدایت پر!"

"تو گویا وہ خبیث مجھے کہیں بھی چین نہیں لینے دے گا....کیا اس نے تمہیں بتایا تھا کہ میں یہاں ہوں!"

"اس نے کہا تھا کہ تم ٹپ ٹاپ میں میرے منتظر ہو!"

"ارے توبہ توبہ...." عمران منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "میں انتظار کروں گا۔ ان خاتون کا جو مجھے بے یار و مددگار اس سڑک پر چھوڑ گئی تھیں! ویسے کیا آپ کے لئے ناشتہ منگواؤں۔!"

"میں تمہارے گھر سے آ رہی ہوں!"

"ہوں۔!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "اور وہاں ناشتہ ضرور کیا ہوگا۔! گولی ماردوں گا، سلیمان کے بچے کو میرا شوگر بینک تباہ کر رہا ہے!"

"تم فضول باتیں چھوڑ کر مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے یہاں کیوں بھیجا گیا ہے؟"

"مجھ سے معافی مانگو.... تمہارے خلاف دو شکائتیں ہیں۔ پہلی تو یہ کہ تم نے میرے مہمان کو میرے متعلق غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی! اور دوسری یہ کہ مجھ سے ہی گاڑی میں دھکا لگوایا اور مجھے ہی بے یار و مددگار سڑک پر چھوڑ گئیں....!"

"پہلی حرکت کی میں ذمہ دار نہیں!"

"تمہارے چیف نے تمہیں بھیجا تھا؟"

"ہاں۔!"

"تم راحیل سے کیا معلوم کرنا چاہتی تھیں؟"

"یہی کہ وہ کون ہے اور بندر کی کہانی تو اس نے خود ہی سنائی تھی! اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی علی عمران کے لئے وہ بندر لایا ہے! اور اس شہر میں شاید ہی کوئی ایسا علی عمران ہو جو بندروں کو بیئر پلا سکے علاوہ تمہارے....!"

"کنگال ہو جاؤں گا۔!"

"سلیمان کہہ رہا تھا یہ دوسرا باڈی گارڈ ہے!"

"اس وقت کیوں آئی ہو تم....!" عمران ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"میں نہیں جانتی۔!"

"ہاں تم کہہ رہی تھیں کہ راحیل کے ساتھ سردار گڈھ جاؤ گی!"

"حکم ملا ہے ورنہ مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے!"

"نامعقول۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تمہارا چیف سخت نامعقول ہے.... میرے نجی معاملات سے اُسے کیا سروکار....!"

"سچ بتاؤ... وہ بندر کس نے بھجوایا ہے؟"

"کیا تم راحیل کو جھوٹا سمجھتی ہو۔!"

"نہیں! میں نے اس میں مکاری نہیں پائی!"

"تب پھر اس کی بات پر یقین کرو.... اسی کی طرح میں بھی لاعلم ہوں!"

"اس پر یقین نہیں کر سکتی!"

"اچھی بات ہے!"

"کیا مطلب؟"

"یہی کہ میں کسی طرح بھی تمہیں یقین نہ دلا سکوں گا۔ ویسے بہت محتاط رہنا سردار گڈھ اچھی جگہ نہیں ہے۔!"

"تم اس کی فکر نہ کرو....!" جولیا برا سا منہ بنا کر بولی۔

"لیکن جاؤ گی ضرور....!"

"ارے.... میرے چیف کا حکم۔!"

"وہ بھی گھاس کھا گیا ہے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو۔ مجھے بتاؤ۔ کیوں بلوایا ہے!"

"میں نے بلوایا ہے۔!"

"ہاں.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ کبھی نہ کہتا کہ عمران ٹپ ٹاپ میں تمہارا منتظر ہے۔!"

"ممکن ہے وہ راحیل سے زیادہ مجھے موزوں سمجھتا ہو!"

"شٹ اپ۔!"

"آج سچ مچ تم پر شٹ اپ کا دورہ پڑ گیا ہے!"

"جلدی بتاؤ کیا بات ہے۔!" وہ گھڑی دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہیں میرے ساتھ دانش منزل تک چلنا ہے!"

"تو چلو اٹھو....!"

"لیکن گاڑی میں دھکا نہیں لگاؤں گا۔!"

وہ ہنس پڑی اور بولی۔ "کافی رننگ رہی ہے۔ چارج مل گیا ہے!" وہ کلب کی عمارت سے نکل کر گاڑی میں آ بیٹھے۔!

دانش منزل تک کا فاصلہ خاموشی ہی سے طے ہوا۔

دونوں گاڑی سے اتر کر برآمدے میں آئے۔ عمران نے قفل کھولا۔

"خدا کی پناہ.... اب دانش منزل کی کنجی بھی تمہارے پاس رہنے لگی ہے!" جولیا نے کہا۔

"غرض باؤلی ہوتی ہے۔ تمہارا چیف تم لوگوں کو فارم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن مجھ سے ہر حال میں خوش رہنے پر مجبور ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی، وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتی تھی! دفعتاً وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی "کبھی نہ کبھی تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا۔"

"کس بات کا۔!"

"کسی بات کا بھی نہیں۔!" جولیا نے طویل سانس لی اور اس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ اندر آئے۔!

"ساؤنڈ پروف کمرے میں ایک لڑکی ہے تمہیں اس کا صحیح نام اور پتہ دریافت کرنا ہے....!"

"کیا بات ہوئی؟ تم خود بھی یہ کام کر سکتے ہو۔!"

"تم جاؤ تو.... وہ بے ہوش حالت میں یہاں لائی گئی ہے!"

جولیا نے بے اعتباری سے اِسے دیکھا۔!

"کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ....؟"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھتی....!"

"خاموشی سے اندر جا بیٹھنا اور دو تین منٹ سے پہلے گفتگو نہ شروع کرنا۔"

"اچھا۔!"

"ہینڈل پر جو سرخ بٹن ہے اُسے دبا کر ہینڈل گھمانا۔!"

"آج میں پہلی بار اس ممنوعہ کمرے میں داخل ہونے جا رہی ہوں۔!"

"اب کھسکو بھی.... داخل ہونے کی تدبیر بھی معلوم ہو گئی!" عمران نے کہا۔ اور جولیا بُرا سامنہ بنائے ہوئے ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑی!

سُرخ بٹن دبا کر ہینڈل گھمایا.... دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوئی۔ سامنے کرسی پر ایک غیر ملکی لڑکی نیم دراز تھی۔ اُسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔ جولیا نے اسے ہاتھ ہلا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ بیٹھ تو گئی لیکن اُسے کینہ طور نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔!

جولیا بھی اُسے گھور رہی تھی.... لیکن یہ بتانا مشکل تھا کہ وہ کس جذبے کا اظہار تھا۔!

غیر ملکی لڑکی نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سامنے والی دیوار سے آواز آئی۔

"شوگر بینک.... شوگر بینک.... شوگر بینک....!" اور پھر ایسی آواز آئی جیسے کسی ساز کا کوئی تار بولا ہو۔!

لڑکی اچھل کر اُس میز کی طرف جھپٹی جس پر لکھنے پڑھنے کا سامان تھا! اُس نے تیزی سے ایک کاغذ کھینچا اور اس پر پنسل سے کچھ لکھنے لگی۔

تار بج رہے تھے اور اس کی پنسل تیزی سے کاغذ پر چل رہی تھی!

وہ اس میں اتنی محو تھی کہ جولیا اس کے پیچھے جا کھڑی ہوئی لیکن اُسے اس کا علم نہ ہو سکا۔

جولیا کی نظر تحریر پر تھی۔ وہ لکھتی رہی اور جولیا پڑھتی رہی۔

"پچھلی رات تم غلط آدمیوں کے ہاتھوں پڑ گئی تھیں۔ اب اپنوں میں ہو۔ جو کچھ تم سے پوچھا جائے بتاؤ۔ یہ ایک ضمنی سی کارروائی ہے.... اب تمہیں بالکل نئے لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہے۔ ان لوگوں کے سوالات تمہارے لئے متحیر کن بھی ہو سکتے ہیں لیکن تم ہر سوال کا صحیح جواب دو گی۔

اُوور اینڈ آل....!"

پنسل رک گئی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ پنسل رُکنے سے پہلے تاروں والے ساز کی آواز بند ہوئی تھی اور تین بار پھر شوگر بینک کہا گیا تھا۔

جولیا پیچھے ہٹ آئی۔ پھر لڑکی اس کی طرف مڑی تھی!

اور ٹھیک اسی وقت دروازہ بھی کھلا تھا۔ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جس کی ناک پکوڑے جیسی تھی اور گھنی مونچھیں اس طرح نیچے جھکی ہوئی تھیں.... کہ دہانہ قریب قریب چھپ کر رہ گیا تھا۔

یہ عمران کا ریڈی میڈ میک اپ تھا جس سے جولیا بخوبی واقف تھی عمران نے بغل میں ایک فائیل دبا رکھا تھا اور ہاتھ میں پنسل اسی طرح پکڑ رکھی تھی جیسے کہیں بیٹھ کر کچھ لکھتے لکھتے اچانک اٹھ آیا ہو۔

"بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ....!" اس نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

وہ دونوں بیٹھ گئیں۔! لڑکی عمران سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

دفعتاً جولیا نے لڑکی سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"ایوا گرین....!" لڑکی نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تمہیں محتاط رہنے کی ہدایات ملتی رہی تھیں اس کے باوجود بھی۔" عمران نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

لڑکی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"جواب دو....!" عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جو کچھ مجھ سے کہا گیا تھا.... میں نے کیا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"تم سے کیا کہا گیا تھا۔؟"

"میں نہیں جانتی تھی کہ پروفیسر کے لئے کسی قسم کا خطرہ موجود ہے!"۔

"پچھلی رات تمہاری عقل پر پتھر کیوں پڑ گئے تھے؟"

"میں ہدایت کے مطابق بتائی ہوئی جگہ پر ان دونوں کو لے گئی تھی!"

"تم نے انہیں پرکھنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا؟"

"کوئی بھی نہیں.... وہ مجھے بتائی ہوئی جگہ پر پہلے سے موجود ملے تھے!"

"تم نے کیپٹن فیاض ہی کا انتخاب کیوں کیا تھا دوستی کے لئے!"

"میں نے انتخاب کیا تھا۔" لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پھر۔؟"

"میں نے انتخاب نہیں کیا تھا۔ مجھ سے اُسی خاص آفیسر کے بارے میں کہا گیا تھا۔!"

"پھر تم نے بیان کیوں بدل دیا اپنا!"۔

"اب تم بھی تھوڑی سی عقل استعمال کرو۔!" لڑکی نے بے باکانہ کہا۔

"میں عقل استعمال کروں۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ہاں.... بالکل.... اس کی دوستی پروفیسر کے سر ڈال کر میں محفوظ ہو گئی۔ ہوں.... ورنہ مجھے پولیس کے ساتھ سر مارنا پڑتا۔!"

"لیکن کیپٹن فیاض ایک پولیس آفیسر ہی ہے!"

"وہ میرے بیان کی تردید کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح خود اُسے بھی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔!"

"چلو خیر.... یہاں تم نے ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔!" عمران بایاں کان کھجاتا ہوا بولا۔

اس کے بعد پھر وہ تینوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔

"اب چھان بین کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے!"

"کیسی چھان بین؟" لڑکی چونک کر بولی۔

"ہمیں شبہہ ہے کہ تم مخالفوں سے مل گئی ہو!"

"کیا مطلب؟" لڑکی کرسی سے اٹھ گئی!

"پروفیسر کا قتل۔!" عمران سانپ کی طرح پھپھکارا۔

"یہ زیادتی ہے.... مجھ پر سراسر زیادتی ہے.... مجھ سے جتنا کہا گیا۔ میں نے کیا۔!"

"پھر بھی تم جواب دہی سے نہیں بچ سکتیں!"

"جواب دہی....؟" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ غداری کی سزا موت ہے۔ لیکن پہلے اسے ثابت کرنا پڑے گا کہ مجھ سے غداری سرزد ہوئی ہے۔!"

"فی الحال میں تمہارے لئے ناشتے کا انتظام کرنے جا رہا ہوں"! عمران اٹھتا ہوا بولا۔

جولیا اس کی طرف مستفسرانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی! لیکن عمران توجہ دیئے بغیر باہر چلا گیا۔ خود کار دروازہ بند ہو کر مقفل ہو چکا تھا۔!

"تمہارا نام کیا ہے؟" لڑکی نے جولیا سے پوچھا۔

"جولیا....!"

"فرنچ.... ہو....!"

"نہیں سوئیس....!"

"کیا میں اس کمرے میں قید ہوں۔!"

"پتہ نہیں....!" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"اس کا نام کیا ہے؟۔"

"غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو....!" جولیا نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

لڑکی نے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے وہ اس کو خود سے کمتر سمجھتی ہو۔ جولیا نے بھی اسے محسوس کیا اور دانت پیس کر رہ گئی اور اسے تو وہ خود بھی نہ سمجھ سکی کہ اسے عمران پر غصہ آیا تھا یا ایواگرین پر....!

کچھ دیر بعد عمران خود ہی ناشتے کی ٹرے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

جب وہ ٹرے میز پر رکھ رہا تھا لڑکی بولی۔ "کیا میں خود کو ایک قیدی سمجھوں۔؟"

"فی الحال۔!"

"آخر کیوں؟"

"پروفیسر کا معاملہ صاف ہوئے بغیر....!"

"میں کچھ نہیں جانتی اس کے بارے میں!"

"ناشتہ کرو....!"

"میں جانتی تھی کہ ایک دن یہی ہونا ہے....!" وہ بڑبڑاتی ہوئی ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی!

جولیا اس کی حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لے رہی تھی!... تو یہ ہے... ایوا گرین.... جس کے بارے میں ایکس ٹو نے چھان بین کرائی تھی!.... پروفیسر گرین.... کون تھا....؟ یک بیک یہ سوال ذہن میں ابھرا۔

لڑکی نے دو سلائیس لیے تھے۔ اور اب چائے انڈیل رہی تھی!

"بہت تھوڑا کھاتی ہو۔!" عمران بولا۔

جولیا نے اسے گھور کر دیکھا۔

لڑکی نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چائے میں شکر حل کرتی رہی....!

جولیا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر عمران کرنا کیا چاہتا ہے، ویسے نہ جانے کیوں اس لڑکی کو دیکھتے ہی اس کے ذہن میں کھٹک سی پیدا ہو گئی تھی۔

ناشتے کے بعد وہ کرسی سے اٹھ گئی اور ان کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر کمرے میں ٹہلتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد ایسا محسوس ہونے لگا کہ اُسے ان دونوں کی موجودگی کا احساس ہی نہ رہ گیا ہو۔ ٹہلتے ٹہلتے رک کر کچھ سوچنے لگتی اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتی۔!

دفعتاً جولیا عمران سے بولی۔ "کیا تم اس کی اداکارانہ صلاحیتوں کے لئے میرا وقت برباد کر رہے ہو؟"

لڑکی رک کر اس کی طرف مڑی۔

"تم میرے متعلق بڑے گھٹیا لہجے میں گفتگو کر رہی ہو!" اس نے درشتی کے ساتھ کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں!" عمران بول پڑا۔

"تم مت دخل دو۔!" جولیا اس پر الٹ پڑی!

"یعنی.... کہ.... یع...."

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو۔!" ایوا گرین جھپٹ کر جولیا کے قریب آ گئی!

"پیچھے ہٹو...." جولیا نے اسے دھکیلنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ لیکن خود ہی کئی فٹ تک پیچھے ہٹتی چلی گئی! کیونکہ ایوا گرین نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر روک کر جوابی دھکا دیا تھا۔

"ارے.... رے.... رے...." عمران ہکلایا۔

"کتیا....!" جولیا کی زبان سے نکلا اور وہ پھر اُس پر جھپٹ پڑی!

دونوں کے جسم ٹکرائے اور پھر جولیا یک بیک اچھل کر پیچھے ہٹ گئی!

اب وہ اس طرح اپنے کپڑے جھاڑ رہی تھی جیسے بہت سے کیڑے مکوڑے جسم پر رینگ رہے ہوں۔

"اب تم ہسٹریا کے دورے کی نقل کرو گی اور میں تمہاری اداکارانہ.... صلاحیتوں کی داد دوں گی۔!" ایوا گرین نے ہنس کر کہا۔

"ارے باپ رے!" عمران اپنا سر سہلاتا ہوا بڑبڑایا۔

جولیا پھر معمول پر آ گئی۔ اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے اور ایوا گرین برابر ہنسے جا رہی تھی!

"یہ کیا کھڑاگ پھیلایا ہے تم نے!" دفعتاً جولیا عمران کی طرف جھپٹی اور اس کے سامنے تن کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "اسے کیپٹن کے حوالے کیوں نہیں کر دیتے۔!"

"ہوں....!" ایوا گرین کی یہ "ہوں" بہت طویل تھی اور اس کا سر بھی پُر معنی انداز میں ہلا تھا۔

"جولیا....!"

"تم حد سے بڑھ جاتے ہو!"

"جولیا۔"

"تم فضول وقت ضائع کرتے ہو۔!" جولیا آپے سے باہر ہوئی جا رہی تھی!

عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور بڑی آہستگی سے بولا۔

"باہر جاؤ....!"

"تم....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ غصے کی زیادتی کی وجہ سے اور کچھ زبان سے نہ نکل سکا۔ وہ باہر چلی گئی۔

پھر ایک منٹ تک دروازے کے قریب ہی کھڑی رہی تھی! دروازہ بند ہو چکا تھا۔!

اس کی سانس پھول رہی تھی۔ چہرہ تمتما اٹھا تھا۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بند دروازے کو گھورے جا رہی تھی! پھر ایسا لگا جیسے رو پڑے گی۔

دروازہ کھلا عمران باہر آیا اور اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا ایک طرف چلنے لگا۔

"چھوڑ دو مجھے.... چھوڑو.... بے ہودہ...." وہ روہانسی آواز میں کہتی رہی۔!

عمران اسے دوسرے کمرے میں لایا۔!

جولیا کے منہ سے دبی دبی سسکیوں کے ساتھ صرف گالیاں نکل رہی تھیں!

"تم نے میری ساری محنت برباد کر دی!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا"۔ اب وہ سمجھ رہی ہے کہ ہم یہاں کی پولیس سے متعلق ہیں!"

"میں کہتی ہوں.... ہٹ جاؤ میرے سامنے سے!"

"تم مجھ سے بھی زیادہ احمق ہو!"

"میں جا رہی ہوں۔!"

"اب جاؤ گی ہی.... خیر....!"

جولیا پیر پٹختی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی!

O

اسی شام کو صفدر نے عمران سے فون پر کہا۔

"یہ آپ کا مہمان.... راحیل.... ٹیلی فوکس لینس کا کیمرہ تلاش کرتا پھر رہا ہے۔!"

"ہمارے یہاں یہ کیمرے امپورٹ نہیں ہوتے!" عمران بولا۔

"اسے شاید اس کا علم نہیں ہے۔!"

"اس وقت کہاں ہے؟"

"تھک ہار کر ہوٹل واپس آگیا ہے!"

"اچھی بات ہے!" عمران نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

بندر میز پر بیٹھا اپنا بایاں پہلو کھجا رہا تھا جیسے ہی عمران ٹیلی فون کے پاس سے ہٹا اس نے اس پر چھلانگ لگائی اور باقاعدہ طور پر اس کے داہنے شانے پر سواری گانٹھ دی!

"پروفیسر صاحب.... پروفیسر صاحب! میں عزت افزائی کا اہل نہیں ہوں۔" عمران اُسے

نیچے اتارنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

لیکن اس نے دونوں بازوؤں میں اس کا سر جکڑ لیا تھا۔

"اُتر چکا...." سلیمان جو دروازے میں کھڑا ہوا مضحکانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"تو ہی کوئی تدبیر کر.... ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا"۔

"میں کیا تدبیر کروں.... کہیں میرے ہی اُوپر سوار ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔!"

"ابے تو شریف آدمی ہے کسی نہ کسی طرح برداشت کر لے گا۔!"

"نہیں صاحب بس.... آپ کے پروفیسر صاحب آپ ہی کو مبارک رہیں۔!"

"سلیمان۔!"

"جی صاحب۔!"

"خدا سے ڈر.... ایسا نہ ہو کہ باورچی خانے میں بھی اسی کا عمل دخل ہو جائے۔!"

"اللہ کی رحمت سمجھوں گا اِسے..... مونگ کی دال کی تلی ہوئی چپاتیوں سے نجات مل جائے گی"۔

"اچھا بے.... ہمارا مذاق اڑا رہا ہے۔!"

دفعتاً بندر نے سلیمان پر چھلانگ لگائی اور عمران دروازے کی طرف لپکا!

لیکن ابھی برآمدے ہی میں تھا کہ بندر نے اُسے دوبارہ آلیا۔

شاید زندگی میں پہلی بار عمران نے محسوس کیا تھا کہ وہ مضحکہ خیز لگ رہا ہے۔!

بندر نے اس پر چھلانگ لگائی تھی اور کمر سے چمٹ گیا تھا۔

دو تین پڑوسی دیکھ رہے تھے اور عمران اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اسے کاندھے پر نہ چڑھ بیٹھنے دے.... یک بیک پڑوسیوں کے قہقہے بلند ہوئے اور عمران بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا!

اس نے بڑے پیار سے بندر کی پیٹھ تھپتھپائی اور خود ہی اُسے مدد دینے لگا کہ وہ آسانی سے اس کے کاندھے پر بیٹھ سکے!

اور پھر وہ اپنے پڑوسیوں کی طرف توجہ دیئے بغیر زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔!

نیچے ٹوسیٹر موجود تھی۔ اس کے قریب پہنچ کر اس نے بندر کو کاندھے سے اتارنا چاہا، لیکن کامیابی نہ ہوئی!

"برخوردار اس پوزیشن میں تو ہم گاڑی میں نہ سما سکیں گے۔!"

لیکن برخوردار شاید اردو سمجھتے ہی نہیں تھے اس لئے اگر ان کے کان پر جوں رینگتی بھی تو کیا۔

کسی نہ کسی طرح اسے کاندھے سے اتار کر گاڑی میں بٹھایا اور راحیل کے ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

وہاں پہنچ کر دوسری دشواری سامنے آئی۔ ہوٹل کا عملہ بندر کے داخلے پر معترض تھا۔۔۔۔ بات بڑھی۔۔۔۔ آخر یہ طے پایا کہ راحیل کو لان ہی پر بلوا لیا جائے۔!

تھوڑی دیر بعد راحیل وہاں پہنچا اور پچویشن معلوم ہونے پر بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دیا۔!

عمران سنجیدہ نظر آ رہا تھا، کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "میں تمہاری خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔!"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آج پورے شہر کی سیر کرتا رہا۔ میں سمجھا تھا آپ کسی کو بھیجیں گے لیکن جب کوئی نہ آیا تو میں اکیلے ہی نکل کھڑا ہوا تھا۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اکیلے تو اور زیادہ لطف آنا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود بھی کسی ضرورت مند کی کوئی ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔"

"بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ مجھے تو ضرورت کی ہر چیز مل جاتی ہے!"

"لیکن مجھے ٹیلی فوکس لینس والا کیمرہ نہیں مل سکا۔"

"اوہو۔۔۔۔! وہ کہاں سے ملیگا۔ وہ تو امپورٹ ہی نہیں ہوتا"۔

"اچھا۔!" راحیل کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"آخر اس قسم کے کیمرے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟"

"بس ہے ضرورت۔۔۔۔!"

"صاحبزادے بہت مہنگا آتا ہے۔ میں نے کئی سال پہلے ہنالولو میں ساڑھے سات ہزار روپے دیئے تھے اس کے اور اچھی طرح جانتا تھا کہ چوری کا مال ہے"۔

"ہے آپ کے پاس۔" راحیل طفلانہ خوشی کے ساتھ بولا۔

"ہاں ہے تو۔!"

"کک۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔ آپ مجھے عاریتاً دے سکتے ہیں!"

عمران نے اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کہ آخر ٹیلی فوکس لینس کیمرے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی اور اس نے محسوس کیا کہ راحیل اس سلسلے میں مزید گفتگو کرتے ہوئے ہچکچا رہا ہے۔

آخر بہت دیر بعد اس نے اُسے پہاڑ کی چوٹی پر نظر آنے والی دھوئیں کی تصویر کی کہانی سنائی! اور بڑے جذباتی لہجے میں بولا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سچ مچ اس دھوئیں میں کوئی ستار بجاتی عورت پوشیدہ ہو۔۔۔۔!"

"عزیزم! اگر وہ پوشیدہ بھی ہے تو تم اس کا کیا بگاڑ لو گے۔"

"مم۔۔۔۔ میں اس کی تصویر کھینچنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں۔۔۔۔ آں۔۔۔۔ تصویر تو کھینچی جا سکتی ہے۔۔۔۔ اور اس طرح تم اپنے شبہے کی تصدیق بھی کر سکتے ہو۔!"

"تو پھر۔۔۔۔ تو پھر۔۔۔۔!" اس نے پر جوش لہجے میں کہا اور دفعتاً پھر اس کی آواز سے مایوسی جھلکنے لگی۔ اس نے کہا۔ "لیکن آپ مجھ پر اعتماد ہی کیوں کرنے لگے قیمتی چیز ہے۔!"

"اچھا۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ آؤ ادھر بینچ پر بیٹھ کر باتیں کریں!" عمران نے لان کے سرے پر پڑے ہوئے بینچ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

عمران نے محسوس کیا کہ راحیل شدت جذبات سے کانپ رہا ہے وہ دونوں بینچ پر جا بیٹھے۔

عمران نے راحیل کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں یہ بتاؤ کیا بندر تمہیں اسی چوٹی کے آس پاس ہی کہیں ملا تھا!"

"جی ہاں۔۔۔۔ پہاڑ کے دامن کے ایک غار میں۔!"

عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ لیے! چند لمحے اسی حالت میں رہا پھر بولا۔ "شاید وہ اُسی سلسلے کی کسی چوٹی کا قصہ تھا۔۔۔۔ جس کا جیالوجیکل سروے ہوا تھا۔"

"جی ہاں۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔ لوگوں کا خیال تھا کہ شاید کوئی آتش فشاں پھٹنے والا ہے۔ لیکن سروے کرنے والوں کو ایسی کوئی علامت نظر نہیں آئی۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جب تک سروے کرنے والی پارٹی وہاں مقیم رہی ایک بار بھی دھوئیں کی وہ تصویر نہیں دکھائی دی تھی!"

"خوب۔۔۔۔! یہ تو بڑی دلچسپ بات ہے۔۔۔۔ اب تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی چل کر

دیکھوں!"

"عمران صاحب۔!" وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پر جوش لہجے میں بولا۔ "میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا اگر آپ کو مہمان بنا سکوں۔!"

"اچھا... اچھا... میں سوچوں گا۔!"

"سوچئے مت... بس چلے چلئے... میں کہتا ہوں اگر آپ اس کی تصویر اتارنے میں کامیاب ہو گئے تو ساری دنیا میں آپ کا نام ہو جائے گا...!"

"اچھا... اچھا..."

"لیکن ٹھہریئے... پچھلی رات وہ عورت!"

"اُسے بھول جاؤ... سخت نالائق ہے... میری شناسا ہے! بندر کے متعلق مجھ سے پوچھا تھا میں نے تمہاری ہی سنائی ہوئی کہانی اسے سنا دی اُسے یقین نہیں آیا تھا تصدیق کرنے تمہارے پاس دوڑی آئی تھی! اتنے میں میں بھی پہنچ گیا تو اس نے بو خروف والی ہوائی چھوڑ دی۔!"

"یہی تو میں کہہ رہا تھا۔ آپ بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں!"

"تو پھر... ہاں تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ دو ایک دن اور میرے مہمان رہو...!"

"یہ ممکن ہے... لیکن پھر کوئی بہانہ نہ بنا دیجئے گا آپ کو چلنا ہی پڑے گا۔"

"تم مطمئن رہو۔!"

"لیکن کب۔؟"

"یہ میں تمہیں کل بتاؤں گا۔!"

"اچھا... اچھا... بندر کی وجہ سے آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی!"

"بڑا سکھ مل رہا ہے... دیکھو چڑھا بیٹھا ہے کاندھے پر۔!"

"اور میرے لئے اب ایسا بن گیا ہے جیسے پہلے کبھی دیکھا تک نہ ہو!"

"کہیں اس کی بینائی تو کمزور نہیں ہے!" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"بینائی۔!" راحیل ہنس کر بولا۔ "نہیں بے مروت ہی معلوم ہوتا ہے"۔

راحیل سے پھر اُس نے اور کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی!... اور بندر سمیت دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔!

ٹوسیٹر کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور بندر کھڑکی سے نکل کر لان پر کود گیا، اور اب وہ عمارت کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ عمران نے اس کی حرکت کو حیرت سے دیکھا... کیونکہ ہوٹل میں تو وہ اس کی گردن سے چمٹا رہا تھا۔

گاڑی سے اتر کر وہ بھی عمارت کی طرف چل پڑا۔ بندر نظروں سے اُوجھل ہو چکا تھا اور پھر جب صدر دروازے کے قریب پہنچا تو ایسا لگا جیسے خود ہوا میں تیرنے لگا ہو...! دروازہ غائب تھا اور دروازے کی جگہ دیوار پر چاروں طرف ایسے نشانات تھے جیسے دروازہ جلا دیا گیا ہو! لیکن... آس پاس نہ کہیں راکھ نظر آئی اور نہ کوئلے... برمائیک کا دروازہ چوکھٹ سمیت گویا فضا میں تحلیل ہو گیا تھا!۔

وہ تھوڑی دیر تک پر تشویش نظروں سے صورتِ حال کا جائزہ لیتا رہا پھر آگے بڑھا اندر کہیں بھی کسی قسم کی ابتری نظر نہ آئی پھر اس نے ساؤنڈ پروف کمرے کا رخ کیا... یہاں بھی دروازہ غائب تھا... دیوار پر جل جانے کے نشانات یہاں بھی ملے... لیکن آس پاس راکھ کا ایک ذرہ بھی نہ مل سکا۔ کمرے کے اندر ہر چیز جوں کی توں نظر آئی!۔

عمران پر تفکر انداز میں اپنا سر سہلانے لگا۔ دفعتاً عمارت کے کسی گوشے سے بندر کی چیخ ابھری اور پھر وہ چیختا ہی چلا گیا۔

عمران کو اس کا دھیان ہی نہیں رہا تھا۔ آواز کی طرف جھپٹا۔ آواز آپریشن روم سے آرہی تھی۔!

اس نے دیکھا کہ بندر اپنے ہاتھوں میں ایک رومال لیے اسے سونگھ سونگھ کر چیخ رہا تھا۔!

عمران اسے متحیرانہ انداز میں دیکھتا رہا۔ پھر اس سے رومال چھین لینے کی کوشش کی۔ بندر اُچھل کر دور ہٹ گیا لیکن اَب اس کے چیخنے کا انداز بدل گیا تھا...! ایسا لگتا تھا جیسے وہ عمران کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"رحم کرو دوست... میرے حال پر...!" عمران بے بسی سے بولا۔ "لاؤ رومال مجھے دے دو... ہر چند کہ یہ کسی خاتون ہی کا ہو سکتا ہے پھر بھی تمہارے کس کام کا۔!"

پھر وہ ٹرانس میٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کا جائزہ لیتا رہا۔ ٹرانس میٹر محفوظ تھا۔ اُسے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر بالآخر تباہ ہو گیا۔" وہ کچھ دیر بعد بڑبڑایا اور واپسی کے لیے دروازے کی طرف

مڑ گیا۔

بندر اچھلتا کودتا اُس کے آگے چل رہا تھا اور اب اس نے چیخنا بھی بند کر دیا تھا۔!

وہ ٹوسیٹر میں بیٹھ گیا..... بندر کی طرف توجہ دیئے بغیر انجن بھی اسٹارٹ کر دیا تھا... گاڑی ابھی حرکت میں نہیں آئی تھی کہ بندر بھی چھلانگ لگا کر کھڑکی سے گذرتا ہوا اس کے پاس آ بیٹھا۔

"میں اس وقت تفریح کے موڈ میں نہیں ہوں میرے دوست!" اس نے بندر سے کہا اور گاڑی کو کمپاؤنڈ سے باہر نکال لایا۔!

پھر وہ آندھی اور طوفان ہی کی طرح جولیانا فٹنر واٹر کے بنگلے تک پہنچا تھا.....

جولیا موجود تھی.... اور عمران پر نظر پڑتے ہی آگ بگولا ہو گئی!

"کیوں آئے ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے۔!"

"میں بغیر ضرورت کہیں بھی نہیں جاتا....!" عمران سنجیدگی سے بولا اور وہ اس کی آواز سن کر چونک گئی!

عمران.... اس وقت تو وہ عمران نہیں لگ رہا تھا۔ کھلنڈرا اور احمقانہ حرکتیں کرنے والا عمران ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ اس وقت وہ اس کی نظروں کی تاب نہ لا سکی.... یہ تو.... یہ تو.... شکرال والا عمران تھا.... درندہ....! شکرالی درندوں سے بھی زیادہ بھیانک....

"میں تم سے یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم ایوا گرین سے لپٹ پڑنے کے بعد اچانک الگ کیوں ہو گئی تھیں اور اپنے کپڑے کیوں جھاڑنے لگی تھیں؟"

"مم.... میں نے محسوس کیا تھا جیسے میرے بلاؤز اور اسکرٹ میں بہت سے کیڑے مکوڑے گھس گئے ہوں۔!"

"یاد کرنے کی کوشش کرو اس نے تمہارے جسم کے کس حصے پر دباؤ ڈالا تھا؟"

"کمر پر.... ریڑھ کی ہڈی اب تک دُکھ رہی ہے! اس جگہ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کی انگلیاں کھال پھاڑ کر ہڈیوں تک جا پہنچی ہوں!"

عمران بیٹھ گیا۔!

جولیا نے کچھ دیر بعد ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو!؟"

"دانش منزل تباہ ہو گئی!"

"کیا مطلب؟" جولیا بوکھلا کر کرسی سے اٹھ گئی!

"کسی کے ساؤنڈ پروف کمرے سے فرار ہو جانے کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا۔ اب اس کا کوئی مصرف نہیں رہا۔!"

"نکل گئی وہ....!" جولیا کے لہجے میں حیرت سے زیادہ خوشی کا عنصر غالب تھا۔ عمران نے پر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا....!

"لیکن کیسے نکل گئی؟۔"

"صدر دروازہ غائب ہے.... اور ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ بھی....!"

"دروازہ غائب ہے؟....!"

"ہاں.... اب وہ صرف در ہی کہلائے جا سکتے ہیں! دروازے نہیں!"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"یقیناً وہ کوئی خبیث روح ہے!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"خبیث ارواح پر ایمان ہے تمہارا۔!"

"جوزف کی صحبت میں سب کچھ ممکن ہے!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"چچ چائے.... میرا مطلب ہے.... چائے نہ پیئو گے۔!"

"نہیں....!" عمران نے کہا اور بندر کو ہوشکارتا ہوا باہر نکل گیا وہ اتنی دیر اس کے قریب ہی فرش پر سکون سے بیٹھا رہا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ جانے کے بعد عمران نے دیکھا کہ رومال اب اُس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

"ابے وہ رومال کہاں گیا؟" اس نے بندر کو گھور کر پوچھا۔ لیکن بندر منہ اٹھائے صرف اس کی شکل دیکھتا رہا۔!

عمران اب اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں.... اور چہرے پر حماقت کے آثار نہیں تھے۔

فلیٹ کے قریب پہنچ کر اُس نے گاڑی روکی اور بندر کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے میں ہاتھ ڈال کر اُسے اوپر اٹھا لیا اور اسی طرح لٹکائے ہوئے گاڑی سے اُتر کر اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگا۔ بندر بُری طرح چیخ رہا تھا.... ہاتھ پیر چلا رہا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ عمران کو نوچ

کھسوٹ کر رکھ دے گا....

سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے اسے صوفے پر پٹخ دیا.... اور وہ چیختا ہوا جوزف کے کمرے کی طرف بھاگ نکلا۔!

سلیمان دروازے میں کھڑا پیٹ پکڑے ہنس رہا تھا.... بدقت ہنسی پر قابو پانے کے بعد بولا۔ "پڑوسی پوچھ رہے تھے کیا تمہارے صاحب نے اب یہ دھندا شروع کر دیا ہے!"

"سلیمان! کافی۔ خوب گرم اور گاڑھی....!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ اور سلیمان اُسے اتنی حیرت سے دیکھنے لگا جیسے اُس نے اُسے دجال کے ظہور کی اطلاع دی ہو۔!

"جلدی....!" عمران ہاتھ جھٹک کر بولا اور سلیمان بوکھلا کر دروازے میں مڑ گیا۔!

اس وقت شائد وہ سلیمان کو بھی کچھ نیا نیا لگا تھا۔

عمران سٹنگ روم سے اس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو کا فون رہتا تھا اس نے اس پر جولیانا فٹنر واٹر کے نمبر ڈائیل کئے! دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔!

عمران نے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "عمران وہاں موجود ہے؟"

"نہیں جناب....!" جولیا کی کانپتی ہوئی سی آواز آئی۔ "کچھ دیر پہلے ضرور تھا....!"

"کیوں آیا تھا...؟"

"یہ اطلاع دینے کہ دانش منزل کی قیدی فرار ہو گئی!"

"اور یہ تمہارے غیر محتاط رویے کی بناء پر ہوا ہے!"

"میں.... معافی چاہتی ہوں جناب.... لیکن وہ مجھے وہاں لے ہی کیوں گیا تھا....؟"

"اس کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے ہی آدمیوں میں ہے اور حقیقتاً پچھلی رات غلط آدمیوں کے ہاتھ پڑ گئی تھی! یہاں میرے ماتحتوں میں تمہارے علاوہ اور کوئی غیر ملکی نہیں ہے۔ لہذا عمران تمہیں وہاں لے گیا تھا۔!"

"میں سمجھی۔! نادم ہوں اپنی اس حرکت پر!" جولیا گھگھیائی۔!

"اچھی طرح یاد کر کے بتاؤ تمہارا کوئی رومال تو وہاں نہیں رہ گیا تھا!"

"جی نہیں....!"

"تمہیں یقین ہے۔!"

"جی ہاں.... صبح سے یہی رومال اب تک میرے ہاتھ میں رہا ہے!"

"اب ہیڈ کوارٹر تبدیل کر دیا جائے گا۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔! اس کے بعد پھر سٹنگ روم میں واپس آ گیا۔ بندر صوفے پر لیٹا ہوا ملا۔

وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھنے لگا۔ بایاں ہاتھ چیونگم کی تلاش میں کوٹ کی جیب میں گیا تھا لیکن جب دوبارہ باہر آیا تو اس میں چیونگم کے پیکٹ کی بجائے وہی رومال تھا جو بندر کو دانش منزل میں ملا تھا۔ رومال پر نظر پڑتے ہی بندر پھر چیاپنے لگا، جھپٹا بھی تھا اُسے چھین لینے کے لئے، لیکن عمران نے لات مار کر الگ کر دیا۔

اتنے میں سلیمان کافی لایا.... بندر الگ تو ہٹ گیا تھا لیکن اسی گھات میں تھا کہ وہ کسی طرح رومال عمران کے ہاتھ سے اُچک لے عمران اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتا ہوا کافی پاٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ بندر پھر صوفے پر چلا گیا۔!

"ابے.... یہ کافی ہے یا جوشاندہ....!" عمران کپ میں کافی انڈیلتا ہوا بولا۔

"تھوڑی سی قصور کی میتھی بھی ڈال لاؤں۔" سلیمان نے خوش ہو کر پوچھا۔

"لہسن کے دو چار جوئے بھی!" عمران بڑبڑاتا ہوا کریم اور شکر ملانے لگا اور پھر ایک گھونٹ لے کر اس طرح سلیمان کو گھورا جیسے وہ کافی کی بجائے املتاس کا آبجوش تیار کر لایا ہو۔!

"ابے یہ کیا ہے؟"

"کافی سے زیادہ اچھی چیز ہے آپ پورا کپ پی کر تو دیکھئے!"

"ہے کیا؟" عمران آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

"چائے میں پوستے کی ڈھونڈی!"

عمران بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا حرکت؟"۔

"دیکھئے! آنکھیں نہ دکھایئے.... بندر تک سالا بیئر پئے اور آپ پوستے کی ڈھونڈی بھی نہ پی سکیں۔!"

"تیرا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"میں نے پے در پے تین کپ پئے ہیں؟" سلیمان شرما کر بولا۔ "اور اب جھوم جانے کو جی

چاہ رہا ہے۔!"

"مارتے مارتے کھال گرا دوں گا۔!"

"اس کی کھال نہیں گراتے جو دن بھر میں چھ بوتلیں پیتا ہے۔ آپ خفا کیوں ہوتے ہیں ایک کپ پی لینے سے افیمی تھوڑا ہی ہو جائیں گے۔!"

"میں کہتا ہوں کافی۔!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔

"نہیں تھی کافی تو کیا کرتا۔ آپ کا تو نادر شاہی حکم چلتا ہے!"

اتنے میں باہر سے کسی نے گھنٹی بجائی اور سلیمان کافی کا جھگڑا چھوڑ کر دروازہ کی طرف دوڑا۔ آنے والا صفدر تھا۔ عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر سلیمان سے بولا۔ "میرے سوٹ کیس میں جتنے بھی رومال ہوں سب نکال لاؤ۔!"

سلیمان بڑی پھرتی سے اندر چلا گیا تھا۔

"جولیا سے معلوم ہوا تھا کہ وہ ساؤنڈ پروف کمرے سے فرار ہو گئی!" صفدر نے کہا۔

"ہاں.... ہاں....!" عمران اس طرح بولا جیسے منہ کے ساتھ اڑنے والی مکھی ہو اور پھر بندر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اتنے میں سلیمان نے سات آٹھ رومال لا کر میز پر ڈال دیئے! عمران نے یکے بعد دیگرے سارے رومال بندر کے چہرے کے قریب لہرائے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

سلیمان حیرت سے یہ کاروائی دیکھتا رہا پھر دفعتاً بولا۔ "صاحب کیا وہ گھونٹ حلق کے نیچے اتر گیا تھا۔!"

"اگل دینا میرا شیوہ کبھی نہیں رہا۔!"

"ارے تو پھر ایک ہی گھونٹ میں یہ حال ہو گیا۔"

"میں کہتا ہوں........ ابھی اور اسی وقت کافی کا ڈبہ خرید کر لا۔ نہیں تو سیر ڈیڑھ سیر خشک ڈھونڈیاں تیرے حلق سے اتر جائیں گی۔"

"کیا قصہ ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... سلیمان۔!"

"جا رہا ہوں...!" وہ مردہ سی آواز میں بولا اور پھر وہ لنگڑاتا ہوا اپنی جیبیں ٹٹولتا باہر چلا گیا۔

عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ رومال نکالا جو دانش منزل میں ملا تھا۔ بندر نے پھر سوفے سے جست لگائی اور رومال عمران سے چھین لینا چاہا!

"مجھے حیرت ہے کہ دانش منزل سے کوئی قیدی فرار ہو جائے اور ہم اس طرح وقت ضائع کرتے پھریں۔" صفدر نے عمران کو مخاطب کر کے کہا جو بندر کو پرے دھکیلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"سارا قصور اس گھونٹ کا ہے جو حلق کے نیچے اتر گیا!"

"کیا مطلب؟۔"

"نامعقول نے پوستے کی ڈھونڈیوں کا آبجوش پلا دیا۔"

"عمران صاحب! آپ نے اسے دانش منزل میں کیوں رکھا تھا۔؟"

"یار سنو...." عمران اس کی بات اڑا کر بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ اس بندر کے جسم کے ایک ایک حصے کا ایکسرے کرایا جائے!"

"ایسی حماقت بھی نہ کرنا۔!" بندر بول پڑا اور صفدر بوکھلا کر کئی قدم ہٹتا چلا گیا۔ پھر اس نے آنکھیں پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر شریری سی مسکراہٹ تھی!

"یہ.... یہ.... کون بولا تھا؟" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر بندر کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں۔!"

"عزیز القدر.... یہ ایکسرے سے ڈرتا ہے ورنہ کبھی نہ بولتا۔ اگر ایک چمچہ صافی پلا دو تو غزلوں پہ غزلیں سناتا چلا جائے گا۔"

"عمران صاحب۔!"

"بھئی بندر صاحب! تم ہی سمجھاؤ ان حضرت کو۔!

بندر اب اونگھ رہا تھا۔

"سچ بتایئے وہ آواز کہاں سے آئی تھی۔ کوئی عورت تھی!"

"بندر.... بندر.... بندر.... تم سمجھتے کیوں نہیں۔ اس کا ایکس رے ضروری ہے۔!"

"اس کا مطلب تباہی ہوگا"۔ بندر بولا۔ "جیسے ہی الٹرا وائیلٹ ریز میرے جسم سے ٹکرائیں گے، میں ایک زبردست دھماکے کے ساتھ پھٹ جاؤں گا۔ پھر نہ ایکسرے کی مشین رہے گی اور

نہ آس پاس کی کوئی اور شے۔!"

"لیکن.... لیکن.... اس کا منہ تو بالکل بند ہے!" صفدر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "اور یہ بے خبر سو رہا ہے۔!"

"قربِ قیامت کی دلیل ہے۔" عمران مسمسی صورت بنا کر بولا۔ "لیکن ایکس رے تو ضرور ہوگا۔!"

"نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے"۔ بندر پھر بولا۔

"عمران صاحب.... عمران صاحب!" صفدر اُسے جھنجھوڑ کر آہستہ سے بولا۔ "یہ تو کسی عورت کی آواز ہے!"

"تو پھر یہ بندر نہیں بندریا ہوگی۔ بندر پن کی علامتوں کو نقلی سمجھو!"

اتنے میں جوزف آندھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا لیکن جیسے ہی بندر پر نظر پڑی دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔

"کیوں؟.... جناب نے کیسے تکلیف فرمائی!" عمران نے اُسے مخاطب کیا۔

"باس....؟" جوزف روتی آواز میں بولا۔ "آج دوپہر تھوڑی دیر کے لئے سو گیا تھا کہ طوفانی کلہاڑی والا خواب نظر آیا...."

"یہ کون بزرگوار ہیں؟"

"میرا دادا تھا.... اس کی کلہاڑی دور دور تک مشہور تھی! اور باس وہ جب بھی خواب میں نظر آتا ہے جلد ہی کسی نہ کسی تباہی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔"

"تو پھر تم کب تک تباہ ہو جاؤ گے۔!"

"خدا کے لئے باس سنجیدگی اختیار کرو۔" جوزف نے بندر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "کسی طرح اس بلا سے اپنا پیچھا چھڑاؤ۔!"

"ابے یہ بلا تو اب آدمیوں کی طرح بات چیت بھی کرنے لگی ہے!"

"نہیں باس....!"

"یقین کر....!"

جوزف نے صفدر کی طرف دیکھا اور صفدر نے سر ہلا کر عمران کی تائید کی۔

"او خدا رحم۔!"

"اچھا ذرا تو دوڑ کر اس کا ایکس رے تو کرا تا لا"۔ عمران بولا۔

"خبر دار...!" بندر کی آواز آئی۔ "اسکی جرأت کرو گے تو موت بھی تم پر آنسو بہائے گی۔!"

"ب.... باس....!" جوزف خوفزدہ انداز میں عمران سے چمٹ گیا اور پھر جو بے ہوش ہو کر گرا تو عمران کو بھی اپنے ساتھ ہی فرش پر لیتا آیا۔

عمران بمشکل اس کی گرفت سے آزاد ہو سکا۔ جوزف پوری طرح بے ہوش ہو چکا تھا۔ اتنے میں سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کافی کا ڈبہ تھا۔

"ارے.... اس کو کیا ہوا۔؟" وہ دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔

"اس مرض کو ڈیمونوفوبیا کہتے ہیں....!" عمران نے عالمانہ شان سے جواب دیا اور پہلے سے بھی زیادہ مطمئن نظر آنے لگا۔

"تم عنقریب ڈیمونومیڈیا کا شکار ہونے والے ہو!" بندر سے آواز آئی۔

"ارے باپ رے۔!" سلیمان حلق پھاڑ کر چیخا.... کافی کا ڈبہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا تھا اور پھر وہ الٹے پاؤں باہر کی طرف بھاگا....

جوزف بے ہوش پڑا تھا.... اور صفدر تو پتھر کا بُت ہو کر رہ گیا تھا لیکن عمران کے ہونٹوں پر اب بھی شریر سی مُسکراہٹ تھی۔ آخر صفدر نے کہا۔ "میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔!"

"تم بھی بے ہوش ہو جاؤ.... پھر میں بیٹھ کر ستار بجاؤں گا....!"

"ستار۔!" بندر سے قہقہے کی آواز آئی۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم ہمارے پیغام رسانی کے راز سے اس حد تک آگاہ ہو جاؤ گے۔ کیپٹن فیاض کو اس طرح شیشے میں اتارا گیا تھا کہ وہ تمہیں ہرگز اپنے ساتھ نہیں لا سکتا تھا.... لہٰذا دوسری رات پھر ایک تجرباتی پیغام نشر کیا گیا۔ محض یہ دیکھنے کے لئے کہ کہیں تم سچ مچ تو اس راز سے واقف نہیں ہوگئے! ہمارا خدشہ درست نکلا.... تم ٹھیک اسی جگہ عمارت میں جا پہنچے جہاں ایوا گرین کی موجودگی پیغام کے مطابق ضروری تھی.... سچ بتاؤ تم راز سے کیسے آگاہ ہوئے!"

"مجھے بھی گانا بجانا آتا ہے!" عمران نے جواب دیا۔

"میں یقین نہیں کر سکتی.... میرے اور ایک آدمی کے علاوہ کوئی تیسرا اس طریقے سے

واقف نہیں۔ میں اس کی موجد ہوں اور وہ میرا شاگرد ہے۔ اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ تم اس سے کچھ معلوم کر سکے ہو!"

"تم اس چکر میں نہ پڑو ڈارلنگ...." عمران سر ہلا کر بولا۔

"ڈارلنگ.... پھر ایک بار کہو ڈارلنگ۔!"

"ہجے بھول گیا۔!"

"عمران میں تمہیں کبھی نہ بھلا سکوں گی۔!"

"یہاں بھی یہی حال ہے۔ چھ سال سے روزانہ تمہیں خواب میں دیکھنا ہابی بن گیا ہے....!"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ....!" دردناک لہجے میں کہا گیا۔

"یہ بتاؤ اب میں اس بندر کو کیا کروں؟"

"کلیجے سے لگائے رکھو!"

"ایکسرے ڈارلنگ۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... یہ ضائع نہ ہو جائے گا۔"

"تم اس طرح بھاگ کیوں گئیں۔!"

"مجھے شبہ ہو گیا تھا کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے!"

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے جولیا کو للکارا تھا۔ میں ایک بار اور بھی تمہیں ایک عورت کو للکارتے دیکھ چکا ہوں۔ غالباً لیڈی مونیکا تمہیں یاد ہو گی۔"

"یاد ہے.... اور اب اس جولیا کی باری ہے.... یہ بھی تمہیں چاہتی ہے!"

"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔!"

"لیکن تم کسی کے بھی نہیں ہو سکتے۔ صرف دھوکہ دے سکتے ہو!"

"تمہارا ہو سکتا ہوں بشرطیکہ....!"

"ہاں.... ہاں.... کہو کہو....!"

"بشرطیکہ تم اس وقت مجھے کافی کا ایک گرما گرم کپ پلوا سکو!"

"عمران....!"

"یس مائی کو....!"

"اس بار میں تمہیں جکڑ لے جاؤں گی.... تہیہ کر کے آئی ہوں۔!"

"فی الحال اس بندر کی ترکیب استعمال بتا دو۔!"

"میرے پاس تمہارا ایک کوٹ تھا۔ بچپن سے ہی یہ اسے سونگھتا آیا ہے۔ اسے میں تمہارے ہی لئے تیار کر رہی تھی۔ تم نے دیکھا ہو گا کس بُری طرح چمٹا تھا تم سے۔!"

"اور آج تمہارے اس رومال سے خوش فعلیاں کر تا رہا تھا جو تم دانش منزل میں چھوڑ گئی تھیں!"

"اس بندر کی وجہ سے میں ہر وقت تمہاری آواز سنتی رہتی ہوں۔"

"اچھی بات ہے اب میں اسے ہر وقت گلے میں لٹکائے رہا کروں گا۔"

"عمران! اس کی حفاظت کرو۔ اب اس کے بھی راز سے تم واقف ہو گئے ہو! تمہارا یہ شبہ بھی درست نکلا کہ اس کے جسم کے کسی حصے میں ٹرانس میٹر پوشیدہ ہے! اس لئے تم ایکسرے کرانا چاہتے تھے!"

"سمجھدار ہو۔!"

"لیکن سنو۔! جس قسم کی بیٹری اسے چلا رہی ہے الٹرا وائیلٹ ریز کے پڑتے ہی دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گی اور یہ دھماکہ انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ کے دھماکے سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہو گا۔!"

"اچھی بات ہے!"

"اب مجھے اجازت دو.... جا رہی ہوں تمہارے شہر سے!"

"آخر بے چارے پروفیسر گرین کا کیا قصور تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا اس لئے ہمارے لئے قطعی بیکار تھا۔ بیکار چیزیں ہم ضائع کر دیتے ہیں۔!"

"تم اب کہاں جا رہی ہو!"

"اسی پہاڑ کی چوٹی پر جہاں دھوئیں کی تصویر ستار بجاتی ہے!"

"کیا یہ میرے لئے چیلنج نہیں ہے!"

"ہمت ہو تو آؤ۔!"

"اچھی بات ہے ڈارلنگ.... اس بوڑھے آدمی کا قتل مجھے وہاں ضرور لائے گا۔!"

"دشمن کی حیثیت سے آؤ گے!"

"ایک فرض شناس آدمی کی حیثیت سے!"

"ضرور آؤ.... ہم ذہنوں کو دھونا بھی جانتے ہیں!"

"ایسے دھوبی ہمارے ہاں سائیکولوجسٹ کہلاتے ہیں!" عمران چہک کر بولا۔

"اور زیادہ تر خواتین کے ذہن دھویا کرتے ہیں!"

"اچھا شب بخیر۔!"

"بخیر کہاں، اگر آج رات خواب میں نہ دکھائی دیں تو کل سے سونا ہی چھوڑ دوں گا۔!"

"یقین کرو اب تمہیں سونا نصیب نہیں ہوگا۔!"

اس کے بعد آواز آنی بند ہوگئی.... بندر بے خبر سو رہا تھا۔!

عمران صفدر کی طرف مڑ کو بولا۔ "ذرا دیکھو تو سلیمان کدھر بھاگ نکلا۔"

صفدر بالکل مشینی انداز میں فلیٹ سے باہر نکلا تھا۔

عمران جوزف کی خبر لینے کے لئے فرش پر دوزانو ہوگیا۔ اس کی نبض دیکھی.... اور پُر معنی انداز میں سر ہلا کر اٹھ گیا۔!

اس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا فون رہتا تھا۔ میز کے قریب والی الماری کھول کر ہائپو ڈرمک سیرنج نکالی اور کسی سیال کا ایک ٹیوب! اس سرنج کو ٹیوب سے لوڈ کر کے پھر سٹنگ روم میں واپس آیا۔

صفدر واپس آچکا تھا۔

"وہ نیچے فٹ پاتھ پر بیٹھا قے کر رہا ہے!" اس نے عمران کو اطلاع دی۔

"شاید تمہارے اعصاب بھی قابو میں نہیں ہیں!" عمران جوزف کے بازو پر سرنج کی سوئی چبھوتا ہوا بولا۔ صفدر نے اس کا یہ ریمارک خاموشی سے سنا۔

جوزف کو انجکشن دے کر فرش سے اٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اُسے ساتھ لانا چاہئے تھا" بہت زیادہ ڈر گیا ہے۔!"

صفدر پھر واپس چلا گیا۔!

اتنے میں ایکس ٹو والے فون پر کسی کی کال آئی.... اس کا اندازہ سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بلب کے جلنے اور بجھنے سے ہوا۔

وہ پھر فون والے کمرے میں آیا۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ "میں خطرے میں ہوں، جناب.... میرا دم گھٹ رہا ہے۔!"

"تم کہاں سے بول رہی ہو۔؟" عمران نے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اپنے بیڈ روم سے.... آہستہ آہستہ درجہ حرارت بڑھتا جا رہا ہے پنکھے سے بے حد گرم ہوا منتشر ہو رہی ہے۔ کھڑکیاں اور دروازے جام ہوگئے ہیں۔ میں انتہائی کوشش کے باوجود انہیں نہیں کھول سکتی۔!"

"پنکھے سے گرم ہوا منتشر ہو رہی ہے؟"

"جی ہاں.... میں تپی جا رہی ہوں۔"

"اچھا.... میں دیکھتا ہوں....!"

عمران نے ریسیور کریڈل پر پٹخ کر میز کی دراز کھینچی اس میں ریوالور نکال کر اس کی نال پر سائیلنسر چڑھایا اور کچھ ایکسٹرا راؤنڈز جیب میں ڈال کر جھپٹتا ہوا فلیٹ سے نکل گیا۔

زینوں پر صفدر سے ملاقات ہوئی۔ وہ سلیمان کو سہارا دیتے ہوئے اُوپر لا رہا تھا۔

"تم ان دونوں کو دیکھو میں ابھی آیا۔!" عمران کہتا ہوا تیزی سے ان کے قریب سے گذر گیا۔

پھر اس کی ٹو سیٹر تیز رو طوفان کی طرح جولیا کے بنگلے کی طرف روانہ ہوگئی تھی!

بنگلے سے ایک فرلانگ ادھر ہی اس نے ٹو سیٹر چھوڑ دی اور پیدل ہی چل پڑا۔ بہت زیادہ محتاط ہو کر قدم اٹھا رہا تھا۔ یہاں زیادہ تر اوپری طبقے کے لوگ آباد تھے اس لئے بستی پر قبرستان کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی!

جولیا کے بنگلے سے متصل ایک تجرّد پسند اور لااُبالی وکیل کا بنگلہ تھا جس کی کمپاؤنڈ کا پھاٹک کبھی بند نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عمران کو یقین تھا کہ وہ اس وقت بھی کھلا ہوگا۔ دونوں بنگلوں کی چہار دیواریاں یکساں طور پر بلند تھیں اور ایک جانب کی دیواریں ملی ہوئی تھیں۔

عمران بڑی لاپرواہی سے وکیل کے بنگلے میں داخل ہوا اور اس جانب چلتا رہا جدھر جولیا کے بنگلے کی چوحدی کی دیوار تھی۔!

وکیل کے بنگلے کی کسی کھڑکی میں روشنی کے آثار نہیں تھے!

دیوار کے قریب پہنچ کر عمران رکا۔ اس کی بلندی چھ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ پنجوں کے بل اوپر اٹھ کر عمران دوسری طرف بہ آسانی دیکھ سکتا تھا۔ وہ اندازے سے کھسکتا ہوا اس جگہ تک جا پہنچا جہاں سے جولیا کے بیڈ روم کی کھڑکیاں نظر آسکتیں تھیں۔ کھڑکیوں کے قریب دو متحرک سائے دکھائی دیئے۔ عمران دیوار سے چپکا ہوا کسی چھپکلی کی طرح اوپر پہنچا اور اُوندھا لیٹ گیا۔

دونوں سائے اب کوئی وزنی چیز اٹھائے ہوئے.... اسی دیوار کی طرف آرہے تھے۔ جس پر عمران اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ جو چیز ان دونوں نے اٹھا رکھی تھی۔ بناوٹ کے اعتبار سے گیس سلنڈر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتی تھی...! دیوار کے قریب پہنچ کر انہوں نے گیس سلنڈر زمین پر رکھ دیا اور خود پیٹ کے بل لیٹ گئے!

عمران نے ان کی تیز قسم کی سرگوشیاں صاف سنیں۔

"ابھی تک تو کوئی بھی نہیں آیا۔"

"تم فکر نہ کرو.... اپنا کام دیکھو...!"

"میری دانست میں تو اب یہ سلسلہ ختم ہی کر دینا چاہئے ورنہ کمرہ جہنم بن جائے گا...."

"میٹر دیکھو....!"

پنسل ٹارچ کی باریک سی شعاع سلنڈر سے لگے ہوئے میٹر پر پڑی۔

"ہاں یقیناً اب سلسلہ منقطع کردو....!" ان میں سے ایک نے آہستہ سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت ایک نسوانی چیخ فضا میں ابھری لیکن یہ کسی بند کمرے کی گھٹی گھٹی سی چیخ نہیں تھی بلکہ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کھلی فضا میں آواز دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئی ہو....!

عمران منہ چلانے لگا لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ وہ سوچ رہا تھا اگر ان لوگوں نے گیس سلنڈر استعمال کیا ہے تو کمرے کا درجہ حرارت یقیناً بڑھ گیا ہوگا اور وہاں گھٹن بھی ہوگی۔ کیا جولیا کھڑکیوں کے شیشے بھی نہیں توڑ سکتی۔ اس نے فون پر اطلاع دی تھی کہ دروازے اور کھڑکیاں جام ہوگئے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے! البتہ ہوسکتا ہے کہ دروازے کھولنے کی سکت ہی اس میں نہ رہ گئی ہو! گیس کے زیر اثر اعصاب قابو ہی میں نہ ہوں۔

اس نے سائلنسر لگا ہوا ریوالور نکالا اور کھڑکیوں کے شیشوں پر تین فائر کیئے۔ شیشوں کے

ٹوٹنے کی آوازوں نے اُن دونوں کو چونکا دیا۔

"وہ شیشے توڑ رہی ہے"۔ ان میں سے ایک بولا۔

نسوانی چیخ ایک بار پھر فضا میں ابھری۔ یہ آواز کمرے ہی سے آئی تھی!

دفعتاً عمران نے اوپر ہی سے ان دونوں پر چھلانگ لگائی!

"آگیا....!" ان میں سے ایک کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

وہ دونوں عمران کے نیچے تھے اور گیس سلنڈر ایک طرف لڑھک گیا تھا۔ یک بیک ان دونوں میں سے کسی نے پولیس وِسل سے ملتی جلتی سیٹی بجائی اور عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

سیٹی کا مطلب تھا کہ کچھ اور لوگ بھی وہاں موجود ہیں جنہیں کسی قسم کے خطرے سے آگاہ کیا گیا تھا۔

انہیں چھوڑتے ہوئے عمران نے جتا دیا تھا کہ اس کے ہاتھ میں ریوالور ہے اگر کسی نے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کی تو وہ بے دریغ فائر کردے گا۔

پھر اُن کے سنبھلنے سے قبل ہی وہ مہندی کی بے ترتیب جھاڑیوں کو پھلانگ چکا تھا!

O

جولیا بے دست وپائی کے عالم میں فرش پر چت پڑی تھی، کہ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے! اور سامنے والی دیوار کا پلاسٹر بھی کئی جگہ سے ادھڑ گیا۔ پھر اس نے محسوس کیا جیسے کمرے کی گھٹن کسی حد تک کم ہوگئی ہو، لیکن خود اس میں اب بھی اتنی سکت نہیں تھی کہ اٹھ کر دیکھتی۔ یہ بات تو اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ شیشے فائر ہی کرکے توڑے گئے ہیں!

اسے اس قدر اطمینان تو تھا ہی کہ وہ ایکس ٹو کو حالات سے آگاہ کر چکی ہے۔!

کمرے کی گھٹن کم ہوتی رہی لیکن وہ خود اس قابل نہ ہو سکی کہ کہنیوں پر زور دے کر اٹھ ہی سکتی! باہر سے کچھ لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ کبھی کبھی دوڑتے ہوئے قدموں کی دھمک بھی سنائی دیتی۔

دفعتاً دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ جولیا نے اُسے صاف

پہچانا۔ وہ ایوا گرین کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

"کیوں۔! تمہارا حمائتی ابھی نہیں پہنچا"۔ اس نے بڑے تلخ لہجے میں جولیا کو مخاطب کیا۔

جولیا نے کچھ کہنا چاہا لیکن زبان تالو سے لگ کر رہ گئی! منہ خشک ہو گیا تھا۔!

"پانی لاؤں تمہارے لئے!" ایوا گرین نے تلخ سی ہنسی کے ساتھ پوچھا اور جواب کا انتظار کیے بغیر کمرے سے چلی گئی!

جولیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے! کر بھی کیا سکتی تھی۔ خود سے اٹھ بیٹھنا بھی تو اس کے بس میں نہیں تھا۔

ایوا گرین پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے واپس آئی اور اُسے میز پر رکھ دیا....

جولیا نے سوچا کہ شاید اب وہ اُسے پانی کے لئے ترسائے گی۔ اس کی بے بسی کا مضحکہ اڑائے گی۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی!

ایوا گرین اب اُسے گھورتی ہوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ قریب پہنچ کر جھکی اور جولیا کو دونوں ہاتھوں پر اٹھالیا اور اسی طرح اٹھائے ہوئے آرام کرسی تک لائی اور اس پر بڑی احتیاط سے بٹھا دیا۔

"اب.... پیئو۔!" اس نے گلاس اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

جولیا کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

"اچھا ٹھہرو... میں خود پلاؤں گی۔ شاید تم گلاس نہ پکڑ سکو"۔ ایوا گرین نے کہا اور گلاس اس کے ہونٹوں سے لگاتی ہوئی بولی۔ "پہلے گھونٹ سے حلق اور منہ تر کرنا پھر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینا۔

وہ پورا گلاس پی گئی۔ پھر سر بڑے زور سے چکرایا اور آنکھوں کے سامنے کالے کالے گنجان دائرے سے رقص کرنے لگے۔ آنکھیں بند کر کے اس نے پشت گاہ سے سر ٹکا دیا۔

ایوا گرین کہتی رہی.... "تمہارا حمائتی تو ابھی تک نہیں پہنچا۔"

"کک.... کس حمائتی کی.... بات کر رہی ہو؟"

"کیا وہ گھنی مونچھوں والا عمران نہیں تھا۔؟"

"عمران۔؟" جولیا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں!

"ہاں۔ تمہیں اس کا نام سن کر حیرت کیوں ہوئی۔"

"تم اُسے کیسے جانتی ہو؟"

"تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہئے؟"

"میں نہیں جانتی کہ گھنی مونچھوں والا کون تھا"۔ جولیا خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

"خوب۔!" ایوا گرین کی آنکھوں میں طنزیہ سی چمک لہرائی۔

"یقین کرو ہم لوگ ایک دوسرے سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہیں!" جولیا تھوک نگل کر بولی۔

"اُوہ....!" ایوا گرین ہنس پڑی۔ "تو تم اَب بھی مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کرو گی کہ تم ہم میں ہی سے ہو۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی....!" جولیا دونوں ہاتھوں سے اپنی کنپٹیاں دباتی ہوئی بولی۔

"ابھی تم نے کس کو فون کیا تھا۔!"

"کسی کو بھی نہیں۔!"

ایوا گرین نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور تین جگہوں پر دیوار کے ادھڑے ہوئے پلاسٹر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ "کھڑکیوں کے شیشوں پر کس نے فائر کئے تھے!"

"اس کمرے میں بند رہ کر میں کیسے بتا سکتی ہوں!"

"اب تم ہوش میں آجاؤ ورنہ پچھتانا پڑے گا۔!" ایوا گرین اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں ہوش میں ہوں۔!" جولیا کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے۔ کیونکہ اب وہ اپنے جسم میں کسی قدر توانائی محسوس کرنے لگی تھی۔

"تم نے اپنی کیفیت کس کو بتائی تھی فون پر۔!"

"پہلے تم مجھے بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیا تھا؟"

"ایک خاص قسم کی گیس کے ذریعہ کمرے کا درجہ حرارت بڑھا دیا گیا تھا۔" ایوا گرین نے لاپروائی سے کہا اور کھڑکیوں کے ٹوٹے ہوئے شیشوں کی طرف دیکھتی رہی۔

"آخر کیوں؟۔"

"تاکہ تم عمران کو اپنی کیفیت سے مطلع کرو اور وہ تمہیں بچانے کے لئے دوڑا آئے۔!"

"میں نے عمران کو فون نہیں کیا۔!"

"تم جھوٹی ہو۔! اگر وہ نہیں آیا تو تمہیں کمرے کی گھٹن سے نجات دلانے کے لئے کھڑکیوں

کے شیشے کس نے توڑے۔؟"

"میں کچھ نہیں جانتی!"

"بڑی سخت سزادوں گی۔ سارے جسم پر آبلے پڑ جائیں گے۔ تمہارا چہرہ بگڑ جائے گا۔!"

دفعتاً کمرہ تاریک ہو گیا۔

جولیا بوکھلا گئی! اس نے ایواگرین کو آوازیں دیں لیکن جواب نہ ملا۔ جولیا کرسی سے فرش پر پھسل آئی اور آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی مسہری کی جانب چلی اور مسہری کے نیچے پہنچ کر فرش پر اوندھی لیٹ گئی! پھر اس نے ایواگرین کی آواز سنی۔

"مجھے چھوڑ دو ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو جاؤ گے۔!"

اس کی آواز میں گھبراہٹ کے بجائے گہرا سکون تھا۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس نے کسی کو ہمدردانہ مشورہ دیا ہو۔

"میں چھوڑنے کے لئے نہیں پکڑتا۔!" جولیا نے عمران کی آواز صاف پہچانی۔

"اچھا تو پھر مجھے الزام نہ دینا۔"

"ارے تم میرے ساتھ چلو۔ بڑے آرام سے رکھوں گا۔" جولیا عمران کے پیار بھرے لہجے پر کباب ہو گئی! لیکن نہ جانے کیوں خود اُس نے زبان نہیں کھولی تھی۔!

اور پھر دفعتاً عمران کی کراہ سے کمرہ گونج اٹھا اور ساتھ ہی کسی کے گرنے کی آواز آئی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

جولیا مسہری کے نیچے سے نکلنے کی ہمت نہ کر سکی۔ البتہ اس کے کان اب بھی کسی متوقع آواز ہی کی طرف متوجہ تھے! پتہ نہیں کیوں اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اندھیرا پہلے سے بھی زیادہ گہرا ہو گیا ہو۔

O

جولیا نافٹنر واٹر مسہری کے نیچے ہی بیدار ہوئی تھی۔ بڑی دیر تک سمجھ ہی میں نہ آیا کہ کس حال میں ہے۔ آنکھیں ملتی رہی۔ کنپٹیاں سہلاتی رہی پھر گھسٹتی ہوئی مسہری کے نیچے سے نکلی۔

اس کے بعد جلد ہی اس کی یادداشت میں پچھلی رات کے ہیجان انگیز تجربات کلبلانے لگے

تھے۔ کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے شیشوں پر نظر پڑی۔ سامنے والی دیوار پر گولیوں کے نشانات نظر آئے اور کانوں میں عمران کی کراہ گونجی سر ایک بار پھر چکرایا.... دونوں کنپٹیاں دباتے ہوئے وہ آرام کرسی پر گر گئی کچھ دیر بعد اسے یاد آیا کہ عمران کی کراہ سننے کے بعد ہی اس کا سر دوبارہ گھومنے لگا تھا اور اس کے بعد یادداشت کا صفحہ بالکل سادہ نظر آیا۔

وہ کئی منٹ تک اسی حالت میں رہی پھر گھنٹی کی آواز ہی سن کر اٹھی تھی! اٹھ کر صدر دروازے تک آئی!

آنے والا صفدر تھا.... اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"عمران صاحب ہیں یہاں؟"

"نہیں.... اندر آجاؤ۔!"

"میں بہت جلدی میں ہوں۔!"

"عمران کے بارے میں میں ہی کچھ بتا سکوں گی اور کسی سے کچھ نہ معلوم کر سکو گے۔!"

"تو چلو.... جلدی کرو....!"

وہ اس کے ساتھ نشست کے کمرے میں آیا۔

"بیٹھ جاؤ....!"

"تم بہت پریشان معلوم ہوتی ہو۔" صفدر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں پریشان ہوں۔ کیا تمہیں علم نہیں۔!"

"میں نے ایکس ٹو کو حالات سے مطلع کیا تھا اور اُس نے شاید عمران ہی کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیج دیا تھا"۔

پھر جولیا نے اپنی کہانی دہرائی۔ صفدر کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے جولیا کے خاموش ہو جانے پر اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"آخر یہ ایواگرین ہے کیا بلا۔؟"

"میرا خیال ہے کہ...." جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی!

"کیا خیال ہے؟"

"کچھ نہیں۔!" اس نے پُر تفکر لہجے میں کہا اور خالی خالی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ کچھ دیر تک اس کا بازو پکڑے کھڑا رہا تھا وہ مجھے اتنے دل گردے کی تو نہیں معلوم ہوتی تھی"۔

"عورت کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔!" جولیا نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

صفدر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور سگریٹ سلگانے لگا۔ اس کے بعد بولا۔

"کیا تم عمران کے ساتھ دانش منزل گئی تھیں؟"

"ہاں.... میں نے ایوا گرین کو وہاں بھی دیکھا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ عمران وہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے۔ اور وہ لڑکی کون ہے۔!"

"وہ تمہیں وہاں کیوں لے گیا تھا؟"

"جہاں تک میں سمجھ سکی ہوں وہ اس لڑکی کو دھوکے میں رکھ کر اس سے کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔!"

"مجھے پوری بات بتاؤ۔!" صفدر ہمہ تن توجہ بنتا ہوا بولا۔

جولیا نے اُسے بالتفصیل سب کچھ بتا دیا۔

"دیوار سے ستار کی آواز آئی تھی اور وہ کچھ لکھنے لگی تھی!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں.... کچھ عجیب بے ربط سی آواز تھی۔ ایک ایک تار الگ الگ بول رہا تھا۔!"

"جو کچھ اس نے لکھا تھا تم نے دیکھا تھا۔!"

"ہاں.... لفظ بہ لفظ تو یاد نہیں البتہ مفہوم یہ تھا کہ وہ پچھلی رات غلط ہاتھوں میں پڑ گئی تھی اب اپنے لوگوں میں ہے لہٰذا اب اس سے جو کچھ پوچھا جائے اس کے جوابات دُرست ہونے چاہئیں۔!"

صفدر نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور خلا میں گھورتا رہا۔

"کیا بات ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"پچھلی رات وہ بندر کے پیٹ سے اس سے گفتگو کرتی رہی تھی!"

"بندر کے پیٹ سے۔!"

"ہاں....! عمران نے مجھ سے کہا تھا کہ میں بندر کا ایکسرے کراؤں۔ دفعتاً بندر کے پیٹ سے کسی عورت کی آواز آئی کہ ایسی حماقت نہ کی جائے، تو بہتر ہے ورنہ جیسے ہی الٹرا وائیلٹ ریز اس

کے جسم میں داخل ہوں گی۔ یہ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔!"

"تم نشے میں تو نہیں ہو۔!" جولیا نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"عمران جیسے لوگوں کا ساتھ ہو تو ان حضرت کے علاوہ اور سب ہی افیونی لگنے لگتے ہیں۔!"

پھر کچھ دیر کے لئے وہ خاموش ہو گئے اس کے بعد جولیا نے دوبارہ بندر کی بات چھیڑ دی۔

"تمہیں اس طرح یقین نہیں آئے گا۔ سلیمان سے پوچھو جو خوف کے مارے قے کرنے لگا تھا۔"

"کیا خیال ہے تمہارا۔ بندر کے پیٹ میں ٹرانس میٹر!" جولیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے!"

"لیکن یہ قطعی ناممکن ہے!"

"عمران کو پہلے ہی سے شبہ نہ ہوتا تو ایکسرے کی بات کیوں نکلتی!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بندر عمران کے پاس اسی لئے بھجوایا گیا تھا۔ کہ کوئی اس کی مصروفیات سے آگاہ ہوتا رہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو اور اب میں عمران کی تلاش میں اس لئے ہوں کہ ان حضرت نے پچھلی رات وہ بندر میری تحویل میں دیا تھا اور خود کہیں بہت جلدی میں تشریف لے گئے تھے۔!"

"تو پھر۔؟"

"بندر صبح دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اس نے بالکنی سے نیچے چھلانگ لگائی تھی اور فضا ہی میں پھٹ گیا تھا۔ اتنا زبردست دھماکہ ہوا تھا کہ آس پاس کی کئی عمارتوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں!"

"تب تو.... تب تو....!" وہ بوکھلا کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "عمران خطرے میں ہے.... یقیناً وہ اُن لوگوں کے ہاتھ لگ گیا ہو گا!"

"ان حالات کے بعد تو میں بھی یہی سوچ رہا ہوں!"

"راحیل کہاں ہے؟"

"وہیں جہاں تھا۔!"

"اُسے نظر میں رکھو.... کم از کم وہ تو نکل کر نہ جانے پائے!"

"میں نے انتظام کر لیا ہے!"

"ایکس ٹو کو اس کے بارے میں بتایا؟" جولیا نے پوچھا۔

"جواب ہی نہیں ملتا!"

"جب بھی فون کیا۔ "پلیز ڈکٹیٹ" کی آواز آئی اور میں اپنا پیغام ٹیپ کراتا رہا۔!"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ بھی موجود نہیں!"

"ایسے ہی حالات میں سوچنا پڑتا ہے کہیں عمران خود ہی تو ایکس ٹو نہیں"

جولیا کچھ نہ بولی! اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں!۔

O

عمران کو جب یہ محسوس ہوا کہ وہ عمران ہی ہے تو اس نے دیکھا کہ وہ ناشتے کی میز پر ہے اور کافی کی پیالی اس کے ہاتھ میں کانپ رہی ہے!

سامنے ایک معمر خاتون بیٹھی ہوئی ہیں اور اِدھر اُدھر دو نوجوان بیٹھے ٹوسٹ پر مکھن لگا رہے ہیں!

دفعتاً معمر عورت نے عمران سے کہا۔ "پیالی مضبوطی سے پکڑو۔ تمہارا ہاتھ کانپ رہا ہے!"

"جی ہاں.... جی ہاں....!" عمران نے پیالی پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی آج کچھ بدلے بدلے سے نظر آرہے ہیں!" ایک نوجوان بولا اور عمران نے ڈیڈی کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں لیکن کہیں کوئی ڈیڈی نظر نہ آیا۔

تھک ہار کر پھر کافی پینے لگا۔

"ڈیڈی کیا آپ کچھ خفا ہیں!" دوسرے نے عمران کو مخاطب کر کے کہا۔ اور کافی کی پیالی عمران کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔

"یہ کیا ہے۔ آخر۔؟" معمر عورت اچھل کر چیخی۔ "تم روز بروز مخبوط الحواس ہوتے جا رہے ہو۔!"

"جی۔ کیا مجھ سے کچھ فرمایا۔!"

"واہ ڈیڈی...." دونوں جوان منہ دبا کر ہنسنے لگے!

"تم اب ہر وقت اوٹ پٹانگ باتیں کرتے رہتے ہو۔!" معمر عورت چیختی رہی۔ "بچوں کا تو لحاظ کیا کرو۔!"

"بچے۔!" عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں نوجوانوں کو دیکھنا شروع کیا اور وہ منہ دبائے ہنستے رہے اور پھر ہنستے ہی ہوئے اٹھ کر وہاں سے چلے بھی گئے!

"حماقت ہی ہے تمہیں ساتھ بٹھانا۔ یہی اچھا ہے کہ الگ ناشتہ اور کھانا دے دیا۔!" عورت عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتی ہوئی بولی۔ "بچے بھوکے اُٹھ گئے۔!"

"آپ لوگوں کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"تم واقعی ہوش میں ہو یا نہیں!" عورت گرجی۔

"مم.... میں بالکل ہوش میں ہوں۔ محترمہ!"

"محترمہ....! ہونہہ.... پھر طنزیہ لہجہ اختیار کیا۔ میری تو تقدیر پھوٹ گئی تمہارے ساتھ!"

"میرے ساتھ۔!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ پھر پاگل خانے بھجوانا پڑے گا۔!"

"آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں.... محترمہ.... یعنی کہ بغیر تعارف....!"

"تعارف۔؟ ارے تو کیا بالکل ہی دماغ چوپٹ ہو گیا پھر سے!"

"صحیح کب تھا کہ چوپٹ ہو گیا پھر سے۔!" عمران بولا۔

"بچے بھوکے اٹھ گئے۔ واہ یہ بھی کوئی بات ہے! وہ خود بھی بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتا رہا۔ پھر کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر آہستہ آہستہ اپنی کنپٹیاں دبانے لگا۔

رات کے واقعات اُسے یاد آنے لگے تھے۔ کس طرح جولیا کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں ان دیکھے لوگوں میں گھر گیا تھا۔

وہ دشواری یاد آئی جو عمارت میں داخل ہونے میں پیش آئی تھی۔ کسی نہ کسی طرح گھیرنے والوں کو ڈاج دے کر اندر پہنچ گیا تھا اور وہاں کسی اور کی موجودگی کا علم ہونے پر چپ چاپ اس طرف لوٹ آیا تھا جہاں بجلی کا مین سوئچ تھا۔ پھر اُس نے سارے سرکٹوں کے فیوز پلگ نکال کر پوری عمارت میں اندھیرا کر دیا تھا۔

اور پھر اس عورت سے وہ ٹکراؤ یاد آیا۔ وہ نکل جانا چاہتی تھی۔ عمران نے اسے پکڑ لیا تھا۔ اور.... اور.... ایک بار پھر اس کا پورا جسم جھنجھنا اٹھا۔ اس عورت نے اس کی گرفت سے

نکل جانے کی کوشش کی تھی اور اسی دوران میں دفعتاً عمران کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

وہ اپنے ذہن پر زور دینے لگا کہ کسی طرح اس کے بعد کے واقعات بھی شعور کی سطح پر اُبھر آئیں لیکن مایوسی ہی ہوئی!

جولیا کے بنگلے میں بے ہوش ہونے کے بعد سے ناشتے کی میز تک ایک خلا تھا۔ جسے اس کی یادداشت پُر نہ کر سکی۔! وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا کچھ دیر بعد اس کی نظر ایک ٹیبل کیلنڈر پر پڑی اور اس کے پیر ٹھٹک گئے!

کیلنڈر میں اکتیس اگست کا کارڈ لگا ہوا تھا۔ اگر آج اکتیس اگست تھی تو وہ پورے دس دن بعد ہوش میں آیا تھا۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔ وہ کافی کی پیالی ہاتھ میں لئے ہوئے تو ہوش میں آیا نہ ہوگا۔ تو پھر یہ دس روز کس طرح گذرے؟ کیا ان لوگوں نے اس پر برین واشنگ کا طریقہ آزمایا تھا۔!

عمران پھر ٹہلنے لگا۔ کمرے کے جس دروازے سے وہ لوگ گذر کر گئے تھے کھلا ہی ہوا تھا۔

عمران ٹہلتے ٹہلتے یکلخت دروازے کی طرف مڑ گیا۔

دوسرا کمرہ رقبے میں چھوٹا ہی تھا لیکن سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ معمر عورت ایک آرام کرسی میں نیم دراز اخبار دیکھ رہی تھی!

عمران کی آہٹ پر چونک کر اس نے سر اٹھایا اور پھر اخبار کی طرف متوجہ ہوگئی!

"ان لڑکوں کا تو میں ڈیڈی ہوں.... لیکن آپ سے کیا رشتہ ہے میرا۔"

عمران نے عورت کو مخاطب کر کے کہا۔

"کچھ بھی نہیں! میں تو دشمن ہوں تمہاری۔!" عورت نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

عمران نے سوچا اگر وہ اس کی بیوی ہوتی تو بالکل ایسے ہی لہجے میں گفتگو کرتی پھر بھی احتیاطاً یہی مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں بھی چھان بین کر ہی ڈالے۔ کرسی گھسیٹ کر وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"میرے خدا....!" یک بیک وہ مسرت بھرے لہجے میں بولی۔ "پورے ایک سال بعد تم اس طرح میرے قریب بیٹھے ہو۔"

"ایک سال بعد؟۔" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"ہاں.... پورے ایک سال بعد۔!"

"اچھا آج کون سی تاریخ ہے۔؟"

"اکتیس....!"

"مہینہ"

"اگست"

"سنہ۔!"

"انیس سو بیاسی (۱۹۸۲)۔!"

"یقیناً میں آسیب زدہ ہوں۔!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔

"اب یہ وہم نکالو دل سے۔ آج جمعہ ہے ہمیں شوگر بینک چلنا ہے۔!"

"شوگر بینک؟ یہ کیا بلا ہے!"

"ارے توبہ کرو.... عبادت گاہ کی توہین نہ کرو۔!"

"عبادت گاہ؟۔"

"ارے تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو!"

"عبادت گاہ کو ہم عبادت گاہ ہی کہیں گے!"

"پرانی بات ہوئی 1967ء میں عبادت گاہ کہلاتی تھی۔"

"کیا مطلب؟۔"

"عبادت گاہیں ویران رہنے لگی تھیں۔ اس لئے قوم نے فیصلہ کیا کہ انہیں شوگر بینک کے نام سے پکارا جائے۔ ان دنوں شکر کی قلت تھی۔ دانشوروں نے یہی مناسب سمجھا کہ عبادت کرنے والوں میں سے بذریعہ قرعہ اندازی پانچ افراد منتخب کئے جائیں اور انہیں پاؤ بھر شکر فی کس کے حساب سے ہر عبادت کے بعد دی جائے۔ بس پھر کیا تھا عبادت گاہوں میں داخلے کے لئے کیو لگنے لگے ارے مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سب کچھ بھول گئے ایک بار تم بھی پاؤ بھر شکر لائے تھے!"

"ضرور لایا ہوں گا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اب شکر کی قلت نہیں لیکن شوگر بینک نام بدستور چلا آرہا ہے!"۔

"اور عبادت گذاروں کی تعداد کا کیا حال ہے؟"

"پھر پہلے ہی کا سا حال ہے۔! دو چار ہی نظر آتے ہیں!"

"پھر نام بھی دوبارہ بدل دینا چاہئے!"

"مذہبی پیشوا کہتے ہیں یہی چلنے دو اور اب جدید انداز میں ثابت کرتے ہیں کہ یہی نام زیادہ مناسب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا لہٰذا ہمیں اندازِ فکر بھی بدلنا چاہئے۔ ساہوکاروں کی جگہ بینکوں نے لی، اور ہماری زندگی پر اس طرح چھا گئے جیسے آسمان پر ٹڈی دل۔ لہٰذا زندگی کے ہر شعبے میں بینکنگ ہی کا سا انداز ہونا چاہئے! جس طرح ہم بینک میں روپیہ ڈپازٹ کرتے ہیں اور وہ مستقبل میں ہمارے کام آتا ہے اسی طرح عبادت گاہوں میں نیکیاں ڈیپازٹ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد والی زندگی میں کام آئیں گی اور نیکیوں کو مٹھاس ہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لہٰذا عبادت گاہ کا نام شوگر بینک ہی ہونا چاہئے! ترقی پسندی کا تقاضہ یہی ہے!"

"پلک جھپکتے ہی زمانہ بدل گیا۔" عمران بولا۔

"لیکن تم نہیں بدلے۔ اس وقت سے لیکر اَب تک تمہارے ذہن کی حالت یکساں رہی ہے!"

"ہم جیسے لوگ مشکل ہی سے بدلتے ہیں!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"چلو فضول باتیں نہ کرو۔!" وہ ترکھرا کر بولی۔ "کب سے بالوں میں خضاب نہیں لگایا۔!"

"خضاب؟" عمران نے بوکھلا کر سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ہاں.... ذرا آئینے میں شکل دیکھو۔!"

"کہاں ہے آئینہ۔؟"

"اَب یہ بھی یاد نہیں۔!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "چلو میرے ساتھ۔"

وہ اُسے تیسرے کمرے میں لائی۔ بڈروم تھا۔ دو مسہریوں کے درمیان دیوار سے لگی ہوئی چھوٹی سی سنگار میز رکھی تھی جیسے ہی عمران کی نظر آئینے پر پڑی بے اختیار منہ سے "ارے باپ رے" نکل گیا

سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ ان سفید بالوں کے نیچے جوان سا چہرہ بڑا عجیب لگ رہا تھا۔

"یہ.... یہ.... کیا ہوا۔؟"

"کہاں.... کیا ہوا۔؟" عورت آنکھیں نکال کر بولی۔

"مم.... میرے بال سفید ہو گئے!"

"بس اب اسی کی کسر رہ گئی ہے کہ تم یہ پوچھو کہ میں تمہاری بیوی کیسے ہوگئی ہوں اور یہ دو لڑکے کس نے بھجوائے ہیں!"۔

"نہ پوچھوں؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"دیکھو مجھے پریشان نہ کرو.... کئی دن سے محسوس ہو رہا ہے جیسے ہارٹ اٹیک ہوگا۔ یہ بات نہیں ہے تم خضاب نہیں لگانا چاہتے۔ اس معاملے میں ہمیشہ سے پریشان کرتے آئے ہو۔ کیسے سمجھاؤں کہ سفید بال تمہارے چہرے کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ بچوں کی سی آنکھوں پر سفید بال بھلے نہیں لگتے۔ یہ بھی خدا کی دین ہے کہ بیاسی سال کی عمر میں اگر خضاب لگالو تو تیس سال سے زیادہ کے نہیں لگتے!"

"آخر آپ بھی نہیں شوق فرماتیں خضاب سے!"

"ارے اب کیا مجھے کسی کو دکھانا ہے!"

"اگر بیاسی سال کا ہوں تو اب مجھے بھی قبر میں تو جانا ہے!"

"چلو بیٹھ جاؤ....!" وہ اُسے پکڑ کر سنگار میز کے سامنے پڑے ہوئے اسٹول پر بٹھاتی ہوئی بولی۔ "سر میں تیل لگادوں۔!"

قبل اس کے کہ عمران سنبھل ہی سکتا اس نے شیشی سے اُس کے سر پر تیل کی دھار ڈالی اور مالش شروع کر دی۔

سفید بال حیرت انگیز طور پر سیاہ ہوتے چلے جارہے تھے۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ پہلی سی حالت میں آگئے۔!

"اب دیکھو۔!" وہ بڑے پیار سے بولی۔ "کوئی کہہ سکتا ہے کہ بیاسی سال کے ہو۔!"

"الحمد اللہ۔!"

"کاجل بھی لگادوں۔؟"

"نہیں ممی ڈارلنگ۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا؟" وہ حیرت سے منہ کھول کر دہاڑی۔ "میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔"

"یہ بھی مادرانہ ہی حرکت ہو گی!"

"چلے جاؤ یہاں سے.... نکلو.... نکل جاؤ....!"

"جی بہت اچھا۔!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور اسٹول سے اٹھ کر کمرے سے نکل کر بھاگا پھر تو جو بھی دروازہ کھلا ہوا ملا اس سے گذرتا چلا گیا۔!

اور آخر کار کھلی فضا میں نکل آیا۔ یہ اس عمارت کا چھوٹا سا پائیں باغ تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ لکڑی اور پتھروں سے بنائی یہ عمارت زیادہ پرانی نہیں معلوم ہوتی تھی۔

وہ چھوٹی سی روش طے کرتا ڈُوڈینیا کی باڑھ کی چوحدی سے بھی نکل آیا۔!

باہر ایک بورڈ پر نظر پڑی۔ جس پر تحریر تھا۔

"پروفیسر علی عمران

ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی (آکسن)

ماہر علم نجوم اور پامسٹری"

"اللہ رحم کرے۔!" اس نے ٹھنڈی سانس لی اور کاہلوں کے سے انداز میں منہ چلانے لگا۔ چیونگم یاد آئی تھی اور غیر ارادی طور پر ہاتھ کوٹ کی جیب میں چلا گیا تھا۔

اسے مایوسی نہیں ہوئی۔ کئی پیکٹ انگلیوں سے ٹکرائے تھے۔ ایک پیکٹ نکال کر اُسے پھاڑتے ہوئے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کچھ مکانات اور بھی نظر آئے اور ان کے علاوہ چاروں طرف گھنے جنگل کے علاوہ اور کچھ نہ دکھائی دیا۔ اس نے سوچا کیوں نہ اسے بھی آزمایا جائے کہ وہ آزاد ہے یا قیدیوں کی سی زندگی بسر کرنی پڑے گی۔

وہ آگے بڑھا اور ایک عمارت کے قریب سے گذر ہی رہا تھا کہ اس کے پائیں باغ سے آواز آئی!

"ہیلو پروفیسر.... ارے خدا کی پناہ.... تم خضاب لگانے لگے ہو۔!"

آواز ایسی ہی تھی کہ وہ کباب ہو کر رہ گیا۔ بار بار سنی ہوئی آواز۔ لیکن یہ جملہ بڑی شستہ و رُفتہ اردو میں ادا کیا گیا تھا۔ وہ چلتے چلتے رک گیا۔

"چلے بھی آؤ۔ ایسا بھی کیا تکلف!" آواز پھر آئی اور وہ اس عمارت کے پائیں باغ میں مڑ گیا۔

قد آدم باڑھ کے پیچھے وہی چہرہ نظر آیا جو اس غریب الوطنی کا باعث بنا تھا... یعنی ایوا گرین.... وہ اس وقت گھٹنوں سے اُونچے منی اسکرٹ میں تھی۔

عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر لیں اور ہکلا کر بولا۔ "کچھ پاجامہ واجامہ پہن آؤ دوڑ کر۔!"

وہ ہنس پڑی۔

"تم نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے بڑے آرام سے رکھو گے!"

"اب بھی یہی کہتا ہوں۔!" عمران مسکرایا۔

"کیسی گذری؟۔"

"بہت اچھی.... والدۂ محترمہ قسم کی بیوی اور پلے ہوئے بیٹوں جیسی نعمت ہر ایک کے حصے میں نہیں آیا کرتی!"

وہ پھر ہنسی اور ہنستی ہی چلی گئی!

"بہت محظوظ ہو رہی ہو۔!"

"محظوظ ہونے کی بات ہی ہے! جو لوگ گھریلو زندگی سے بھاگتے ہیں ان پر ایسے ہی عذاب نازل ہوتے ہیں۔!"

"اوہ.... یہ تو بتاؤ آج کون سی تاریخ ہے!"

"اگست کی اکتیس تاریخ۔!"

"اور میں تمہارے ہاتھ کب لگا تھا۔"

"صرف دس دن پہلے کی بات ہے!"

"اور میرے بال؟۔"

"گھبراؤ نہیں۔ وہ اس شاک کی وجہ سے سفید ہو گئے تھے جو تمہیں جولیا کے بنگلے میں لگا تھا۔!"

"جولیا کے بنگلے میں۔؟" عمران نے احمقانہ انداز میں دہرایا۔

"ہاں.... جب تم مجھ سے ٹکرائے تھے۔!"

"اوہ....! وہ آخر تھی کیا بلا۔!"

"تم اس کی فکر میں نہ پڑو۔ بہر حال بالوں کی یہ رنگت عارضی تھی۔ اس سیال سے جو کچھ دیر پہلے تمہارے سر میں لگایا گیا تھا مستقل طور پر بال اپنی اصلی رنگت میں آجائیں گے۔!"

"میں تم سے ہرگز یہ نہ پوچھوں گا کہ مجھے یہاں کیوں لائی ہو؟"

"دیکھ ہی لو گے۔!"

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"یہ بھی دیکھو گے۔!"

"فی الحال میرا کیا مصرف ہے!"

"ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ میرے دلی معاملات کا کیا ہوگا۔" وہ اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہوئی بولی۔

"ہاں.... آں.... ماہر علم نجوم و علم الید ہی ٹھہرا۔ لاؤ دیکھوں"۔

"اسے ذہن میں ہر وقت رکھنا کہ میری رہنمائی کے بغیر تم لاکھ برس بھی اپنی دنیا کی شکل نہ دیکھ سکو گے۔!"

"میں اتنا احمق نہیں ہوں۔!"

"تم بالکل احمق نہیں ہو!" وہ طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"کیا تم نے میری برین واشنگ کرائی تھی؟"

"یقیناً.... اسی لئے تم دس دن تک غائب رہے۔ وہ پاگل عورت تمہیں اپنا کھویا ہوا شوہر سمجھ بیٹھی ہے۔!"

"پاگل عورت۔!"

"ہاں جوانی ہی میں وہ اپنے شوہر سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔ وہ ایک جنگ میں مارا گیا تھا لیکن اس سے یہ بات چھپائی گئی تھی۔!"

"اور اب.... مطلب یہ کہ وہ سچ مچ....!"

"ہاں.... اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس سے جدا نہیں کر سکتی!"

"اور وہ دونوں جوان۔!"

"وہ اس کے بیٹے ہیں.... بہت چھوٹے تھے جب ان کا باپ مارا گیا تھا۔ انہیں اس کی شکل بھی یاد نہیں۔!"

"یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے۔!"

"میں تو اسی طرح انتقام لیتی ہوں۔ مزاح کی حس مجھ میں بھی موجود ہے"۔

"انتقام کس بات کا لیا ہے تم نے۔؟"

وہ کچھ نہ بولی.... اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔!

"اب اس میک اپ کی کیا ضرورت باقی رہی ہے!" عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "اپنی اصل

شکل میں آجاؤ۔!"

"اب میری کوئی اصلی شکل نہیں ہے.... یہاں مجھے کوئی بھی "تھریسیا بمبل بی آف بوھیمیا کے نام سے نہیں جانتا۔"

"اس شکل میں کس نام سے پکاری جاتی ہو!"

"ایوا....!"

"میں پروفیسر گرین والے قصے سے مطمئن نہیں ہوں۔!"

"تمہیں مطمئن ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس کا تمہارے سے کوئی تعلق ہے اور نہ تمہاری ذات سے۔!"

"پھر میں یہاں کیوں پایا جارہا ہوں!"

"یہ دوسری کہانی ہے۔ پھر بتاؤں گی۔"

"ارے کچھ تو بتاؤ۔" عمران اپنی ناک ٹٹولتا ہوا بولا۔ "ورنہ میری الجھن خطرناک صورت اختیار کر جائے گی۔!"

"ہوں۔!" وہ خیالات میں کھوئی ہوئی اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"اتنے رومانی انداز میں نہ دیکھو.... ورنہ.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوگا۔!"

"دل کا دورہ پڑ جائے گا مجھ پر.... بپھرے ہوئے ہاتھی سے ٹکرا سکتا ہوں لیکن.... ارے باپ رے....!" وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے؟"

"ہم دونوں تنہا ہیں.... ارے.... باپ رے....!"

"آؤ میں تمہیں اپنے پالتو کتوں سے ملاؤں۔!"

"بندر سے تو مل چکا ہوں۔!"

"ہاں.... بندر.... بے چارہ.... اب وہ اس دنیا میں نہیں۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"تمہارے بعد وہاں اُس کی موجودگی غیر ضروری تھی! لہٰذا اُسے تباہ کر دیا گیا۔ اُو ہو۔ پریشان

ہونے کی ضرورت نہیں۔ بے چینی اُسے کھلی جگہ میں لے آئی ہو گی اور وہیں وہ پھٹ گیا ہو گا۔ کچھ ایسا ہی سسٹم تھا۔ کسی چھت کے نیچے وہ دھماکا نہیں ہوا ہو گا۔!"

"لیکن ٹرانس میٹر اس کے اندر کس طرح رکھا گیا ہو گا۔!"

"یہ آسانی سے سمجھ میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ ایسے ہزاروں بندر مختلف مقامات پر کام کر رہے ہیں۔!"

"تب تو دنیا کا کوئی بھی راز تم لوگوں سے پوشیدہ نہ ہو گا۔!"

"تمہارا خیال اس حد تک دُرست ہو سکتا ہے کہ دنیا کے بہت سے راز ہم سے پوشیدہ نہیں!"

"تم لوگوں نے سائنس میں حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے!"

تھریسیا کچھ نہ بولی۔

"ہاں.... وہ کتے....!"

"دیکھ ہی لو گے.... ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ اب تم اپنے گھر واپس جاؤ وہ تمہارے لئے پریشان ہو گی۔!"

"اب یہ مذاق ختم کرو۔!"

"تم اس کی خوشیاں برباد کر دینا چاہتے ہو!"

"ارے تو اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔!"

"عارضی برین واشنگ میں ہمارے طریق کار کے مطابق اس کی ضرورت پیش آتی ہی ہے۔ ورنہ اپنی اصلی حالت میں واپس آنے کے بعد آدمی پاگل ہی ہو جائے.... اس کے گرد حیرت انگیز حالات پیدا کرنے پڑتے ہیں تاکہ وہ اچنبھے میں رہ جائے۔!"

"میں تو اب وہاں نہیں جاؤں گا۔!"

"اچھا تو آؤ میرے ساتھ۔!" وہ عمارت کی طرف مڑ گئی!

عمران اس کے پیچھے چلتا رہا۔

یہ عمارت بھی قریب قریب ویسی ہی تھی۔ جیسی عمارت سے عمران کچھ دیر پہلے برآمد ہوا تھا۔ تھریسیا اُسے سٹنگ روم میں لائی۔

"تمہاری اجازت کے بغیر۔" عمران ایک کرسی میں نیم دراز ہوتا ہوا بولا۔

"تم نے اُس رات مجھ سے کافی کی فرمائش کی تھی!"

"شاید.... کچھ کچھ یاد پڑتا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"ایسی کافی پلواؤں گی کہ اب تک خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہو گی!"

"کیا پیٹ میں پہنچ کر ستار بجاتی ہے۔!"

"نہیں شوگر بینک قائم کرتی ہے"۔ تھریسیا مسکرائی۔ پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "میں اَب بھی متحیر ہوں کہ تم میرے پیغامات کس طرح ڈکٹ کر سکے!"

"کوئی ایسی مشکل چیز نہیں تھی۔ بس ایک موسیقی کا تخت تیار کرنا پڑا تھا۔ اور دو ماہ کی محنت کے بعد اس قابل ہو گیا تھا کہ ڈینہم لاج تک جا پہنچا۔!"

"آخر کس طرح۔؟"

"کہہ تو دیا کہ موسیقی کا تخت تیار کیا تھا اور اس پر چھبیس تار لگائے تھے اور عرصہ تک انہیں تمہارے پیغامات والے تاروں سے ملاتا رہا تھا آخر ایک دن وہ آیا کہ میرے چھبیسوں تار تمہارے تاروں سے ہم آہنگ ہو گئے! اور میں ڈینہم لاج تک جا پہنچا۔ اب تم بتاؤ کہ اس بوڑھے پروفیسر کا کیا قصہ تھا؟"

"قصہ وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔" اچھا خیر سنو.... زیرو لینڈ کے کچھ آدمیوں نے بغاوت کی ہے۔ انہوں نے اپنی الگ تنظیم قائم کر لی ہے۔ تمہارا ملک ان کا مخصوص اڈا ہے لیکن فی الحال زیادہ ہاتھ پیر نکالتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ پروفیسر گرین کو اُڑا لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے میں نے کیپٹن فیاض سے دوستی گانٹھی اور اس طرح پروفیسر کو ختم کر دیا۔ کیپٹن فیاض کی موجودگی کا علم ان لوگوں کو ہو چکا تھا۔ اس لئے دخل اندازی نہ کر سکے اور میرے ہی آدمیوں نے پروفیسر کو ختم کر دیا۔ فیاض اگر عقلمندی سے کام لے تو ان لوگوں تک پہنچ سکتا ہے جو زیرو لینڈ کے باغی ہیں کیونکہ جس سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے ہم مہمان تھے وہ بظاہر تو زیرو لینڈ کا وفادار ہے لیکن حقیقتاً اسی باغی گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ فیاض کو ملوث کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ تمہارے ملک کی پولیس اس باغی گروہ کے پیچھے لگ جائے۔!

"قتل تم نے کیا ہے پھر وہ باغی گروہ کے پیچھے کیوں لگے گی۔!"

"میں ایسے حالات پیدا کرتی کہ فیاض کو یہی کرنا پڑتا۔ اپنے بیان میں فیاض سے ناواقفیت

ظاہر کی تھی اور پروفیسر ہی سے اس کی شناسائی کا تذکرہ کیا تھا اس کے بعد میں حیرت انگیز طور پر غائب ہو جاتی اور فیاض میرے میزبان.... اسی فرسٹ سیکرٹری کو کریدنا شروع کر دیتا"۔

"خیر.... خیر" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ لیکن فیاض میں اتنے گٹس نہیں ہیں۔!"

"میں جانتی ہوں کہ ایسی دشواریوں میں وہ تم سے ضرور مدد لیتا ہے۔ تم اس فرسٹ سیکرٹری کو کریدتے ہوئے ان لوگوں تک ضرور جا پہنچتے۔ لیکن تمہاری ہی دخل اندازی کی بناء پر پوری اسکیم تباہ ہو گئی!"

"کافی پلوانے کا وعدہ کیا تھا تم نے....!"

"اس سے پہلے میں تمہیں ایک کتا دکھاؤں گی!" وہ گھڑی دیکھتی ہوئی بولی۔

"دکھاؤ....!" عمران نے بے بسی سے کہا۔

تھریسیا نے آواز دی۔ "اسنوکس.... اسنوکس....!"

اور ایک ڈیکشنڈ دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور تھریسیا کے قریب رُک کر دم ہلانے لگا۔

تھریسیا نے پھر گھڑی پر نظر جما دی تھی۔!

دوسرے ہاتھ سے وہ کتے کا پٹہ پکڑے ہوئے تھی۔ دفعتاً کتا بھونکنے لگا۔ لیکن منہ کھولے بغیر.... یہ انداز عمران کے لئے نیا نہیں تھا۔ اس سے پہلے ایک بندر کو بھی منہ کھولے بغیر آدمیوں کی طرح باتیں کرتے دیکھ چکا تھا۔

پھر بندر ہی کی طرح اس کے پیٹ سے بھی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔

"ہوپکنز.... ہوپکنز.... ہوپکنز....!"

عمران نے بڑی تیزی سے جیب سے قلم نکالا اور میز پر پڑے ہوئے ایک رسالے کے سرورق کے سادہ حاشیے پر لکھنے لگا۔

آوازیں آتی رہیں.... "بایاں چار.... دایاں دو.... بایاں چودہ.... دایاں ایک بایاں سترہ.... دایاں ایک بایاں ایک....!"

اس طرح دایاں اور بایاں کے ساتھ ہندسے چلتے رہے اور ساتھ ہی عمران کا قلم بھی چلتا رہا۔!

تھریسیا اُسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ آخر تین بار ہوپکنز کہنے کے بعد سناٹا چھا گیا۔!

عمران نے قلم روک کر طویل سانس لی اور تھریسیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔!

"اس میں دماغ لڑاؤ تو جانوں۔!" تھریسیا بولی۔

"پتہ نہیں اس کوڈ کا موجد اب زندہ ہے یا نہیں لیکن اس کا نام اَب بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔"

"یعنی۔؟"

"ولیم ہاپکنز.... کرنل ولیم ہاپکنز۔!"

"اوہ....!" تھریسیا سنبھل کر بیٹھ گئی!

"کیوں۔؟"

"ولیم ہاپکنز زندہ ہے۔" تھریسیا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "اور وہی باغی گروہ کی قیادت کر رہا ہے۔!"

عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑ لیے اور خلاء میں گھورتا رہا۔!

تھریسیا مضطرب سی نظر آنے لگی تھی۔!

"ہوں۔!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔ "اور تم لوگ اس کوڈ سے نابلد ہو....!"

"یہی بات ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ ہاپکنز بھی کسی کوڈ کا موجد ہو سکتا ہے....! بہر حال اسی باغی گروہ کی وجہ سے مجھے پیغام رسانی کے لئے تاروں کی آوازوں میں حروف تہجی کھپانے پڑے تھے۔!"

"پھر ہاپکنز کی کیا حیثیت تھی تمہارے یہاں۔!"

میرے نائبین میں سے ایک وہ بھی تھا۔ الفانسے سے بھی زیادہ طاقتور اور دلیر آدمی ہے۔ الفانسے اس کا پاسنگ بھی نہ تھا۔"

"اس کے بارے میں اور کیا جانتی ہو۔!"

"دوسری جنگ عظیم میں وہ اتحادیوں کے ساتھ تھا۔ جاپان کے خاتمے کے بعد ریٹائرڈ لائف گزار رہا تھا کہ ہم لوگوں نے اُسے انگیج کر لیا۔"

"اس نے صرف ایک ہی بار پیغام رسانی کے لئے یہ کوڈ استعمال کیا تھا کہ مشرق بعید کی جنگ بندی ہو گئی تھی۔ رواج نہیں پا سکا تھا یہ کوڈ۔!"

"تم واقف ہو اس سے۔!" تھریسیا نے پُر مسرت لہجے میں پوچھا۔

عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی۔

"اوہ۔!"

"کہو تو وہ پیغام بھی بتاؤں جو ابھی ابھی کسی کو بھیجا گیا ہے۔!"

"بتاؤ.....!"

"تھریسیا اتل باڑی میں ہے۔ جنوب مشرق سے پانچواں مکان شب خون.... تین بجے صبح۔!"

"خدا کی پناہ.... عمران.... اب شائد میری عمر بڑھ جائے۔!"

"اور میں جتنا ہوں اتنا ہی رہ جاؤں!" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر پوچھا۔ "کیا یہ جگہ اتل باڑی کہلاتی ہے۔"

"ہاں.... اور تم مطمئن رہو اس وقت تم اپنے ملک میں نہیں ہو۔!"

"میں تو خود کو اس وقت تخت سلیمان پر محسوس کر رہا ہوں۔ کافی کہاں رہ گئی۔!"

"ابھی لو۔!" تھریسیا نے فون کا ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بلیک کافی.... فار ٹو....!"

ریسیور رکھ کر عمران سے بولی۔ "تین بجے وہ شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جنوب مشرق کی طرف سے یہ پانچواں ہی مکان ہے۔!"

"کیا تم خائف ہو۔؟"

"ہرگز نہیں...." تھریسیا ہنس پڑی۔ پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "ولیم ہاپکنز کو اب ختم ہی ہونا چاہئے!"

"تو ختم کر دو.... تمہارے لئے کونسی بڑی بات ہے!"

تھریسیا کسی سوچ میں پڑ گئی۔!

O

بلیک زیرو کو حالات کا علم ہو گیا تھا اور اُس نے بَروقت ایکس ٹو کی جگہ سنبھال لی تھی۔ صفدر کی زبانی راحیل کے بارے میں فون پر تفصیلات معلوم کیں اور اس کی قیادت میں سفر کرنے کے لئے ایک ٹیم بنادی جس میں خاور نعمانی صدیقی تنویر اور جوزف شامل تھے۔ جولیا نے بہت سر مارا کہ اُسے بھی ٹیم میں شامل کر لیا جائے لیکن بلیک زیرو نے اجازت نہ دی۔

اور اَب یہ قافلہ راحیل کی راہنمائی میں سفر کر رہا تھا۔

راحیل کے گاؤں میں پہنچ کر انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ اصل مہم شروع کرنے سے قبل کم از کم ایک دن آرام کرلیں کیونکہ اس سفر نے انہیں کافی تھکا دیا تھا۔

شام کے جھٹپٹے میں وہ گاؤں میں پہنچے تھے! اور جوزف کو اپنی شراب کی فکر پڑ گئی تھی۔ راحیل نے اس کے لئے دیسی شراب کی کئی بوتلیں مہیا کیں اور ایک نئی اطلاع بھی لایا۔

"بڑی عجیب بات ہوئی ہے۔ میری عدم موجودگی میں"۔ اس نے صفدر سے کہا۔

"کیا بات ہے۔!"

"وہ تصویر.... ہر روز دکھائی دینے لگی تھی۔ کچھ لوگوں نے پہاڑ کے دامن تک پہنچنے کی کوشش کی اور انہیں وہاں سونے کے کچھ سکے پڑے ملے۔ دوسرے دن لوگ جوق در جوق سونے کے سکوں کی تلاش میں اُدھر جانے لگے۔ آج کی اطلاع ہے کہ اُن میں سے پچیس آدمی ابھی تک نہیں لوٹے۔ دو دن ہوئے ہیں اور وہ تصویر آج بھی چوٹی پر دکھائی دی تھی۔ آج بھی کچھ لوگ گئے اور انہوں نے بھی سونے کے سکے راستے میں پڑے پائے۔

صفدر کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ "لوگوں کو اُدھر جانے سے روکو!"

"اب تک ڈھیروں سنہرے سکے لوگوں نے بٹورے ہیں!" راحیل بولا۔

"تاوقتیکہ وہ لوگ واپس نہ آجائیں جو غائب ہوئے ہیں۔ دوسروں کو اس طرف نہ جانا چاہئے!"

"مسٹر صفدر۔!" جوزف جماہی لیکر بولا۔ "تم یقین کرو یا نہ کرو یہ خبیث روحوں کا چکر ہے۔!"

کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی۔ وہ بڑبڑاتا رہا۔ "سمجھانا میرا کام ہے لیکن اس سائنسی دور میں یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہ آئے گی حالانکہ خود بھی تم اس خبیث کو آدمی کی طرح باتیں کرتے سن چکے ہو اور تم نے یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ دھماکے کے ساتھ ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔ آسمانی باپ میرے باپ کی حفاظت کرے!" اس نے ہاتھوں سے سینے پر کراس بنادیا اور پھر سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

راحیل نے ان لوگوں کے لئے مکان کا ایک حصہ خالی کرا دیا تھا۔ دوسری صبح انہوں نے اُس مہم کا آغاز کیا۔ فی الحال وہ اس غار کا جائزہ لینا چاہتے تھے جہاں راحیل کو بندر ملا تھا۔!

آج بھی صبح سے مطلع ابر آلود رہا تھا اور اُن کی روانگی کے وقت تک خاصی گھٹا گھر آئی تھی۔!

"اب تو وہ ماہر موسمیات بھی ساتھ نہیں ہے!" راحیل ہنس کر بولا۔

اور وہ اسی چوٹی کی طرف چلتے رہے، جس پر دھوئیں کی تصویر نظر آیا کرتی تھی!

"بڑی عجیب بات ہے!" راحیل کچھ دیر بعد بولا۔ "آج بھی موسم کچھ اسی قسم کا ہے۔!"

وہ بڑھتے رہے.... لیکن پہاڑ کے دامن تک پہنچنے سے قبل ہی انہیں تیز ہوا کے جھکڑوں نے آلیا۔ پھر تو ایک قدم بھی اٹھانا محال ہو گیا۔

راحیل کا خیال تھا کہ انہیں جلد از جلد اس حصے تک پہنچ جانا چاہئے جہاں پناہ لینے کے لئے متعدد غار موجود تھے!

اسی کی تجویز کے مطابق سب نے ایک دوسرے کی کمریں تھامیں اور قطار بنا کر چلنے لگے۔ اس طرح ہر ایک یہ محسوس کر سکا کہ اب اتنی تیز ہوا میں چلتے رہنا ممکن نہیں.... اگر کہیں ہوا کے ساتھ غبار بھی ہوتا تو اس طرح بھی آگے بڑھ سکنا محال ہوتا۔

کسی نہ کسی صورت سے وہ ایک غار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہوا بدستور اسی رفتار سے چل رہی تھی اور گہرے سیاہ بادلوں کے پرے کے پرے فضا پر محیط ہوتے جا رہے تھے!

"اب یہیں رُکنا ہے"۔ راحیل بولا۔ "بارش ہونے والی ہے۔"

غار میں تاریکی تھی۔ بیک وقت کئی ٹارچیں روشن ہوئیں!

"اُوہو.... وہ اُدھر کیا چیز چمکی....!" صفدر بولا اور ٹارچ سمیت اس چیز کی طرف بڑھتا رہا، جو اب بھی ٹارچ کی روشنی میں چمک رہی تھی!

نعمانی اور صدیقی کے قدم بھی اسی طرف اٹھ گئے تھے۔!

"خدا رحم کرے۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "سو فیصد شیطانی کارخانہ معلوم ہوتا ہے۔!" اور پھر اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور کوئی دعا پڑھنے لگا۔

"راحیل....!" دفعتاً صفدر کی آواز آئی۔ "یہاں بھی سنہرے سکے ہیں!"

"اُوہ.... دیکھوں.... میں نے صرف ذکر سنا تھا کسی نے سکے مجھے دکھائے نہیں۔!"

اس نے صفدر کی ہتھیلی پر کئی چمکدار اور سنہرے سکے دیکھے۔!

"یہ تو قدیم سکے معلوم ہوتے ہیں۔!" اس نے کہا۔

"زبان کون سی ہو سکتی ہے۔!" نعمانی بڑبڑایا۔

وہ کافی دیر تک سر مارتے رہے لیکن سمجھ میں نہ آ سکا کہ کس زبان کے حروف اُن سکوں پر

کندہ ہیں۔

"ایک وہ رہا"۔ خاور بولا اور ٹارچ کی روشنی میں ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

غار بہت کشادہ تھا۔

"ارے کیوں عقلیں خبط ہوئی ہیں۔ ہوش میں رہو۔!" جوزف نے تنبیہ کی۔!

"تم اپنی بکواس بند ہی رکھو تو بہتر ہے۔" تنویر بھنا کر بولا۔

"اے مسٹر.... میں پاگل ہاتھیوں سے لڑا ہوں۔ تم اپنی زبان بند رکھو۔ باس بھی موجود نہیں ہیں کہ مجھے روکیں۔!"

"شٹ اپ۔!"

جوزف نے جھپٹ کر تنویر کی گردن پکڑ لی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" صفدر نے آگے بڑھ کر جوزف کی کلائی پر ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا لیکن تنویر کی گردن نہ چھڑا سکا۔

پھر سب ہی جوزف سے لپٹ گئے اور کسی نہ کسی طرح کھینچ کھانچ کر اُسے تنویر سے الگ کیا۔

تنویر آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ راحیل اور صدیقی اُسے دوسری طرف کھینچ کر لے گئے۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

البتہ جوزف خاموش تھا اور کسی منارے کی طرح اپنی جگہ جما کھڑا تھا۔

"اگر یہی حالت رہی تو سب کچھ جہاں تہاں رہ جائے گا"۔ صفدر نے بلند آواز میں کہا۔

"میں اپنی توہین کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا"۔ تنویر ہانپتا ہوا بولا۔

"اور تم بڑی انسانیت برتتے ہو!" جوزف کا لہجہ پُر سکون تھا۔ "سب کی طرح مجھے بھی اظہار رائے کا حق حاصل ہے!"۔

"اب براہِ کرم تم دونوں ہی خاموش رہو۔!" صفدر نے کہا۔

پھر کوئی کچھ نہ بولا۔ اس واقعہ کے بعد سے فضا مکدر ہو گئی تھی۔

راحیل آہستہ سے صفدر کے قریب کھسک آیا اور بولا "کیا خیال ہے ان سکوں کے متعلق؟"

"یہ سکے بہت پرانے نہیں ہو سکتے!" صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ زبان۔ آخر کون سی زبان ہو سکتی ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... یہ ابھی حال ہی میں ڈھالے گئے ہیں!"

"تو پھر.... کون ہے جو اس طرح سونا لٹا رہا ہے!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ غار کے باہر سے بارش کا شور صاف سنائی دے رہا تھا۔ نعمانی نے ٹارچ کی روشنی چاروں طرف ڈالی اور بولا۔ "خاور.... خاور کہاں گیا۔؟"

کئی ٹارچیں اور بھی روشن ہوئیں لیکن خاور کا کہیں پتہ نہ چلا۔

"کہاں گیا؟" صفدر بولا۔

"باہر تو نہیں جاسکتے کیونکہ میں غار کے دہانے کی طرف رہا ہوں!" راحیل نے کہا۔

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔!" جوزف صفدر کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔

"وہ ادھر گیا ہے۔!" دفعتاً صدیقی کی ٹارچ کی روشنی ایک دو ڈھائی فٹ چوڑی دراڑ پر پڑی۔ اور بقیہ ٹارچیں بھی اُسی طرف اٹھ گئیں۔

"یاد آیا....!" جوزف جلدی سے بولا۔ "میں نے مسٹر خاور کو اسی طرف جاتے دیکھا تھا۔!"

صفدر ہی سب سے پہلے دراڑ کی طرف بڑھا.... اس میں ٹارچ کی روشنی ڈالی!

"اوہ....!"

دوسرے اس کی تحیر زدہ سی آواز سن کر چونک پڑے اور صفدر ان کی طرف مڑ کر بولا۔

"اسے تنہا نہ جانا چاہئے تھا۔"

دوسرے اس کے قریب پہنچ گئے تھے اور ٹارچ کی روشنیاں دور تک اس سرنگ نما راستے پر پھیل رہی تھیں۔!

جگہ جگہ سنہرے سکے بھی پڑے ہوئے ٹارچ کی روشنی میں چمک رہے تھے!

"یہ تو کھلا ہوا جال معلوم ہوتا ہے۔!" نعمانی آہستہ سے بولا۔

"آخر وہ تنہا کیوں چلا گیا۔" صفدر نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"لیکن.... لیکن.... مجھے حیرت ہے!" راحیل آہستہ سے بولا۔

کس بات پر حیرت ہے تمہیں۔!" صفدر کے لہجے پر جھنجلاہٹ کا عنصر غالب تھا!

یہ دراڑ میرے لئے بالکل نئی چیز ہے!" میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔

"کیا پہلے بھی یہاں آچکے ہو۔!"

"کیوں نہیں۔! انہیں غاروں میں آنکھ مچولیاں کھیل کر جوان ہوا ہوں۔ ان حصوں کے بارے میں مجھ سے زیادہ یہاں اور کوئی نہیں جانتا۔"

"مجھے شبہ ہے۔!" تنویر بول پڑا۔

"کس بات پر۔؟"

"تم دیدہ دانستہ ہمیں کسی مصیبت میں پھنسانا چاہتے ہو۔!"

"تنویر پلیز۔!" صفدر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"بھلا مجھے آپ لوگوں سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ آپ چند روز پہلے میرے لئے قطعی اجنبی تھے۔"

"تم کچھ خیال نہ کرو۔" صفدر نے اُسے دلاسہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ایسے حالات میں تم بھی یہی سوچتے۔ قدرتی بات ہے"۔

"تو گویا آپ کو بھی مجھ پر شبہ ہے، صفدر صاحب!"

"نہیں مجھے تم پر شبہ نہیں ہے۔!"

"لیکن اس قسم کی کوئی سرنگ چار دن میں تیار نہیں کی جاسکتی!" صدیقی بولا۔!

"میں کہتا ہوں.... مجھے بھی تو حیرت ہے اس پر!" راحیل نے کہا۔

"ان باتوں کو ختم کرو۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!" صفدر بولا۔

"میں دیکھتا ہوں....!" جوزف آگے بڑھ کر بولا۔ "میری واپسی تک تم سب یہیں رُکو.... یقیناً یہ کسی آدمی ہی کی حرکت ہو سکتی ہے اور ہر قسم کے آدمیوں سے نپٹنا مجھے خوب آتا ہے۔!"

"نہیں تم تنہا نہ جاؤ۔!" صفدر بولا۔

"تو پھر سب چلو۔!" جوزف نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ "مسٹر راحیل آگے چلیں گے۔!"

"میں تیار ہوں۔!" اس بار راحیل کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دراڑ میں داخل ہو گیا۔ اُس کے پیچھے جوزف تھا۔!

جوزف کے بائیں ہاتھ میں ٹارچ تھی اور داہنے ہاتھ میں اس نے ریوالور ہولسٹر سے نکال لیا تھا۔ جوزف کے پیچھے صفدر وغیرہ تھے۔

اب زمین پر پڑے ہوئے سکوں پر کسی کی بھی توجہ نہیں تھی۔ وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔!

تھوڑی دُور چلنے کے بعد سُرنگ کچھ کشادہ ہوگئی! وہ خاموشی سے چلتے رہے۔!

دفعتاً.... جوزف چلتے چلتے رُک گیا اور اُس نے راحیل سے رُکنے کے لئے کہا۔ یہاں سرنگ اتنی کشادہ تھی کہ وہ قریب قریب بھی کھڑے ہوسکتے تھے۔!

جوزف اس طرح نتھنے سکوڑ سکوڑ کر سانسیں لے رہا تھا جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کررہا ہو۔!

"کیا بات ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"مسٹر صفدر یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے میں کسی عبادت گاہ میں پہنچ گیا ہوں!" کیا تم کسی قسم کی خوشبو محسوس نہیں کررہے ہو۔؟"

"نن.... نہیں تو....!"

"اچھا آگے چلو۔ شاید محسوس کرو۔ صرف عبادت گاہوں ہی میں میں نے ایسی خوشبو محسوس کی ہے۔ جہاں بخور دانوں میں خوشبوئیں جلائی جاتی ہیں۔!"

"اچھا.... اچھا.... چلو....!" صفدر بیزاری سے بولا۔

وہ آگے بڑھتے رہے پھر تو وہ خوشبو سبھوں نے محسوس کی! عجیب سی خوشبو تھی! کبھی انجانی سی لگتی اور کبھی ایسا محسوس ہوتا جیسے پہلے بھی کبھی اس سے سابقہ پڑا ہو۔!

بالآخر وہ اس جگہ پہنچ ہی گئے جہاں سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں۔!

یہاں سرنگ کا خاتمہ ایک بہت کشادہ غار میں ہوا تھا۔ یہاں اس کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ وہ اپنی ٹارچیں روشن رکھتے کیونکہ کئی بڑی بڑی مشعلیں روشن تھیں اور بخور دانوں سے خوشبودار دھواں اُٹھ رہا تھا۔

انہوں نے خاور کو دیکھا، جو فرش پر چت پڑا تھا۔ وہ سب اس کی طرف جھپٹے لیکن اس سے قریب قریب بے خبر تھے کہ خود اُن کے ذہنوں پر بھی یہ دُھواں آہستہ آہستہ اثر انداز ہورہا ہے.... اور اُن کے ہاتھ پیروں کی سکت رفتہ رفتہ زائل ہوتی جارہی ہے!

"اُوہ۔!" سب سے پہلے جوزف کو ہوش آیا اور وہ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "مم۔ میرا۔ خیال ہے کہ میں.... کیا تم سب کے سر چکرا رہے ہیں؟"

وہ احمقوں کی طرح ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے ہوئے ڈھیر ہوگئے کسی کو سدھ نہ رہی کہ کہاں ہے۔!

O

عمران کو کافی پلا کر تھریسیا نے پھر اسی مکان میں بھجوادیا جہاں وہ دوبارہ نہیں جانا چاہتا تھا۔!

عورت شاید بڑی بے صبری سے اس کا انتظار کررہی تھی! دیکھتے ہی اس کی طرف لپکی۔

"تم کہاں چلے گئے تھے؟"

"ابوا مل گئی تھی۔!"

"ارے تم اتنی بدتہذیبی سے اُس مقدس ہستی کا نام لیتے ہو کیا بھول گئے کہ وہ ماں کہلاتی ہے۔!"

"تمہاری ہی ہوگی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"توبہ کرو.... توبہ.... ورنہ بلائیں نازل ہوں گی۔!"

"ہو تو گئی ہیں۔!"

"نہیں.... میرے لئے سب سے بڑی مصیبت تمہاری جدائی تھی۔ ماں کی مہربانی سے تم مجھے مل گئے.... ماں کا احترام کرو۔!"

"احترام ہی کر کے آرہا ہوں.... اب میں کچھ دیر سونا چاہتا ہوں۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے، لیکن تم بچوں سے مہربانی سے نہیں پیش آئے، انہیں تم سے شکایت ہے!"

"مجھے طریقہ بتاؤ مہربانی سے پیش آنے کا"۔ عمران بے بسی سے بولا۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ ایک باپ کو بچوں سے کس طرح پیش آنا چاہئے!"

"اوہ! میں بالکل بھول گیا ہوں.... پریکٹس نہیں رہی نا۔!"

"پتہ نہیں کیسی باتیں کرنے لگے ہو!" وہ ہنس کر اٹھلائی اور عمران نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔!

"کیا سوچنے لگے۔ تم مجھ سے دُور دُور کیوں رہتے ہو!"

"بچوں کے خیال سے....!"

"بچے کہاں ہیں مجھے جلدی سے بتاؤ۔ میں جلد از جلد مہربانی سے پیش آنا چاہتا ہوں۔!"

"نشست کے کمرے میں کیرم کھیل رہے ہیں۔!"

لیکن سٹنگ روم میں جانے کی بجائے اُس نے بڈ روم تلاش کرلیا اور دروازہ اندر سے بند

کر کے پڑ گیا.... تھوڑی ہی دیر بعد وہ خراٹے لینے لگا تھا!

پھر آنکھ کھلی تھی دروازہ پیٹنے کی آواز پر.... اور وہ اس عورت کی آوازیں سن سن کر اپنی کنپٹیاں دبا رہا تھا۔ بہر حال اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑا۔

"یہ کیا ہے.... اس طرح سو سو کر تم اپنی صحت تباہ کر لو گے! کچھ دیر پہلے ماں تمہیں پوچھنے آئی تھی۔ وہ ہم پر بہت مہربان ہے۔!"

"ہاں.... ہاں....!" عمران احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔

"شام کی چائے کا بھی ہوش نہیں تمہیں!"

"ارے ہاں.... اچھا.... اچھا۔!"

"پہلے جاؤ.... دانتوں کو برش کرو۔!"

"سب چلتا ہے....!" عمران شانوں کو جنبش دے کر بولا۔

"ارے واہ... نہیں یہ نہیں چلے گی.... تم جانتے ہو کہ میں ہمیشہ سے با اُصول رہی ہوں۔!"

"اور میں....؟"

"تم ہمیشہ سے ان باتوں پر لڑتے جھگڑتے آئے ہو!" وہ ہنس کر بولی۔

چائے کے بعد اس نے عمران سے کہا کہ ایوا اُسے اپنے گھر بلا گئی ہے!

عمران نے گھڑی دیکھی سات بج رہے تھے۔!

باہر اندھیرا پھیل گیا تھا۔ وہ تھریسیا کے مکان کے گیٹ پر رُکا اور گیٹ ہی کے کسی حصے سے آواز آئی۔ "اندر چلے آؤ۔ میں سٹنگ روم میں ہوں!"

عمران نے طویل سانس لی اور چل پڑا۔ وہ سٹنگ روم میں ایک آرام کرسی میں نیم دراز تھی اور ایک چھوٹا سا بڑے بالوں والا کتا اس کی گود میں تھا۔

"کہو کیسی نیند آئی۔؟" وہ کتے کی پشت پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"بہت شاندار۔!"

"بیٹھ جاؤ۔!"

"بیٹھ بھی گیا... اب تم بتاؤ کہ مجھے اس ویرانے میں کیوں گھسیٹ لائی ہو!"

"غیب کی باتیں بھی مجھے معلوم ہو جاتی ہیں"۔ وہ مُسکرا کر بولی۔ "اگر نہ لاتی تو کل شب خون کا شکار ہونا پڑتا۔"

"یہ بھی محض اتفاق ہی تھا کہ میں اس کوڈ سے واقف تھا اگر نہ ہوتا؟"

"تب تھریسیا کو مرنا پڑتا۔!" وہ پُر سکون لہجے میں بولی۔

"کیا وہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں۔!"

"دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔!"

"اب تم کیا کرو گی۔؟"

"دو عمارتوں کے علاوہ اور ساری عمارتیں خالی کرائی جا چکی ہیں۔!"

"دو کون سی۔؟"

"ایک یہ جس میں تم بیٹھے ہو اور دوسری وہ جس میں تمہارے بال بچے مقیم ہیں۔!" ایوا مُسکرا کر بولی۔

"بال بچوں کو بھی بھجواؤ خدا کے لئے۔!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

دفعتاً تھریسیا کی گود میں پڑے ہوئے فاکس ٹیریز کے جسم سے آواز آئی۔

"ہاکنز.... ہاکنز.... ہاکنز۔!"

اور عمران نے جھپٹ کر میز سے کاغذ پنسل اٹھائی اور لکھنا شروع کر دیا پھر آوازوں کے اختتام کے ساتھ ہی پنسل بھی رُکی تھی۔!

"کیا بات ہے؟۔"

"کچھ عجیب اوٹ پٹانگ سا پیغام ہے۔!"

"کیا ہے؟" تھریسیا مضطربانہ انداز میں بولی۔

"کے سکسٹین.... پوائنٹ تھرٹی تھری.... ایک بجے شب.... بلیک کراسنگ!

تھریسیا نے کتے کو ایک طرف اچھال دیا اور خود فون کی طرف جھپٹی۔ انسٹرومنٹ سے لگے ہوئے ایک بٹن کو تین بار دبایا.... اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "ہیلو بی ون.... بی ون.... بی ون.... ہاں دیکھو.... کیا آج ایک بجے شب کچھ روانہ کر رہے ہو.... کہاں سے.... ہوں.... اچھا تو دیکھو! بلیک کراسنگ کی بجائے براؤن سلوپ سے روانہ کرو.... عین وقت پر اس تبدیلی کا اعلان

کرنا اور دیکھنا کہ اس تبدیلی سے تمہارے آس پاس کے کتنے لوگ مضطرب ہوتے ہیں، انہیں فوراً حراست میں لے لینا۔ پھر میں دیکھوں گی۔" وہ ریسیور رکھ کر پھر کرسی کی طرف پلٹ آئی اور عمران کے استفسار پر بتایا کہ وہ حقیقتاً ٹیلی فون نہیں بلکہ ٹرانس میٹر ہے اور صرف پچاس میل کے دائرے میں کار آمد ہو سکتا ہے۔ ویسے دنیا کا اور کوئی ٹرانس مشن سسٹم اس کی آواز نہیں کیچ کر سکتا۔!"

"چکر کیا ہے۔؟" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"عمران مجھے یہ کوڈ سمجھا دو۔!"

"سیر بھر قلاقند منگواؤ.... باقاعدہ شاگرد بنو۔!"

"مذاق ختم کرو..... ولیم ہاپکنز کو اب فنا ہونا پڑے گا۔! میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں۔!"

"دوستی!۔ تم سے....!" عمران طنزیہ انداز میں مُسکرایا۔

"عمران جب بھی ماروں گی للکار کر ماروں گی.... اسے یاد رکھنا.... کیا تم بھول گئے جس عمارت میں تم نے مجھے قید کیا تھا اس کے دروازوں کا کیا حشر ہوا تھا؟ کیا وہ سوخت ہو کر فضا میں نہیں تحلیل ہو گئے تھے کیا وہ حربہ اس وقت نہ رہا ہو گا جب تم اور جولیا نافٹنر واٹر میرا بیان لے رہے تھے۔ صرف ایک گز کے فاصلے سے میں تم دونوں کو فنا کر سکتی تھی۔!"

"اس کی یتیمی اور میری بیوگی پر رحم آ گیا ہو گا۔"

"اُس احسان کا بدلہ اس طرح چکاؤ کہ مجھے ہاپکنز والے کوڈ سے آگاہ کر دو۔"

"کیا تم نے خود اس پر غور نہیں کیا؟۔"

"بہت کر چکی ہوں.... لیکن۔؟"

"کونسا طریقہ آزمایا تھا۔؟"

"حروف تہجی والا۔ انہیں دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے دائیں اور بائیں 7 نمبر ڈال کر دیکھے.... لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔!"

"انگریزی کے حروفِ تہجی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... کیونکہ پیغام انگریزی ہی میں ہوتا ہے!"

"بہت چالاک ہے ہاپکنز۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو گی کہ تمہاری ہی طرح وہ بھی کئی زبانوں کا ماہر ہے۔ اُس نے اس کوڈ میں اُردو کے حروفِ تہجی استعمال کئے تھے اُردو کی تقطیع سے "ژ"۔ "ء" اور "ے" کو خارج کر کے سترہ سترہ حروف کی دو لائنیں بنائی تھیں اور اوپری لائن کی نمبرنگ دائیں جانب شروع کی تھی اور نیچے والی لائن کی نمبرنگ بائیں جانب سے کی تھی۔ یہ دیکھو" عمران نے کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔

ا	ب	پ	ت	ٹ	ث	ج	چ	ح	خ	د	ڈ	ذ	ر	ڑ	ز	س
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣	١٤	١٥	١٦	١٧

ش	ص	ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ک	گ	ل	م	ن	و	ہ	ی
١٧	١٦	١٥	١٤	١٣	١٢	١١	١٠	٩	٨	٧	٦	٥	٤	٣	٢	١

پھر اس نے کاغذ تھریسیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چونکہ پیغام نشر کرنے والا انگریزی زبان میں نشر کر رہا ہے اس لئے ڈٹکٹ کرنا مشکل ہو جاتا ہے"۔

تھریسیا چند لمحے کاغذ پر نظر جمائے رہی پھر خوش ہو کر بولی۔ "میں سمجھ گئی بالکل سمجھ گئی اگر تمہارا نام لینا ہو تو کہیں گے بایاں بارہ بایاں پانچ، دایاں چودہ دایاں ایک، بایاں چار...."

"ٹھیک.... بالکل ٹھیک....!" عمران بولا۔

اور پھر ایک بلند آہنگ چٹکار کمرے کی محدود فضا میں گونجی۔

عمران منہ بسور کر اپنا بایاں گال سہلاتا رہا۔

تھریسیا پہلے تو ہنسی اور پھر جھنجلا گئی۔

"تم اتنے گدھے کیوں ہو؟" اس نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"لڑکیوں نے بنا دیا ہے۔!"

"سچ بتانا تم نے اب تک شادی کیوں نہیں کی!"

"دکھ بھری داستان ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہماری طرف کی لڑکیاں فلمی ہیروئنوں کی نقالی کر کے اپنے اوپر قلعی کرتی ہیں اور بے حد شائستہ اور رومینٹک نظر آتی ہیں لیکن جہاں غصہ آیا قلعی اتر گئی پھر ایسے کفن پھاڑ نغمے الاپتی ہیں کہ شیطان کے کان بھی بہرے ہو جائیں۔!"

"غصہ بہت بُری چیز ہے کون کتنے پانی میں ہے یہ دیکھنا ہو تو اُسے غصہ دلا دو۔!"

"دلاؤں غصہ!" عمران شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"نہیں۔ فی الحال اُسے ولیم ہاپکنز کے لئے محفوظ رہنے دو"۔ تھریسیا نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔!"

"اس دوستی کی مدت کتنی ہوگی۔!"

"مدت.... تم کہو تو...."

"کہو.... رک کیوں گئیں۔!"

"کچھ نہیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اپنے ملک میں قدم رکھتے ہی تم میرے دوست نہیں رہو گے۔!"

"بالکل۔!"

تھریسیا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "فی الحال اپنے آدمیوں میں سے کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔!"

"مجھ پر کیوں کر سکتی ہو۔!"

"بس کر سکتی ہوں.... بحث نہ کرو.... اٹھو۔!"

عمران کرسی سے اٹھ گیا۔ دونوں کمرے سے نکل کر بیرونی برآمدے میں آئے۔ باہر گہرا اندھیرا تھا۔ وہ ایک جانب چل پڑی عمران اس کے پیچھے تھا۔

تھریسیا کے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ تقریباً ڈیڑھ فرلانگ چلنے کے بعد وہ گھنے جنگل میں داخل ہوئے۔ صرف ایک فٹ چوڑی شفاف پگڈنڈی ان کا راستہ تھی۔

اس پگڈنڈی کا اختتام دائرے کی شکل میں صاف کی ہوئی تھوڑی سی جگہ پر ہوا۔

یہاں ایک بہت بڑی گیند نظر آئی جو زمین پر ٹکی ہوئی تھی۔ اس کا قطر کم از کم بیس فٹ ضرور رہا ہوگا۔

"فے گراز۔!" عمران ہنس پڑا۔

"کیوں.... بھولی بسری یادیں آ رہی ہیں۔!" تھریسیا نے پوچھا۔

"بے چاری شمی.... جس نے زہرہ سے آئی ہوئی ایک لڑکی سے بہناپا کیا تھا غالباً کپل ٹیگاز بھی اس میں موجود ہی ہوں گے.... ورنہ تمہاری زبان کیسے سمجھی جا سکے گی۔!"

"ڈاکٹر داور پر اب بھی ہماری نظر ہے۔!" تھریسیا بولی۔

"دیکھا جائے گا.... ہاں تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔!"

"کچھ دیر فضا ہی کی سیر سہی۔!" تھریسیا نے فے گراز کا دروازہ کھولتی ہوئی بولی۔ "اندر چلو۔!"

"تم مجھے کہیں بھی لے جاؤ.... اپنا پابند نہ رکھ سکو گی۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا اور اس گولے میں داخل ہو گیا۔

اندر خاصی گنجائش تھی۔ چاروں طرف گولائی میں آرام دہ نشستیں تھیں اور درمیان میں تھوڑی سی جگہ پر کنٹرول کے آلات تھے۔ دروازہ بند ہوتے ہی اندر روشنی ہوئی تھی۔ ہلکی نیلی روشنی جس سے ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔

"بیٹھ جاؤ.... ہمیں تین بجے صبح تک فے گراز ہی میں رہنا ہے!" تھریسیا بولی۔

"تو پھر میں سو جاؤں۔!"

"جیسا دل چاہے۔!"

"اور میرے خاندان والوں کا کیا ہوا ہو گا۔!"

"اب تک وہ بھی مکان خالی کر چکے ہوں گے۔ تم ان کی فکر نہ کرو۔ اگر وہ بوڑھی عورت اتنی ہی پسند آئی ہے تو دوبارہ بھی ملوایا جا سکتا ہے!"

"اس زندگی میں تو ممکن نہیں۔!"

"کیا تم واقعی سونا چاہتے ہو۔!"

"بہت کم سونا نصیب ہوتا ہے.... اب تو فرصت ہی فرصت ہے کیوں نہ موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔!"

تھریسیا اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی! عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں منہ چلانے لگا اور تھریسیا کے ہونٹوں پر غصیلی سی مسکراہٹ نظر آئی پھر اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

عمران طویل انگڑائی لے کر وہیں لیٹ گیا جہاں بیٹھا ہوا تھا۔

تھریسیا کنٹرول کی طرف متوجہ ہو گئی! عمران نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔!

"تم خود کو اس قدر لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو!" تھریسیا نے اونچی آواز میں کہا۔

"سویا ہوا آدمی جواب نہیں دے سکتا اس لئے مجبوری ہے!" عمران آنکھیں کھولے بغیر بولا اور پھر وہ سچ مچ سو گیا تھا۔ ہو سکتا ہے فے گراز کے اوپر اٹھنے کی وجہ سے اس کے ذہن پر غنودگی طاری ہو گئی ہو۔!

اور پھر اسے تھریسیا ہی نے جھنجھوڑ کر اٹھایا۔

"اٹھو.... اٹھو.... پونے تین بجے ہیں۔ کھیل شروع ہونے والا ہے!"

"ٹکٹ مل گیا۔!" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔ پھر آنکھیں مل کر بولا۔ "لاحول ولا قوۃ.... میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ ایک روپے والی کھڑکی پر لائن میں لگا ہوا ہوں۔!"

"ادھر آؤ۔!" تھریسیا وسط میں کنٹرول کے پاس پہنچ کر بولی۔

عمران آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور اس کے قریب جا کھڑا ہوا.... تھریسیا نے ایک روشن اسکرین کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہ دیکھو۔!"

اسکرین پر کچھ دھبے دکھائی دیئے اور عمران نے کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

"ہم دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہیں.... فے گراز فضا میں معلق ہے!"

"مطلب یہ کہ ہم فضا میں رُک گئے ہیں۔!"

"بالکل۔ فے گراز گھنٹوں اسی طرح ایک جگہ معلق رہ سکتا ہے۔ اسکرین پر جو دھبے تم دیکھ رہے ہو یہ اسی بستی کے مکانات ہیں جہاں تم شام کو تھے!"

عمران خاموشی سے نظریں اسکرین پر جمائے رہا۔ کبھی کبھی گھڑی بھی دیکھ لیتا تھا۔

ٹھیک تین بجے اسکرین پر تین مزید دھبے نظر آئے۔ یہ متحرک تھے! پھر غیر متحرک دھبے روشنی کے جھماکوں میں تبدیل ہونے لگے۔

"وہ تین جہاز بستی پر بمباری کر رہے ہیں!" تھریسیا نے کہا اور ہنس پڑی۔!

"تو تم اس طرح بستی کی تباہی کا منظر دیکھتی رہو گی۔!"

"اب وہ ہمارے لئے بیکار ہو چکی ہے۔ انہیں کچھ دیر خوش ہو لینے دو۔!"

متحرک دھبے چند منٹ بعد قطار میں ایک طرف حرکت کرنے لگے!

"یہ دیکھو.... یہ گیا۔ تھریسیا نے کنٹرول کے ایک بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک متحرک دھبہ روشنی کے جھماکے میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا۔!

بقیہ دو دھبے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر حرکت کرتے رہے!

تھریسیا بولی۔ "اب ان کا بھی حال دیکھو!"

اور پھر وہ دونوں متحرک دھبے بھی یکے بعد دیگرے روشنی کے جھماکوں میں تبدیل ہو کر اسکرین پر سے غائب ہو گئے۔!

اَب اسکرین بالکل سادہ پڑا تھا!

"اب۔!" عمران تھریسیا کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اب.... اَب کچھ بھی نہیں.... ہم دوسری جگہ چلیں گے۔!"

"وہ جگہ میرے مکان سے قریب ہی ہونی چاہئے.... ورنہ مجھ پر اختلاج قلب کا دورہ پڑ جائے گا۔!"

"فے گراز حرکت میں آ گیا۔!"

"ہو سکتا ہے اب وہ کوڈ میں تبدیلی کر دے!" تھریسیا بڑبڑائی۔

"آخر کب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔!"

"پورے ایک سال سے۔!"

"اب تک وہ تمہیں ہی نقصان پہنچاتا رہا ہے!"

"ہاں.... کم از کم اس کے پچھتر فیصد حملے کامیاب ہوئے ہیں!"

"اور پچیس فیصد محض اتفاقاً کامیاب نہیں ہو سکے۔!"

"ہاں! اتفاق ہی کہہ لو۔!"

"تب تو اسے سوچنا پڑے گا۔!"

"ایک بجے جب تم سو رہے تھے اُسے اور بھی نقصان پہنچا چکی ہوں!"

"کیا مطلب۔؟"

"وہ دوسرا پیغام.... بلیک کراسنگ والا یاد ہے!"

"اوہ.... ہاں....!"

"بس بلیک کراسنگ پر میں نے اس کا جہاز تباہ کر دیا جو ہمارے مال پر ڈاکہ ڈالنے والا تھا۔!"

"مال کیا ہے؟۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تھریسیا کچھ نہ بولی۔ عمران نے بھی اس موضوع کو نظرانداز کر کے کہا۔ "یہ تمہارا اُفے گراز اُوپر اُٹھ رہا ہے.... یا کسی سمت جا رہا ہے!"

"شمال مشرق میں پرواز کر رہا ہے اور رفتار پانچ ہزار میل فی گھنٹہ ہے!"

"مگر ہم جا کہاں رہے ہیں۔!"

"شوگر بینک۔!" تھریسیا کا جواب تھا اور پھر اُس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔!

O

سب سے پہلے صفدر کو ہوش آیا۔ اس کے دوسرے ساتھی اب بھی لمبے لمبے لیٹے ہوئے تھے۔! لیکن.... وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا.... نہ مشعلوں کی روشنی تھی.... نہ سر پھرا دینے والی خوشبوئیں.... اور نہ وہ غار ہی تھا۔!

چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی.... اور سر پر کھلا ہوا آسمان!

وہ ایک سرسبز وادی تھی۔ چہار جانب حد نظر تک اونچے اونچے سرسبز پہاڑ نظر آتے تھے۔!

صفدر کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر اپنے ساتھیوں کو جگانے کی کوشش کی۔!

وہ بالکل اسی طرح جاگے تھے جیسے سوتے ہی رہے ہوں.... خود صفدر بھی ایسی ہی تازگی محسوس کر رہا تھا جیسے مناسب عرصے تک گہری نیند لینے کے بعد بیدار ہوا ہو۔!

"بھان....!" جوزف بہ آواز بلند جماہی لے کر بولا۔ "ہم کہاں ہیں؟"

کوئی کچھ نہ بولا.... سب ہی متحیرانہ نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے!

"لیکن.... راحیل.... راحیل کہاں ہے؟" کسی نے کہا۔

اور وہ سب ہی بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے۔ اُس کا پہلے ہی مشتبہ ہونا زیرِ بحث آیا اور سب ایک دوسرے پر الزام رکھنے لگے!

"اور یہ سب غیر ضروری ہے!" صفدر بولا۔

"جی۔!" تنویر نے نتھنے پھلائے۔ "یہ سب کچھ آپ کے جگری دوست کے لئے ہوا ہے۔!"

"تنویر پلیز....! اب اس سے کوئی فائدہ نہیں۔" صفدر نے کہا۔

"فی الحال یہ سوچو کہ کھائیں گے کیا کیونکہ ہمارا سامان کہیں بھی نظر نہیں آتا۔!"

"سامان۔!" خاور اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر آس پاس سامان کی تلاش شروع ہو گئی! جوزف سب سے الگ تھلگ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے صرف اس پر ہی نہیں اس کے پورے خاندان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں.... صدیقی جو اس کے قریب سے گذر رہا تھا۔ اس کا شانہ چھو کر بولا۔ "اے تمہیں کیا ہوا ہے۔!"

"کچھ نہیں....!" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ڈر لگ رہا ہے۔!"

"نہیں....!" جوزف چیخ کر کھڑا ہو گیا۔

"تو پھر دماغ خراب ہو گیا ہوگا۔!" صدیقی کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔!

"ہاں.... ہاں.. میں پاگل ہو جاؤں گا۔ ایک بوتل تھی میری جیب میں وہ بھی غائب ہو گئی!"

"اچھی بات ہے.... ہو جاؤ پاگل....!" صدیقی نے مڑے بغیر کہا اور اِدھر اُدھر پتھروں کی اوٹ میں سامان کی تلاش جاری رکھی۔!

دور تک ڈھونڈھ آئے لیکن کہیں بھی کوئی چیز نہ مل سکی۔ راحیل کا کہیں پتہ نہ تھا۔!

صفدر اُن سے کہہ رہا تھا "غصے میں خواہ مخواہ انرجی برباد نہ کرو۔ اگر کسی دشواری میں پڑ گئے ہیں تو ہمیں اپنے اوسان بجا رکھنے چاہئے!"

"جوزف ہاتھ سے جانے ہی والا ہے!" خاور نے کہا۔ "اسکی بوتل بھی غائب ہے!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ سب کی اچٹتی سی نظریں جوزف پر پڑی تھیں اور وہ سب پھر اسی ادھیڑ بن میں پڑ گئے تھے کہ وہ کہاں پھنس گئے ہیں! اور اب کیا ہوگا۔!

"مجھ سے پوچھو۔!" صفدر بولا۔ "میں ایک بار اور بھی ایسے حالات سے دوچار ہو چکا ہوں!"

وہ کچھ دیر رُکا اور پھر کہنے لگا۔

"وہ عورت ایوا گرین یقینی طور پر تھریسیا تھی۔ عمران نے بندر کے توسط سے اس سے جو گفتگو کی تھی اور جس انداز میں کی تھی اُسی سے میں تھریسیا ہی کے خدشے میں مبتلا ہو گیا تھا۔!"

"تو اب کیا کیا جائے۔!" تنویر پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ٹھہرو....!" دفعتاً صفدر ہاتھ اٹھا کر بولا اور پھر اسی ہاتھ کو پیشانی کے قریب لے جا کر اس

طرح آنکھیں سکوڑیں جیسے بہت دور کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"کیوں کیا ہے؟" نعمانی نے پوچھا۔

"وہ دیکھو.... وہ چمک۔!"

"کہاں۔؟" وہ اس کے قریب ہوتا ہوا بولا۔

بہت دور ایسی ہی چمک تھی جیسے سورج کی شعاعیں کسی چمکدار دھات پر پڑ رہی ہوں۔!

"وہ کیا ہو سکتا ہے۔!" نعمانی بڑبڑایا۔

دوسروں نے بھی اُسے دیکھا.... اور یہ طے کیا کہ انہیں اُدھر ہی چلنا چاہئے۔ لیکن جوزف اڑ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ وہ شیطانی چکر میں پڑ کر وقت نہیں برباد کرنا چاہتا اسی جگہ بیٹھ کر عبادت کرے گا۔

"چھوڑو اُسے۔!" تنویر جھنجلا کر بولا۔

اور وہ جوزف کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے! راستہ بنانے میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئی کیونکہ زمین قریب قریب مسطح تھی۔ کہیں کہیں چٹانوں کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی نظر آتے۔!

"یہ سوچے بغیر کہ فاصلہ کتنا ہے ہم چل پڑے ہیں۔!" صدیقی بولا۔

"وہیں بیٹھے رہ کر بھی کیا کرتے۔!" صفدر نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر بولا۔ "اب وہ بھی آرہا ہے لنگڑاتا ہوا۔ اسے ساتھ لا کر غلطی ہی کی۔!"

اُن سب نے مڑ کر دیکھا اور اپنے اپنے انداز میں اظہار خیال کر کے پھر چل پڑے۔!

جوزف اُن سے ذرا فاصلے پر لنگڑاتا ہوا چلتا رہا۔!

"ارے" دفعتاً صفدر کی زبان سے نکلا۔ "وہ چمکدار چیز تو اُوپر اٹھ رہی ہے۔ اور پھر ان سبھوں نے چمکدار گول سی شے دیکھی، جو آہستہ آہستہ فضا میں عموداً بلند ہو رہی تھی۔!

صفدر سب سے آگے تھا اس نے دونوں طرف ہاتھ پھیلا کر ان لوگوں کو آگے بڑھنے سے روکا.... کیونکہ پرواز کرنے والی وہ چمکدار شے انہیں کی طرف چلی آرہی تھی اور آہستہ آہستہ اُس کی اونچائی بھی کم ہوتی جارہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ان کے سروں سے ٹکراتی ہوئی دوسری طرف نکل جائے گی۔! وہ بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے۔!

وہ بہت بڑا گولا اُن پر سے آٹھ دس فٹ کی بلندی سے گذرتا چلا گیا۔

خدا کی پناہ!۔ ہوا کا کتنا شدید دباؤ ان پر پڑا تھا۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ خس و خاشاک کی طرح اڑ جائیں گے۔!

گولا شاید ایک فرلانگ آگے جا کر زمین پر ٹک گیا تھا۔

"ہوشیار رہو۔!" صفدر غرایا۔

"ہاتھ پیر سے ہوشیار تو پہلے بھی تھے۔!" تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو.....!" نعمانی بڑبڑایا۔

"ہمارے پاس باقی کیا بچا ہے۔ جس کے لئے ہوشیار رہنے کی ہدایت مل رہی ہے؟!"

اتنے میں اس گولے میں ایک دریچہ سا نمودار ہوا اور دو آدمی اس پر سے کودے!

گولے سے آواز آئی۔ "تم لوگ خاموشی سے خود کو ہمارے حوالے کر دو! ورنہ کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔!"

دونوں آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھتے آرہے تھے۔ قریب پہنچنے پر انہوں نے اُن کے ہاتھوں میں عجیب سی بندوقیں دیکھیں جن کا رخ انہیں کی جانب تھا۔

"وہ سب اٹھے اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔!"

دونوں مسلح آدمیوں نے انہیں اُس گولے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا! جوزف انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ لیکن اسے اپنے ساتھیوں کی تقلید کرنی ہی پڑی۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ خالی ہاتھ ہی اُن سے ٹکرا جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔!

انہیں اس گولے میں بیٹھنا ہی پڑا۔

کنٹرول سسٹم کے قریب ایک آدمی کھڑا دکھائی دیا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

چاروں طرف دائرے کی شکل میں نشستیں تھیں۔ وہ اُن پر بٹھا دیئے گئے! جھٹکے سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ فی الفور زمین سے اٹھ رہا ہے۔! صفدر نے ان دونوں مسلح آدمیوں کو مخاطب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے اس کی طرف دھیان تک نہ دیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے دوسرا جھٹکا محسوس کیا! اور ذہنوں پر سناٹا سا چھا گیا تھا۔ وہ گول طیارہ شاید دوبارہ زمین سے لگا تھا۔!

کنٹرول پر کھڑے ہوئے آدمی نے کسی مکنزم کو چھیڑا اور طیارے کا دروازہ کھل گیا۔

سب سے پہلے ایک مسلح آدمی نیچے اترا اور بندوق کا رخ دروازے کی طرف کر کے کھڑا ہو گیا.... دوسرے نے انہیں نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔!

اور پھر وہ سب ان کے پیچھے ہی پیچھے اترے تھے....!

یہ عجیب سی جگہ تھی.... ایسا لگتا تھا جیسے یہ پرواز کرنے والی مشین کسی بہت بڑے کنوئیں میں اتری ہو۔!

"ہر چیز گول ہے۔" جوزف چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔ پھر منہ اوپر اٹھا کر آسمان دیکھنے کی کوشش کرنے لگا..! اور آسمان اس گہرائی سے تارا نظر آ رہا تھا۔ انہیں اسی کنوئیں کے ایک دروازے سے گذرنا پڑا۔ مسلح آدمیوں میں سے ایک ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور دوسرا پیچھے چل رہا تھا۔

دروازے سے گذر کر وہ ایک بہت کشادہ سرنگ میں داخل ہوئے۔ اتنی کشادہ تھی یہ سرنگ کہ اس میں ایک جانب ایک خاصی چوڑی سڑک تھی اور دوسری جانب ریل کی پٹڑیاں بچھی ہوئی تھیں اور ان کا سلسلہ اس دروازے تک چلا گیا تھا جس سے وہ سرنگ میں داخل ہوئے تھے....

سبھوں کے ذہن اس بُری طرح الجھے ہوئے تھے کہ انہیں محسوس ہی نہ ہو سکا کہ وہ کتنی دیر سے پیدل چلتے رہے ہیں! سرنگ میں دن کی سی روشنی تھی۔ دونوں جانب دیواروں میں لاتعداد روشندان تھے جن سے روشنی پھوٹ رہی تھی! پتہ نہیں یہ سچ مچ سورج کی روشنی تھی یا اس کے لئے کوئی مصنوعی طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ دائیں جانب مڑ کر وہ ایک ایسی جگہ پہنچے، جو کسی صندوق سے مشابہ تھی! اور دروازہ بند ہو جانے کے بعد تو سچ مچ ایسا ہی لگا جیسے وہ کسی صندوق میں بند کر دیئے گئے ہوں۔

"کیوں نہ ہم دونوں ان پر ٹوٹ پڑیں!" خاور نے آہستہ سے صفدر کے کان میں کہا۔

"میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔!" صفدر آہستہ سے بولا۔

خاور نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔ کچھ بولا نہیں!

"ارے یہ تو لفٹ معلوم ہوتی ہے!" تنویر اچھل پڑا۔

صندوق نما کمرہ اوپر جا رہا تھا اور دونوں مسلح آدمی دروازے کے دونوں طرف کھڑے ہوئے تھے! جوزف منہ اٹھائے چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے لفٹ کے رُکنے کا جھٹکا محسوس کیا۔!

ان سبھوں کا بھوک کے مارے بُرا حال تھا کچھ تو ایسی نقاہت محسوس کر رہے تھے! جیسے بستر علالت سے اٹھے ہوں۔!

جوزف نے بھاڑ سا منہ کھول کر جماہی لی اور اپنی قسمت کو کوسنے لگا۔!

O

عمران نے محسوس کیا کہ فے گراز نیچے اُتر رہا ہے! تھریسیا کنٹرول پر کھڑی اسے دیکھے جا رہی تھی۔!

"تمہیں یاد ہے۔!" دفعتاً وہ بولی۔ "شکرال سے واپسی۔ کیا تم لوگ میرے رحم و کرم پر نہیں تھے۔ میں کس طرح تم لوگوں کی نگرانی سے نکل گئی تھی! جب تم لوگ دن بھر کے تھکے ہوئے گہری نیند میں ہوتے تھے کیا تمہارا خاتمہ نہیں کر سکتی تھی!"

"تمہاری سعادتمندی سے خوشی بھی ہوئی تھی کہ تم نے ایسا نہیں کیا تھا۔"

"اور اس وقت بھی اگر چاہوں تو تم نیچے جا پڑو۔!"

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ پتلون پیراشوٹ نہیں بن سکتی!"

"میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہیں مار ڈالنا میرا مشن نہیں ہے!"

"تو پھر کیا چولہا چکی کراؤ گی۔!"

"میں چاہتی ہوں کہ تم تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ!"

عمران کچھ نہ بولا۔

فے گراز زمین پر اُتر چکا تھا.... عمران نے جھٹکا سا محسوس کیا۔

تھریسیا کنٹرول سے ہٹ کر اس کے قریب آ بیٹھی.... اس کی آنکھیں کچھ عجیب سی ہو رہی تھیں.... عمران نے خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور دوسری طرف کھسک گیا۔!

دفعتاً تھریسیا کے چہرے پر جھنجلاہٹ کے آثار نمودار ہوئے اور پھر شائد وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔!

"ہم اب کہاں ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"شوگر بینک پہنچ چکے ہیں....." وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی پُر تفکر لہجے میں بولی۔

"کتنے ٹن شکر ہو گی اس بینک میں۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

تھریسیا مسکرائی اور پہلے ہی کے سے انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "ایک چھوٹی سی ندی کا ایک کنارہ شوگر بینک کہلاتا ہے۔! وہ دراصل نمک کی کسی کان کے قریب سے پھوٹا ہوا چشمہ ہے جو ایک مُسطح علاقے سے ندی کی شکل اختیار کر لیتا ہے! اس کا پانی بے حد کھاری تھا۔ بس یہ سمجھ لو کہ قابل استعمال نہیں تھا۔ ہم نے کان سے کئی میل دور ہٹ کر زمین کا طبقہ توڑا اور میٹھے پانی کا سوتا پھوٹ پڑا.... بہت اعلیٰ پیمانے پر یہ کام کرنا پڑا تھا.... سوتے کی دھار اتنی تیز تھی کہ اُس نے اُس ندی کے سست رفتار پانی کو پیچھے ہٹا دیا۔ بظاہر دونوں پانی ایک نظر آتے ہیں اور وہ ایک ہی ندی ہے لیکن ایک کنارے کا پانی کھاری ہے اور دوسرے کنارے کا میٹھا.... اُسی کنارے کو ہم شوگر بینک کہتے ہیں!"

"لیکن اُسے ستار والے پیغامات میں استعمال کی کیا ضرورت ہے!" عمران نے پوچھا....

"ہاپکنز کو بے بسی کا احساس دلانے کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ اس شوگر بینک کے نام پر وہ پیغام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہو گا اور کچھ نہ سمجھ پانے پر اپنی بوٹیاں نوچتا ہو گا...."

"بس.... اتنی سی بات....؟" عمران بولا۔

"ہاں.... بس۔!"

"تم کچھ بھی ہو جاؤ.... لیکن اپنی فطرت سے باز آنا ممکن نہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ساری دنیا کی عورتوں کو جلانے اور کڑھانے میں خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے.... بسا اوقات تو وہ اپنوں کو بھی نہیں بخشتیں۔!"

"تمہیں کس طرح جلایا کڑھایا جا سکتا ہے۔!"

"میرے سامنے بیٹھ کر مونگ کی دال کھانا شروع کر دو۔ کافی ہے!"

"خیر ان باتوں کو چھوڑو....!" وہ سنجیدگی اختیار کرتی ہوئی بولی۔ "میں تم سے یہ کہہ رہی تھی کہ فی الحال میں تنہا رہ گئی ہوں۔ اپنے آدمیوں میں سے ایک کے علاوہ اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی.... اور وہ آدمی تمہارے ملک میں رہ گیا ہے.... مجھے اس طرح نہ دیکھو.... میں تمہیں

یقین دلاتی ہوں کہ وہاں وہ تمہارے ملک کے مفاد کے خلاف کچھ نہیں کر رہا....!"

"پروفیسر گرین کا قتل میری آنکھوں کے سامنے ہوا تھا....!"

"اس کا تمہارے ملک سے کوئی تعلق نہیں....!"

"تاوقتیکہ اصل قاتل ہاتھ نہ آ جائے میرا ملک کسی دوسرے ملک کو جوابدہ رہے گا....!"

"اس وقت اس قضیے کو اٹھا رکھو.... اُسے پھر دیکھیں گے!"

"تھریسیا ڈارلنگ ہماری طرف صبح کو کھانے پینے کا بھی رواج ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اُوہ.... ہاں.... اچھا ٹھہرو۔!" تھریسیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اس نے ایک الماری کھول کر کوئی چیز نکالی اور پھر عمران کی طرف پلٹ آئی....!

"یہ لو.... صرف ایک ٹکیہ کافی ہو گی۔ تم محسوس کرو گے کہ تم نے چائے سمیت پورا ناشتہ کیا ہے...." وہ اس کی طرف سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی ٹکیہ بڑھاتی ہوئی بولی!

"یہ تو میں اس ٹکیہ کے بغیر بھی محسوس کر سکتا ہوں۔!"

"کھالو.... زہر نہیں ہے.... اِدھر دیکھو.... میں بھی کھا رہی ہوں!" اس نے دوسری ٹکیہ اپنے منہ میں ڈال لی اور اُسے کچلتی ہوئی بولی۔

"خلائی سفر میں یہ چیز بڑی کار آمد ثابت ہو گی۔"

"تم مجھے شوگر بینک کیوں لائی ہو۔!"

"ہاپکنز کو ختم کرنے میں میری مدد کرو.... میں اپنے کسی آدمی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔!"

"کیا ہاپکنز کو ختم کر دینے سے وہ تحریک ختم ہو جائے گی جس کی سربراہی وہ کر رہا ہے۔!"

اس کے ختم ہونے سے وہ لوگ پھر چپ چاپ ہم سے آملیں گے جو اس کے بہکانے میں آگئے ہیں۔ بہتیرے جو ہماری نظروں میں نہیں ہیں جہاں تہاں رہ جائیں گے۔!"

"کیا ہاپکنز کے علاوہ اور کوئی ان کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔!"

"قطعی نہیں.... مجھے یقین ہے....!"

"تھریسیا....! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی!"

"کون سی بات....!"

"یہی کہ تم تنہا ہاپکنز کو ختم نہیں کر سکتیں!"

"عمران....! حالات کچھ ایسے ہی ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... تھریسیا بھی کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ پھر وہ اٹھی اور دوبارہ کنٹرول پر جا کھڑی ہوئی۔ عمران جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ تھریسیا کنٹرول سے منسلک اسکرین پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً بولی۔

"ادھر تو آنا۔!"

"کیا بات ہے؟" عمران اٹھ گیا۔

"یہ دیکھو..." اس نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ تمہارے ساتھی معلوم ہوتے ہیں۔!"

عمران نے دیکھا کہ صفدر تنویر اور جوزف کدالیں چلا رہے ہیں.... صدیقی اور خاور ایک بڑے سے پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کے درپے نظر آ رہے ہیں۔!

"کیا ہو رہا ہے؟"

"شاید تمہاری تلاش میں آئے تھے۔ پکڑے گئے!"

"کیا مطلب؟"

"ہمیں مزدوروں کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے!"

"یہاں کیا کر رہے ہو.... تم لوگ۔!"

"جو کچھ بھی کر رہے ہیں ابھی تک اس سے خسارہ ہی ہوا ہے!"

"ہاپکنز کی وجہ سے۔؟" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تھریسیا کچھ نہ بولی۔ اس نے اسکرین سے متعلق دوسرا سوئچ آن کیا اور منظر بدل گیا.... یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ سامنے مسہری پر ایک آدمی کہنی کے بل نیم دراز تھا.... اور ایک عورت کسی مشروب کا گلاس اس کی طرف بڑھا رہی تھی۔

تھریسیا کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں اور اُس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا....

"یہ آدمی۔!" عمران تھریسیا کو گھورتا ہوا بولا۔ "کیا یہ بھی تمہارے ایجنٹوں میں سے ہے۔!"

"نہیں.... کیا تم اسے پہچانتے ہو۔!"

"کیوں نہیں.... وہ بندر اسی کے توسط سے تو مجھ تک پہنچا تھا۔"

"اوہ....!"

"تم غصے میں معلوم ہوتی ہو۔!"

"ہاں....!"

عمران نے پھر کچھ نہ پوچھا.... جیبوں میں چیونگم کے پیکٹ تلاش کرنے لگا۔

"اچھا...." تھریسیا بولی۔ "اب ہمیں اترنا چاہئے!"

عمران اٹھ گیا.... باہر نکل کر ایسا محسوس ہوا جیسے یہ وہی جگہ ہے جہاں سے اڑے تھے۔ دائرے کی شکل میں جنگل کا تھوڑا سا حصہ صاف کیا گیا تھا۔

"کیا.... ہم وہیں ہیں جہاں سے چلے تھے!" عمران نے تھریسیا سے پوچھا۔

"نہیں یہ دوسرا اسٹیشن ہے.... آؤ۔" تھریسیا ایک طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

عمران اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک پتلی سی پگڈنڈی پر ہولیا۔

دونوں طرف گھنی اور قد آدم سے بھی اونچی جھاڑیاں تھیں۔!

"ذرا ہوشیاری سے۔" تھریسیا مڑے بغیر بولی۔ "یہاں سانپ بکثرت ہیں۔!"

"بین تو میں گھر ہی بھول آیا ہوں۔!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

دو ڈھائی فرلانگ چلنے کے بعد وہ ایک بڑے سے جھونپڑے تک پہنچے ایک مفلوک الحال آدمی نے اُن کا استقبال کیا۔ یہ بھی غیر ملکی ہی تھا۔

"گھوڑے....!" تھریسیا نے اس سے کہا۔

وہ جھونپڑے کے اندر چلا گیا.... واپسی پر اس نے دو گھوڑوں کی لگامیں تھام رکھی تھیں۔!

"بھائی.... یہاں کہیں چیونگم بھی مل سکے گی۔!" عمران نے اُس سے پوچھا۔ اور وہ سوالیہ انداز میں تھریسیا کی طرف دیکھنے لگا۔!

"فضول باتیں نہ کرو۔" تھریسیا نے عمران سے اُردو میں کہا اور گھوڑوں کی طرف متوجہ ہوگئی.... عمران سر کھجانے لگا تھا۔

سفر کی دوسری قسط گھوڑوں پر شروع ہوئی!

راستہ دشوار گذار تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس گھنے جنگل میں وہ راستہ حال ہی میں بنایا گیا ہو! اس میں اتنی کشادگی تھی کہ دو گھوڑے برابر سے چل سکتے تھے۔!

"کیا تم مجھے میٹھا پانی پلانے لے جا رہی ہو۔!" عمران بولا۔

"نہیں فی الحال میں اُس عورت کو سزا دینا چاہتی ہوں....!"

"کس عورت کو....!"

"جسے ابھی تم نے نے گراز میں دیکھا تھا۔!"

"اُوہ.... لیکن کیوں۔؟"

"اُس نے ایک قیدی کو مزدوری پر لگانے کی بجائے ذاتی آسودگی کا ذریعہ بنایا ہے۔!"

"یہ واقعی بڑی بُری بات ہے۔!" عمران بولا۔ "میرے ساتھی پتھر توڑ رہے ہیں اور وہ نامعقول.... استغفر اللہ....!"

"تمہارے ساتھیوں کو وہ اس مقام تک لایا ہوگا جہاں اُسے بندر ملا تھا۔"

"آخر یہاں ہو کیا رہا ہے؟ تم بتاتی کیوں نہیں۔!"

"ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں اُس کے لئے ہمیں مزدوروں کی ضرورت ہے اور ہم مختلف طریقے اختیار کر کے مزدور حاصل کر سکتے ہیں۔!"

"اگر تم مجھے یہاں اس لئے لائی ہو کہ میں کسی معاملہ میں تمہاری مدد کروں تو میرے ساتھی بھی کسی ایسے کام پر نہیں لگائے جا سکتے جو ان کے شایانِ شان نہ ہو....!"

"سب ٹھیک ہو جائے گا تم مطمئن رہو۔!"

عمران نے محسوس کیا کہ گھوڑوں کی ٹاپیں زمین پر بے آواز پڑ رہی ہیں۔

"سائیلنسر لگے ہوئے ہیں ان گھوڑوں میں؟" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"یہاں قدم قدم پر خطرات ہیں۔ اس لئے ان کے سُموں پر نمدے کے غلاف چڑھا دیئے گئے ہیں۔!"

"ہاپکنز۔!"

"ہاں.... کہیں بھی اس کے آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو سکتی ہے!"

"اور تم اس سے خائف نہیں ہو!"

"گھوڑے مر جائیں گے.... تم مر جاؤ گے.... لیکن میں زندہ رہوں گی۔!"

"کیا تم میرے بغیر پیدل چل سکو گی....!" عمران نے بڑے رومینٹک انداز میں پوچھا....

"تھریسیا اُسے حیرت سے دیکھنے لگی پھر ہنس پڑی۔

"منزلِ مقصود پر پہنچ کر میں تمہیں بھی اَمر بنا دوں گی۔!"

"نروان ہی کی تلاش میں تو یہ دربدری ہے!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن کچھ تو بتا دو کہ وقت ضرورت اپنا بچاؤ کر سکوں ورنہ اگر بروز قیامت گھوڑوں کے ساتھ اٹھایا گیا تو میرے والد صاحب کو بڑی خوشی ہوگی۔"

"کچھ نہیں عمران۔! منزلِ مقصود پر پہنچے بغیر میں کچھ بھی نہ کر سکوں گی۔!"

"تب تو میں کھینچتا ہوں لگام!" عمران نے گھوڑے کی لگام کھینچتے ہوئے کہا اور گھوڑا رک گیا۔

"دیکھو! یہاں میں کچھ بھی نہیں کر سکتی!"

"میرے پاس تو ایک ریوالور بھی نہیں ہے!"

"ریوالور....!" تھریسیا نے مضحکانہ انداز میں کہا اور ہنس پڑی.... پھر جین کی جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹا اور چمکدار پستول نکال کر عمران کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "یہ دیکھو! یہ ہمارا بہت معمولی سا حربہ ہے۔!"

عمران اُسے لے کر الٹتا رہا.... اور کچھ دیر بعد بولا۔ "ترکیب استعمال"

"وہ.... اس درخت کے تنے کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دو۔!" تھریسیا نے کافی دُور کے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔

"اس سے کیا ہوگا۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لو گے۔!"

جیسے ہی عمران نے ہدایت پر عمل کیا! درخت کا تنا اسی جگہ سے ٹوٹ کر جہاں کا نشانہ لیا گیا تھا دوسری طرف ڈھلکتا چلا گیا۔ ہلکی سی گرج اور آواز بھی فضا میں گونجی تھی.... اور یہ گرج بادلوں کی گرج سے مشابہ تھی۔!

"سبحان اللہ۔ کیا کھلونا ہے!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"مذاق اڑا رہے ہو۔!"

"خود تو نے گراز اڑاتی پھر رہی ہو اور مجھ سے مذاق اڑانے کا حق بھی چھین لینا چاہتی ہو۔!"

"چلو.... اب مجھ پر فائر کرو....!" تھریسیا نے اپنی پشت پر پڑا ہوا خول سر پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ خول گردن کے قریب جیکٹ سے جا ملا تھا۔ اس میں آنکھوں کی جگہ دو شیشے لگے ہوئے

تھے! عمران نے پستول کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "ایک ہی فائر کا مسالہ رہا ہوگا اس میں۔!"

"ایک بار پھر کسی درخت پر فائر کر کے دیکھ لو۔!" تھریسیا کی آواز آئی۔ "لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ گرا ہوا درخت ہماری راہ میں حائل نہ ہو سکے۔"

عمران نے ایک درخت کا نشانہ لے کر پھر فائر کیا اور اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔!

اور پھر اس نے پستول کا رخ تھریسیا کی طرف کر کے ٹریگر دبایا۔

تھریسیا ہل کر رہ گئی! عمران کو ایسا لگا تھا جیسے وہ گھوڑے کی پشت سے گرتے گرتے سنبھل گئی ہو۔

"بس....!" وہ ہنس کر بولی۔ "مجھ پر اس سے زیادہ اثر نہیں ہوگا!"

عمران احمقانہ انداز میں اُسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اب اپنی بھی ترکیب استعمال بتاؤ۔!"

"چلو.... آگے بڑھو....." وہ اپنے گھوڑے کو ایڑی لگاتی ہوئی بولی۔

سفر پھر شروع ہو گیا۔ تھریسیا کہتی جا رہی تھی! "میرا یہ لباس خاص قسم کے ریشوں سے تیار کیا گیا ہے.... اس پر اس حربے کا اثر نہیں ہو سکتا۔!"

"تم لوگ بیسویں صدی میں بھی طلسمات کی فضا قائم کئے ہوئے ہو!" عمران بولا۔

"ہم نے ہر میدان میں ترقی کی ہے عمران.... کیا تمہیں وہ بندر یاد نہیں جو موسمیات سے متعلق لٹریچر سے دلچسپی رکھتا تھا...."

"اوہو.... وہ یاد نہ ہوگا۔!"

"ایک آپریشن نے اُسے اس قابل بنایا تھا اور وہ دن بھی دُور نہیں جب ہم بندروں کو قوت گویائی بھی عطا کر دیں گے۔!"

"فلمی گیت گاتے پھریں گے گلی کوچوں میں.... مجھے خودکشی کرنی پڑے گی۔!"

"چلتے رہو.... باتیں نہ بناؤ.... کیا تم پیچھے رہ جانا چاہتے ہو.... میں پھر متنبہ کرتی ہوں کہ میرے بغیر تم ساری زندگی یہیں بھٹکتے رہ جاؤ گے۔"

"میں احمق ضرور ہوں.... لیکن پاگل نہیں.... اطمینان سے چلتی رہو۔"

"ہاں.... کیا تمہارا یہ کھلونا واپس کر دوں....!"

"نہیں.... اپنے ہی پاس رکھو....!"

گھوڑے اب خاصی تیز رفتاری پر آمادہ نظر آ رہے تھے! ایسا لگتا تھا جیسے انہیں منزل مقصود کا خود ہی علم ہو۔ تھریسیا کا گھوڑا آگے تھا اور عمران کا گھوڑا اُس سے چند قدم پیچھے چل رہا تھا....

دفعتاً ایک تیز قسم کی سیٹی سے پورا جنگل گونجنے لگا۔ گھوڑے بدک گئے۔!

"اترو.... گھوڑے سے کود جاؤ....!" تھریسیا ہاتھ ہلا کر چیخی!

عمران پہلے ہی سے "پابہ رکاب" ہو چکا تھا۔ گھوڑے سے کود کر تھریسیا کی طرف جھپٹا۔ وہ گھوڑے سے اتر چکی تھی۔ اس نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور گھنے جنگل میں گھس پڑی۔

عمران خاموشی سے اس کے ساتھ دوڑتا رہا۔ سیٹی کی آواز کان پھاڑے دے رہی تھی۔! تھریسیا اس کا ہاتھ پکڑے بڑی پھرتی سے گھنی جھاڑیوں کے درمیان راستہ بناتی دوڑی جا رہی تھی۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوئی گلہری اپنے جانے پہچانے راستوں پر پھدکتی پھر رہی ہو! بالآخر اس نے عمران سمیت ایک گڑھے میں چھلانگ لگائی!

"ہائے..!" عمران داہنے پہلو کے بل گر کر کراہا۔ "زیرولینڈ میں بیویاں شوہر کہلاتی ہوں گی۔!"

ٹھیک اُسی وقت اُس نے محسوس کیا جیسے وہ سیٹی گرجتی ہوئی اُنکے سروں پر سے گذر گئی ہو۔!

"اس آفت کا اسم شریف....!" عمران نے تھریسیا کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"جاسوس طیارہ....!" تھریسیا ہانپتی ہوئی بولی اور اس نے چہرے سے خول ہٹا دیا....

"ہر چیز الٹی ہے.... ارے جاسوسی طیارے کو تو بالکل بے آواز ہونا چاہئے...."

"یہ ہماری حیرت انگیز ایجاد ہے.... ایکو ریڈار.... اس آواز کی لہریں جس چیز سے ٹکراتی ہیں اُسے طیارے میں لگے ہوئے ایک اسکرین پر من و عن پیش کر دیتی ہیں۔!"

"تو پھر ہم دونوں پیش ہو چکے ہوں گے۔!"

"یقیناً.... اوہ.... آواز بند ہو گئی.... ہم دیکھ لیے گئے ہیں لاؤ الیکٹروگس مجھے دو....!"

"ان صاحب سے میری واقفیت نہیں ہے۔!"

یہ مذاق کا وقت نہیں ہے.... تھریسیا جھنجلا کر بولی۔ "پستول!" اور پھر اُس نے اپنا چہرہ دوبارہ خول سے ڈھک لیا۔

"تھریس ڈارلنگ.... اِسے میرے ہی پاس رہنے دو.... تم لباس کی وجہ سے محفوظ رہو گی۔ لیکن مجھے تو اس وقت قلندر شاہ کا تعویذ بھی میسر نہیں کہ دافع بلیات ہو۔!"

"اچھا خاموش رہو۔!" تھریسیا نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا وہ شاید کسی آواز کی طرف کان لگائے ہوئے تھی۔!

اب جنگل پر ایسا سناٹا طاری تھا جیسے صدیوں سے اُس نے کسی کے پیروں کی چاپ تک نہ سنی ہو۔

وہ ایک گڑھے میں کودی تھی جس کی گہرائی سات آٹھ فٹ ضرور رہی ہوگی اور یہاں کی مٹی سخت نہیں تھی ورنہ کم از کم عمران کے تو ضرور چوٹیں آئی ہوتیں کیونکہ وہ تھریسیا کے ارادے سے بے خبر ہی تھا وہ جس طرح گرے تھے اسی پوزیشن میں پڑے رہے۔!

"طیارہ انہوں نے کہیں آس پاس ہی اتارا ہے۔!" تھریسیا آہستہ سے بولی۔

"چلو.... مارلیں چل کر۔!"

"ہوسکتا ہے.... یہ طیارہ ہمارا ہی ہو....!"

"تب تو اسے سر پر اٹھائے اٹھائے پھریں گے۔!"

دفعتاً اُوپر سے گرجدار آواز سنائی دی۔ "جیسے ہو اُسی حالت میں رہو....!"

عمران نے سر اٹھا کر دیکھا.... گڑھے کے کنارے تھریسیا ہی کے سے لباس میں کوئی کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ویسا ہی چمکدار پستول نظر آیا۔

"کون ہو تم....؟" اُوپر سے پوچھا گیا۔

"تھری.... سکسٹی ایٹ....!" تھریسیا نے جواب دیا.... لیکن اس کی آواز عمران کو حیرت انگیز طور پر مردانہ لگی تھی.... کسی چڑچڑے اور غضب ناک آدمی کی سی۔

"دوسرا کون ہے؟"

"کھلے ہوئے آدمی کے بارے میں پوچھنے کا تمہیں حق نہیں پہنچتا۔"

"ٹھیک ہے.... اُوپر آؤ۔!"

تھریسیا دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے سیدھی کھڑی ہوگئی! اور اسی دوران میں عمران نے اپنے الیکٹروگس کا ٹریگر دبایا۔ اندازے سے اوپر کھڑے ہوئے آدمی کے الیکٹروگس کا نشانہ لیا تھا۔ الیکٹروگس اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اٹھتا چلا گیا....

الیکٹروگس پر لگنے والا جھٹکا اتنا ہی شدید تھا کہ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی بنا پر منہ کے بل گڑھے میں آگرا۔

تھریسیا بھوکی شیرنی کی طرح اس پر ٹوٹ پڑی۔ اس کا الیکٹروگس بھی غار میں آگرا۔ عمران اندازہ نہیں کرسکا تھا کہ وہ کتنی اُونچائی تک گیا ہوگا۔!

تھریسیا کی کراہ سن کر وہ چونکا۔ نہ صرف چونکا بلکہ حملہ آور پر چھلانگ لگادی کیونکہ اُس نے تھریسیا کو اچھال دیا تھا اور وہ گڑھے کی ایک سائڈ میں ٹکرا کر کراہی تھی۔!

عمران نے اپنے حریف کو اڑنگے میں لے کر دھوبی پاٹ مارا، اور وہ کسی وزنی شہتیر کی طرح دھم سے زمین پر چلا آیا۔!

وہ بڑی پھرتی سے اس کے سینے پر سوار ہوگیا۔

"ٹھہرو....!" تھریسیا اپنی اصلی آواز میں بولی۔ "گلا مت گھونٹنا۔" اور وہ اس کے قریب آئی۔ حریف اب بھی اٹھ بیٹھنے کے لئے جدوجہد کررہا تھا لیکن عمران نے اُسے کسی آکٹوپس ہی کی طرح جکڑ لیا تھا۔!

تھریسیا نے جھک کر اس کے چہرے سے غلاف ہٹادیا۔

"اُوہ.... ہاپکنز کا داہنا ہاتھ....!" اُس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تت.... تم کون ہو....!" حریف بھرائی ہوئی آواز میں ہکلایا۔

"تمہاری موت....!"

"ای.... ایوا....!" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"ہاپکنز کہاں ہے؟"۔

"ایوا.... ایوا.... مادام.... میں نہیں جانتا.... یقین کرو....!"

"گلا گھونٹ دو اس کا....!"

"مم.... مادام.... خر.... خرخر.... خیں.... خپ....!"

وہ ساکت ہوگیا۔ عمران نے اپنے ہاتھوں کو آخری جھٹکا دیا اور اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔

"یہ تمہاری ہی سی جسامت کا آدمی ہے!" تھریسیا بولی۔ "اس کا لباس اتار کر پہن لو۔!"

"تم اُدھر منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ....!" عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں کہتی ہوں وقت ضائع نہ کرو...." وہ جھنجلا گئی۔!

"ممی اور ڈیڈی کو معلوم ہوگیا تو میری چمڑی اُدھیڑ دیں گے"۔ عمران منہ بسور کر بولا اور پھر

دو منٹ کے اندر ہی اندر اس کا لباس تبدیل ہو گیا۔

"اَب تم تھری.... سکسٹی ایٹ ہو.... تھریسیا کے معتمد خاص"۔ تھریسیا بولی۔

عمران نے مرنے والے کا الیکٹرو گس اٹھالیا۔ جو عجیب سی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا۔!

"یہ بیکار ہو چکا ہے۔!" تھریسیا بولی۔ "میں ایک بار پھر تمہارے نشانے کی داد دوں گی.... اسے یہیں پڑا رہنے دو اور میرا الیکٹرو گس مجھے دو"۔

پھر وہ کسی سوچ میں پڑ گئی!

"کیا سوچ رہی ہو۔؟" عمران بولا۔

"پتہ نہیں انہوں نے طیارہ کہاں اتارا ہو.... اچھا تم اپنا اتارا ہوا لباس اس لاش کو پہنا کر اوندھا لٹادو....!"

"ایواڈار لنگ کیا گورکنی بھی کراؤ گی مجھ سے.... یہی ایک کام باقی بچا ہے۔"

"جلدی کرو عمران.... پلیز....!"

عمران نے دوبارہ پھرتی دکھائی لیکن کسی لاش کو شریف آدمی بنانے میں ذرا دیر ہی لگتی ہے!

"اب اس گڑھے سے نکلنے کی کوشش کرو۔!" تھریسیا نے کہا۔

"سب کچھ میں ہی کروں....!" عمران کراہا۔

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ گڑھے سے باہر آگئے!

تھریسیا چند لمحے خاموش کھڑی رہی پھر بولی۔ "طیارے تک پہنچنے کے لئے ہمیں اسکیم بدلنی پڑے گی اب تم مردہ آدمی کا رول ادا کرو گے اور میں قیدی بنوں گی الیکٹرو گس واپس لو.... اور اسے میری پشت سے لگا کر کھڑے ہو جاؤ۔!"

تھریسیا نے جیب سے ایک سیٹی نکالی اور اُسے تین بار بجا کر پھر جیب میں ڈال دیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے کھڑی رہی۔ دوسرے ہی لمحے میں سیٹی کا جواب ملا۔

"بس یونہی کھڑے ہو جاؤ....!" تھریسیا آہستہ سے بولی۔

دفعتاً ایک آدمی سامنے والی جھاڑیوں سے برآمد ہوا اس کے جسم پر بھی انہیں کا سا لباس تھا۔ انہیں کی طرح اس کے چہرے پر بھی غلاف تھا۔!

"دوسرا کہاں ہے؟" اس نے قریب آکر پوچھا۔

عمران نے بائیں ہاتھ سے گڑھے کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے آگے بڑھ کر گڑھے میں جھانکا اور پلٹ کر پوچھا۔ "مر گیا؟"

عمران نے سر کو اثباتی جنبش دی۔!

آنے والا پھر انہیں جھاڑیوں کی طرف چل پڑا۔ جن سے برآمد ہوا تھا۔ تھریسیا اس کے پیچھے چل رہی تھی اور عمران اس کی کمر سے الیکٹرو گس لگائے ان دونوں کی تقلید کر رہا تھا۔!

بالآخر جاسوس طیارے کی ہیت بھی عمران کے سامنے آگئی.... یہ کسی ایسی مدوّر قاب کی شکل کا تھا جس پر سرپوش بھی موجود ہو۔!

کچھ دیر بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تیسرا آدمی اسی طیارے کا پائلٹ تھا اور اس طیارے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا....!

عمران ایک سیٹ پر بیٹھ گیا! تھریسیا کھڑی رہی۔!

دفعتاً پائلٹ نے عمران سے کہا۔ "بڑی عجیب بات ہے تم نے مجھے اس کا چہرہ نہیں دکھایا۔!"

"کس میں اتنی جرأت ہے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام کر سکے!" تھریسیا غرائی اور اپنا چہرہ بے نقاب کر دیا۔!

"سان فرانسیسکو.... یہ تم ہو مادام....!" پائلٹ کے لہجے میں حیرت اور خوف کے ملے جلے آثار تھے۔!

"تم اپنا ٹاپ تو ہٹاؤ....!" تھریسیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بالکل ایسا ہی لگا جیسے اس آدمی نے مشینی طور پر اپنا سرپوش ہٹا دیا ہو۔!"

"ہوں.... تو.... تم بھی ہو....!"

"میرے ساتھ انصاف نہیں ہوا تھا مادام۔!"

"ہاپکنز نے الگ ہونے سے پہلے خود ہی ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ تم لوگوں کو انصاف نہ ہونے کا احساس ہونے لگے۔ وہ سارے حالات اسی کے پیدا کردہ تھے۔!"

وہ کچھ نہ بولا۔ تھریسیا کہتی رہی.... "تم سبھوں کو پچھتانا ہی پڑے گا۔ ایک دن.... ہاپکنز.... مجھ سے ٹکرا کر فنا ہو جائے گا۔!"

"ہم سمجھتے ہیں مادام.... ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے!۔"

"اس کے باوجود بھی تم تباہی کی طرف جا رہے ہو۔!"

"کیا کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ ہم تباہ نہ ہوں۔!"

"مجھے ہاپکنز کی کمین گاہ سے آگاہ کر دو.....!"

"مادام یہ تو شاید یہ بھی نہ بتا سکے....!" پائلٹ نے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

"ہوں....!" تھریسیا اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ "اس وقت کس مہم پر نکلے تھے۔!"

"آپ ہی کی تلاش میں.....! لیکن یقین نہیں تھا کہ یہ آپ ہی ہوں گی!"

"اچھا تو اب تم مجھے کہاں لے جاؤ گے۔!"

"جہاں آپ کہیں مادام۔!" پائلٹ نے کہا اور عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"اُس کی بات نہ کرو.... تم دیکھ ہی چکے ہو کہ وہ مجھے بے نقاب کرنے کی جرأت نہیں کر سکا تھا....!" تھریسیا نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میں اُس کی مخالفت کے باوجود بھی آپ ہی کے حکم کا پابند ہوتا۔"

تھریسیا مضحکانہ انداز میں ہنس کر بولی۔ "بے چارہ"۔

"میں نہیں سمجھا مادام۔!" پائلٹ نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"تم اس طیارے کے پائلٹ ہو۔ لیکن اسی کے بارے میں بہت سی باتیں نہیں جانتے۔!"

"میں اس پر اتھارٹی ہوں مادام!" پائلٹ نے پُر احتجاج لہجے میں کہا۔

"اچھا بتاؤ.... تم اس بلب کے متعلق کیا جانتے ہو!" تھریسیا نے ایک روشن بلب کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"یہ ایک بلب ہے جو اس چیمبر کو روشن رکھتا ہے!"

"تم نہیں جانتے۔!" تھریسیا مسکرائی۔

"مادام کا شکر گذار رہوں گا اگر مجھے اس راز سے آگاہ کیا جائے!" پائلٹ گھگھیایا!

تھریسیا نے اُسے بتایا کہ وہ ایسی روشنی پھیلاتا ہے جو اس چیمبر کے ماحول کو بہت دور کسی اسکرین پر منعکس کر دیتی ہے۔!

"اوہ.... تو کیا اس وقت ہم کہیں دیکھے اور سنے جا رہے ہوں گے!" پائلٹ کے لہجے میں

سراسیمگی تھی۔

"ہاں! اور اسے جتا دینا چاہتی ہوں جو ہمیں دیکھ اور سُن رہا ہے کہ اُس کا انجام قریب ہے۔!"

عمران نے محسوس کیا جیسے پائلٹ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ اُس نے اٹھ کر اُسے سہارا دیا اور تھریسیا بولی۔ "اوہ تم بہت زیادہ خائف معلوم ہوتے ہو۔ ذرہ برابر بھی پروانہ کرو۔ طیارے کو اُڑاؤ اور میری ہدایات کے مطابق پرواز جاری رکھو، تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اوپر اٹھو اور جنوب مشرق کی طرف چل پڑو.... میں تمہیں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دوں گی۔!"

وہ بمشکل کنٹرول تک پہنچ سکا تھا۔

کچھ دیر بعد عمران نے محسوس کیا کہ طیارہ اُوپر اٹھ رہا ہے۔!

"جنوب مشرق.... اچھی طرح یاد رکھنا....!" تھریسیا نے کہا۔ پائلٹ کچھ نہ بولا۔ بڑے انہماک کے ساتھ کمپاس کی طرف متوجہ رہا۔ عمران بھی دیکھ رہا تھا کہ اس کی سوئی جنوب مشرق ہی بتا رہی ہے۔ تھریسیا بھی قریب آکھڑی ہوئی تھی اس کی نظر بھی کمپاس ہی پر تھی۔!

اس نے کچھ دیر بعد پائلٹ سے کہا۔ "بس تم چلے چلو...... میں دفاعی نظام کو دیکھوں گی.... اگر کسی نے ہماری راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو بھگتے گا۔"

عمران نے دیکھا کہ تھریسیا پیچھے ہٹ کر ایک جگہ جا رُکی۔ یہاں بھی کچھ سوئچ اور کچھ بٹن موجود تھے۔!

عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا اور اس کی نظر کمپاس پر جمی ہوئی تھی۔!

پائلٹ کی گفتگو اُسے مطمئن نہیں کر سکی تھی۔! دفعتاً اُس نے محسوس کیا کہ کمپاس کی سوئی آہستہ آہستہ اپنی سابقہ پوزیشن بدل رہی ہے ساتھ ہی اُس نے پائلٹ کے انداز میں بھی کچھ غیر معمولی پن محسوس کیا۔

"مادام۔" پائلٹ کی کانپتی ہوئی آواز آئی! "یہ میرے قابو سے باہر ہو گیا ہے کنٹرول کام نہیں کر رہا....!"

"کیا....!" تھریسیا متحیرانہ لہجے میں بولی۔ "میں جانتی تھی کہ تم دھوکا دو گے....!"

"مادام میرا کوئی قصور نہیں ہے.... ! آپ خود دیکھ لیجئے۔!" وہ کنٹرول بورڈ کے پاس سے ہٹ گیا۔

تھریسیا آگے بڑھ کر کنٹرول بورڈ پر جا کھڑی ہوئی.... اُس نے بھی بہت کوشش کی کہ پرواز کی سمت جنوب مشرق ہی رہے لیکن کمپاس کی سوئی آہستہ آہستہ شمال کی طرف رینگتی رہی۔!

"یہ شمال کی طرف جارہا ہے مادام۔!" پائلٹ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔!

"ہاں.... میں بھی دیکھ رہی ہوں۔!" تھریسیا نے کہا اُس کے چہرے پر فکر مندی کے آثار تھے!"کنٹرول بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی۔!"

دفعتاً طیارے میں ایک بھاری بھرکم قہقہہ گونجا اور کوئی کہتا سنائی دیا....

"مادام ٹی تھری.... بی....! ابھی آپ نے اس غدار کو طیارے کے ایک راز سے آگاہ فرمایا تھا.... لیکن طیارے کی موجودہ اڑان وہ راز ہے جس سے آپ بھی واقف نہیں۔!"

"تم کون ہو.... سامنے آؤ....!" تھریسیا غرائی۔

"غصے میں بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔!" درشت لہجے میں کہا گیا۔ "میں تم سے سینکڑوں میل دور ہوں لیکن یہ اڑان تمہیں میرے پاس ہی لے آئے گی!"

آواز پھر آئی "میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں تھریسیا.... تم میں تنظیم کو سنبھالنے کی اہلیت نہیں ہے.... اَب بھی میری بالادستی تسلیم کرلو.... جھگڑا ختم ہو جائے گا....!"

تھریسیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عمران نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اوہ گگاراس....!" آواز پھر آئی۔ "تو اُسے بولنے سے روک رہا ہے۔ کیا میری قوت سے واقف نہیں! کیا تجھے معلوم تھا کہ میں اس طیارے کی پرواز میں دخیل ہو سکتا ہوں۔!"

"نہیں....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا تو نہیں جانتا کہ میں ہر جگہ ہر وقت تجھے فنا کر سکتا ہوں.... اگر میں چاہوں تو یہ طیارہ ابھی کسی پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔!"

"چھوڑو یار....!" عمران ہنس کر اُردو میں بولا۔ "نہ میں گگاراس ہوں اور نہ تم ایسا کر سکتے ہو۔!"

"اوہو.... تب پھر تم کون ہو....!" لہجے میں بہت زیادہ حیرت تھی۔!

"پہچانو....!" عمران نے چہک کر کہا۔

"نقاب ہٹاؤ۔!"

"صورت سے تو قطعی نہ پہچان سکو گے کیونکہ پلاسٹک سرجری نے میری شکل ہمیشہ کے لئے

تبدیل کر دی ہے۔! ہائے ہاپکنز پیارے تم برونو کو بھول گئے۔ ذرا سوچو تو ورنہ یہ عورت تمہارے اردو کوڈ سے کیونکر واقف ہوتی.... کیونکہ میرے اور تمہارے علاوہ کون واقف تھا اس سے....!"

"تم.... تم زندہ ہو مائیکل برونو۔!"

"میں بھی زندہ ہوں اور تم بھی.... یہ بات مجھے اس عورت سے معلوم ہوئی.... ورنہ میں تو تمہیں کبھی کا مردہ سمجھ چکا تھا۔!"

"اپنی شکل دکھاؤ۔!"

"دیکھو....!" عمران نے سرپوش اٹھا کر پشت پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری شکل تمہارے لئے بیکار ہے۔ برونو آج تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہے۔!"

"برونو.... برونو.... برونو....!" لہجے میں خوشی اور اضطراب تھا۔

"تو تم نے بھی دھوکا دیا....!" تھریسیا دانت پیس کر بولی۔

"سنو مادام ایوا....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تمہارا حریف ولیم ہاپکنز میرا جگری دوست ہے تو میں کبھی تمہارا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوتا تم نے مجھے کب بتایا تھا۔"

"تم سب کتے ہو....!" تھریسیا غرائی۔ "میں نے تمہیں خاک سے اٹھا کر آسمان پر پہنچایا.... اور تم.... اور تم.... خیر دیکھوں گی۔!"

"آپ خفا ہو رہی ہیں مادام ایوا.... میں نہیں جانتا تھا کہ آپ کے اور ہاپکنز کے درمیان کیا معاملہ ہے.... لیکن میں آپ کے احسانات کا بدلہ پہلے ہی ادا کر چکا ہوں.... اگر میں اس کوڈ کا مفہوم آپ کو نہ سمجھاتا تو آپ اپنے نادیدہ دشمن کی بمباری کا شکار ہو جاتیں.... کاش مجھے پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ آپ کا وہ دشمن میرا دوست ہے! پھر بھی ہاپکنز آپ کو چھوٹ دے رہا ہے اگر آپ اس کی بالادستی تسلیم کرلیں۔!"

"شٹ اپ.... ٹی تھری بی شکست تسلیم کرنے کے لئے نہیں ہے!" تھریسیا غرائی۔!

"برونو....!" نادیدہ آدمی کی آواز آئی۔ "بحث بیکار ہے۔ تم لوگ بہت جلد مجھ تک پہنچنے والے ہو۔ یہ اور بات ہے کہ تھریسیا خودکشی کی سوچے وہ طیارے کو تباہ کر سکتی ہے۔!"

"ہونہہ....!" تھریسیا گردن جھٹک کر بولی۔ "ٹی تھری بی.... اور خودکشی.... عنقریب وہ تمہاری کھال اتارے گی۔!"

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ انداز مضحکہ اڑانے والا تھا۔!

"مجھے افسوس ہے ولیم....!" عمران بولا۔ "تمہارا آدمی گگارس مادام کے ہاتھوں مارا گیا۔!"

"تم فکر نہ کرو....!" آواز آئی۔

اور پھر سناٹا چھا گیا۔

پائلٹ اب زیادہ دہشت زدہ نظر آرہا تھا۔ تھریسیا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم اس کی فکر نہ کرو کہ میرے اس ساتھی نے بھی غداری کی۔ تھریسیا... تھریسیا ہے.... میری شکل میں ہاپکنز نے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔!"

عمران پھر اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔ اب وہ ایسا مطمئن نظر آرہا تھا جیسے سچ مچ مائیکل برونو ہی ہو اور اپنے جگری دوست ولیم ہاپکنز سے متوقع ملاقات کے بارے میں دلخوش کن باتیں سوچ رہا ہو۔

تھریسیا اس کی طرف سے منہ موڑ کر پائلٹ کی دلدہی میں لگ گئی تھی۔!

"تم بالکل نہ گھبراؤ....!" وہ اس سے کہہ رہی تھی تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ طیارے میں وائرلیس کنٹرول کا اضافہ ہاپکنز کی اپنی اپج ہے اور اسی سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اُسے تم لوگوں پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔!"

پائلٹ کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر بدستور مردنی چھائی رہی۔

عمران اب خلاء میں گھورے جا رہا تھا۔ اور تھریسیا کی نظر کمپاس پر تھی۔!

دفعتاً ہاپکنز کی آواز سنائی دی۔

"برونو ہوشیار رہو.... اب تھریسیا تمہارے قریب نہ آنے پائے تمہارے جسم کے کسی حصے کو ہاتھ نہ لگانے پائے۔!"

"میں ہوشیار ہوں دوست!" عمران بولا۔ "کیا مادام کے ہاتھ لگانے سے میں پگھل جاؤں گا۔!"

"تمہاری راکھ کا بھی پتہ نہ چلے گا۔!"

"میرا یہ حربہ حقیر آدمیوں کے لئے نہیں ہے!" تھریسیا زہریلے لہجے میں بولی۔ "یہ تو میں تم پر بھی استعمال نہیں کروں گی۔!"

"مادام....!" دفعتاً پائلٹ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب ہم نیچے جا رہے ہیں۔!"

تھریسیا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور عمران کو گھورتی رہی۔!

"مادام آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں!" عمران بولا۔ "میں انتہائی کوشش کروں گا کہ آپ دونوں صلح کر لیں۔ آپ نے مجھے بہت متاثر کیا ہے آپ سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا۔!"

"اپنی زبان بند رکھو.... میری نفرت کو اتنا نہ بھڑکاؤ کہ....!"

جھٹکے نے بات پوری نہ ہونے دی۔ طیارہ غالباً لینڈ کر چکا تھا۔!

تھریسیا نے آگے بڑھ کر ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی اور پلٹ کر پائلٹ سے کہا۔ "میں نے دروازہ مقفل کر دیا ہے! تم خاموش بیٹھو گے۔"

اور پھر اُس نے اپنے چہرے پر خول چڑھا لیا۔

"تم جہاں ہو وہیں بیٹھے رہو گے۔ ورنہ سچ مچ فنا کر دوں گی"۔ اس نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔!" عمران پیر پٹخ کر بولا اور اُس نے بھی اپنے سر پر خول منڈھ لیا۔

"کیا مطلب۔!"

"آپ مجھے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتیں مادام۔!"

"تھریسیا.... دروازہ کھول دو۔!" نادیدہ آواز آئی۔

"یہ میری اسکیم میں شامل نہیں ہے!" تھریسیا نے زہرخند کے ساتھ کہا۔

"پچھتاؤ گی۔!"

"ظاہر ہے کہ خوشحالی کی توقعات مجھے یہاں نہیں لائیں۔!"

"پھر کہتا ہوں....!"

"اب میں جواب نہ دوں گی۔!"

"برونو....!" آواز آئی.... "الیکٹروگس سے دروازے پر فائر کرو۔!"

عمران نے جھپٹ کر الیکٹروگس نکال لیا۔ لیکن تھریسیا اس کے اور دروازے کے درمیان آتی ہوئی بولی۔ "میں سچ مچ تمہیں مار ڈالوں گی۔!"

"اتنی خوبصورت خاتون کے ہاتھوں موت بڑی شاندار ہوگی۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اچھا تو فائر کر کے دیکھو۔!"

عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے تھریسیا کے بائیں پہلو پر فائر کیا وہ لڑکھڑاتی ہوئی دوسری

طرف ہٹی اور عمران نے دروازے پر فائر کر دیا۔

دروازہ فریم سمیت اکھڑ کر نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔

"خبیث میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گی۔!" وہ عمران پر بے تحاشہ جھپٹ پڑی اور عمران نے اُسے اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا۔

"میرا بایاں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لو۔!" وہ آہستہ سے اس کے کان میں بولی۔

لیکن اس کی نوبت آنے سے قبل ہی وہ عمران سے الگ کر لی گئی! دو آدمیوں نے اُسے پکڑ کر عمران سے الگ کیا تھا۔!

اور پھر وہ ایک گنبد نما بڑے ہال میں داخل ہوئے اور یہ داخلہ کسی بیرونی فضا سے نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے ہی جیسے چھ نقاب پوشوں کے نرغے میں تھے اور ان کے ہاتھوں میں عجیب وضع کی چھوٹی چھوٹی بندوقیں تھیں!

دفعتاً ایک دروازے سے ایک قد آور آدمی داخل ہوا.... اُس کے جسم پر بقیہ لوگوں جیسا ہی لباس تھا لیکن چہرے پر نقاب نہیں تھی۔!

جبڑے بھاری تھے اور آنکھیں سپاٹ۔ شاید ہی اُن سے کسی جذبے کا اظہار ہوتا رہا ہو۔!

"دونوں کے نقاب ہٹاؤ!" اس نے سرد لہجے میں کہا۔

دو آدمیوں نے اُن کی نقابیں اتار دیں.... پائلٹ تو پہلے ہی سے بے نقاب تھا.... اس کی حالت بہت ابتر تھی ایسا لگتا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون ضائع ہو گیا ہو۔!

"ٹی تھری بی....!" آنے والا استہزائیہ انداز میں بولا۔ "ہلچل.... زلزلہ.... یوہ۔!"

تھریسیا اُسے گھورتی رہی۔!

عمران کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ کھلا پڑ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دوڑ کر اس آدمی سے بغل گیر ہو جائے گا لیکن وہ تو اس کے لئے ایسا بن گیا تھا جیسے اس کے وجود کا احساس ہی نہ ہو۔ بس تھریسیا ہی کو گھورے جا رہا تھا۔!

دفعتاً اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ "تمہیں میری برتری تحریری طور پر تسلیم کرنی پڑے گی۔!"

"میں موجود ہوں۔!" تھریسیا کا لہجہ پُر سکون تھا۔ "تسلیم کرالو اپنی برتری۔!"

"تھریسیا میں جو کچھ بھی کہتا ہوں کر گذرتا ہوں۔!"

"بہت دنوں سے تمہاری تعلیاں سن رہی ہوں....!"

"ولیم مجھے تو بھوک لگ رہی ہے بھئی....!" عمران بڑی بے تکلفی سے بولا۔

"ہوں....!" اب اس کی نظر عمران پر جا پڑی.... "تم۔!"

"ارے ولیم مجھے ایسی نظروں سے نہ دیکھو! مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ مقابلہ تم سے ہے ورنہ میں تو کبھی کا تم سے آملتا۔!"

"تھریسیا....! یہ کون ہے۔؟" ولیم ہاپکنز نے تھریسیا کی طرف دیکھا۔

"مائیکل بُرونو....!"

"بہر حال۔!" ہاپکنز نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "میں ایک مشترکہ دشمن کا خیر مقدم کروں گا۔!"

"دشمن.... یہ کیا کہہ رہے ہو ولیم۔!" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"شٹ اَپ....!" ولیم دہاڑا۔ "کیا میں تمہیں پہچانتا نہیں۔ تمہارے مسخرے پن نے بہت نام کمایا ہے.... لیکن اب میں کسی بے بس چوہے کی طرح مار ڈالوں گا۔!"

"یار پلاسٹک سرجری۔!"

"تھریسیا....!" ہاپکنز پھر اس کی طرف مڑا۔ "کیا یہ تنظیم سے غداری نہیں ہے! تم نے ایک ایسے آدمی کا تعاون حاصل کیا ہے، جو تنظیم ہی کا دشمن ہے۔!"

"مائیکل برونو....!" تھریسیا کے لہجے میں حیرت تھی!

"تم میری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتیں!"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی!"

"اچھی بات ہے۔ میں پہلے اس کی ہڈیاں توڑ دوں پھر تم سے بات کروں گا۔!"

"ولیم تم جانتے ہو کہ میں فن کشتی گیری کا ماہر ہوں...." عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔!

"میں اچھی طرح جانتا ہوں.... مسخرے....!" ہاپکنز نے استہزائیہ انداز میں کہا اور اپنے آدمیوں سے بولا۔! "اسے میرے قریب لاؤ۔"

"دیکھو پھر کہتا ہوں کہ قریب سے شغل فرمانے کی کوشش نہ کرنا۔" عمران احمقانہ انداز میں

بولا۔ لیکن ایک آدمی کی بندوق اس کی کمر سے لگ چکی تھی۔ اُس نے اُسے دھکیل کر تھریسیا کے پاس سے ہٹادیا۔

"تھریسیا۔!" ہاپکنز بولا۔"تم یہاں خود کو قطعی بے بس محسوس کرو۔ تمہاری انگشتری بھی یہاں کسی کام نہ آسکے گی۔ اس چھت کے نیچے وہ بالکل بیکار ہو چکی ہے۔ یقین نہ آئے تو آزما کر دیکھ لو۔ میرے سائنسدانوں نے ان سارے حربوں کا توڑ کرلیا ہے جنہیں ہم مشترکہ طور پر غیروں کے خلاف استعمال کرتے رہے ہیں۔!"

عمران نے پہلی مرتبہ تھریسیا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھے۔

دفعتاً عمران نے تھریسیا سے اُردو میں کہا"تم بالکل پریشان نہ ہو.... میرے بازو پر بابا ملنگ گورداسپوری کا تعویذ بندھا ہوا ہے تعویذ کے مؤکل ایسی ڈنڈی بازی کریں گے کہ یہ لوگ چوکڑی بھول جائیں گے۔ ہم لوگوں نے روحانی سائنس میں بڑی ترقی کی ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم میرے دوست مائیکل بردنو کے بھی قاتل ہو!" ہاپکنز عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔"یہ کوڈ میری اختراع تھی اور صرف مائیکل بردنو ہی اس سے واقف تھا۔"

"اگر وہ زندہ ہوتا تو تمہیں بتاتا کہ میرا کتنا احسان مند تھا۔"عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔"میں نے اس وقت اس کی مدد کی تھی جب وہ دودن کے فاقے سے تھا۔ پھر ہم دونوں گہرے دوست ہوگئے تھے!اور میں نے اُس سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ تم مرچکے ہو!لہذا اُس نے مجھے لفٹ رائٹ والے کوڈ کے بارے میں بھی بتایا تھا!"

ہاپکنز ہونٹ بھینچے اُسے گھورتا رہا.... عمران پھر بولا۔"یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو میرے داہنے بازو پر بندھا ہوا تعویذ اُسے تباہ کردے گا۔!"

تھریسیا دم بخود کھڑی تھی!اور اُس کے جسم کے چاروں طرف بندوقوں کی نالیں تکی ہوئی تھیں۔ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔!

"تھریسیا.... سچ مچ تمہارا سورج غروب ہونے والا ہے۔!" ہاپکنز تھریسیا کی طرف مڑ کر بولا "تم ایک ایسے آدمی کو لائی ہو میرے مقابلے میں جو توہمات کا شکار ہے.... کسی ترقی یافتہ ملک کے کسی فرد کی حمایت حاصل کی ہوتی.... یقیناً تمہاری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے بھی تم

تنظیم کی سربراہی کے لئے مناسب نہیں ہو۔!"

"دیکھو....!" عمران نتھنے پھلا کر بولا۔"میں اس معاملے میں بہت سنٹی مینٹل ہوں.... اگر کوئی بات تمہاری شان کے خلاف میرے منہ سے نکل گئی تو پھر نہ کہنا۔!"

"میں تمہیں زندہ جلادوں گا.... مدد مانگنا شروع کردو اپنے تعویذ سے۔!"

عمران نے بائیں بازو پر ہاتھ رکھ کر ہانک لگائی۔"یابابا ملنگ گورداسپوری۔!"

"اس کے کپڑے اتاردو۔" ہاپکنز نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"وارننگ....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔"میں انڈرویئر پہننے کا عادی نہیں ہوں۔!"

عمران کا جیکٹ اتار دیا گیا۔ بنیان پھاڑ دی گئی!سچ مچ اس کے بازو پر تعویذ بندھا ہوا تھا۔ عمران نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔"اگر کسی نے بھی اس تعویذ کو ہاتھ لگایا تو غارت ہوجائے گا۔!" اور سنو جب تک بابا ملنگ کا یہ تحفہ میرے پاس موجود ہے تھریسیا کا سورج غروب نہیں ہوسکتا....!"

"کھینچ لو.... اس کے بازو سے....!" ہاپکنز غرایا۔

ایک نے عمران کی کمر پکڑی اور دوسرا اُس کے بازو پر سے تعویذ کھول لے گیا۔!عمران چیختا رہا نہیں بُرا بھلا کہتا رہا۔!

ہاپکنز کپڑے کی اس پٹی کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا جس کے وسط میں ایک موٹی سی گرہ لگی ہوئی تھی۔!پھر وہ استہزائیہ انداز میں ہنس ہنس کر اس گرہ کو کھولنے لگا۔

"اس مسخرے کو ساتھ لئے پھر رہی تھیں تم....!" وہ تھریسیا کی طرف دیکھ کر بولا۔ پھر اپنے آدمیوں سے کہا۔"دونوں کی جامہ تلاشی لے کر سب کچھ نکال لو۔!"

دونوں کے لباس ٹٹولے جانے لگے۔ لیکن تھریسیا یا عمران نے جامہ تلاشی لینے والوں کی طرف توجہ نہ دی۔ تھریسیا ہاپکنز کو دیکھے جارہی تھی.... اس کی آنکھوں سے کسی جذبے کا اظہار نہیں ہورہا تھا....!

ہاپکنز نے گرہ کھول ڈالی تھی اور اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا پھر شاید اُسے قریب سے دیکھنے کے لئے اوپر اٹھایا ہی تھا کہ سبھوں کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی!

عجیب سی آواز ہاپکنز کے حلق سے نکلی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں دبائے منہ

کے بل فرش پر آرہا تھا۔!

اس کے کئی ساتھی اس کی طرف جھپٹے.... ادھر عمران نے ایک کے ہاتھوں سے بندوق چھین لی۔!

"چرخی.... عمران....!" تھریسیا چیخی....

عمران نے بندوق سے لگی ہوئی چرخی کا ہینڈل پکڑ کر گھمادیا۔

تڑاتڑ گولیاں نکل کر چاروں طرف بکھرنے لگیں۔ اس افراتفری میں تھریسیا دشمنوں کے نرغے سے نکل گئی!

عمران نے وہاں موجود لوگوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ چند سیکنڈ میں دس بارہ لاشیں فرش پر پڑی نظر آئیں۔!

ہاپکنز اپنی آنکھیں دبائے اب بھی کسی زخمی شیر کی طرح دہاڑے جا رہا تھا....!

تھریسیا نے بھی ایک بندوق اٹھالی اور دروازے کی طرف جھپٹی جس سے ولیم ہاپکنز داخل ہوا تھا!

"مادام....!" طیارے کا پائلٹ کانپتی ہوئی آواز میں پکار کر بولا۔

"یہاں اب اور کوئی نہیں.... اتنے ہی آدمی تھے.... میں نے یہیں سے طیارہ اڑایا تھا لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ بھی یہیں موجود ہے۔!"

یہ سن کر تھریسیا پھر ولیم ہاپکنز کی طرف پلٹ آئی۔ اب وہ گھٹنوں میں سر دیئے اکڑوں بیٹھا تھا!

"اب کیا خیال ہے ہاپکنز....!" تھریسیا حقارت سے بولی۔

ہاپکنز کچھ نہ بولا۔

تھریسیا نے عمران سے پوچھا۔ "اِسے کیا ہو گیا ہے؟۔"

"بابا ملنگ گورداسپوری جانیں۔!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم لوگوں کی سائنس پر تو وہی حاوی ہو سکتے ہیں.... تمہیں بھی ایسا ہی ایک تعویذ بنوادوں گا۔ ڈھائی روپے زکوٰۃ کے لیتے ہیں اور جمعرات کو ایک فقیر کو کھانا کھلوادینا.... بس کافی ہے۔!"

"میں پوچھتی ہوں کہ وہ چمک کیسی تھی اور اِسے کیا ہو گیا ہے!"

"اندھا ہو گیا ہو گا.... تعویذ کی بے حرمتی کرنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔!"

"ہاپکنز.... تمہیں.... کیا ہوا ہے۔!" تھریسیا جھنجلا کر بولی۔

"میری.... آنکھیں.... درد سے.... پھٹی جا رہی ہیں....!"

اس نے کہا اور پھر کسی مرتے ہوئے بھینسے کی طرح ڈکارنے لگا!

O

جاسوس طیارہ ایک بار پھر فضا میں پرواز کر رہا تھا اور اب پائلٹ کے چہرے پر مُردنی نہیں تھی۔! تھریسیا اور عمران ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے درمیان ہاپکنز بندھا پڑا تھا۔

"تو کیا اب یہ کبھی نہ دیکھ سکے گا۔!" تھریسیا نے عمران سے پوچھا۔

"بابا ملنگ....!"

"شٹ اپ.... ٹھیک ٹھیک بتاؤ تم نے اپنے بازو پر کیا چیز باندھ رکھی تھی۔!"

"تت.... تعویذ....!"

"نہیں....! مجھے چاہئے تھا کہ اُسے کھول کر دیکھتی۔ تمہاری برین واشنگ کے دوران جب تمہیں بیہوشی کے انجکشن دیئے گئے تھے، میں نے اس وقت بھی تمہارے بازو پر بندھا دیکھا تھا اور تم لوگوں کی ضعیف الاعتقادی پر ہنسی بھی تھی کہ اس ایٹمی دور میں بھی تم جیسے تعلیم یافتہ توہمات کے سہارے زندگی بسر کر رہے ہیں۔!"

اگر وہ تعویذ نہ ہوتا میرے بازو پر تو دونوں ہی زندگی بسر کر چکے ہوتے! بابا ملنگ گورداسپوری کا کرم ہے کہ...."

"بتاؤ.... وہ کیا چیز تھی۔؟"

"پہلے تم اپنی انگشتری کا راز بتاؤ جس کے بیکار ہو جانے کی اطلاع مسٹر ولیم ہاپکنز نے دی تھی۔!"

"اوہ.... کاسمک رنگ...." تھریسیا اپنے بائیں ہاتھ پر نظر ڈالتی ہوئی بولی جس کی ایک انگلی میں سیاہ نگینے والی انگشتری پڑی ہوئی تھی...."

"ہم اسے کاسمک رنگ کہتے ہیں۔" کچھ دیر خاموش رہ کر اُس نے کہا "اسی کی مدد سے میں تمہاری قید سے نکل بھاگی تھی اور اسی کی مدد سے جولیا نافٹنر واٹر کے مکان میں تم پر بھی فتح پائی

تھی یہ ہمارا سب سے مختصر تباہ کن حربہ ہے!"

"ہوئی نا سلیمانی انگوٹھی والی بات۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"یہ جادو نہیں.... سائنس ہے! اس انگشتری کا نگینہ سورج کی.... شعاعوں کو ان کی حدت سمیت جذب کر کے اپنے نیچے لگی ہوئی ایک ننھی سی مشین تک پہنچاتا ہے! اور مشین انہیں محفوظ کر کے زیادہ سے زیادہ تباہ کن بناتی رہتی ہے.... اور پھر بوقت ضرورت ایک مخصوص ایکشن انہیں نگینے سے خارج کر دیتا ہے۔ نگینے سے ان کا اخراج اصل شعاعوں سے کئی ہزار گنا زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ تم نے اس عمارت کے دروازوں کا حشر تو دیکھا ہی تھا۔!"

"لیکن اسی انگشتری کی وجہ سے میں صرف اپنے حواس کھو بیٹھا تھا اس رات کو جب جولیا کے مکان میں تم سے مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔!" عمران بولا۔

"اس میں ریگولیٹر بھی موجود ہے!" تھریسیا نے کہا۔ "حسب ضرورت اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ کہو تو ابھی اسی سے تمہیں خاک بھی کر دوں!"

"میرا تعویذ ضائع ہو گیا ورنہ بتاتا تمہیں۔!"

"خیر.... خیر.... اَب تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ!"

"ہماری ایجادات کا سلسلہ بھی بہت طویل ہے! مثنوی زہر عشق سے لے کر میرا جی کی شاعری تک ہم نے بھی کشتوں کے پشتے لگا دیئے ہیں! اور "چکنے گھڑے" کا محاورہ بھی ہماری ہی ایجاد ہے۔ باتیں بنانے کی مشین ہم خود بن کر رہ گئے ہیں۔ کہو تو ابھی تمہیں مکھن کے ڈھیر میں دفن کر دوں۔"

"عمران....!" تھریسیا نے آنکھیں نکالیں۔

"تم نے اُسے کھول کر نہیں دیکھا تھا اس لئے آنکھوں والی کہلاتی ہو! فقیر کی بخشی ہوئی گولی ہے۔ موم جامے میں بند کر کے بازو پر باندھی جاتی ہے۔! جس کے باندھی جائے اس کے لئے نافع زکام و نزلہ و دافع بواسیر ہو اور دشمن کا چہرہ جھلس دے یا کور چشم بنادے اس وقت جیسا موڈ ہو بابا ملنگ گورداسپوری کا۔!"

"فارمولہ معلوم کئے بغیر تمہیں نہیں جانے دوں گی۔!"

"تھریس ڈارلنگ مجھے اپنے ساتھیوں کی فکر ہے!"

دفعتاً تھریسیا نے پائلٹ سے کہا۔ "جہاں ہم دونوں تمہیں ملے تھے! وہاں پہنچ کر پرواز کا رخ جنوب مشرق میں کر دینا.... اور ٹھیک چالیسویں میل پر طیارہ نیچے اتار دینا۔!"

"بہت بہتر مادام۔!" پائلٹ نے بڑے ادب سے کہا۔

"اس کا کیا ہوگا۔؟" عمران نے ہاپکنز کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"میں اسے اپنے ترتیب دیئے ہوئے عجائب گھر میں رکھوں گی!" تھریسیا بولی۔!

ہاپکنز کراہا.... کچھ دیر کراہتا رہا پھر بولا۔ "عمران.... میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں تھا.... یہ تمہیں ساتھ لائی.... ورنہ.... ورنہ....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!" عمران نے آگے جھک کر نرم لہجے میں پوچھا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تمہارا شکار ہوں۔ مجھے اس کے حوالے نہ کرو میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تمہارے ملک کو نقصان پہنچاتا رہا ہوں.... میرے آدمی آج بھی وہاں سرگرم عمل ہیں....!"

"تم سن رہی ہو۔!" عمران نے تھریسیا کو مخاطب کر کے کہا۔

"ہاں سن رہی ہوں....! تو پھر....؟"

"یہ میرا شکار ہے۔ بہت عرصہ سے اس کی فکر میں تھا.... لفٹ رائٹ والے کوڈ میں عرصہ سے اس کے پیغامات سنتا اور سمجھتا رہا ہوں۔ اسی کی فکر میں تھا کہ تمہارا موسیقی کا تخت آ ٹکرایا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو!"

"یہ میری حکومت کا قیدی ہے۔!"

"جھگڑے والی بات ہے!" تھریسیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "نہیں یہ ناممکن ہے....!"

عمران بھی چپ ہو رہا.... ہاپکنز پھر کراہنے لگا تھا....!

"مادام....! ہم وہیں ہیں۔!" پائلٹ کی آواز آئی۔

"جنوب مشرق میں موڑ دو....!" تھریسیا بولی۔ "پھر ٹھیک چالیسویں میل پر لینڈ کرنا۔!"

یہ وقفہ بھی جلدی گذر گیا۔ مشکل سے دس منٹ لگے ہوں گے۔ جھٹکے کے ساتھ ہی پائلٹ کی آواز آئی۔!" اٹ لینڈس....!"

وہ نیچے اترے.... پائلٹ نے ہاپکنز کو بڑی بے دردی سے کھینچ کر باہر ڈال دیا۔!

"عمران.... میں درخواست کرتا ہوں....!" ہاپکنز گڑگڑانے لگا۔ "مجھے گولی ماردو، ورنہ یہ بے رحم عورت مجھے سالہا سال سسکائے گی۔!"

تھریسیا ہنس پڑی اور بولی۔ "اگر میں تمہارے قابو میں آجاتی تو تم کیا کرتے؟"

"میں صرف اپنی بالادستی تسلیم کرانا چاہتا تھا تم سے.... اور کچھ نہیں۔!"

"میں تمہاری بالادستی تسلیم کرنے کے لئے یہاں لائی ہوں تمہیں۔!" تھریسیا پھر بڑی بے دردی سے ہنسی۔!

عمران خاموش تھا.... خاموش ہی رہا.... ویسے اس کی آنکھوں سے گہری سنجیدگی ظاہر ہو رہی تھی۔!

اس جگہ بھی طیارہ جنگل ہی میں اترا تھا.... اور مختلف سمتوں سے کئی آدمی اس طرح طیارے کی طرف لپکے تھے جیسے اُس کے گرد گھیراؤ ڈالنا چاہتے ہوں۔

تھریسیا نے کسی ایسی زبان میں انہیں مخاطب کیا جو عمران کے لئے بالکل نئی تھی۔!

ان لوگوں نے ہاپکنز کو اٹھایا اور ایک طرف چلتے گئے! ہاپکنز بُری طرح چیخ رہا تھا۔ تھریسیا نے عمران سے پوچھا۔ "کیا وہ سچ مچ ہمیشہ کے لئے اندھا ہو گیا۔؟"

"تمہارے پاس تو بہترین قسم کے ڈاکٹر اور سرجن بھی ہوں گے۔ انہیں سے ٹسٹ کرالینا۔ بابا ملنگ گورداسپوری کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔!"

"وہ آخر تھی کیا چیز۔؟"

"گولی.... جو موم جامے سے نکلنے کے بعد پل پل نئے رنگ بدلتی ہے۔ اسی تبدیلی کو دیکھنے کے لئے وہ اس گولی کو اپنے چہرے کے قریب لایا تھا جیسے ہی اس کی سانس میں شامل کاربن ڈائی آکسائیڈ اس سے مس ہوئی وہ چمک کے ساتھ پھٹ گئی.... دراصل لوگ مجھے لاوارث سمجھ کر جیسا برتاؤ چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں اسی لئے ایک آدھ چٹکلہ پڑا ہی رہتا ہے میری جیب میں!"

"اچھا چلو....!" تھریسیا نے ایک سمت اشارہ کیا۔!

O

پے در پے چار چھ چھینکیں آئیں اور وہ جاگ پڑا.... پھر عجیب سی بو ناک میں سمائی۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے چاروں طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں اور کئی جگہ آگ روشن تھی.... جس

سے خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں عجیب دھندلا دھندلا ماحول تھا۔!

لیکن.... لیکن وہ تو ایک بڑی پُر تکلف خوابگاہ میں سویا تھا اور یہاں پتھریلا فرش تھا.... چھت کی طرف نگاہ گئی تو ایسا لگا جیسے وہ کوئی غار ہو....!

نیند اور بیداری کی اس درمیانی جھونجھل میں دفعتاً عمران کو یاد آیا کہ سابقہ تھریسیا سے ہے اور وہ پوری طرح بیدار ہو گیا۔

چاروں طرف بکھری ہوئی لاشیں خود اس کے اپنے ساتھی ثابت ہوئے جو بے خبر سو رہے تھے۔ ان میں راحیل بھی نظر آیا۔ سب سے پہلے اس نے جوزف کو بیدار کیا اور اسے بیدار کرنے کے سلسلے ہی میں اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ کتنی گہری نیند سو رہے تھے۔!

"باس یہ تم ہو....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور چاروں طرف دیکھنے لگا.... پھر اچھل کر اٹھ ہی کھڑا ہوا۔

"یہ تو وہی غار ہے جہاں ہم بے ہوش ہوئے تھے!" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بے تکان اپنی کہانی دہرانی شروع کر دی۔ عمران خاموشی سے سر ہلاتا رہا۔!

"اور باس....!" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا اور پھر بولا۔

"بڑی سخت محنت کرنی پڑی ہے، پہاڑوں کی کھدائی ہو رہی ہے وہاں لیکن بیچارے میرا بڑا خیال رکھتے ہیں ایسی عمدہ قسم کی شراب میرے لئے مہیا کی ہے کہ بس کیا بتاؤں۔ لیکن باس وہ لونڈا ہمارے ساتھ نہیں تھا....! کیا نام راحیل.... ارے.... وہ.... وہ تو.... وہ رہا.... وہ بھی سو رہا ہے.... اسی نے ہمیں پھنسایا تھا.... اِسے ہرگز نہ بخشنا باس....!"

عمران خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تمہارے بیان کے مطابق اگر یہ وہی غار ہے جہاں تم لوگ بے ہوش ہوئے تھے تو راحیل کا گاؤں یہاں سے نزدیک ہوگا۔!"

"ہاں باس! وہ زیادہ دور نہیں۔!"

"تت تو ہم اپنے ہی ملک کی حدود میں ہیں۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور حسبِ عادت چیونگم کے لئے جیبیں ٹٹولنے لگا لیکن چیونگم کے بجائے سبز رنگ کا ایک لفافہ ہاتھ آیا۔ اس کے جیب سے نکلتے ہی عجیب قسم کی خوشبو کا احساس ہوا جو غار میں گونجنے والی خوشبو پر بھی حاوی تھی۔!

عمران سیریز نمبر 51

تابوت میں چیخ

(دوسرا حصہ)

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے لفافہ چاک کیا.... برآمد ہونے والے خط کا مضمون تھا....

"عمران ڈیئر.... مجھے بے حد افسوس ہے کہ تمہیں انٹرٹین نہ کر سکی۔ حالات کچھ ایسے ہی ہیں۔ ہاپکنز نے جو کچھ بویا تھا اُسے مجھے کاٹنا پڑ رہا ہے۔ ویسے غیر متوقع طور پر حالات میری موافقت میں سازگار رہے ہیں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہاپکنز سے ایسے حالات میں مڈ بھیڑ ہوگی اور سچ مچ تم میرے کسی کام آسکو گے.... تمہارے ساتھی سپرد کیے جاتے ہیں! مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ خواہش نہ پوری ہوسکی کہ ہاپکنز تمہارے حوالے کردیتی....! مجھے توقع نہ رکھنی چاہئے کہ اس سلسلے میں تم سے کوئی بڑی حماقت سرزد ہوگی.... میں تمہیں ایک بار پھر یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ہم تمہارے ملک کی حدود میں نہیں ہیں۔ ہاپکنز کے جو آدمی تمہارے ملک میں موجود ہیں وہ بھی وہاں سے ہٹا لیے جائیں گے کیونکہ اب ان کی کمانڈ بھی میرے ہی ہاتھوں میں ہے۔! تم کبھی پتہ نہ لگا سکو گے کہ تم کچھ دیر پہلے کہاں تھے لہذا دوبارہ مجھ تک پہنچنے کی کوشش میں وقت ضائع نہ کرنا۔

ہزاروں پیار

تھریسیا۔"

عمران خط پڑھنے میں مشغول تھا اور جوزف ایک ایک کو جگاتا پھر رہا تھا۔ وہ سب عمران کے گرد جمع ہوگئے اور چاروں طرف سے سوالات کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ عمران لفافہ جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "ایک ہی جواب ہے ساری باتوں کا.... مکئی کی کاشت کرنے گئے تھے ہم لوگ اب فصل پر بھٹے بھوننے چلیں گے!"

تنویر نے راحیل کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا۔ عمران ان دونوں کو الگ کرنے کی کوشش میں لڑکھڑایا اور منہ کے بل فرش پر آرہا۔

بہر حال وہ بڑی دشواریوں سے اُن کو باور کرا سکا تھا کہ راحیل بے قصور ہے۔!

پیشرس

آپ کو یاد ہوگا کہ "شوگر بینک" سے کس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کی واپسی ہوئی تھی! سردار گڈھ ہی ان واقعات کا مرکز تھا۔ جنہوں نے شوگر بینک کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لہٰذا شوگر بینک سے بے نیل و مرام واپسی کے بعد قدرتی بات تھی کہ عمران کی پارٹی سردار گڈھ ہی میں ڈیرے ڈال دیتی۔

اس بار عمران صرف اس چکر میں تھا کہ ولیم ہاپکنز کے اس گرگے پر ہاتھ ڈال دے جو اس ملک میں کسی غیر قانونی حرکت کا ارتکاب کر رہا تھا۔

ایک نئے کردار ظفر الملک سے ملئے! عمران بھی اگر اس سے نہ ملتا تو اس حرکت کا علم اسے نہ ہو سکتا تھا، جو ولیم ہاپکنز کا گرگا اس ملک کے مفاد کے خلاف کر رہا تھا۔

مجھے توقع ہے کہ آپ کو ظفر الملک اور جیمسن دونوں ہی پسند آئیں گے۔

اس کے بعد والا شمارہ عمران سیریز کا خاص نمبر ہوگا۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ کہانی کو اس موڑ پر لا کر جاسوسی دنیا کا کوئی ناول لاؤں۔

انشاء اللہ خاص نمبر جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

پچھلا ناول "تسڈل کی بیداری" فریدی کے ذہنی پینترے کی وجہ سے بہت پسند کیا گیا جن حضرات نے پسندیدگی کے اظہار کے لئے خطوط لکھے تھے۔ ان کا شکر گذار ہوں اور ان کا شکریہ بھی بہرحال ادا کرنا ہی چاہئے جنہیں یہ ناول اس لئے پسند نہیں آیا کہ فریدی نے مجرم کی "ٹھکائی" کئے بغیر ہی کھیل ختم کر دیا تھا۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ روز بروز بزدل ہوتے جا رہے ہیں، بھئی آپ کو تو ہاتھ پیر ہلانا نہیں پڑتے پھر کرداروں کے ذریعے ہنگامہ برپا کرتے ہوئے کیوں ڈرتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ کیا جواب ہو سکتا ہے اس بات کا۔ بہرحال میں کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ ناول "فضائی ہنگامہ" ہنگامہ پسند پڑھنے والوں کو بھی مطمئن کر سکے۔

ابنِ صفی

۱؍ مارچ ۱۹۶۸ء

O

بھتیجے کو دیکھ کر نواب مظفر الملک کے ذہن کو زبردست جھٹکا لگا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ دو سال میں اتنا بدل جائے گا۔ دو سال پہلے انہوں نے اسے لندن میں دیکھا تھا اور اس کی شائستگی اور ذہانت سے بہت متاثر ہوئے تھے۔

نواب مظفر الملک ان لوگوں میں سے تھے، جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ خود پسندی نے انہیں شادی تک سے باز رکھا تھا اور وہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی کنوارے تھے۔ ظفر الملک ان کے مرحوم چھوٹے بھائی کا اکلوتا لڑکا تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں اس کی ماں بھی چل بسی اور نواب مظفر الملک نے اسے متبنیٰ کر لیا۔ لیکن یہ محسوس کرنے کے بعد وہ صحیح طور پر اس کی تعلیم و تربیت نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے اُسے اپنے ایک ٹرک دوست کے پاس انگلینڈ بھجوا دیا تھا۔

نواب صاحب جب بھی یورپ کے دورے پر جاتے کچھ دن اس خاندان کے ساتھ بھی گذارتے اور بھتیجے کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ہر اعتبار سے ان کا وارث بننے کی صلاحیتیں رکھتا ہے، دو سال پہلے بھی وہ اس سے ملے تھے اور اُسے ہر طرح ٹھیک پایا تھا۔

لیکن اس وقت اُسے ریسیو کرتے وقت وہ بھونچکارہ گئے.... ظفر الملک نے بہت ہی چست قسم کا لباس پہن رکھا تھا اور اُس کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ دور سے لڑکی معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا ملازم بھی تھا۔ اس کی تو ڈاڑھی اور مونچھیں بھی بے تحاشہ بڑھی ہوئی تھیں اور لباس اس نے بھی مالک ہی جیسا پہن رکھا تھا۔ یہ اس نسل سے تعلق رکھتا تھا، جو

خاندانوں کی پروردہ کہلاتی ہے۔ بچپن ہی میں یہ بھی ظفر الملک کے ساتھ ہی لندن بھیج دیا گیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اُسے اُس کے خادم خصوصی کی حیثیت حاصل ہو جائے۔

اس کا نام جمن تھا، لیکن جب نواب صاحب نے اُسے جمن کہہ کر مخاطب کیا تو ناک بھوں سکوڑ کر بولا۔ "مائی نیم از جیمسن یور آنر....!"

"یس انکل ڈیئر ہی از جیمسن...!" ظفر نے ٹکڑا لگایا اور نواب صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔

"چلے جاؤ.... تم دونوں میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔!"

"دہائی سوجھی ڈیئر....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔

"تم باہر جاؤ....!" نواب صاحب جمن کی طرف دیکھ کر دہاڑے اور جمن کو بُرا مان جانے تک کی مہلت دیئے بغیر دروازے کی طرف دھکیل دیا۔ ظفر ہکا بکا کھڑا تھا۔ جمن کو باہر نکال دینے کے بعد نواب صاحب نے خود ہی دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا اور خون خوار انداز میں ظفر کی طرف مڑے۔

"تو خبیث بن کر میرے سامنے کیوں آیا ہے....؟ دو سال پہلے تو ایسا نہیں تھا....؟"

"مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے آپ کے اس طرزِ تخاطب سے۔!"

"اب ہیجڑوں ہی کے سے انداز میں گفتگو کرے گا۔!"

"میں نہیں جانتا کہ ہیجڑا کیا چیز ہے۔ میری اردو اتنی زبردست نہیں ہے۔!"

"تو نے حلیہ کیا بنا رکھا ہے....؟"

"اُوہ.... آئی ایم اگین شاکڈ.... آدمی اور عام جانوروں میں تو کچھ فرق ہونا ہی چاہئے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں آدمی ہوں....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"آج کی بکواس کل کے لئے نشانِ راہ بنے گی۔!"

"تو کس سے گفتگو کر رہا ہے۔!"

"اپنے چچا سے....!"

"بدتمیز ہو تم....!"

"چچا کو اُردو میں پھر کیا کہتے ہیں۔!"

"تو تم میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی بات کیسے آپ کے ذہن میں اتار دوں۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔!" نواب صاحب ہاتھ جھٹک کر بولے "تمہیں اس چھت کے نیچے انسانیت کے جامے میں رہنا پڑے گا۔!"

"انسانیت کا۔۔۔ جامہ۔۔۔!" ظفر نے رُک رُک کر اس طرح دہرایا جیسے بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔۔۔!

"ہاں انسانیت کا جامہ۔۔۔!" نواب صاحب مٹھیاں بھینچ کر بولے۔

"اوہ آئی ہیو ٹو کنسلٹ اے ڈکشنری ناؤ۔۔۔!" ظفر نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "نو ڈاؤٹ آئی ایم اے بٹ ونگریٹ۔۔۔ نہیں انکل ڈیئر آپ مجھ سے ایسی شائستگی کی توقع نہیں رکھ سکتے، جو عام آدمی میں نہ پائی جاتی ہو۔!"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"میں عام آدمیوں کی طرح زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ اگر جمن خود کو جیمسن کہتا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔!"

"تو تمہارے متعلق میری توقعات بالکل غلط نکلیں۔!" نواب صاحب کی آواز ڈھیلی پڑ گئی۔!

ظفر انہیں ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سر اٹھا کر بولے۔۔۔ "اگر تم باقاعدہ طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتے تو آج سے میرے لئے صرف ایک اجنبی ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔!"

"میں تو آپ کے لئے کچھ کرنے آیا تھا۔!"

"تم۔۔۔!" نواب صاحب حقارت سے بولے۔ "تم میرے لئے کیا کرو گے۔!"

"زرعی اصلاحات نافذ ہو جانے کے بعد آپ کی آمدنی پر بُرا اثر پڑا ہوگا۔۔۔ میں نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ کے لئے ادویات سازی کا ایک کارخانہ قائم کرتا۔!"

"آپ نے غلط اندازہ لگایا مجھ بیچارے کے متعلق۔۔۔!" نواب صاحب نے بے حد جلے بھنے لہجے میں کہا۔ "میرے پاس اتنی پشتینی دولت موجود ہے کہ آپ جیسے دس گدھے ایک ہزار سال تک عیش کر سکتے ہیں۔!"

"اوہ۔۔۔ تب تو کوئی بات نہیں۔ میں خواہ مخواہ پریشان تھا۔ آپ کے لئے۔۔۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔!" ظفر نے کہا، اور سفری بیگ میز سے اٹھا کر کاندھے سے لٹکاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

نواب صاحب کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے، جن میں غصہ بے بسی، اور غم کئی طرح کے جذبات کی جھلکیاں پائی جاتی تھیں۔

وہ کچھ بولے نہیں۔۔۔ جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔!

ظفر نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔۔۔ جمن شاید دروازے ہی سے کان لگائے کھڑا رہا تھا۔ اس کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"چل بے۔۔۔!" ظفر نے اس کی گردن میں ہاتھ دے کر دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"بے۔۔۔ پر مجھے اعتراض ہے جناب۔۔۔!"

"اعتراض نوٹ کر لیا گیا۔۔۔ باہر نکل چلو۔۔۔!"

وہ لان پر نکل آئے اور پھاٹک کی طرف بڑھتے رہے۔ گیٹ سے گذر کر فٹ پاتھ پر اتر آنے کے بعد۔۔۔ جمن رک گیا۔

"چوراہے کے آگے والی سڑک کا کیا نام ہے جناب۔۔۔؟" اس نے ظفر سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔!"

"پھر اب ہم کہاں تشریف لے جائیں گے۔!"

"میں نہیں جانتا۔!"

"کیش کتنا ہے آپ کے پاس۔!"

"دس پونڈ۔۔۔!"

"انہیں تیرہ پوائنٹ دو پانچ سے ضرب دیجئے۔!"

"کیوں۔۔۔؟"

"اس طرح ہم ملکی کرنسی میں اپنی مالی حالت کا جائزہ لے سکیں گے۔!"

"ہوں....!" ظفر کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔!

"کل ایک سو بتیس روپے پچاس پیسے ہماری گرہ میں ہیں۔!" جمن پر تشویش لہجے میں بولا۔

"پرواہ مت کرو.... میرے پاس کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری ہے۔!"

"ڈگری اُبال کر آپ پئیں گے، لیکن میں کیا کروں گا.... میرے لئے تو کم از کم ایک پونڈ کولڈ بیف اور ایک روٹی چاہئے۔"

"بکواس مت کرو.... اور یہ بتاؤ کہ ہم دائیں طرف چوراہے کی طرف بڑھیں یا بائیں جانب والے چوراہے کی جانب....!"

"اس وقت تو ہمارے لئے راکٹ ہی مناسب ہوگا۔!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"خلا....!" جمن آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "یہاں راستے واسطے کی ضرورت پیش نہیں آتی یور ہائی نس....!"

"چلو.... بائیں طرف چلو....!"

دونوں اپنے شانوں سے سفری بیگ لٹکائے چل پڑے۔! چوراہے پر پہنچ کر انہیں پھر رکنا پڑا۔

"ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے کہ کسی ہوٹل میں بھی قیام کر سکیں....!" ظفر بولا۔

"قیام کی ضرورت ہی کیا ہے یور آنر.... میں نے سُنا ہے کہ یہاں لوگ فٹ پاتھوں پر بھی رات بسر کر سکتے ہیں.... پلین لونگ اینڈ ہائی تھنکنگ کے ہم ہمیشہ سے قائل رہے ہیں۔!"

ظفر نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں بھی پُر مسرت چمک دکھائی دی۔

"دراصل یہاں ہم اپنے فلسفے کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے....!" اُس نے چہکتی ہوئی سی آواز میں کہا، لیکن جمن کا حلیہ بگڑ گیا۔ اس نے منہ بسور کر کہا۔ "جیب ہلکی ہو تو فلسفے میں کوئی چارم نہیں رہ جاتا.... یور آنر....!"

"جیب کی بات نہ کرو.... میں سڑے ہوئے آلو اُبال کر بھی پیٹ بھر سکتا ہوں مجھے آزادی چاہئے۔ اس چھت کے نیچے قدم قدم پر پابندیوں سے دوچار ہونا پڑتا.... انہیں تیرے جیمسن ہونے پر بھی اعتراض تھا۔!"

"میں کتے کا پلا کھلا کر بھی پیٹ بھر لینا پسند کروں گا.... یور ہائی نس۔!"

"ہل وَ دیو...." ظفر آہستہ سے بڑبڑایا اور ایک گاؤدم لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا، جو سر سے نیچے کی طرف بتدریج پتلی ہوتی چلی گئی تھی۔

"کیا خیال ہے....؟" وہ جمن کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا "اپنے ہی قبیلے کی معلوم ہوتی ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... پاجامہ پہنے ہوئے ہے....!" جمن بولا۔

"اِڈیٹ.... یہاں اسکرٹ نہیں پہنے جاتے.... پاجامے ہی کو مختصر کر دیا ہے۔ میرے خیال سے۔!"

"پوری ٹانگیں تو ڈھکی ہوئی ہیں۔ مختصر کہاں سے کر دیا ہے۔!"

"بکو مت.... ہم اسی کے پیچھے چلتے ہیں۔ کسی سے تو یہاں جان پہچان ہونی ہی چاہئے۔!"

"اس کے لئے میں بوڑھے آدمی کو ترجیح دوں گا۔!" جمن نے ایک راہگیر کی طرف اشارہ کیا۔

"تم اسی کے پیچھے جاؤ....!" ظفر کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

لڑکی کی رفتار تیز نہیں تھی....! ظفر جب اس سے صرف دو تین فٹ کے فاصلے پر رہ گیا تو اُس نے آہستہ سے سیٹی بجائی۔

لڑکی حیرت انگیز پھرتی سے پلٹی تھی۔!

"یہ کیا بے ہودگی ہے....!" اس نے خونخوار لہجے میں پوچھا۔

"مجھے حیرت ہے آپ کے لہجے پر.... کم از کم انگلستان میں تو ایسا نہیں ہوتا۔!"

"تم نے غلط سمجھا ہے.... میں کوئی فلرٹ نہیں ہوں۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تم خواہ مخواہ بگڑ رہی ہو.... میں چھوٹا نہیں ہوں.... چند گھنٹے پہلے انگلینڈ سے یہاں پہنچا ہوں.... لیکن اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں....!"

"بہت ہوٹل ہیں یہاں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"جیمسن....!" ظفر نے مڑ کر جمن کو مخاطب کیا۔

"یس یور آنر....!"

"انہیں اپنی مالی پوزیشن کے بارے میں بتاؤ۔!"

"ایک سو بتیس روپے پچاس پیسے....!"

"اور یہ پونڈ کی شکل میں ہیں.... " ظفر نے لڑکی سے کہا۔

"مجھے دکھاؤ پونڈ....!"

ظفر نے اسے دس پونڈ کا ایک نوٹ دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں جہاز کے ٹکٹ کا کاؤنٹر فائیل بھی دکھا سکتا ہوں۔!"

اس نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سارے کاغذات دکھانا شروع کر دیئے جن سے اس کے تازہ وارد ہونے کا ثبوت مل سکتا۔

"تو تمہارا یہاں کوئی نہیں ہے۔!" لڑکی نے کچھ دیر بعد ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"ایک قدامت پسند چچا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور وہ مجھے برداشت کرنے پر تیار نہیں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"میں ان کے لئے نقصان دہ بھی نہیں ثابت ہو سکتا کیوں کہ میں نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی ہے۔!"

"کیمسٹری میں....؟" لڑکی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہمیں کہیں بیٹھ کر گفتگو کرنی چاہئے۔!"

لڑکی نے اُسے غور سے دیکھا اور بولی "میرے ساتھ آؤ۔!"

جمن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور جیب سے لیمن ڈراپ نکال کر منہ میں ڈال لیا۔

لڑکی انہیں ایک ریستوران میں لائی۔ وہ بیٹھ گئے۔ جمن احمقانہ انداز میں ریستوران کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیمسٹری کی ڈگری کہاں کی ہے۔!" لڑکی نے پوچھا۔

"آکسفورڈ کی ہے....!"

لڑکی کچھ سوچنے لگی.... پھر بولی۔ "ایک صاحب ہیں میری جان پہچان کے....! لیکن میں نے ایک دم سے اس قسم کی گفتگو کیوں شروع کر دی۔!"

"ہمارا فلسفہ کہتا ہے کہ آدمی کو آدمی سے تکلف نہ کرنا چاہئے۔ جانور اس وقت تک نہیں ملتے، جب تک کہ اُن کا آپس میں تعارف نہ ہو....!"

لڑکی دلآویز انداز میں مسکرا کر بولی۔ "میرا نام آسودہ بانو ہے....!"

"میں ظفرالملک ہوں.... یہ جیمسن....!"

جمن نے اس طرح لڑکی کی طرف دیکھا جیسے اُسے منہ چڑھا رہا ہو.... لڑکی پھر جلدی سے ظفر ہی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔!

"بہر حال....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "میرے ایک شناسا کو ایک ایم ایس سی کی ضرورت ہے....!"

"کیا کرنا پڑے گا....!" ظفر نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ کسی دوا ساز کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہیں لیب میں کام کرنا پڑے....!"

"میں سب کچھ کر سکتا ہوں....!"

لڑکی نے جمن کی طرف دیکھا۔

"جو کچھ یہ کرتے ہیں میں اس میں دخل نہیں دے سکتا....!" جمن بولا۔

ناشتہ کر کے وہ اس لڑکی کے ساتھ روانہ ہو گئے تھے۔!

O

سفر دوبارہ شروع ہو گیا....! وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی مشکل اتنی جلدی آسان ہو جائے گی۔!

لڑکی نے انہیں ایک آدمی سے ملایا تھا اور اس نے تھوڑی دیر تک مختلف قسم کی پوچھ گچھ کرنے کے بعد پروانہ تقرر ظفرالملک کے حوالے کر دیا تھا۔

اُسے پہلی ٹرین سے سردار گڈھ جانا تھا۔ اس آدمی کے بیان کے مطابق دوا ساز کمپنی کا کارخانہ وہیں تھا۔

گاڑی میدانوں سے گذر کر پہاڑی علاقے میں داخل ہو چکی تھی....! وہ دونوں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔!

"وہ لڑکی آسمان سے اتری تھی....!" جمن بولا۔

"ہر لڑکی آسمان ہی سے اترتی ہے اور زمین پر پاؤں نہیں رکھتی....!" ظفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

"یہاں کی آب وہوا نے آپ پر خاصا اثر ڈالا ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"ایسی باتیں کرنے لگے ہیں، جو کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔!"

کمپارٹمنٹ میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ سردیاں شروع ہو چکی تھیں اس لئے سردار گڈھ کے مسافر کم ہی ہوتے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور سرد ہوا لباسوں سے گذر کر کھال میں پیوست ہوتی محسوس ہونے لگی تھی....!

جمن نے اوور کوٹ کا کالر کانوں تک اٹھالیا تھا اور کبھی کبھی کسی عمر رسیدہ خشکی کے کچھوے کی طرح گردن ابھار کر خالی کمپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگتا تھا۔

دفعتاً گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی اور آخر کار وہ ایک چھوٹے سے اسٹیشن پر رک گئی۔ ساتھ ہی کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر گھس آیا.... کچھ بوکھلایا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔!

ظفر اور جمن نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ آنے والا جوان العمر تھا۔ نیلے سوٹ پر زرد قمیض پہن رکھی تھی اور گلے میں سرخ رنگ کی ٹائی لہرا رہی تھی۔ فلٹ ہیٹ میں سرخ گلاب لگا رکھے تھے۔ صورت سے پرلے درجے کا احمق معلوم ہوتا تھا، ویسے خدوخال دلکش تھے۔

وہ سامنے والی سیٹ پر بیٹھ کر ان دونوں کو احمقانہ انداز میں دیکھنے لگا۔

"پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو....!" ظفر مسکرا کر بولا۔

اس نے احمقانہ انداز میں اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

"پھر اس طرح کیوں گھور رہے ہو....؟"

"میں سوچ رہا ہوں..!" نووارد بولا۔ "اگر میرے بال بھی تمہاری ہی طرح ہوتے تو کیسا لگتا!"

"فائن...!" ظفر مسکرایا۔ "تمہاری ٹوپی مجھے پسند آئی، بڑی سلیقے سے پھول لگائے ہیں۔!" اور مجھے یہ کہنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کہ اس ملک میں ابھی تک صرف تم ہی نظر آئے ہو۔!"

"اور جناب کا کس ملک سے تعلق ہے....!" نووارد نے پوچھا۔

"تعلق تو اسی ملک سے ہے لیکن بچپن ہی سے لاتعلق رہ کر دوبارہ متعلق ہوا ہوں....!"

"ماشااللہ....!" نووارد نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہو.... تم تو اپنے ہی قبیلے سے معلوم ہوتے ہو.... آئی ایم اے ہپی....!" ظفر نے چیونگم کا پیکٹ اس کی ہتھیلی سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"وی.... آر.... آل ہپیز....!" اجنبی نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر احمقانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔ پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔ ظفر بھی بوکھلا کر اٹھ گیا تھا۔

نووارد بڑے والہانہ انداز میں اس سے بغل گیر ہو گیا اور آہستہ سے اس کے کان میں بولا۔

"تم میرے لباس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہے ہو۔!"

"یہ حقیقت ہے....!"

"ارے تو چلو بدل لیں....!"

ظفر اسے حیرت سے گھورنے لگا۔ گاڑی دیر ہوئی حرکت میں آکر رفتار پکڑ چکی تھی۔

"تم میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو....!" اجنبی چہک کر بولا۔ "وی آر ہپیز میرا سب کچھ تمہارا ہے اور تمہارا سب کچھ میرا۔ ہم دنیا کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم امن کے پیامبر ہیں.... ہم جنگ سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمارا پیغام محبت ہے.... آؤ میرے ساتھ۔!"

وہ ظفر کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف کھینچنے لگا۔

"باس....!" جمن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کی تعریف....!" اجنبی اس کا ہاتھ چھوڑ کر جمن کی طرف مڑا۔

"میرا ساتھی....!"

اجنبی جھپٹ کر جمن سے بھی نہ صرف بغل گیر ہو گیا بلکہ اس کی بے ترتیب ڈاڑھی کو دو تین بوسے بھی دیئے....!

"مسٹر مسٹر....!" جمن ناگواری سے بولا۔

"برادر کہو برادر....!" اجنبی نے اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر ظفر کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف لے جانے لگا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں جناب....؟" جمن اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"میں ان سے لباس تبدیل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ انہیں پسند ہے....!"

"ارے اس کی کیا ضرورت ہے.... میں تو یونہی....!" ظفر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

"نہیں میرے دوست....!" اجنبی بولا۔ "انکار کر کے تم ایک ہپی کا دل توڑو گے....!"

"اچھا.... اچھا....!" ظفر مسکرایا۔

"ایک بات....!" جمن بولا۔ "باس ذرا میری ایک بات الگ سن لو۔!"

"ضرور.... ضرور....!" اجنبی اُن کے درمیان سے ہٹ گیا۔

جمن نے ظفر کو کمپارٹمنٹ کے دوسرے سرے پر لے جا کر آہستہ سے کہا۔ "رقم نکال کر مجھے دیتے جایئے ورنہ لباس کے ساتھ رقم بھی جائے گی.... ہم نہیں جانتے کہ یہاں کے لوگ کیسے ہیں۔!"

"اچھا.... اچھا....!" ظفر نے جیب سے پرس نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل مجھے ایک کوٹ کی ضرورت ہے.... سردی بڑھ گئی ہے.... تمہارے پاس تو اوور کوٹ ہے میں صرف قمیض میں ہوں۔"

پھر دس منٹ کے اندر ہی انہوں نے آپس میں اپنے لباس بدل لئے تھے۔

"بیوٹی فل....!" اجنبی اُسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا اچھل پڑا۔

"چارمنگ....!" جمن ڈاڑھی کھجاتا ہوا بولا۔

"پرنس چارمنگ کہو....!" ظفر نے قہقہہ لگایا۔

"اب ہم اطمینان سے گفتگو کریں گے۔!" اجنبی بیٹھتا ہوا بولا۔

"میں سردار گڈھ جا رہا ہوں....!" ظفر نے کہا اور اپنی کہانی شروع کر دی۔ اجنبی کے چہرے پر کبھی احمقانہ حیرت کے آثار نظر آتے اور کبھی وہ بے حد مغموم دکھائی دینے لگتا۔

ظفر کے خاموش ہوتے ہی ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تمہاری داستان بڑی پُر درد ہے۔ ایسے بے درد چچا کو دور سے سلام.... اللہ کی قدرت ہے کہ اجنبی لڑکیاں تو والد صاحب ثابت ہوں اور سگا چچا ایسی نالائقی پر اُتر آئے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا عجیب دیس ہے۔ دو ہستیوں سے تفصیلی ملاقات ہوئی اور دونوں ہی عجیب ثابت ہوئیں۔ ایک وہ لڑکی تھی جس نے سرِ راہ ملازمت کا انتظام کر دیا اور دوسرا یہ جو زبردستی اپنا قیمتی لباس اس کے معمولی قمیض اور پتلون کے عوض حوالے کر چلا ہے۔!

کچھ دیر بعد گاڑی کی رفتار پھر سست ہونے لگی اور اجنبی اٹھ کھڑا ہوا۔ ظفر نے اس طرح جانے کی وجہ پوچھی۔

"بس خدا حافظ....!" اجنبی نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اسی اسٹیشن پر اترنا ہے مجھے۔!"

ظفر فیصلہ نہ کر سکا کہ اُسے اس موقع پر کس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا چاہئے۔

گاڑی رکی اور اجنبی تیزی سے نیچے اتر گیا۔

ظفر اپنے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ "عجیب آدمی تھا۔!"

جمن پتہ نہیں کیوں بُرا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔

ان چھوٹے اسٹیشنوں پر ٹرین ایک منٹ سے زیادہ نہیں رکتی تھی۔!

ظفر نے دفعتاً محسوس کیا کہ جمن اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے۔!

"کیا بات ہے....!" اس نے اُسے گھور کر پوچھا۔

"بڑے خوب صورت لگتے ہیں اس ٹوپی میں....!" جمن مسکرا کر بولا۔ "سرخ گلاب بڑے جاندار ہیں۔!"

ظفر نے فلٹ ہیٹ کے اگلے گوشے کو چھوتے ہوئے کچھ کہنا چاہا تھا۔ کہ پشت سے نسوانی آواز آئی۔ "اوہ تو تم یہاں آچھپے ہو ظالم....!"

ساتھ ہی گاڑی بھی حرکت میں آگئی.... ظفر چونک کر مڑا۔

ایک بڑی خوب صورت سی لڑکی دروازے کے قریب کھڑی تھی۔ ظفر کے مڑتے ہی بُری طرح چونکی اور پھر اُس کے چہرے پر.... سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی بولی۔ "معاف کیجئے گا.... مجھے دھوکا ہوا.... میرا ساتھی بالکل ایسے ہی لباس میں تھا....!"

"کوئی بات نہیں بیٹھ جایئے....!" ظفر نے سامنے والی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اُسے گھورتی ہوئی سامنے آبیٹھی۔! جمن ایک آنکھ بند کئے اُسے دیکھے جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس لڑکی کو دیکھ کر اس کی ڈاڑھی کچھ اور زیادہ گنجان ہو گئی ہو۔!

"آپ دونوں ساتھ ہی سفر کر رہے تھے....!" ظفر نے لڑکی سے پوچھا۔

"جی ہاں....!" لڑکی نے جواب دیا۔

"کیا وہ آپ سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔!"

"میرا خیال یہی ہے۔!"

"تب تو میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔!"

"کیا مطلب.....!"

"پچھلے اسٹیشن پر وہ یہاں آیا تھا اور اس اسٹیشن پر اتر گیا.....! اتنی سی دیر میں مجھ سے اس نے تک بے تکلف ہوا کہ میرے لباس سے اپنا لباس بدل کر چلتا بنا..... میں نے اس کے لباس کی تھوڑی سی تعریف کر دی تھی.....!"

"اُوہ.....!" لڑکی ہاتھ ملتی ہوئی مضطربانہ انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی۔

"آپ کچھ مغموم نظر آ رہی ہیں.....!" ظفر بولا۔

"اب گاڑی سردار گڈھ ہی میں رکے گی.....!" لڑکی نے کہا! شاید وہ اس موضوع پر گفتگو کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں.....!"

"جی نہیں..... شکریہ.....!" لڑکی نے ترشی سے کہا۔

"آپ یقین کیجئے.....! وہ میرے لئے بالکل اجنبی تھا۔!"

"ہوں..... ہوں.....!" لڑکی نے سر کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔!

کچھ دیر خاموشی رہی پھر دفعتاً ظفر بولا۔ "آپ واقعی مغموم ہیں، اس واقعہ پر.....!"

"براہِ کرم خاموش رہیئے مجھے آپ سے جان پہچان پیدا کرنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔!"

جمن نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اور پھر ظفر کی طرف دیکھنے لگا۔ ظفر کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار تھے۔!

اس نے کچھ دیر بعد کہا "یہ پہلا ذہنی جھٹکا ہے۔!"

"کیا مطلب.....؟" لڑکی چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"صرف تمہارے رویئے میں مجھے محبت نہیں ملی۔ ورنہ ابھی تک یہاں کے لوگوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔!"

"یہاں کے لوگوں سے کیا مطلب..... کیا آپ یہاں کے نہیں ہیں۔!"

"بس ختم کیجئے..... مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ آپ کو اپنے بارے میں کچھ بتاؤں.....!"

اس نے کہا اور جمن سے فرانسیسی میں بولا۔ "اس لڑکی کو اس طرح نہ گھورو..... خون خوار معلوم ہوتی ہے۔!"

"مجھے غلط نہ سمجھو باس..... میں تو تمہاری سلامتی کے لئے اُسے گھور تا رہا ہوں۔!"

لڑکی انہیں حیرت سے دیکھتی رہی۔ ٹرین اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔!

ظفر نے اپنے تھیلے سے ماؤتھ آرگن نکالا اور بجانے لگا۔

پھر ان کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی تھی..... اور وہ سردار گڈھ پہنچ گئے تھے۔

لڑکی ان سے پہلے اتر گئی.....! ظفر نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے شانے سکوڑے اور پھر جمن کی طرف دیکھنے لگا۔

"جلدی کیجئے.....!" جمن بولا۔ "ان اسٹیشنوں پر زیادہ دیر گاڑی نہیں ٹھہرتی۔!"

دونوں نے اپنے اپنے تھیلے اٹھا کر کاندھوں پر ڈالے اور پلیٹ فارم پر اُتر گئے.....! ظفر پھر ماؤتھ آرگن بجانے لگا تھا۔

ماؤتھ آرگن ہی بجاتا ہوا گیٹ سے بھی گذرا اور باہر شیڈ میں پہنچنے کے بعد سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔! اتنے میں ایک رکشے والا قریب آکر بولا کہ وہ انہیں بڑے آرام سے ان کی منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔

ظفر نے جگہ کا نام لیا۔ لیکن جب وہ ہاتھوں سے کھینچے جانے والا رکشا قریب لایا۔ تو ظفر پیچھے ہٹ گیا۔

"بیٹھو ساب.....!" رکشا والا بولا۔

"میں ہرگز نہیں بیٹھوں گا۔!"

"کیوں ساب.....؟"

"میرے ہی جیسا ایک آدمی مجھے کھینچتا پھرے۔ ہرگز نہیں۔!"

"ارے ساب اگر سب یہ سوچے تو ہم بھوکا مر جائے۔!"

"کچھ بھی ہو.....!"

"میرا خیال ہے کہ یہاں اس سواری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔!" جمن نے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر بدقت تمام یہ طے پایا تھا کہ رکشا والا پیدل ان کی رہنمائی کرے اور وہ اُسے اس کی پوری اجرت دیں گے۔! جہاں انہیں جانا تھا وہ جگہ اسٹیشن سے بہت دور چڑھائی پر تھی۔!

جمن ہانپنے لگا تھا اور اس نے انسانیت اور انسان نوازی کے رجحانات کو لاکھوں سلواتیں سنائی تھیں۔!

رکشے والا انہیں ایک بڑی عمارت کے سامنے چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ سلاخوں دار پھاٹک پر ایک آدمی موجود تھا۔ اُس نے مسٹر میوری تک ان کی رہنمائی کی۔

وہ ایک جسیم اور قد آور غیر ملکی تھا۔ شاید اتنی رات گئے چھیڑے جانے پر اس کے چہرے کی خشونت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔!

ظفر نے اُسے وہ سفارشی خط دیا جو ایک لڑکی نے اپنے کسی شناسا سے دلوایا تھا۔

مسٹر میوری نے اس خط کو خشمگین نظروں سے پڑھ کر سوال کیا۔

"کیا تم کل صبح نہیں آسکتے تھے....!"

"رات کہاں گزارتے....؟"

"یہاں متعدد ہوٹل موجود ہیں....!"

"اگر مالی حالت اجازت نہ دے تو ان کا وجود بیکار ہے....!"

"ہوں....!" وہ اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا غرایا۔ چند لمحے اُسی طرح گھورتا رہا پھر بولا۔ "تمہاری وضع قطع مجھے پسند نہیں آئی۔!"

"میں کام کرنے آیا ہوں، شوکیس کی زینت بننے کے لئے نہیں۔!"

ٹھیک اسی وقت ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اور ظفر اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

یہ تو وہی لڑکی تھی جس سے کچھ دیر پہلے ٹرین پر مڈبھیڑ ہوئی تھی۔

"تم....؟" وہ ظفر کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"کیا تم اسے جانتی ہو....!" مسٹر میوری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ وہی آدمی ہے جس کا تذکرہ میں نے آپ سے کیا تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ مجھے اس پر اس کا دھوکا ہوا تھا۔ کیا آپ نے ابھی تک اس کے لباس پر غور نہیں کیا....؟"

میوری کی بھنویں سکڑ گئی تھیں اور وہ ظفر کو کسی شکاری کتے کی طرح گھورے جا رہا تھا۔

"تم دونوں بچ کر نہیں جاسکتے۔!" وہ سانپ کی طرح پھپھکارا۔

"کک.... کیا مطلب....؟" جمن ہکلایا۔

"انہیں پکڑلو....!" دفعتاً میوری کی دہاڑ سنائی دی اور چار آدمی مختلف دروازوں سے نکل کر ان کی طرف جھپٹے۔ ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ ملتا بھی کیونکر بات ہی نہیں پلے پڑی تھی۔! وہ جکڑ لئے گئے۔ میوری نے ان کے ہاتھ پشت پر بندھوا دیئے تھے۔!

"اب بتاؤ....!" وہ انہیں حقارت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں کیا بتاؤں....!" ظفر بھی آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا۔ "تم بتاؤ کہ تم سب نے ہوشمندی کا جامہ کیوں اتار پھینکا ہے۔!"

"یہ اسی کی پیش کش تھی....! میں نے تو صرف اس کے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔!"

"تم ابھی سچی بات اگل دو گے....! تشدد میرا محبوب مشغلہ ہے۔!"

"لل... لیکن باس...!" لڑکی بولی۔ "آپ کو دو آدمیوں کی آمد کی اطلاع پہلے مل چکی تھی۔!"

"سب کچھ ممکن ہے.... ان لوگوں کا پلان پیچیدہ بھی ہو سکتا ہے۔!" میوری نے ظفر کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے کہا۔

دفعتاً جمن نے فرانسیسی میں ظفر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "دماغ ٹھنڈا رکھو پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔!"

ظفر نے بھی فرانسیسی ہی میں جواب دیا۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں، لیکن مجھے تجھ سے شکوہ ہے....! میں کبھی تیری ڈاڑھی کے حق میں نہیں رہا۔ لوگ خواہ مخواہ شک کرتے ہیں۔ ڈاڑھی یوگیوں کا نشان ہے ایک ہپی کے لئے ضروری نہیں۔!"

"اُوہو.... تم فلسفے کی طرف جا رہے ہو باس.... اور یہاں مارے خوشی کے میرا پیشاب خطا ہونے والا ہے۔!"

"تم لوگ کیا بکواس کر رہے ہو....!" دفعتاً میوری بھی فرانسیسی میں گرجا۔

"اب ہم اطالوی میں گفتگو کریں گے....!" ظفر نے مسکرا کر اس سے کہا۔

"چمڑے کے چابکوں سے تمہاری کھال گرادی جائے گی۔!"

"آخر تم چاہتے کیا ہو....؟"

"سچی بات اگل دو....!"

"تم میرے کاغذات دیکھ سکتے ہو۔ میرے بیگ میں تمہیں مل جائیں گے ہر طرح اطمینان کرلو!"

"کون سا بیگ ہے تمہارا....!"

ظفر نے فرش پر پڑے ہوئے بیگوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔

میوری نے خود ہی آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تھا اور میز پر الٹ دیا تھا۔ اس دیکھ بھال میں دس منٹ گذر گئے....! ظفر اور جمن اسی طرح کھڑے رہے۔!

میوری نے کاغذات ایک طرف رکھ کر طویل سانس لی اور اُن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کاغذات درست معلوم ہوتے ہیں اور میں ہوائی کمپنی سے بھی تصدیق کر سکتا ہوں۔!"

"جلدی سے کرلو....!" جمن تڑ سے بولا۔ "اب بھوک لگ رہی ہے۔! ہم سمجھے تھے کہ تم مہمان نوازی کا ثبوت دو گے.... لیکن....!"

"خاموش رہو....!" میوری ہاتھ اٹھا کر غرایا اور لڑکی کی طرف مڑ گیا۔

"وہ کس اسٹیشن پر تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔!"

"سمرکنڈی اسٹیشن پر....!"

"تنہا تھا....!"

میوری اُن دونوں کی طرف مڑ کر پھر ظفر کو گھورنے لگا۔

"عمران سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

"کس سے....؟"

"علی عمران سے....!"

"میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے....!"

"تم اتنے گدھے تو نہیں معلوم ہوتے کہ دو منٹ کی ملاقات میں کسی سے اپنے کپڑے بدل لو۔!"

"لیکن وہ تو بالکل گدھا تھا.... عقلمندی مجھ سے سرزد ہوئی تھی۔ میں ایک سوتی قمیض اور پتلون میں تھا۔ یہ گرم سوٹ ہے.... اور ٹوپی تو بالکل ہی مفت پڑی ہے....!"

"دراصل تم احمق ہو....!" میوری لڑکی کی طرف مڑ کر دہاڑا۔

"مم.... میں.... کیوں.... باس....!"

"اس لئے کہ تم اُسے بہلائے رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اُسے تم پر شبہ ہو گیا.... اور وہ دوسروں کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی تمہیں جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔!"

لڑکی ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی....!

"ان دونوں کے ہاتھ کھول دو....!" میوری نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"فی الحال مجھے دیکھنا پڑے گا.... تمہارے قیام کا بندوبست ایک ہوٹل میں کیا جارہا ہے.... کام شروع کرنے سے پہلے تمہیں کچھ دن آرام تو کرنا ہی چاہئے....!"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہماری مالی حالت اس قابل نہیں۔!"

"اخراجات ہماری فرم برداشت کرے گی....! باہر گاڑی موجود ہے۔ میرا آدمی ساتھ جائے گا.... اور تمہارے قیام کا انتظام کر دے گا۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا.... یہ پاگلوں کا دیس ہے....!" جمن اپنی بے ترتیب ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں نے لندن کے ہوائی اڈے سے کوئی خواب شروع کیا ہو اور جواب تک جاری ہو....!"

"پتہ نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"انہیں توقع تھی کہ اُن کے چچا انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، لیکن انہوں نے قریب قریب دھکے ہی دلوا کر گھر سے باہر کر دیا.... پھر ایک رحم دل لڑکی ملی جس نے ملازمت کا انتظام کروا دیا.... پھر ایک فرشتہ ملا جس نے سوتی لباس اتروا کر اپنا گرم سوٹ پہنا دیا.... اور.... آخر کار تم نے ایسا برتاؤ کیا جیسے ہم تمہارے مکان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہوں....!"

"ختم کرو....!" میوری ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھے حالات کا اندازہ ہے....!"

O

دوسری صبح وہ رینالڈو میں ناشتہ کرتے وقت بے حد خوش نظر آ رہے تھے۔

یہ سردار گڈھ کے اچھے ہوٹلوں میں سے تھا۔ پچھلی رات یہیں ان کے قیام کا انتظام ہو گیا تھا اور وہ اخراجات کی طرف سے بے نیاز سے ہو کر خوش خوراکی کا ثبوت دیتے رہے تھے...!

جمن کا خیال تھا کہ یا تو وہ دونوں خود ہی پاگل ہو گئے ہیں یا پھر یہ پاگلوں کی سرزمین ہے... جو بھی ملتا ہے انوکھا...!

البتہ ظفر کی پیشانی پر شکن تک نہیں تھی۔!

"اگر پاگل پن خطرناک نہ ہو تو دلچسپ ہوتا ہے۔!" ظفر نے کہا۔

"یعنی... یعنی... آپ کے ذہن پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ہے، ان حالات کے تحت..."

"اس قسم کے حالات اسی زمین پر اور اسی آسمان کے نیچے جنم لیتے ہیں لہٰذا کسی پر حیرت ظاہر کرنا یا کسی سے بددل ہو جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں...!"

"تو پھر ہمیں کیا سوچنا چاہئے۔!"

"یہی کہ آنے والا لمحہ بھی ہمارے لئے دلچسپ ہی ہونا چاہئے۔!"

"تب تو مجھے یقین ہے!" جمن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "آپ زندگی بھر شادی نہ کریں گے۔!"

"کیا مطلب... اَبے یہاں شادی کا کیا تذکرہ...!"

"لینگویج پلیز... مجھے اَبے پر اعتراض ہے...!"

"سوری... اَبے واپس لیتا ہوں...! ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا مسٹر جیمسن کہ آپ کو ان حالات میں میرے شادی کرنے یا نہ کرنے کا خیال کیوں آیا...؟"

"میں نے سنا ہے کہ یہاں اس ملک میں عورت اور مرد شادی کے بغیر ایک ساتھ نہیں رہ سکتے...!"

"مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی...!" ظفر نے کہا اور پھر ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

انہوں نے پورا دن بستروں پر پڑے رہ کر گذار دیا۔ شام کو جمن نے مشورہ دیا کہ انہیں سچ مچ اپنی وضع قطع بدل دینی چاہئے۔!

"کیوں...؟" ظفر بھنا کر بولا۔

"مسٹر میوری یہی چاہتے ہیں...!"

"مسٹر میوری کو ہماری ذاتیات سے کیا غرض۔!"

"جناب عالی...! اگر آپ لندن میں بھی ملازمت کرنا چاہتے تو وضع قطع بدلنے کا مسئلہ وہاں بھی در پیش ہوتا...!"

"ہوں..!" ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تو تجھے اپنے چہرے کا جنگل بھی صاف کرانا پڑے گا۔!"

"یقیناً جناب... جب حالات یہ ہوں کہ ڈاڑھی والے پکڑے جائیں مونچھ والوں کی خطا پر تب تو اس کا نہ رہنا ہی بہتر ہو گا۔!"

وہ ایک اصلاح ساز کی دوکان پر پہنچے تھے اور جمن کی ڈاڑھی صاف ہو گئی تھی اور ظفر نے اُس کے گالوں پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "کاش میں تمہیں اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے کی اجازت دے سکتا...!"

ظفر کے بالوں کی درستگی میں خاصا وقت صرف ہوا اور وہ تقریباً نو بجے تک رینالڈو واپس پہنچ سکے۔! ڈائننگ ہال سے گذرتے وقت ظفر کے پیر ٹھٹک گئے۔!

"جمن...!" وہ تیزی سے جمن کی طرف مڑا۔

"جیمسن جناب عالی...!"

"جیمسن کے بچے وہ دیکھو...!"

"لینگویج پلیز...!"

"اچھا... اچھا... وہ دیکھ سامنے...!" ظفر نے ایک سمت اشارہ کیا اور جمن بھی جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

ایک میز پر وہی آدمی نظر آیا... جس نے پچھلی رات ٹرین پر ظفر سے لباس کا تبادلہ کیا تھا۔ اس وقت وہ خاصا دلکش نظر آ رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر آئس کریم کے بہت سے کپ رکھے ہوئے تھے اور وہ خود ایک چھوٹی سی بلوری نلکی سے فضا میں صابن کے بلبلے اڑا رہا تھا۔

چہرے پر حماقت آمیز معصومیت دور سے بھی نظر آسکتی تھی۔!

ظفر اُس میز کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جمن نے اُس کا بازو پکڑ لیا۔!

"دیکھئے.... آپ پھر غلطی کرنے جارہے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ہمیں اب ان کے ساتھ نہ پایا جانا چاہئے۔!"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ قصہ کیا ہے....؟"

"جنابِ عالی ہوش میں رہئے....!"

"تم گدھے ہو....!"

"مجھے آپ کے طرزِ تخاطب پر اعتراض ہے....!"

"جہنم میں جاؤ....!"

ظفر اس سے بازو چھڑا کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔!

جمن کے چہرے پر جھنجھلاہٹ نظر آئی اور وہ لاپروائی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دے کر اقامتی کمرے کی طرف چل پڑا۔

ظفر بڑی متانت کے ساتھ چلتا ہوا اس میز تک آیا جس پر سے صابن کے بلبلے اڑائے جارہے تھے۔

وہ احمق اسی طرح اس شغل میں الجھا ہوا تھا کہ اُس نے ظفر کی طرف توجہ تک نہ دی۔

ظفر بڑے اطمینان سے سامنے والی کرسی پر نہ صرف بیٹھ گیا بلکہ آئس کریم کے پیالوں کا بہ نظرِ انتخاب جائزہ لینا بھی شروع کر دیا۔!

ایک پیالے سے تھوڑی سی چکھی اور چمچہ اس میں ڈال کر دوسرے پیالے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

خوبرو احمق بدستور بلبلے اڑائے جارہا تھا۔! دفعتاً اُس نے ظفر کی طرف کنکھیوں سے دیکھ کر آہستہ سے پوچھا۔ "بھیڑ کے دودھ کی ہے نا....!"

"اُوں.... ہوں....!" ظفر نے دوسرے پیالے سے چکھ کر اپنے سر کو منفی جنبش دی....

پھر احمق کی طرف دیکھ کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "گلہری ہی کا دودھ ہو سکتا ہے۔!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں میرے دوست.... یہ سو فیصد بھیڑ کا دودھ ہے.... میں آئس کریم پر اتھارٹی ہوں.... ڈاکٹر فرام یونیورسٹی آف نبراسکا....!"

دفعتاً ظفر نے زور سے میز پر ہاتھ مارا اور خوبرو احمق اچھل پڑا۔

"تب تو بھیڑ کے دودھ کی نہیں ہو سکتی....!" اُس نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں....!" ظفر کا لہجہ تلخ تھا۔

"کنفیوشس کا قول ہے کہ پہلے خود کو پہچان پھر سسرال والوں کو پہچاننے کی کوشش کر.... میاں تمہارا نمبر تو بہت دیر میں آئے گا....!"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو.... میں وہی ہوں جس سے پچھلی شام تم نے ٹرین پر لباس تبدیل کیا تھا۔!"

"کنفیوشس نے یہ بھی کہا ہے کہ نیکی کرو.. اور بھول جاؤ.. لہٰذا اب مجھے کچھ بھی یاد نہیں۔!"

"میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ محض تمہاری وجہ سے ہم دونوں پر تشدد کر بیٹھے تھے....!"

"میری وجہ سے....!" خوبرو احمق نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے۔

"تمہارا نام علی عمران ہی ہے نا....!"

"افسوس....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا مطلب....؟"

"تم ضرور میری سسرال والوں سے ٹکرا گئے تھے۔!"

"مسٹر میوری اور تمہاری سسرال والے.... ہونہہ....!"

"مسٹر میوری....!" احمق کی آنکھوں میں کسی قدر تشویش کے آثار نظر آئے۔!

"مسٹر میوری.... تھرٹین شیر دل روڈ پر رہتے ہیں....!"

"تھرٹین شیر دل روڈ پر....؟ لیکن تم وہاں کیوں کر جا پہنچے۔!"

ظفر بڑی تیزی سے گذشتہ رات کے واقعات بیان کرتا چلا گیا....!

احمق کے چہرے پر کبھی حیرت کے آثار نظر آتے اور کبھی وہ خوف زدہ دکھائی دینے لگتا۔!

ظفر کے خاموش ہوتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا "پتہ نہیں کیا چکر ہے.... میں نے

عرصہ سے کوئی لڑکی نہیں دیکھی....!"

"تمہارا نام علی عمران نہیں ہے....!"

"بلاشبہ میرا نام یہی ہے....!"

"تب تو مسٹر میوری کے تیور ہی خطرناک تھے۔!"

"میں کسی مسٹر میوری کو بھی نہیں جانتا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ انکی باتوں سے تو معلوم ہوتا تھا جیسے تمہارے خون کے پیاسے ہوں..!"

"چھوڑو ختم کرو....!"

"اس نے کہا ہے کہ ہمیں اس کے اخراجات پر کچھ دن آرام کرنا چاہئے۔!"

"تب تو میاں تم چلتے پھرتے نظر آؤ.... میرے قریب تمہارا پایا جانا تمہارے حق میں بھی مضر ہوگا۔!"

O

جمن نے کمرے میں پہنچ کر بڑی مایوسی سے اپنے شفاف گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے حالات کو ایک گندی سی گالی دی اور بستر پر اوندھا لیٹ کر مستقبل کے بارے میں ڈراؤنے خواب دیکھنے لگا!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جمن اچھل پڑا۔

بڑھ کر ریسیور اٹھایا....دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ظفر الملک صاحب....!"

"نو....جیمسن اسپیکنگ۔!"

"ہولڈ آن کیجئے....!"

وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔ "ہیلو جیمسن....!"

"ایٹ یور سروس مادام....!"

"سنو اس وقت ظفر ڈائننگ ہال میں اسی آدمی کی ٹیبل پر موجود ہے جس نے پچھلی رات اُسے مصیبت میں پھنسایا تھا....!"

"آپ کون ہیں مادام....؟"

"مسٹر میوری کی سیکرٹری جس نے پچھلی رات تم لوگوں پر تشدد نہیں ہونے دیا تھا۔!"

"الجھایا بھی تو تھا آپ ہی نے محترمہ....!"

"خیر ختم کرو.... تمہارا ساتھی جس آدمی کی میز پر اس وقت موجود ہے وہ مسٹر میوری کے کاروباری حریف کا ایجنٹ ہے....اور مسٹر میوری کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُری بات ہے مادام....!" جمن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"ہے نا....!"

"یقیناً مادام....اس سلسلے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔!"

"کسی طرح اسے باہر لاؤ....!"

"آپ کہاں سے بول رہی ہیں....؟"

"کہیں آس پاس ہی سے....!"

"اچھا....دیکھئے میں کوشش کرتا ہوں۔!"

"مسٹر میوری تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں گے۔!"

"اچھی بات ہے...." جمن نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سُن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

اس نے حامی تو بھر لی تھی لیکن سوچ رہا تھا کہ آخر وہ اُسے کس طرح ہوٹل کی عمارت سے باہر لے جا سکے گا۔ اپنی گدی سہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ڈائننگ ہال کی طرف چل پڑا۔

O

"مسٹر میوری تم سے کیا چاہتے ہیں....؟" ظفر نے خوبرو احمق سے پوچھا۔

"میں کہتا ہوں... تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ ورنہ اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں....! تم اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ، لیکن میں تم سے یہ ضرور ہی پوچھوں گا کہ تم نے ازراہ خلوص مجھے اپنا گرم سوٹ عطا کیا تھا یا حقیقتاً میری آڑ لے کر اپنی گردن بچانا چاہتے تھے۔!"

"ایک ہپی دوسرے ہپی سے اس قسم کے سوالات کرے۔ خدا کی شان۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"بھلا ایک ہپی سے کسی کی دشمنی کیوں ہونے لگی۔ مسٹر میوری تمہارے خون کے پیاسے کیوں ہیں۔!"

"یقین کرو پیارے کہ یہ نام ہی میرے لئے بالکل نیا ہے۔!"

"اچھا یہ بتاؤ کل تم نے ٹرین پر کسی لڑکی سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی۔!"

"مم.... مجھے شرم آتی ہے لڑکیوں سے....!" عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت میں شرم کی سرخی کا بھی اضافہ ہو گیا۔

"تمہیں.... شرم آتی ہے....!"

عمران نے بدھوؤں کی طرح سر کو اثباتی جنبش دی اور ظفر اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا رہا.... پھر دفعتاً جمن کی آمد نے اسے چونکا دیا۔ جمن کے چہرے پر بدحواسی طاری تھی....! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اُسے کوئی بہت ہی خوفناک اطلاع دینے آیا ہو۔

"کیا بات ہے....؟" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!"

"سوڈا پیو....!"

"کمرے میں چلئے....!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"تنہائی ہی کی وجہ سے تو پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!"

"نہیں میں یہیں بیٹھوں گا۔!"

"اٹھ جایئے خطرہ ہے...." جمن نے فرانسیسی میں کہا۔

"کیسا خطرہ....؟" فرانسیسی ہی میں سوال کیا گیا۔

جمن نے فرانسیسی ہی میں اُسے فون کال کے بارے میں بتایا۔

عمران اس دوران میں بالکل ایسے ہی انداز میں بیٹھا انہیں دیکھتا رہا تھا جیسے وہ گونگے آدمیوں کی بے معنی آوازیں سنتا رہا ہو۔!

ظفر سوچ میں پڑ گیا اور جمن وہیں کھڑا رہا۔ دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔ "آپ بھی تشریف رکھئے جناب عالی....!"

"شش شکریہ.... موسیو.... میں ذرا جلدی میں ہوں۔!" جمن نے معذرت طلب انداز میں کہا۔ اور ظفر سے فرانسیسی میں بولا۔ "کیا خیال ہے....؟"

"میرا فرض ہے کہ اس شریف آدمی کو حالات سے آگاہ کر دوں۔!"

"بھیک مانگنے کے لئے تیار رہئے گا۔!"

"کچھ بھی ہو....!"

"اچھی بات ہے.... میں تو کمرے میں واپس جا رہا ہوں۔!"

"بالکل چلے جاؤ....!"

جمن کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار نظر آئے اور وہ بڑی تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

عمران پھر صابن کے بلبلے اڑانے لگا تھا۔ ہال کے متعدد لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔

ظفر نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم خطرے میں ہو، میرے دوست....!"

عمران نلکی کو ہونٹوں سے نکال کر مسکرایا اور فرانسیسی ہی میں بولا۔ "تم مجھے باہر لے چلو.... میں چاہتا ہوں کہ تمہاری نوکری پکی ہو جائے۔!"

"اوہ....!" ظفر نے مٹھیاں بھینچ کر طویل سانس لی۔

عمران آہستہ سے بولا۔ "کھڑے ہو جاؤ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس طرح اٹھانے کی کوشش کرو جیسے میں یہاں سے اٹھنے کے سلسلے میں تم سے متفق نہیں ہوں....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس چکر میں پڑ گیا ہوں۔" ظفر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔!

"تمہاری مرضی.... میں تو تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔!" عمران بولا۔

"تو کیا تم میرے ساتھ باہر چلو گے....!"

"یقیناً....!"

"میں تمہیں آگاہ کردوں گا کہ اُن لوگوں کی پچھلی رات والی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ میوری اُس لڑکی کے ذریعہ تمہیں کسی جال میں پھانسنا چاہتا تھا.... وہ تمہیں صرف اتنی دیر تک الجھائے رکھتی، جتنی دیر میں میوری کے آدمی وہاں پہنچتے....!"

"لڑکیوں سے شرمانا الگ چیز ہے لیکن اُن کے ہاتھوں قتل ہو جانا اُردو شاعری کی بہترین روایات میں سے ہے۔!" عمران مسکرا کر بولا۔

"اچھی بات ہے.... تو اٹھو.... اور چلو میرے ساتھ....!"

ظفر نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر لے جانے کے لئے کرسی سے اٹھانے لگا۔

عمران کے چہرے پر پائی جانے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

وہ صدر دروازے سے گذر کر باہر نکلے۔!

عمران بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔ "اگر تم یہاں پہلی بار آئے ہو تو برف باری ہونے تک ٹھہرو.... بڑا مزا آتا ہے۔!"

"میں یہاں قیام کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔" ظفر نے بھی اونچی ہی آواز میں کہا۔ "تم سمجھتے ہو کہ میں سردی برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ سرد ملکوں میں گذارا ہے۔!"

"تم ایک گھنٹے تو کھڑے نہیں رہ سکتے، باہر کی کھلی فضا میں۔!" عمران بولا۔

"یہی ثابت کرنے کے لئے ہم باہر آئے ہیں! بتاؤ میں کہاں کھڑا ہو جاؤں....!"

"اور آگے چلو.... یہاں ہوٹل کی روشن کھڑکیاں تمہارے جسم میں گرمی پہنچا سکتی ہیں۔!"

"میں کہہ چکا ہوں جہاں جی چاہے چلو....!"

وہ چلتے ہوئے ہوٹل سے کافی دور نکل آئے.... روشنی کی حدود سے بھی دور ہو چکے تھے.... ظفر کا دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

آنے والے لمحات معلوم نہیں کن حالات سے دوچار کریں۔

"بس یہیں رُک جاؤ....!" عمران دفعتاً بولا۔

پھر سناٹے میں ایک فائر کی آواز گونجی اور دونوں ہی بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے۔!

چاروں طرف گہری تاریکی تھی اور فائر کی آواز کے بعد سے جھینگروں کی جھائیں جھائیں کچھ اور واضح محسوس ہونے لگی تھی۔!

دفعتاً بائیں جانب سے کسی نے ظفر الملک پر چھلانگ لگائی اور وہ بے ساختہ بول پڑا "ارے ارے یہ میں ہوں....!"

اور اسی بوکھلاہٹ کے عالم میں اُس نے فائروں کی متعدد آوازیں سنیں۔

ظفر الملک پر چھلانگ لگانے والے دو تھے....! ایک نے اسے دبوچ رکھا تھا اور دوسرا اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں....! اور پھر وہ پوری طرح اپنے گردوپیش سے بے خبر ہو گیا۔

دوبارہ ہوش میں آنے پر اُس نے خود کو اُجالے میں پایا، لیکن اس کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

وہ اٹھ بیٹھا.... بستر آرام دہ تھا.... دفعتاً پشت سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی.... وہ چونک کر مڑا.... میوری کی سیکرٹری کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔!

ظفر کو تاؤ آ گیا۔ اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "تم سب عقل سے کورے ہو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہو گیا۔!" لڑکی نے کہا وہ بھی بہت زیادہ فکر مند معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ ملازمت میری سمجھ میں نہیں آئی.... مس....!"

"تھیلما میرا نام ہے.... جتنی جلد ممکن ہو، یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ مسٹر میوری مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے....!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ لوگ اتنے گدھے ثابت ہوئے ہیں کہ....!"

"میری بات کا جواب دو.... یہ کیسی ملازمت ہے۔؟"

"ملازمت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی.... بس تم جلدی سے چلے جاؤ۔!"

"میں تو ہرگز نہیں جاؤں گا۔!"

"پلیز....!" وہ روہانسی ہو گئی۔

"اگر تم نے اس معاملے کو صاف نہ کیا تو.....!"

"اچھی بات ہے تو یہاں سے چلو..... تمہارا اس عمارت میں پایا جانا میرے لئے بے حد تباہ کن ثابت ہوگا.....!" اس نے ظفر کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

ظفر تقریباً گھسٹتا ہی ہوا عمارت سے باہر آیا تھا۔

"لیکن یہ وہ عمارت تو نہیں تھی جہاں پچھلی رات مسٹر میوری سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

اس نے سوچا کہ اس وقت وہ جہاں بھی جائے گا، راستے اچھی طرح ذہن نشین کرتا رہے گا۔

وہ ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھ گئی..... اور دوسری طرف کا دروازہ اُس کے لئے کھول دیا۔

ظفر اُس کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا وقت ہوا ہے، تمہاری گھڑی میں میری گھڑی بند ہوگئی ہے۔!"

"گیارہ.....!" تھیلما نے جواب دیا اور گاڑی کا انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر میوری کا غصہ خوف ناک ہوتا ہے.....!"

"میں صرف اس بناء پر اُن سے مرعوب ہونا قبول کروں گا کہ مجھے ان کے لئے کام کرنا ہے۔ ورنہ کسی کا بھی غصہ میرے لئے خوف ناک نہیں ہو سکتا۔!"

گاڑی تیز رفتاری سے کسی نامعلوم منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔!

ظفر پوری طرح ہوشیار تھا کہ راستوں کو سمجھ سکے.....! بالآخر گاڑی ایک چھوٹے سے ہٹ کے قریب پہنچ کر رکی۔!

"بس یہیں اترنا ہے.....!" تھیلما گاڑی سے اترتی ہوئی بولی اور ظفر کے اترتے اترتے ہٹ کے دروازے تک جا پہنچی۔

ظفر نے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنی تھی۔! وہ تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔

وہ دروازہ کھول چکی تھی۔ اندر اندھیرا تھا۔ تھیلما نے ٹارچ روشن کی اور شمع دان پر رکھی ہوئی تین بتیاں جلائیں، جو اس چھوٹے سے کمرے کو روشن رکھنے کے لئے کافی تھیں۔!

"بیٹھ جاؤ.....!" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"یہاں کھانے کو بھی کچھ مل سکے گا۔ یا نہیں.....!" ظفر نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں..... کیا بھوک لگ رہی ہے.....؟"

"رات کا کھانا کس کم بخت کو نصیب ہوا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُری سنائی۔!"

"فکر نہ کرو..... میں تو اپنی الجھن رفع کرنا چاہتا ہوں۔!"

"تمہاری الجھن.....؟" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی طویل سانس لے کر بولی۔ "تمہاری الجھن یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اُسے پکڑنے کی بجائے تمہیں پکڑ لیا۔!"

"نہیں..... مجھے یہاں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ میں ایک دوا ساز فیکٹری کو سپروائز کروں گا..... لیکن مجھ سے اس قسم کے کام لئے جا رہے ہیں۔!"

"تمہیں وہی کرنا ہے جس کے لئے آئے ہو یہ تو محض اتفاق تھا۔!"

"اور اب میں ایسے کسی واقعہ سے دوچار نہیں ہونا چاہتا۔!"

"قطعی نہیں..... وہ ایک سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی تھی۔"

"آخر وہ ہے کیا بلا.....؟"

"ایک خطرناک آدمی..... ہمارے باس مسٹر میوری کا جانی دشمن.....!"

"لیکن وہ تو بالکل گدھا معلوم ہوتا ہے.....!"

"گدھا تو مجھے بھی معلوم ہوتا ہے لیکن مسٹر میوری کا خیال ہے کہ وہ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا ہے..... ہو سکتا ہے ان کا خیال درست بھی ہو۔ اب یہی دیکھو کہ ہمارے آدمی اس کی بجائے تمہیں پکڑ لائے۔!"

دفعتاً دروازہ آواز کے ساتھ کھلا اور دونوں چونک پڑے.....!

خوبرو احمق ان کے سامنے کھڑا اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔ جیسے غلطی سے کسی اجنبی کے مکان میں داخل ہو گیا ہو۔!

"تم.....!" ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تھکا مارا تم نے تو..... پتہ نہیں تم کیسے آدمی ہو.....!" احمق نے بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

"کک..... کیا..... مطلب.....؟" ظفر ہکلایا۔

"اچھا بھلا رینالڈو میں بیٹھا تھا۔ تم نے ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کے مقابلے کے لئے

دعوت دی.... اور اس طرح بھاگ کھڑے ہوئے۔!"

"تم کہاں تھے....؟"

"میں پہلے وہاں گیا.... باہر کھڑا انتظار کرتا رہا.... تم دونوں باہر نکلے لیکن جب تک میں قریب پہنچا.... گاڑی میں بیٹھ کر.... زوں....!"

ظفر نے تھیلما کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ چہرہ دھواں ہو گیا تھا۔

"یہ تمہاری وائف ہیں....؟" عمران نے احمقانہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"نن.... نہیں تو....!"

"تب تو یہ بہت بُری بات ہے....!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب جانیں میرے والد صاحب جن کا قول ہے کہ دو جوانوں کو تنہا نہیں ہونا چاہئے۔ زکام ہو جاتا ہو گا غالباً۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" ظفر جھلا کر بولا۔

"اب تو ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کا مقابلہ ہو کر رہے گا۔ نکلو باہر.... یہ بھی مقابلے میں شریک ہونا چاہیں تو انہیں بھی چیلنج ہے میری طرف سے....!"

تھیلما نے ظفر کی طرف دیکھا۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔!

"تم واقعی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!" ظفر مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "لیکن تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"میں بگڑی بنانے والوں میں سے ہوں۔ کسی کا کچھ بگاڑنا میرے مسلک کے خلاف ہے۔ کنفیوشس نے کہا تھا.... کیا کہا تھا....؟"

وہ ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچنے لگا.... پھر بولا "کوئی معقول ہی بات کہی ہو گی.... کیا تم لوگ مجھے بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے۔!"

"ب.... بیٹھو....!" تھیلما ہکلائی۔

وہ شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا اور جیب سے چیونگم کے پیکٹ نکال کر اُن دونوں کو پیش کئے۔!

دونوں نے شکریے کے ساتھ انکار کر دیا۔

"ہمیں واپس چلنا چاہئے....!" تھیلما کلائی کی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی۔

"چلئے....!" عمران کرسی سے اٹھ گیا۔

"کیا مطلب....؟" تھیلما چونک کر بولی۔

"آتے وقت ڈگی میں آیا تھا.... اب پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر چلوں گا....!"

"اوہ.... یعنی کہ ہماری گاڑی.... کی ڈگی میں....!" ظفر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

اور عمران نے مغموم انداز میں سر کو جنبش دے کر کہا۔ "بڑی تکلیف ہوئی تھی۔ بس گٹھڑی بن جانا پڑا تھا۔!"

ظفر اور تھیلما نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر یک بیک ظفر کو غصہ آگیا۔

"نہیں.... تم ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!" تھیلما تھوک نگل کر بولی۔ "باہر اسکے آدمی موجود ہوں گے۔!"

"آپ کو کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے محترمہ....!"

دفعتاً تھیلما کھانسنے لگی.... اتنا شدید دورہ تھا کہ کھانستے کھانستے دوہری ہوتی جا رہی تھی۔

ایک بار وہ سیدھی ہوئی تو ظفر بے ساختہ اچھل پڑا۔ کیونکہ اس نے اس کے ہاتھ میں اعشاریہ دو پانچ کا چمک دار پستول دیکھا جس کا رخ عمران کے سینے کی طرف تھا۔

غالباً یہ پستول اس نے کھانستے کھانستے اپنے بلاؤز کے گریبان سے نکالا تھا.... اور شاید کھانسیوں کا یہ دورہ بھی بناوٹی ہی تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" اُس نے عمران سے کہا۔

لیکن عمران احمقانہ انداز میں مسکراتا رہا۔

"میں کہتی ہوں اگر تم نے اپنی جگہ سے جنبش کی تو میں فائر کر دوں گی....!"

ظفر دم بخود کھڑا دیکھتا رہا.... اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔!

اچانک تھیلما نے ظفر سے کہا۔ "اس کے ہاتھ پیر اس کی اپنی ٹائی سے باندھ دو....!"

"ارے.... نہیں.... یہ مذاق کر رہی ہیں۔!" عمران بولا۔

"اس کے کہنے میں نہ آؤ....!" تھیلما غرائی۔ "اگر ہم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو پتہ نہیں ہمارا

کیا حشر ہو۔!"

"چکن تکا.... اور شاہی حلیم کھلواؤں گا۔" عمران بڑے خلوص سے بولا۔

"ظفر الملک میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہی کرو....!" تھیلما پھر غرائی۔

"میں خواہ مخواہ.... یعنی کہ....!" ظفر ہکلا کر رہ گیا۔

"اچھی بات ہے تو پھر میں تم دونوں کو گولی مار کر چپ چاپ یہاں سے چلی جاؤں گی۔!"

پھر اس نے بے دریغ عمران پر ایک فائر جھونک مارا تھا۔

عمران تیورا کر فرش پر گرا۔!

"غضب کر دیا....!" ظفر کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"خاموش رہو.... اور ادھر آجاؤ....!" اس نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے قریب کھینچ لے گئی۔ غالباً مقصد یہی تھا کہ اگر کوئی دروازہ کھول کر اندر آئے تو دروازے کی اوٹ میں ہوں۔!

دو منٹ گذر گئے لیکن کوئی بھی اندر نہ آیا۔

"وہ سچ مچ تنہا تھا۔!" تھیلما عمران کی طرف دیکھ کر بولی، جو فرش پر بے حس و حرکت اوندھا پڑا تھا۔

"مم.... میں.... اس قتل کا شاہد ہوں۔!" ظفر بہت ہی گھمبیر لہجے میں بولا اور ساتھ ہی اس نے اس کے پستول پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ تھیلما بے تحاشہ اس سے لپٹ پڑی۔ پستول کے دستے پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔!

ظفر اس کوشش میں تھا کہ اُسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اس سے پستول چھین لے۔

تھیلما پر دیوانگی سی طاری ہو گئی تھی....! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس پستول کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے جان تک دے دے گی۔! ظفر پستول چھین لینے کی دھن میں یہ بھی بھول گیا کہ وہاں ایک لاش پڑی ہوئی ہے اور اسے جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہئے۔

دفعتاً کمرے کی محدود فضا میں ایک بلند آہنگ قہقہہ گونجا۔ اور وہ جس پوزیشن میں تھے، اسی میں بے حس و حرکت ہو گئے....! کیونکہ یہ آواز عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔!

تھیلما کے ہاتھ سے پستول چھوٹ کر فرش پر گرا۔

پھر ان دونوں نے عمران کو اُسے اٹھاتے بھی دیکھا، لیکن ہکا بکا کھڑے رہے۔!

عمران پستول کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "کنفیوشس نے یہ ضرور کہا تھا کہ موت خواہ مخواہ نہیں آجایا کرتی۔!"

"تم واقعی خطرناک معلوم ہوتے ہو....!" ظفر آہستہ سے بولا۔

"اب تم اس لڑکی کو اٹھا کر گاڑی تک چلو....!"

"نہیں یہ ناممکن ہے....!"

"میں واقعی خطرناک ہوں مسٹر ظفر الملک....!" عمران نے جیب سے تھیلما کا پستول نکال کر اس کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"لل.... لیکن....!"

"میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا.... چلو باہر چلو۔!"

ظفر نے تھیلما کا ہاتھ پکڑ لیا.... تھیلما خاموش رہی، ایسا لگتا تھا جیسے وہ پوری طرح شکست تسلیم کر چکی ہو۔!

وہ دونوں آگے چل رہے تھے اور عمران پیچھے تھا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اسے بٹھا کر تم اگلی سیٹ پر جاؤ.... لڑکی کنجی۔!"

تھیلما نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کنجی اس کے حوالے کی۔ عمران اسی کے برابر بیٹھ گیا تھا اس نے ظفر کو گاڑی کی کنجی دیتے ہوئے کہا۔ "تم ڈرائیو کرو گے....! اور جدھر میں کہوں گا ادھر ہی چلو گے۔!"

"اب میں پاگل ہو جاؤں گا۔!" ظفر بولا۔

"اُمے نہیں تم خوش و خرم رہو گے۔ بس دیکھتے جاؤ۔!"

ظفر نے کار اسٹارٹ کی۔!

"بس سیدھے ہی چلتے رہو....!" عمران بولا۔

"کہاں لے جاؤ گے....؟"

"جہاں تمہارا پیٹ بھر سکے۔ میں نے سنا تھا کہ تم نے رات کا کھانا نہ ملنے کی شکایت کی تھی۔!"

تھیلما گم سم بیٹھی رہی.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے گرد و پیش کا احساس ہی کھو بیٹھی ہو۔!

دو ڈھائی میل کی مسافت طے کرنے کے بعد گاڑی ایک دوراہے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ عمران بول پڑا۔ "بائیں جانب....!"

"تم کہاں لے جا رہے ہو مجھے....!" دفعتاً تھیلما نے گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

"جہاں تم چاہو....!" عمران کا جواب تھا۔

"وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے اگر میرا بال بھی بیکا ہوا۔!"

"کون....؟"

"تم ان سے بخوبی واقف ہو۔!"

"لہٰذا وہ بھی مجھ سے بخوبی واقف ہوں گے۔!"

"دیکھو دوست....!" دفعتاً ظفر بولا "بات کو بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں میں مسٹر میوری سے تمہاری مصالحت بھی کرا سکتا ہوں۔!"

"تم بہت زیادہ بھوکے معلوم ہوتے ہو....! لہٰذا پہلے چل کر کچھ کھالو پھر مصالحت بھی کرا دینا۔!"

"ظفر گاڑی روک دو....!" تھیلما اچانک سخت لہجے میں بولی۔

"یہاں گاڑی روک کر کیا تمہیں کھائے گا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

پھر ظفر نے گاڑی کی رفتار کم کی ہی تھی کہ عمران نے اسے للکارا "چلتے رہو.... ورنہ میں سچ مچ خطرناک ہو جاؤں گا۔!"

ان اطراف میں دور دور تک آبادی کا نام و نشان نہیں تھا چاروں طرف چٹانیں بکھری پڑی تھیں۔! ایک جگہ عمران نے گاڑی روکنے کو کہا۔

"کیا مطلب....؟" تھیلما بوکھلا کر بولی۔

"یہیں اترنا ہے۔!"

ظفر نے گاڑی روک لی اور اندر کا بلب روشن کر کے ان کی طرف مڑا۔

"کیا ارادے ہیں....؟ وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"بس نیچے اُتر چلو....!"

"سنو.... اس لڑکی پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے تمہیں میری لاش پر سے گذرنا پڑے گا۔!"

"لاحول ولا قوۃ....!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "تم انہیں لڑکی کہتے ہو.... ارے یہ تو بین الاقوامی والدہ محترمہ معلوم ہوتی ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ چپ چاپ نیچے اتر جاؤ.... اگر ان محترمہ کی حمایت میں تم سے کوئی حرکت سرزد ہوئی تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے.... اس پستول میں ابھی پانچ گولیاں باقی ہیں۔!"

ظفر کے نیچے اتر جانے کے بعد وہ بھی اترا اور تھیلما سے بھی اترنے کو کہا۔

"مم.... میں۔!"

"ہاں تم....!" عمران بولا۔ "ہم صرف بزنس کی بات کریں گے۔!"

"تھیلما....!" ظفر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے اُس پر قائم رہنے کا عادی ہوں۔ میری زندگی میں محال ہے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکے۔!"

تھیلما کسی قدر پس و پیش کے بعد نیچے اتر آئی۔!

عمران کے داہنے ہاتھ میں اب بھی پستول تھا۔ بائیں ہاتھ سے اس نے پتلون کی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور بائیں جانب والی ڈھلان میں اس کی روشنی ڈالتا ہوا بولا۔ "اسی طرف اتر چلو....!"

تھیلما ظفر کے شانے سے لگ کر چلنے لگی۔

عمران ان کے پیچھے تھا اور ٹارچ کی روشنی میں انہیں راستہ دکھا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....؟" تھیلما منمنائی۔

"فکر نہ کرو....!" ظفر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

ڈھلان ختم ہوتے ہی وہ ایک بڑی سی دراڑ میں داخل ہوئے۔ دراڑ کا خاتمہ ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ تھیلما ہچکچائی لیکن ظفر نے اُس کے شانے پر دباؤ ڈال کر اُسے آگے بڑھا دیا۔

غار بہت کشادہ تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں بہتیرے ایسے آثار نظر آئے جن کی بناء پر کہا جا سکتا تھا کہ یہ کسی کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔

"ذرا وہ موم بتیوں کی روشنی کرو!" عمران نے ایک طرف ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

ظفر آگے بڑھا۔ موم بتیوں کے قریب ہی دیا سلائی کی ڈبیہ بھی پڑی ملی۔!

موم بتیاں روشن کر کے وہ سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران نے پیال کے بستر کی طرف اشارہ کر کے کہا "تم دونوں بیٹھ جاؤ۔!"

لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے۔ عمران نے پستول پھر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا تھا۔

دفعتاً غار کے دہانے کی طرف سے آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

وہ چونک کر مڑے۔ تین آدمی دہانے کے قریب کھڑے نظر آئے ایک کے ہاتھ میں ٹامی گن تھی....! اس کا رخ انہیں کی طرف تھا۔

ظفر نے محسوس کیا کہ تھیلما کا چہرہ کھل اٹھا ہے۔

وہ ہاتھ اٹھا کر چیخی....! "ہوشیاری سے اسے گھیر کر باندھ لو....!"

"دوسرا کون ہے مادام....؟" ٹامی گن والے نے پوچھا۔

"یہ... یہ... اپنا ہی آدمی ہے.... تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔!"

"ہم تین دن سے اس جگہ کی نگرانی کر رہے تھے....!"

ظفر دو آدمیوں کو عمران کی طرف بڑھتے دیکھ کر خود ایک طرف ہٹ گیا۔ تھیلما بھی پھرتی سے اسی کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"یہ تینوں بہترین لڑاکے ہیں۔!" اُس نے ظفر سے کہا۔

ظفر کی نظریں عمران کے چہرے پر جم کر رہ گئی تھیں۔ عمران کے چہرے پر.... احمقانہ سنجیدگی کے علاوہ اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

وہ دونوں آدمی عمران کے قریب پہنچ کر رکے اور ایک نے اپنی جیب سے موٹی سی ڈور کا لچھا نکالا.... دوسرا عمران کے پیچھے جا پہنچا اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھنے کے لئے یکجا کرنے ہی والا تھا کہ عمران بڑی پھرتی سے جھکا اور پھر یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہ آسکی اس کے پیچھے والا آدمی کس طرح اچھل کر ٹامی گن والے پر جا پڑا تھا۔

عمران نے ان دونوں پر چھلانگ لگائی اور زمین پر گری ہوئی ٹامی گن کو سمیٹتا ہوا غار کے دہانے سے نکلا چلا گیا۔

یہ پورا واقعہ ظفر کو ایسا لگا تھا جیسے آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپک گیا ہو۔!

وہ لوگ سنبھل کر غار کے دہانے کی طرف جھپٹے لیکن انہیں رک جانا پڑا.... ٹامی گن سے

فائر ہوئے تھے....!

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سبھوں کی عقلیں خبط ہو گئی ہوں، باہر سے عمران کی آواز آئی!" جس نے بھی غار سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔!"

وہ سب جہاں تھے وہیں رک گئے، کسی نے بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔!

کچھ دیر بعد ظفر کھکار کر بولا۔ "صبح تک کی قید ہوئی۔!"

وہ سب اس کی طرف دیکھنے تو لگے تھے لیکن کوئی کچھ بولا نہیں تھا۔

تھیلما تھوڑی دیر بعد بولی۔ "کیوں قید کیوں....؟"

"اندھیرے میں مر جانے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔!"

"تو کیا وہ صبح تک باہر کھڑا رہے گا۔!"

"میرا خیال ہے یہ موم بتیاں بجھا دینی چاہئیں!" ظفر اس کی بات پر دھیان نہ دیتا ہوا بولا۔

لیکن شاید وہ اس پر بھی تیار نہ تھے....! ایسے حالات میں خود تاریکی سے دوچار ہونا کون پسند کرے گا۔!

باہر سے ایک بار پھر ٹامی گن کے گرجنے کی آواز آئی.... اور ان پر موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔! ظفر پیال کے بستر پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔!

ایک طرف لکڑی کا ایک صندوق نظر آیا۔ اسے یاد آیا کہ عمران نے کھانے پینے کا تذکرہ بھی کیا تھا... بس پھر کیا تھا بھوک دوبارہ چمک اٹھی.... اس نے سوچا کھانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا ورنہ وہ تذکرہ کیوں کرتا۔ اس نے اٹھ کر تلاش شروع کر دی اور بالآخر کامیاب بھی ہو گیا۔ لکڑی کے صندوق میں اُسے گوشت اور مچھلی کے کئی ایئر ٹائٹ ڈبے مل گئے۔

اور جب وہ ایک ڈبے کو کھول کر گوشت کے پارچوں پر ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ تھیلما بولی۔

"واقعی تم بھی کم خطرناک نہیں معلوم ہوتے۔!"

"بھوکا مرنا میرے بس سے باہر ہے۔! پیٹ بھر لینے کے بعد ٹامی گن کی گولیاں بھی بُری نہیں لگیں گی۔!"

"تم تینوں یہاں کیسے پہنچے تھے....؟" تھیلما نے انہیں مخاطب کیا۔

"یہاں اس کے ساتھیوں نے بہتیری پناہ گاہیں بنا رکھی ہیں۔ اتفاق سے اس جگہ کا علم ہمیں

ہو گیا تھا۔! لہٰذا کئی دن سے یہاں کی نگرانی کی جا رہی تھی۔!"

"لیکن اس کے باوجود....!" تھیلما نے جملہ پورا نہیں کیا۔!

"بھوت ہے مادام.... ایسا آدمی آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا.... بظاہر کتنا سیدھا سادہ اور معصوم نظر آتا ہے۔!"

"اگر.... مسٹر میوری کو اس شکست کا علم ہو گیا تو....!"

"میں آپ سے یہی کہنے والا تھا مادام.... آپ مسٹر میوری سے اس کا تذکرہ نہ کریں۔ لیکن مادام آپ یہاں کہاں....؟"

تھیلما نے اختصار کے ساتھ اپنی کہانی دہراتے ہوئے کہا "مناسب یہی ہے کہ مسٹر میوری کو کچھ نہ بتایا جائے۔!"

ظفر کے علاوہ اور سب پر بے بسی طاری تھی....! پیٹ بھر لینے کے بعد اس نے ایک سگریٹ سلگائی اور پیال کے بستر پر نیم دراز ہو گیا۔

وہ تینوں اُسے متحیرانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔!

ایک نے آہستہ سے اُس کے بارے میں تھیلما سے پوچھا۔

تھیلما کو اس کے حالات کا جس قدر علم تھا انہیں بتا دیا۔

"کیا خیال ہے مادام....؟" ایک بولا۔ "یہ آدمی اسی کی پارٹی سے تو تعلق نہیں رکھتا۔!"

"اگر ہو بھی تو مسٹر میوری ہی جانیں۔!" تھیلما نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اب وہ تینوں ہی ظفر کو گھورے جا رہے تھے۔

دفعتاً ظفر ان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "وہ گاڑی بھی لے جائے گا.... اور تم لوگ یہی سوچتے رہ جاؤ گے کہ باہر نکلو یا نہ نکلو....!"

"اوہ....!" تھیلما چونک پڑی اور ان تینوں سے مضطربانہ انداز میں بولی۔ "کچھ کرو....!"

"وہ پاگل ہے مادام....!" ایک بولا۔ "یقین کیجئے جو بھی باہر نکلا مارا جائے گا۔!"

"تب پھر آرام سے بیٹھو....!" ظفر لاپرواہی سے بولا۔ "دن نکلنے پر قافلہ پیدل منزل مقصود پر پہنچے گا۔!"

"اچھا تو تم ہی کوئی تیر مار کر دکھاؤ....!" اُن میں سے ایک بولا۔

"ٹھیک ہے....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے ہی کچھ کرنا چاہئے! ورنہ ان خاتون کا پیدل سفر کم از کم میرے لئے بے حد تکلیف دہ ہو گا۔!"

"نہیں....! تم نہیں جاؤ گے....!"

"ہوں.... تو تم بھی سمجھتی ہو کہ میں اس کا آدمی ہوں۔!"

"نہیں قطعی نہیں.... مجھے یقین ہے کہ تم دونوں ہی پارٹیوں کے لئے اجنبی ہو.... لل.... لیکن....!"

"میری فکر نہ کرو.... مار ڈالا گیا تو تم لوگوں کے پیسے ہی بچیں گے۔!"

"تم نہیں جا سکتے....!" تھیلما سخت لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں کہ میری نظروں میں زندگی کی وقعت نہیں۔ زندہ رہنا ہے تو امن و سکون کے ساتھ زندہ رہو.... ورنہ زندہ رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الجھنوں سے بھرپور زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔!"

"یہ فلسفہ پڑھانے کا وقت نہیں ہے.... کوئی ڈھنگ کی بات سوچو....!"

"گانا گاؤں....!"

"کیوں خواہ مخواہ ٹیں ٹیں لگا رکھی ہے۔!" ایک آدمی بگڑ کر بولا۔

"اپنا لہجہ ٹھیک کرو....!" ظفر تن گیا۔

"نہیں تو کیا ہو گا....؟"

"یہ....!" ظفر نے کہہ کر ایک ہاتھ اس کے جبڑے پر رسید کر دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اور تھیلما "ارے.... ارے" کرتی ہوئی ان کے درمیان آگئی تھی۔!

"ہٹ جائیے مادام....!" مار کھانے والا غرایا۔

"ہرگز نہیں.... تم باز آؤ.... ان حرکتوں سے....!"

"مادام بہت بُرا ہو گا....!" وہ اپنا جبڑا ٹٹولتا ہوا غراتا رہا۔

"اُوہ....!" تھیلما نے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔ "تم مجھ پر آنکھیں نکالو گے.... ہوش ہے کس سے باتیں کر رہے ہو۔!"

"باس کی داشتہ سے....!"

"میں مسٹر میوری کی سیکرٹری کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔!"

ظفر کی مٹھیاں سختی سے بھنچ گئیں۔

"اچھا اب تم براہِ کرم خاموش ہی رہو۔!" دوسرا آدمی بولا۔ اور تھیلما سے اس نے نرم لہجے میں کہا "مادام یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔!" تیسرا آدمی بگڑے ہوئے ساتھی کو دوسری طرف ہٹا لے گیا۔ اور ایک بار پھر غار کی محدود فضا سناٹے میں ڈوب گئی۔

تھیلما اور ظفر پیال کے بستر پر جا بیٹھے.....! تھیلما کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔!

بیس بائیس منٹ اسی طرح خاموشی سے گذر گئے۔ پھر ظفر آہستہ سے بولا۔ "میں جا رہا ہوں۔ ان لوگوں نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔!"

"نہیں تم مجھے تنہا نہیں چھوڑو گے.... تمہاری عدم موجودگی میں ان لوگوں پر اعتماد نہیں کر سکتی۔!"

ظفر نے اُسے غور سے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "آدمی ہر حال میں خوش رہ سکتا ہے یہی ایک چیز اس کے بس میں ہے۔!"

"یہاں اس بات کا کیا موقع تھا۔!" تھیلما بولی۔

"موقع محل بھی وہی دیکھا کرتے ہیں جنہیں خوش رہنے کا سلیقہ نہ ہو۔!"

"اب خاموش رہو.....!" تھیلما بیزاری سے بولی۔ "تمہاری آواز بھی بُری لگنے لگی ہے۔!"

ظفر کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نظر آئی تھی اور وہ جیب میں سگریٹ کا پیکٹ ٹٹولنے لگا تھا۔!

وہ تینوں بھی ان سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے تھے.....! جس سے ظفر کا جھگڑا ہوا تھا۔ وہ اب بھی اُسے رہ رہ کر گھورنے لگتا۔ لیکن خود ظفر اس کے وجود سے اسی طرح بے خبر ہو گیا تھا جیسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو..... اب وہ ایک مشہور انگریزی دھن میں سیٹی بجا رہا تھا۔! دفعتاً غار کے باہر سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بہت بڑا ڈرم بلندی سے لڑھکتا ہوا نیچے چلا آ رہا ہو۔ اور اس کے وزن سے روڑیاں کڑکڑا رہی ہوں۔ ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تینوں بھی اٹھ گئے تھے۔ البتہ تھیلما بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔!

پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ظفر بے ساختہ بولا۔

"تمہاری گاڑی تباہ کر دی گئی۔!"

"ک.... کیا مطلب....؟"

"میرا خیال ہے کہ تمہاری گاڑی میں آگ لگا کر اُسے نیچے دھکیل دیا گیا ہے.... یہ اسی کی ٹنکی پھٹنے کی آواز تھی۔!"

"اب کیا ہوگا....؟" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"میں کہتا ہوں مجھے باہر جانے دو۔!"

"ن.... نہیں....!" تھیلما نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں چوہوں کی طرح مار لیا جانا پسند نہیں کرتا۔!"

باہر کی روشنی غار کے اندر بھی پہنچنے لگی تھی۔! غالباً ظفر کا خیال درست تھا۔ کار اس غار کے دہانے کے قریب ہی کہیں پڑی جل رہی تھی۔!

تھیلما ان لوگوں کو بُرا بھلا کہنے لگی۔ وہ خاموش رہے لیکن انداز ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اور کوئی موقع ہوتا تو وہ اس کے پرخچے اڑا دیتے۔!

کچھ دیر بعد عمران پھر غار کے دہانے پر نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں انہیں لوگوں والی ٹامی گن تھی۔!

"سنو....!" اس نے انہیں اونچی آواز میں مخاطب کر کے کہا۔ "تم یہاں سے باہر نہیں جا سکتے.... لہٰذا اسی غار کو اپنی زندگیوں کا ضامن سمجھو....!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے....!" تھیلما خوف زدہ لہجے میں بول پڑی۔

"ابھی تک تو وہی ہوا ہے جو میں نے چاہا ہے۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" ظفر نے پوچھا۔

"مسٹر میوری سے آدھے گھنٹے کی ملاقات اور بس....!"

"یہ غلط ہے....!" تھیلما بولی۔

"وہ کس طرح محترمہ....؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی لیکن مسٹر میوری تمہیں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں....!"

"وہ کسی وہم میں مبتلا ہیں....! حالانکہ میں انہیں ان کے فائدے کی بات بتانا چاہتا ہوں۔!"

"چلو.... میں ملوادوں گا.... مسٹر میوری سے لیکن تم نے ہماری گاڑی کیوں تباہ کر دی۔!"

"تاکہ تم لوگ یہاں سے نکل بھاگنے کے تصور ہی سے محروم ہو جاؤ۔!"

"آخر ہمیں یہاں قید کیوں رکھنا چاہتے ہو۔!"

"یہ میری ہابی ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"تم سمیت ستائیس آدمی میں نے ان اطراف میں پال رکھے ہیں۔! صبح تمہیں ناشتہ بھی ملے گا، مطمئن رہو....!"

"دیکھو دوست......! میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ مجھے تم لوگوں کے درمیانی معاملات کا علم نہیں....!"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"تو پھر آرام کرو.... باہر میرے دو مسلح آدمی موجود ہیں....! وہ بے دریغ فائر کر دیں گے.... اگر کسی نے باہر نکلنے کی کوشش کی....!"

پھر وہ چلا گیا.... ظفر اور تھیلما خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔!

اُن تینوں کی زبانیں بھی گنگ تھیں۔ دفعتاً اُن میں سے ایک بولا۔ "اب میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ اسی نے ہمارے لئے موقع فراہم کیا تھا....!"

"کیسا موقع....؟" دوسرے نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس کے ایک چوہے دان سے واقف ہو جائیں جس میں پھانس کر وہ ہمیں مار سکے۔"

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ ظفر اور تھیلما دونوں ہی بیک وقت مسکرائے تھے۔!

لیکن انہیں یک بیک سنجیدہ ہو جانا پڑا۔

اب وہ تینوں آہستہ آہستہ کسی مسئلے پر بحث کر رہے تھے.... اور نظریں چرا چرا کر ان کی طرف دیکھے بھی جا رہے تھے۔!

"ان کے خیالات میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔!" ظفر آہستہ سے بولا۔

"اونہہ جہنم میں جائیں....!"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے....! وہ میری طرف سے مطمئن نہیں ہیں مجھ کو اسی کا آدمی سمجھتے ہیں۔!"

"تو کیا تم اُن سے ڈرتے ہو....؟"

"ہرگز نہیں.... مجھے تو تمہارا خیال ہے....!"

"میں اپنی حفاظت کی ذمہ داری تم پر نہ ڈالوں گی اگر کوئی ایسا موقع آیا....!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اتنے میں ایک آدمی اٹھ کر اُن کے قریب آیا اور تھیلما سے بولا۔

"مادام ذرا الگ چل کر میری ایک بات سن لیجئے۔!"

وہ اُسے ظفر سے تھوڑے فاصلے پر لے جا کر آہستہ آہستہ اُس سے کچھ کہنے لگا۔ ظفر کا اندازہ تھا کہ وہ گفتگو اسی کی مخالفت میں ہو رہی ہے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر واپس آ کر وہیں بیٹھ گئی اور وہ آدمی اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

ظفر محسوس کر رہا تھا کہ تھیلما میں کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہے۔

"کیا کہہ رہا تھا....؟" ظفر نے اس کی طرف جھک کر آہستہ سے پوچھا۔ لیکن وہ اس سے کچھ اور دور سرک گئی۔!

"اُوہو.... کوئی خاص بات....؟" ظفر نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں تو....!" تھیلما نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔ "اب میرا جو دل چاہے گا کروں گا۔!"

وہ تینوں بھی اٹھ گئے۔! ظفر سمجھ گیا تھا کہ اس آدمی نے تھیلما کو اُس کے بارے میں کسی نئی غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔!

"بیٹھ جاؤ....!" اُن تینوں میں سے ایک نے پیال کے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو....؟" ظفر خشک لہجے میں بولا۔

"ہم تمہیں سمجھائیں گے....!"

"بات بڑھ جائے گی....!" ظفر نے تھیلما کی طرف مڑ کر کہا۔

لیکن تھیلما نے جواب دینے کی بجائے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ ٹھیک اسی وقت ایسا محسوس ہوا جیسے غار میں بیک وقت بے شمار قسم کی آوازیں گونجنے لگی ہوں۔!

کتے بھونک رہے تھے، بلیاں چیخ رہی تھیں، بندروں کی قلقاریاں بھی شامل تھیں، اس شور میں.... ایک بار شیر بھی دہاڑا اور تھیلما اچھل کر ظفر کی طرف دوڑی.... پھر وہ اُسے سنبھال نہ لیتا تو دہشت زدگی کے عالم میں زمین ہی پر چلی آئی ہوتی۔

اُن تینوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آوازیں ہوا کے جھکڑوں کے ساتھ غار میں آ رہی ہوں۔

خود ظفر بھی بوکھلا گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔!

دفعتاً بائیں جانب ایک جگہ ایسی روشنی نظر آئی جو موم بتیوں کی روشنی سے مختلف تھی.... ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دراڑ روشن ہو گئی ہو....!

موم بتیوں کی دھندلی روشنی میں غار کے بہتیرے گوشے اُن کی نظروں سے پوشیدہ رہے تھے۔!

اب وہ سب ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے تھے....! بدلتے ہوئے غیر متوقع حالات نے انہیں غیر شعوری طور پر ایک دوسرے سے قریب ہو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔!

ظفر بوکھلایا ہوا ضرور تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ ماحول میں تبدیلی محسوس نہ کر سکتا۔ شور آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن دراڑ میں نظر آنے والی روشنی بتدریج تیز ہو رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا کہ کچھ دیر بعد اس پر نظر نہ ٹھہر سکے گی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے.... یہ کیا ہو رہا ہے....؟" تھیلما ظفر کا بازو جھنجھوڑ کر بولی۔

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ دراڑ کی بڑھتی ہوئی روشنی کو پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

اچانک اسی دراڑ سے ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور موم بتیاں بجھ گئیں....! ساتھ ہی دراڑ والی روشنی بھی غائب ہو گئی۔!

سب سے پہلے تھیلما چیخی تھی اور پھر وہ سبھی بالکل ایسے ہی انداز میں چیخنے لگے تھے جیسے انہیں فرنجک ہو گئی ہو۔

ظفر نے جلد ہی اپنے اعصابی انتشار پر قابو پا کر ہونٹ بھینچ لئے لیکن دوسرے بدستور چیختے رہے۔! پھر ظفر انہیں بھی خاموش کرانے کی کوشش شروع کرنے ہی والا تھا کہ کسی نے اس کی کنپٹی پر ایک بھرپور ہاتھ رسید کر دیا۔ اندھیرا اور گہرا ہو گیا.... وہ گرا تھا لیکن چوٹ کا احساس کیونکر ہوتا جب کہ گرنے سے پہلے ذہن ہی جواب دے چکا تھا۔

دوبارہ ہوش میں آنے پر اس نے خود کو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پایا تھا اور اس کے چاروں طرف چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر تھیلما پر پڑی اور اس نے محسوس کیا کہ وہ اسے حیرت سے دیکھ رہی ہے۔!

وہ اس کے سامنے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ ظفر بوکھلا کر کرسی سے اٹھ گیا۔

"ہم کہاں ہیں....؟" اُس نے تھیلما کی آواز سنی۔

چاروں طرف چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور سر پر کھلا آسمان تھا۔ ظفر کے آس پاس اور بھی کئی فولڈنگ کرسیاں پڑی نظر آئیں لیکن وہ خالی تھیں اور آس پاس کچھ اس قسم کا سامان بکھرا پڑا تھا جیسے وہ پکنک پر آئے ہوں....! تھیلما جھپٹ کر اس کے قریب آ گئی۔!

"یہ سب کیا ہے ظفر.... ہم کہاں ہیں....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" ظفر نے کہا اور یادداشت پر زور دینے لگا۔ پچھلی رات کے واقعات کسی قدر دھندلاہٹ لئے شعور کی سطح پر ابھرنے لگے تھے۔!

کسی نے اس کی کنپٹی پر گھونسا مارا تھا اور وہ بالآخر بیہوش ہو گیا تھا۔ اُس کے بعد سے اَب اُس نے آنکھیں کھولی تھیں۔!

اُس نے تفہیمی انداز میں پلکیں جھپکائیں اور تھیلما کی طرف دیکھا۔!

"مم.... میں غار میں بے ہوش ہو گئی تھی کس نے میری کنپٹیاں دبائی تھیں....!" تھیلما بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں یو.... کے سے واپس ہی کیوں آیا تھا....؟"

"ہم کہاں ہیں....؟"

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔!"

"وہ تینوں کہاں ہیں....؟"

"پتہ نہیں.... لیکن یہ کرسیاں.... اور یہ سامان.... دیکھوں اس باسکٹ میں شاید کھانے کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔!" ظفر نے کہا اور جھپٹ کر باسکٹ اٹھا لی۔!

"اوہو....!" وہ باسکٹ کا ڈھکن اٹھاتا ہوا بولا۔ "بہت کچھ ہے۔ سینڈوچز.... بن.... اور.... بسکٹ....!"

"تمہیں ہر وقت بھوک ہی لگی رہتی ہے۔!" تھیلما بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"ظفر نے ٹوکری نیچے رکھ دی تھی اور اکڑوں بیٹھ کر سینڈوچز پر ہاتھ صاف کرنے لگا تھا۔

"تم بھی لو.....!" وہ جلدی جلدی منہ چلاتا ہوا بولا۔

لیکن تھیلما پریشان نظروں سے چاروں طرف دیکھے جا رہی تھی۔!

چمکیلی دھوپ اچھی لگ رہی تھی، اس وقت..... کم از کم ظفر تو اس دھوپ سے بھی لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لیکن تھیلما خائف بھی تھی اور بہت زیادہ فکر مند بھی۔!

ظفر نے اُسے پھر دعوت دی لیکن وہ بُرا سا منہ بنائے بے تعلقی سے کھڑی رہی۔!

"اچھا تو مجھے..... وہ تھرماس ہی اٹھا دو..... اس میں یقیناً چائے یا کافی ہوگی۔!"

تھیلما نے اُسے تھرماس اٹھا دیا تھا۔ اس میں کافی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔!" تھیلما بولی۔

"کیوں.....!"

"تمہیں اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کس حال میں ہو اور پیٹ کی فکر پڑ گئی ہے۔!"

"جہاں بھی ہوں زندہ ہوں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ زندہ ہوں اور زندگی کے وسائل میسر ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کہاں ہوں؟ وقت اور زندگی کے علاوہ اور کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی.....!"

"تم شائد پاگل ہو.....!"

"اور میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میری ہی طرح پاگل ہو جائے۔ زمین کی حد بندیوں کی طرف سے آدمی کا ذہن ہٹ جانا چاہئے۔! بس زندگی اور وقت اور کچھ نہیں..... آدمی کا جسم ہی اس کا وطن ہے، اور ہر آدمی کو ایک دوسرے کے وطن کی حفاظت کرنی چاہئے زمین کی حد بندی کر کے اس کی حفاظت کرنے والے خون کی ہولی کھیلتے ہیں..... میری طرف اس طرح نہ دیکھو..... میں اپنے دور کا پیامبر ہوں..... تمہارے وطن کی حفاظت میرا فرض ہے..... آؤ کچھ کھا لو..... ورنہ تمہارے وطن کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔!"

وہ اُسے متحیرانہ نظروں سے گھورتی ہوئی اس کے پاس آ کر بیٹھی..... ظفر نے اپنی ہی کاٹی

ہوئی سینڈوچ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھائی اور تھیلما نے یہ دیکھے بغیر کہ وہ اس کی کاٹی ہوئی ہے اس نے کھانا شروع کر دیا تھا۔

"تم میرے نظریہ وطنیت سے متفق معلوم ہوتی ہو۔!" ظفر بولا۔

"اگر ان حالات میں نہ ہوتی تو تمہاری اس اپج سے کافی محظوظ ہوتی۔!"

"حالات بھی دقیانوسی انداز فکر کی پیداوار ہیں۔ مجھے تو آج تک حالات کی پرواہ نہیں ہوئی..... میں خود ہی حالات کا پروردگار ہوں.....!"

"تم ان حالات پر کیوں کر قابو پاؤ گے.....!"

"پا چکا.....!"

"وہ کیسے.....؟"

"دیکھ لو..... تمہاری طرح بسورنے کے بجائے فراخ دلی سے پیٹ بھر رہا ہوں..... کیونکہ وطن کی حفاظت ہر حال میں مقدم ہے۔!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"آجائیں گی..... پہلے تم اپنا پیٹ بھر لو..... ہر قسم کی باتیں اس وقت سمجھ میں آتی ہیں جب پیٹ بھرا ہو.....!" تھیلما خاموشی سے کھانے لگی۔

ایک بڑا سا پرندہ دیر سے اُن کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ ظفر نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا کافی بلندی پر اس کی طرف اچھالا اور اس نے جھپٹا مار کر اسے اپنے پنجوں میں پکڑ کر پرواز کا رخ بدل دیا۔ اب وہ مشرق کی سمت تیرتا چلا جا رہا تھا۔

"کافی انڈیلوں تمہارے لئے.....!" ظفر نے تھیلما سے پوچھا۔

"انڈیلو.....!"

ظفر نے اتنے اطمینان سے اُس کے لئے کافی انڈیلی تھی جیسے اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہو۔ مہمان نوازی کی روایات کو مزید زندگی بخش رہا ہو۔!"

"تمہیں شائد میں کبھی نہ بھلا سکوں.....!" تھیلما کچھ دیر بعد بولی۔

"مجھے بھلا بھی دو..... تو کوئی پرواہ نہیں۔ اگر تم میرے نظریہ وطنیت کو دوسروں تک پہنچا سکو تو..... ہمیشہ یاد رکھو..... آدمی کا جسم ہی اس کا وطن ہے اور ایک دوسرے کے وطن کی

حفاظت ہر آدمی کا فرض ہے۔!"

"میں ہمیشہ یاد رکھوں گی....!"

دفعتاً کسی جانب سے نسوانی قہقہے کی آواز آئی.... اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

بائیں جانب والی ڈھلان سے ایک دلکش چہرہ ابھرا تھا، اور انہیں حیرت سے گھور رہا تھا۔!

یہ ایک بڑی خوب صورت سفید فام لڑکی تھی! تھیلما کی دلکشی اس کے آگے ماند پڑ گئی تھی۔!

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا.....

وہ دونوں حیرت سے انہیں دیکھتے رہے۔! دونوں ہی کی آنکھوں میں احتجاج بھی تھا۔

تھیلما چوروں کی طرح کھڑی تھی۔ لیکن ظفر اب بھی باسکٹ میں کسی دوسرے آئیٹم کی تلاش میں تھا۔

بوڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا "ہمارا انتظار تو کیا ہوتا۔!"

اور لڑکی نے آگے بڑھ کر باسکٹ ظفر کے ہاتھ سے چھینتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لئے بھی کچھ چھوڑو گے یا نہیں۔!"

"کھانے دو.... کھانے دو....!" بوڑھا سر ہلا کر مشفقانہ انداز میں بولا۔ "بہت بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔!"

تھیلما بوڑھے کے قریب آکر مری مری سی آواز میں بولی۔ "ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں لیکن ہم یہاں پہنچے کیسے....!"

"پہنچے کیسے....؟" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی....! "تم ہی بتاؤ مجھے اس کے بارے میں.... ہم نے تو تمہیں یہاں پڑے دیکھا تھا اور کچھ ایسے لوگوں کی تلاش میں چلے گئے تھے، جو تمہیں اٹھا کر مناسب مقام پر لے چلیں لیکن کوئی ملا نہیں....!"

ظفر نے باسکٹ لڑکی کو دے دی تھی اور اس سے کہہ رہا تھا "میں تمہارا شکریہ ادا نہیں کروں گا کیونکہ یہ میرا حق تھا۔"

"میں نے تو تم سے نہیں کہا کہ تم شکریہ ادا کرو....! میں بھی سمجھتی ہوں کہ ہر ایک کے حصے سے محتاجوں کا حق نکلنا ہی چاہئے۔!"

"یہ تمہارے ڈیڈی ہیں....!" ظفر نے بوڑھے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔!

"انکل....!"

انکل کے نام پر بوڑھا چونکا اور ان کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ہیلو مائی لیڈی ہاؤ ڈو یو ڈو....!"

"تھینکس انکل.... فائن....!"

"تم لوگ یہاں کیسے پہنچے....؟"

"ہمیں کچھ یاد نہیں.... تقریباً سردار گڈھ سے ایک طرف چل نکلے تھے۔ راستے میں رہزنوں نے گھیر لیا۔ ان سے جھگڑا ہوا تھا، پھر کچھ یاد نہیں۔!"

"سردار گڈھ....!" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی.... "سردار گڈھ تو یہاں سے ڈھائی سو میل کے فاصلے پر ہے۔!"

"اوہ....!" تھیلما کانپ گئی۔!

"یہ آزاد علاقہ ہے.... بہت اچھا ہوا کہ تم لوگوں پر میری نظر پڑ گئی ورنہ تمہیں بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑتیں۔ میں یہاں کا واحد ڈاکٹر ہوں اور مقامی لوگ میرا بڑا احترام کرتے ہیں۔!"

ظفر نے تھیلما کی طرف دیکھا اور بے چارگی کے علاوہ اور کچھ نہ دیکھ سکا....!

"ہم اکثر ادھر آتے ہیں۔!" بوڑھا بولا۔ "میرا نام رچمنڈ ہے.... آئیون رچمنڈ.... اور یہ میری بھتیجی کلارا ہے....!"

"میں ظفر ہوں.... اور یہ....!"

"تھیلما....!" تھیلما جلدی سے بول پڑی۔ "ہم دونوں دوست ہیں۔!"

لڑکی نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"کلارا....!" بوڑھے نے ہنس کر کہا "تمہیں بہت دنوں سے ہم عمروں کی تلاش تھی.... میرا خیال ہے کہ تمہارا وقت اچھا گذرے گا۔!"

تھیلما دیسی ہی تھی اور کلارا سے اس کی رنگت بہت دبتی ہوئی تھی....! کلارا اس کے مقابلے میں بہت زیادہ جوان بھی تھی....!

"تو آپ لوگ اپنی مصروفیات جاری رکھئے....!" ظفر بولا۔

"ٹھیک ہے.... ہم کچھ دیر یہاں ٹھہریں گے۔!"

تھیلما کچھ کہتے کہتے رک گئی.....! بوڑھا شاید اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے بولا۔ "ہاں..... ہاں..... تم مطمئن رہو..... تمہیں بحفاظت سردار گڈھ بھجوانے کی کوشش کی جائے گی۔!"

پھر وہ دونوں بھی باسکٹ سے مختلف چیزیں نکال نکال کر کھانے لگے تھے۔ ظفر تھرماس سے اُن کے لئے کافی انڈیل رہا تھا۔ لڑکی اس میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی تھی۔ ظفر بھی اسی طرح گھلا ملا نظر آرہا تھا جیسے برسوں پرانی جان پہچان ہو.....!

کھاپی لینے کے کچھ دیر بعد بوڑھا کلارا سے بولا۔ "اب ہمیں چلنا چاہئے۔!"

کلارا اٹھ کر کرسیوں کو فولڈ کرنے لگی۔ دفعتاً تھیلما کلارا کو مخاطب کر کے بولی۔ "تم دو ہی تو تھے۔ پھر اتنی کرسیاں کیوں لائے تھے.....؟"

"وہ دراصل.....! اکثر مقامی لوگ بھی ادھر آنکلتے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی وقت گذارنے کی کوشش کرتے ہیں.....! پھر یہ کرسیاں اتنی ہلکی ہیں کہ پچاس بھی ہوں تو صرف ایک ہی آدمی انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ آسانی منتقل کر سکتا ہے۔!"

تھیلما نے پُر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی۔

ظفر محسوس کر رہا تھا کہ تھیلما ان لوگوں کے بارے میں شبہے میں مبتلا ہے.....! ذہن تو خود اُس کا بھی صاف نہیں تھا۔ لیکن وہ اپنے رویئے سے اُسے ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

کلارا نے جلدی جلدی کرسیاں فولڈ کر ڈالیں۔ بوڑھے نے ناشتے کی باسکٹ اور تھرماس اٹھائے اور ان تینوں نے دو دو کرسیاں سنبھالیں اور بوڑھے ہی کی رہنمائی میں ایک طرف چلنے لگے۔

ڈھلان سے اتر کر وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی.....! سامان جیپ پر بار کر دیا اور وہ خود بھی بیٹھ گئے.....! لڑکیاں پچھلی سیٹ پر تھیں۔ ظفر بوڑھے رچمنڈ کے پاس بیٹھا تھا۔ دو ڈھائی میل چلنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں سے گاڑی کے لئے آگے راستہ نہیں تھا۔! بوڑھے رچمنڈ نے انہیں اترنے کو کہا۔ ظفر سوچ رہا تھا کہ اگر یہاں سے کسی طرف پیدل بھی جانا پڑا تو کم از کم تھیلما کے لئے یہ بہت دشوار ہوگا۔

کچھ عجیب سی چٹانیں تھیں.....! ایسا لگتا تھا جیسے اُن پر قدم جمانا بھی محال ہوگا۔

پھر وہ سب ہی گاڑی سے اتر گئے تھے.....! رچمنڈ نے ظفر سے کہا۔ "ہماری رہائش گاہ زیادہ بڑی نہیں ہے۔ تمہیں بے تکلف مہمانوں کی طرح قیام کرنا پڑے گا۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اگر سرونٹ کوارٹر میں بھی سونا پڑے۔!"

بوڑھے رچمنڈ کی رہنمائی میں وہ پیدل چل پڑے۔ وہ ایک پتلی سی دراڑ میں داخل ہو رہا تھا۔! یکے بعد دیگرے وہ سب اُس میں داخل ہوئے۔ یہ درہ اتنا ہی تنگ تھا کہ دو آدمی برابر سے نہیں چل سکتے تھے۔!

سو ڈیڑھ سو گز تک وہ اندھیرے ہی میں چلتے رہے پھر راستہ کسی قدر کشادہ ہو گیا اور تاریکی دھندلاہٹ میں تبدیل ہو گئی۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ اسی جگہ پہنچ گئے، جہاں سے آسمان بھی نظر آسکتا تھا۔ یہ شائد آدھے مربع فرلانگ کا ایک ٹکڑا تھا جہاں ایک حد تک مسطح زمین تھی.....اور جسے چاروں طرف اونچی اونچی ناقابلِ عبور چٹانوں نے گھیر رکھا تھا۔ یہاں کچھ درخت بھی تھے اور جابجا جھاڑیوں کی شکل میں سبزہ بھی نظر آرہا تھا یہ جنگلی گلاب کی جھاڑیاں تھیں، جن میں کہیں کہیں سفید پھول بھی دکھائی دیتے تھے..... انہیں جھاڑیوں کے درمیان ایک چھوٹا سا مکان نظر آیا..... یہ پتھروں اور لکڑی کے تختوں سے بنایا گیا تھا۔ تعمیر کافی پرانی معلوم ہوتی تھی۔!

یہی بوڑھے رچمنڈ کی قیام گاہ تھی۔! انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھا رچمنڈ یہ کہہ کر چلا گیا کہ اسے ایک مریض کو دیکھنے قریبی گاؤں تک جانا ہے۔

اس کی بھتیجی کلارا ظفر کا دماغ چاٹنے جا رہی تھی اور تھیلما رہ رہ کر اُسے اس طرح گھورنے لگتی جیسے ظفر سے اس کا قرب اسے سخت ناگوار ہو۔!

ایک ذرا کلارا اُسے چھوڑ کر ہٹی تھی کہ تھیلما بولی۔ "یہ کیا شروع کر دیا تم نے.....؟"

"کیا.....؟" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"یہ لوگ ہمارے لئے اجنبی ہیں اور تم سچ مچ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔!"

"وہ بے تکلف ہو رہی ہے تو پھر میں کیا کروں.....؟"

"اوہ تو تم ہر ایک سے اسی طرح بے تکلف ہو جاتے ہو۔!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں بہت خوش اخلاق آدمی ہوں..... کسی کا دل توڑنا میرے بس سے باہر ہے۔!"

"خیر.. خیر..!" وہ سرد لہجے میں بولی "اب یہ سوچو کہ سردار گڈھ کیسے پہنچیں گے۔ مسٹر میوری مجھے غیر حاضر پا کر نہ جانے کیا سوچیں، میں بہت فکر مند ہوں۔ پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا ہوا...!"

"انہوں نے شائد میرے خلاف کوئی سازش تیار کی تھی۔!"

"نہیں تو.....!"

"وہ تمہیں الگ لے جا کر کیا کہتا رہا تھا۔!"

"اُوہ..... وہ..... کچھ نہیں.....!"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو..... اس نے میرے خلاف کوئی ایسی بات کہی تھی کہ تم فوری طور پر مجھ سے بدظن ہو گئی تھیں وہ تو اچانک وہ شور آڑے آیا تھا۔!"

"وہ کیسا شور تھا کیسی روشنی تھی.....؟" تھیلما اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے حیرت کا اظہار کرنے لگی.... ظفر شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"تم میری بات کا جواب دینا نہیں چاہتی ہو.....!" وہ بالآخر بولا۔ "میں تمہیں اس پر مجبور نہیں کروں گا.....! لیکن یہ ملازمت میری سمجھ میں نہیں آ رہی..... پتہ نہیں میرا املازم کس حال میں ہو گا۔!"

تھیلما کچھ نہ بولی.... وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آ رہی تھی۔! ظفر نے بھی بات آگے نہ بڑھائی۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اب کسی طرح اس چکر سے نکلنا چاہئے.....! آخر عمران چاہتا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے، ورنہ اس غار سے یہاں تک کیسے پہنچتے۔!"

دفعتاً کلارا پھر اس کمرے میں داخل ہوئی اور ظفر کی طرف دیکھ کر بولی۔ "میں لنچ تیار کرنے جا رہی ہوں.... کیا تم باورچی خانے میں آ کر میرا ہاتھ بٹاؤ گے.....؟"

"ضرور.....؟" ظفر اٹھ گیا.... تھیلما اُسے گھورتی رہی لیکن جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تو بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "تم بیٹھو میں جا رہی ہوں اس کے ساتھ.....!"

"نہیں تم نہیں.... تم بہت زیادہ تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہو آرام کرو!" کلارا ہنس کر بولی۔

"ہاں.... ہاں.... تم چلو.....!" ظفر چل پڑا اور مڑ کر تھیلما کی طرف دیکھا تک نہیں۔

وہ بیٹھی بل کھاتی رہی۔!

O

وہ رات انہوں نے وہیں گذار دی تھی.....! دو کمروں کا مکان تھا اور چاروں آدمی ایک ہی کمرے میں سوئے تھے.....! صبح ناشتے پر تھیلما بہت زیادہ برافروختہ نظر آئی۔ وہ بوڑھے

ے بار بار کہہ رہی تھی کہ انہیں واپس بھجوانے کا انتظام فوراً کر دیا جائے۔

"ہمارے متعلقین ہمارے لئے پریشان ہوں گے.....!" اس نے کہا۔

"بھئی میں کوشش کر رہا ہوں، دو آدمی مل جائیں تو.....!"

"دو آدمی..... کیسے آدمی.....؟" ظفر احمقانہ انداز میں بولا۔

"ناشتے کے بعد..... میں ان کی تلاش میں جاؤں گا..... تم لوگ تیار رہنا۔!"

"میں بھی چلوں گی انکل..... مجھے بستی سے تھوڑی ترکاریاں خریدنی ہیں.....!" کلارا بولی اور ظفر کی طرف دیکھنے لگی انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے بھی ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔

تھیلما نے فوراً ظفر کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور بولی۔ "واپسی کا سفر میری دانست میں آسان نہ ہو گا۔ لہٰذا تمہیں آرام کرنا چاہئے۔!"

اور اس نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ تھیلما کو تنہا نہ چھوڑے، ان دونوں کے چلے جانے کے بعد تھیلما بولی۔ "تم جیسا آدمی بھی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"اور عمران جیسا آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا.... آخر وہ چاہتا کیا ہے۔!"

"تم نے سنا نہیں تھا..... وہ مسٹر میوری سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ ویسے تم نے اُسے کہتے سنا ہو گا کہ اس نے ہمارے بہت سے آدمی پکڑ لئے ہیں۔!"

"میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دونوں ہی پارٹیاں بدمعاشوں کی پارٹیاں ہیں.....!"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو.....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی تیز لہجے میں بولی۔

"ارے پکڑ دھکڑ کوئی شریفوں کا شیوہ ہے اس نے تمہارے آدمی پکڑ رکھے ہیں اور تم اُسے پکڑ لینے کے چکر میں ہو۔ اگر کسی کو کسی کے خلاف کوئی شکایت ہے تو وہ قانون کو متوجہ کرے۔ قانون کو ہاتھ میں لینا اچھے آدمیوں کا کام تو ہو نہیں سکتا۔!"

"یہی تو میں بھی سوچتی ہوں.....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی اور اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

دفعتاً کسی نے دروازے کو دھکا دیا اور اندر گھستا چلا آیا۔ وہ دونوں اس کی صورت دیکھ کر اچھل پڑے اور بیک وقت ان کی زبانوں سے نکلا "عمران"۔

"کچھ کھانے وانے کو ہو تو لاؤ....!" عمران ان کی طرف توجہ دیئے بغیر لاپرواہی سے بولا۔

ظفر نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا.... ہائیں....! اُے تم تو ہی معلوم ہوتے ہو.... اوہو مادام تھیلما.... خیر.... خیر.... میں بہت بھوکا ہوں۔ سمجھا تھا کوئی شریف آدمی یہاں رہتا ہو گا۔!"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا ورنہ ہمیں سردار گڈھ پہنچاؤ۔" ظفر اس کے گریبان کو جھٹکا دیتا ہوا بولا۔

عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہ آہستگی اپنے گریبان سے ہٹا دیا۔ ظفر کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ کسی آہنی گرفت میں ہو، لیکن عمران کے چہرے پر وہی کھلنڈرے پن کے تاثرات نظر آئے۔ ناگواری کی ہلکی سی جھلک بھی اس کی آنکھوں میں نہیں تھی۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟" تھیلما بولی۔

"کہہ چکا ہوں کہ مسٹر میوری کو مجھ سے ملنا ہی پڑے گا۔!"

"تو تم ان سے کہو ہم لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ وہ خود ہی مجھ سے ملنے کی خواہش کریں۔!"

"اچھی بات ہے میں کوشش کروں گا۔" ظفر سر ہلا کر بولا۔

"خیر تم یہ کام کر دینا.... اور تھیلما دوسرا کام کریں گی، میرے لئے....!"

"کون سا.... کام؟" تھیلما چونک کر بولی۔

"میں تم سے مسٹر میوری کی دواساز فیکٹری کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"مم.... میں کیا جانوں....؟"

"تم ان کی سیکرٹری ہو.... تمہیں ہر حال میں معلوم ہونا چاہئے۔!"

"مسٹر عمران مجھے حیرت ہے....!" ظفر بولا۔

"کس بات پر حیرت ہے تمہیں عزیز از جان....!"

"فیکٹری کسی چوہے کے بل میں تو ہو گی نہیں کہ آپ پتہ پوچھ رہے ہیں۔!"

"اتفاق سے وہ چوہے کے بل ہی میں واقع ہوئی ہے اور عنقریب تم بھی اسی بل میں پہنچ جاؤ گے۔!"

"کیا مطلب....!"

"پہلے میں تھیلما سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!"

"مجھے کسی دواساز فیکٹری کا علم نہیں۔!"

"پھر تم نے کس طرح باور کر لیا کہ ظفر کسی دواساز فیکٹری میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھا گیا ہے۔!"

"میں ظفر کے بارے میں بھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مسٹر میوری نے ان کے قیام کا انتظام ایک ہوٹل میں کرایا تھا۔!"

"اور تم نے ان کے ذریعہ مجھے پھانسنے کی کوشش کی تھی۔!"

ظفر نے پھر کچھ بولنا چاہا لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا بولتا رہا۔

"یہ صاحب زادے مجھے ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کے مقابلے کا چیلنج دے کر ہوٹل سے باہر لے گئے تھے.... ہاں اب بولو عزیز القدر.... کیا کہنا چاہتے ہو....!"

ظفر صرف ہکلا کر رہ گیا۔ تھیلما سختی سے ہونٹ بھینچے عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

"ہاں.... اب بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!" عمران ظفر کے چہرے کے قریب ہاتھ لہرا کر بولا۔

"کچھ.... نہیں....!"

"تم نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی تھی۔!" عمران جیب سے پلاسٹک کی ایک ڈبیہ نکالتا ہوا بولا۔ "ذرا دیکھنا تو اس سیال کی خوشبو کن چیزوں کا مرکب ہو سکتی ہے....؟"

ظفر ڈبیہ اس کے ہاتھ سے لے کر اس کا پیچ دار ڈھکن کھولنے لگا....!

ڈھکن کھلتے ہی تیز قسم کی خوشبو سارے کمرے میں پھیل گئی....! ڈبیہ اس کے چہرے کے قریب ہی تھی....! اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ خوشبو بڑی برق رفتاری سے اس کے حواس پر حملہ آور ہوئی ہو....! سر چکرایا اور پھر اُسے گردوپیش کی خبر نہ رہ گئی۔! بڑی تیزی سے پورا ماحول دھندلا گیا تھا۔

دوبارہ ہوش آنے پر اُس نے ڈاکٹر رچمنڈ کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔

وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا....!

"تمہیں کیا ہوا تھا۔ لڑکی کہاں ہے....؟" ڈاکٹر رچمنڈ نے اُس سے پوچھا۔

"لڑکی....؟" ظفر نے بستر سے چھلانگ لگاتے ہوئے بوکھلا کر دہرایا.... وہ تھیلما کو آوازیں دیتا ہوا اِدھر اُدھر دوڑتا پھر رہا تھا۔

ڈاکٹر رچمنڈ اور کلارا اس کے پیچھے تھے۔! وہ ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گرا اور کلارا اور رچمنڈ اُس پر پہنچ گئے....! دونوں نے سہارا دے کر اُسے اٹھایا اور ظفر جلدی جلدی، بولنے لگا۔

وہ ان دونوں کو بتا رہا تھا کہ کس طرح اُنہی ڈاکوؤں میں سے ایک آدمی گھر میں گھس آیا تھا، جنہوں نے پہلے انہیں پریشان کیا تھا۔

"تو لڑکی کہاں ہے....؟" بوڑھا رچمنڈ متحیرانہ لہجے میں بولا۔

"پتہ نہیں.... اس نے مجھے بیہوشی لانے والا کوئی سیال سنگھا دیا تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ تھیلما پر کیا گذری....!"

وہ ایک پل خاموش رہ کر پھر تھیلما کو پکارنے کے سلسلے میں حلق پھاڑنے لگا۔

یک بیک سناٹے میں ایک نسوانی چیخ دور تک لہراتی چلی گئی....!

"وہ.... اُدھر.... اُدھر سے آواز آئی ہے....!" کلارا ایک جانب ہاتھ اٹھا کر بولی اور ظفر ادھر ہی دوڑتا چلا گیا۔

آواز پھر سنائی دی تھی.... ایک قد آدم چٹان کے پیچھے تھیلما نظر آئی تھی.... ایک آدھے کٹے ہوئے درخت کے تنے سے اُسے جکڑ دیا گیا تھا۔ ظفر کو دیکھتے ہی وہ بلبلا کر رو پڑی۔

"اوہ.... تم.... ڈرو نہیں.... اب میں اسے جان سے مار دوں گا۔!" ظفر رسی کے بل کھولنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

اتنے میں کلارا اور رچمنڈ بھی وہاں آ پہنچے....! انہوں نے سہارا دے کر اسے اس جھاڑ جھنکاڑ سے باہر نکالا.... اور سہارا ہی دیئے ہوئے گھر کی طرف چل پڑے۔!

ظفر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ تھیلما سے کیا پوچھے۔ اس وقت اگر عمران مل جاتا تو یہ سوچے بغیر کہ خود اس کا حشر کیا ہوگا اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتا۔

وہ تھیلما کو گھر میں لائے اس سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس کی تو جیسے زبان ہی گنگ ہو گئی تھی....! ایسی چپ سادھی کہ ڈاکٹر رچمنڈ کو ظفر کو الگ لے جا کر کہنا پڑا۔ "شاید ذہنی توازن کھو بیٹھی ہو۔!"

"پتہ نہیں انہوں نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہو....؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں....؟"

"میں نے تم لوگوں کے بھجوانے کا انتظام کر لیا ہے....!"

"میں اب کہیں نہ جاؤں گی۔!" تھیلما کی آواز آئی۔ وہ چونک کر مڑے۔

تھیلما دروازے میں کھڑی نظر آئی اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"کیوں.... کیا بات ہے.... مجھے بتاؤ بیٹی....!" بوڑھے رچمنڈ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مشفقانہ انداز میں کہا۔

"کچھ نہیں.... کچھ بھی نہیں.... کچھ دن یہاں قیام کرنا چاہتی ہوں۔!"

"خیر.... خیر.... تمہارا گھر ہے.... جب تک چاہو رہو....! لیکن اُس نے تمہیں وہاں لے جا کر باندھا کیوں تھا....؟"

"میں کچھ نہیں جانتی.... اس نے ظفر کو کوئی چیز سنگھائی تھی....! پھر مجھ پر جھپٹا تھا میں بیہوش ہو گئی تھی، ہوش میں آنے پر خود کو وہاں بندھا ہوا پایا۔!"

"وہ ڈاکو تم لوگوں سے کیا چاہتے ہیں۔!" بوڑھا رچمنڈ ظفر کی طرف مڑا۔

"پتہ نہیں.... جو کچھ ہمارے پاس تھا پہلے ہی چھین لیا تھا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے! اب مجھے اس مکان کی حفاظت کیلئے پہاڑیوں کی مدد لینی پڑے گی۔!"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے انکل....!" کلارا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"نہیں تم ڈرو نہیں.... ابھی میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم ہے کہ تم لوگوں کی حفاظت کر سکوں....!" بوڑھے نے بڑے جوش سے کہا۔

"ڈاکو نے تمہیں مارا پیٹا تو نہیں تھا۔!" کلارا نے تھیلما سے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کچھ یاد نہیں.... کچھ بھی نہیں۔!"

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے.... چلو لیٹ جاؤ....!" بوڑھا رچمنڈ بولا۔ پھر وہ چچا بھتیجی ان لوگوں کو وہیں چھوڑ کر دوسری طرف چلے گئے۔!

ظفر خاموش کھڑا تھیلما کو دیکھے جا رہا تھا۔!

"تم پر.... کیا گذری....!" تھیلما نے آہستہ سے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... میں یہاں بیہوش پڑا تھا۔!"

"اُس نے مجھے بے ہوش نہیں کیا تھا۔ بس کمر پر لاد کر ادھر لے بھاگا تھا۔!"

"تم نے شور نہیں مچایا تھا۔!"

"بہت چیخی تھی.... مگر دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔!"

"پھر....؟"

"اس نے مجھے باندھ دیا... اور.... اور اب اس دنیا میں تمہارے علاوہ میرا اور کوئی نہیں؟"

"باندھ دینے کی وجہ....؟" ظفر نے بوکھلا کر پوچھا۔

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" وہ روہانسی ہوگئی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں....!" وہ اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "لیکن تم یہاں سے جانا کیوں نہیں چاہتیں۔!"

"میں کیا بتاؤں.... وہ عمران بڑا بھیانک آدمی ہے....! اس نے مجھے درخت سے باندھ کر اپنے تھیلے سے ایک ڈبہ نکالا جس میں بڑے خوف ناک بچھو تھے....! اس نے انہیں زمین پر ڈال دیا تھا اور وہ رینگتے ہوئے میری طرف بڑھنے لگے تھے....! پھر اس نے مجھ سے وہی سوال کیا۔!"

"کون سا سوال....؟"

"دوا ساز کارخانے کے متعلق....!"

"اچھا تو پھر....!"

"میں نے اسے اس کا پتہ بتا دیا....!"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے....؟"

"تم نہیں سمجھ سکتے....! کارخانے کے محل وقوع کا علم میرے اور مسٹر میوری کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔!"

"تم غلط کہہ رہی ہو....! یہ کیونکر ممکن ہے....! وہاں کام کرنے والے بھی واقف ہوں گے۔!"

"لیکن کارخانے سے نکل کر بیرونی دنیا سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہاں کے وہ قیدی ہیں....! انہیں آسمان دیکھنا نصیب نہیں ہوتا اور تم بھی وہیں بھیج

دیئے جاتے...!"

"اوہ....!" ظفر کا حیرت سے منہ کھلا رہ گیا!

"تمہیں وہاں ساری آسائشیں میسر ہوتیں لیکن تم آسمان نہ دیکھ سکتے.... کبھی کھلی فضا میں نہ آسکتے....!"

"خدا کی پناہ....!" ظفر سناٹے میں آگیا۔

تھیلما چند لمحے خاموش رہ کر گلوگیر آواز میں بولی۔ "اس نے مجھ سے پتہ معلوم کر لیا ہے۔ اب اگر اس کی رسائی وہاں تک ہو جاتی ہے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ میں ہی اس کی معلومات کا ذریعہ بنی ہوں۔!"

ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو تفہیمی جنبش دی۔! اور پھر تھیلما کپکپاتی ہوئی آواز میں کہتی رہی۔ "میوری مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ نہیں اب میں اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!"

"دوا ساز کارخانے میں کیا ہو رہا ہے۔ اتنی رازداری کے ساتھ....؟" ظفر نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتی۔!"

"عمران کیا چاہتا ہے....!"

"اس کے بارے میں میں نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ مسٹر میوری اُسے مقامی پولیس سے متعلق سمجھتے ہیں۔!"

"اوہ....!" ظفر کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آنے لگے۔!

"اور وہ اس کے ڈر سے اپنی قیام گاہیں بدلتے رہتے ہیں۔!"

"کیا وہ کوئی پولیس آفیسر ہے....؟"

"مجھے اُس کے بارے تفصیل سے کچھ نہیں معلوم لیکن اتنا جانتی ہوں کہ وہ مسٹر میوری کے اعصاب پر بری طرح سوار ہے۔!"

"کتنا اچھا ہوا کہ مجھے قبل از وقت علم ہو گیا۔!"

"لیکن اب تم ہی کیا کر لو گے.... میوری کا عتاب تم پر بھی نازل ہوگا۔!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں....! قوانین کا احترام میرا جزو ایمان ہے اب میں دیکھوں گا کہ عمران کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اگر یہ مسٹر میوری کوئی غیر قانونی کام کر رہا ہے تو میرا فرض ہے کہ قانون کا ساتھ دوں۔!"

"احمقوں کی طرح نہ سوچو.... میوری بہت خطرناک آدمی ہے بہتر ہو گا کہ ہم دونوں سردار گڈھ کی بجائے کہیں اور چلے جائیں۔!"

"وہ میرے ملازم کو پریشان کرے گا۔ میں اسے سردار گڈھ میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

تھیلما کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ سُت کر رہ گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کی بیمار ہو....!

ظفر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اس نے میوری کی قیام گاہوں کے بارے میں بھی پوچھا ہو گا۔!"

"نہیں صرف فیکٹری کے بارے میں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....! اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ وہ ان ساری قیام گاہوں سے واقف ہے.... ورنہ فیکٹری کا پتہ لگا لینے کے بعد وہ اُسے کہاں ڈھونڈتا پھرے گا۔!"

"بہر حال.... میری ہی طرح تم بھی خطرے میں ہو.... اب اُسے یقین آ جائے گا کہ تم عمران سے ہی تعلق رکھتے ہو....!"

"ٹھہرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے سوچنے دو۔!"

تھیلما نڈھال سی ہو کر ایک اسٹول پر بیٹھ گئی اور ظفر اس کے قریب کھڑا سوچتا رہا.... اگر عمران مقامی پولیس سے تعلق رکھتا ہے تو تھیلما کو گرفتار کر کے ساتھ کیوں نہ لے گیا.... کیونکہ وہ تو.... میوری کے خلاف ایک گواہ کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

دفعتاً اس نے تھیلما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر یہی سوال دہرایا۔!

"میں کیا بتاؤں....؟ مجھے خود بھی حیرت ہے....!" تھیلما بولی۔

"اچھی بات ہے.. تو ہمیں سردار گڈھ واپس چلنا چاہئے۔!" ظفر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میں اپنی موت کو دعوت نہیں دے سکتی۔!"

"قانون سے بچے بچے پھرنے میں بھی زندگی جہنم ہی بن جاتی ہے... وعدہ معاف گواہ بن کر تم باعزت زندگی گذار سکو گی۔!"

"لیکن میں یہ تو نہیں جانتی کہ وہاں کیا ہو رہا ہے....!"

"یقیناً وہ فیکٹری غیر قانونی طور پر قائم کی گئی ہے ورنہ اتنی رازداری کی کیا ضرورت تھی۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"جب آدمی ایسی ذہنی کیفیت میں مبتلا ہو تو پھر اُسے دوسروں پر اعتماد کرنا چاہئے۔!"

"میں کیا کروں....؟"

"مجھ پر اعتماد کرو.... حتی المقدور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دوں گا۔"

اتنے میں بوڑھا رچمنڈ پھر کمرے میں واپس آیا۔

"ہاں تو پھر.... چلو.... میں تم لوگوں کو وہاں تک پہنچا دوں۔!"

"کہاں تک....!" ظفر نے پوچھا۔

"جہاں سے وہ لوگ تمہیں سردار گڈھ لے جائیں گے....!" رچمنڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ظفر کو الگ لے جا کر کچھ کہنا چاہتا ہو....! ظفر اس کے پیچھے باہر چلا آیا۔

"کیا بتایا اس نے....!" دفعتاً رچمنڈ نے اس کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں....!"

"مطلب یہ کہ اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔!"

"پہنچا بھی ہو گا تو مجھے کیوں بتائے گی۔!"

"ہوں.... اوں....!" وہ پر تشویش انداز میں سر ہلا کر رہ گیا پھر بولا "بہتر ہو گا کہ تم لوگ جلد از جلد یہاں سے چلے جاؤ، پتہ نہیں وہ کون ہیں اور تم سے کیا چاہتے ہیں۔!"

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اب وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ نقدی تو پہلے ہی چھین چکے تھے۔!"

"لڑکی یہاں سے جانے پر کیوں رضامند نہیں۔!"

"یہ بھی میں نہیں جانتا....! میرے خیال سے خائف ہے سوچتی ہو گی کہیں راستے میں پھر ان سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔!"

بات یہیں ختم ہو گئی تھی....! ظفر نے تھیلما کو بتایا تھا کہ بوڑھا رچمنڈ بھی خائف معلوم ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اب ہم لوگ یہاں ٹھہریں....!

"میں دن کے اُجالے میں سردار گڈھ نہیں پہنچنا چاہتی۔" تھیلما بولی۔

"تم چلو تو..... میں اس کا بھی انتظام کرلوں گا۔!"

پھر بوڑھے رچمنڈ نے انہیں جیپ پر بٹھایا تھا اور اسی راستے سے ان کی روانگی ہوئی تھی جس سے اس مکان تک پہنچے تھے۔!

جیپ میں کلارا بھی موجود تھی۔ اس نے ان کی اتنی جلد روانگی پر کئی بار افسوس ظاہر کیا تھا۔

"وہ آدمی قابل اعتماد ہے.....!" رچمنڈ بولا۔

"کون آدمی.....؟" ظفر نے پوچھا۔

"جو سردار گڈھ تک تمہیں پہنچائے گا۔ وہاں تم بھی رک کر کارواں کا انتظار کرنا۔!"

"کارواں.....؟"

"ہاں..... چھوٹے چھوٹے کارواں ہر وقت ہی گذرا کرتے ہیں۔!"

"پیدل.....!" ظفر نے بوکھلا کر پوچھا۔ "کیا ہمیں پیدل چلنا پڑے گا۔!"

"ضروری نہیں..... اُن کے ساتھ خچر بھی ہوتے ہیں۔!"

"اتنا طویل سفر.....!" تھیلما خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "مجھ سے تو ممکن نہیں۔!"

"اس سے زیادہ تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔!" رچمنڈ نے کہا۔

جیپ اونچے نیچے راستے پر چلتی رہی۔!

"وہ دیکھو.....!" کچھ دور چلنے کے بعد رچمنڈ نے کہا۔ "وہ آدمی وہاں کھڑا ہے۔!"

"وہ تو کافی اونچائی پر ہے۔!"

"ہاں آں..... راستہ دوسری طرف ہے۔!" رچمنڈ نے کہا اور گاڑی روک دی۔

ظفر حیرت سے اسے دیکھتا رہا کیونکہ اب اس کے لہجے میں پہلا سا تپاک نہیں رہا تھا۔

"جلدی..... کرو..... اُتر جاؤ..... مجھے جلدی ہے۔ خدا حافظ۔!"

ظفر اور تھیلما نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

کلارا بھی اب کچھ نہیں بول رہی تھی۔

بالآخر دونوں گاڑی سے اُتر گئے۔! اور رچمنڈ نے انہیں خدا حافظ کہتے ہوئے گاڑی موڑ دی۔ دونوں ہی دور ہوتی ہوئی جیپ کو بے بسی سے دیکھتے رہے پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تو اونچائی پر کھڑے ہوئے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے۔! لباس سے مقامی ہی معلوم ہوتا تھا۔

بلندی زیادہ نہیں تھی وہ بہ آسانی اس تک پہنچ سکتے تھے.....! تھوڑا ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد ظفر نے محسوس کیا کہ وہ انہیں حیرت سے دیکھ رہا ہے۔!

اُوپر اس کے قریب پہنچ کر ظفر نے پوچھا۔ "ہمیں کتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔" وہ کچھ نہ بولا۔ لیکن اُس کی آنکھوں کے سوالیہ انداز سے ظفر کو وحشت ہی ہوئی تھی۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا اور پھر تو ان کے پیروں تلے سے زمین ہی نکل گئی تھی۔!

وہ بولا تھا..... لیکن حلق سے بے ہنگم سی آوازیں نکل کر رہ گئی تھیں۔ وہ گونگا تھا..... اور قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کے بارے میں کچھ جانتا ہے کیونکہ اس کی آنکھوں کا متحیرانہ انداز بدستور قائم تھا۔ انہوں نے نیچے ڈھلان میں کچھ بھیڑیں بھی چرتی دیکھیں۔!

"چوٹ ہوگئی.....!" ظفر کراہا۔

"کیا مطلب.....؟" تھیلما بہت زیادہ بوکھلا گئی تھی۔

"وہ ہمیں دھوکہ دے گیا۔ یقین کرو کہ وہ بھی عمران ہی کا کوئی آدمی تھا اور یہ ڈرامہ اس لئے اسٹیج کیا گیا تھا کہ تم سے کارخانے کا پتہ معلوم کیا جائے۔!"

تھیلما سر تھامے ہوئے وہیں ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔! گونگا انہیں حیرت سے دیکھے جارہا تھا۔

"اب کیا کریں، کدھر جائیں.....؟" ظفر کچھ دیر بعد بولا۔

آہستہ آہستہ دن ڈھلتا جارہا تھا۔

"بوڑھا سخت مردود ثابت ہوا۔!" تھیلما بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"اب اُسے گالیاں دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔!"

"پھر کیا کریں.....؟" تھیلما جھنجھلا گئی۔

"ٹھہرو..... میں کوشش کرتا ہوں کہ اس گونگے سے کچھ معلوم کروں۔!"

پھر وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اس سے اشاروں میں پوچھتا رہا تھا کہ شہر جانے کے لئے انہیں کیا کرنا پڑے گا۔ گونگا کچھ دیر بعد اس طرح سر ہلانے لگا جیسے وہ اس کے مافی الضمیر سے آگاہ ہوگیا ہو لیکن ظفر مطمئن نہیں تھا۔

بہر حال وہ دونوں اس کے ساتھ چلنے لگے۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کسی قسم کے اشارے بھی کرتا جارہا تھا لیکن وہ کچھ نہ سمجھ سکے.....! بس چلتے رہے اس کے ساتھ، زیادہ نہیں چلنا پڑا تھا کہ گونگے

نے رک کر ایک دراڑ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اتنی چوڑی تھی کہ تین چار آدمی بیک وقت اس میں داخل ہو سکتے تھے۔ گونگا ہاتھ ہلا ہلا کر غالباً یہی کہہ رہا تھا کہ انہیں اس دراڑ سے گذر جانا چاہئے۔ پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر اپنی بھیڑوں کی طرف پلٹ گیا۔ ظفر اور تھیلما نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"آؤ....!" ظفر نے تھیلما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر دراڑ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے سمجھے بوجھے۔" تھیلما ہچکچائی۔

"چلو بھی.... تم تو ویسے بھی میوری کے ہاتھ لگنا نہیں چاہتیں۔!"

وہ دونوں دراڑ میں داخل ہوئے....! شائد بیس بائیس گز کے فاصلے پر دراڑ کا اختتام ہوا تھا۔ دوسرے سرے پر پہنچتے ہی تھیلما کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"کیا بات ہے....؟"

"وہ دیکھو....!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "سردار گڈھ کا ریلوے اسٹیشن....!"

"کہاں....! اوہ.... بوڑھا واقعی خبیث تھا.... تو گویا ہم سردار گڈھ ہی میں رہے ہیں.... میرا خیال ہے کہ یہاں سے اس کا امکان زیادہ سے زیادہ پانچ میل کے فاصلے پر ہوگا۔!"

یک بیک تھیلما بہت زیادہ سُست پڑ گئی....! پل بھر پہلے کی بشاشت کا نام و نشان تک چہرے پر نہیں تھا۔

یہ فوری تبدیلیاں ظفر نے محسوس کیں لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ جانتا تھا اس کی وجہ.... تھیلما میوری کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔! وہ دونوں بالآخر سڑک پر اُتر آئے....! یہاں سے کوئی ٹیکسی یا رکشا انہیں شہر تک پہنچا سکتا تھا۔ تھیلما کچھ دور چل کر رک گئی۔! ظفر بھی رک گیا.... وہ عجیب انداز میں اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔!

"کیا بات ہے....!" ظفر مسکرایا۔

"کچھ نہیں.... چلو....!" میں نے اسکیم بدل دی ہے اب ہم میوری تک پہنچنے کی کوشش کریں گے....!" تھیلما بولی۔

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے۔ میرے اندیشے غلط ہوں....!"

"سوال یہ ہے کہ اندیشے پیدا کیوں ہوئے تھے۔!"

"میں بحث کے موڈ میں نہیں.... ہم دونوں ہی فی الحال مسٹر میوری کے دست نگر ہیں۔!"

"میں تو اب لعنت بھیجتا ہوں مسٹر میوری پر....!"

"غیر دانش مندانہ حرکت ہوگی۔ ہم کیوں نہ اسے مل کر ماریں۔ یہ تو سوچو اگر تم اس کی مالی امداد سے محروم ہو گئے تو اس ہوٹل میں کیونکر قیام کر سکو گے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمہارے معیار کے مطابق تمہیں کوئی دوسری ملازمت فوری طور پر مل جائے۔!"

"لیکن اگر اس دوران میں عمران کی طرف سے کوئی حرکت ہو گئی ہو تو....!"

"دیکھا جائے گا۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میں کتنی باصلاحیت ہوں۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ اب اس پر اعتماد کرے یا نہ کرے۔ ان حالات سے گذرنے کے بعد خود اس پر تھیلما کا اعتماد ختم ہو جانے کا امکان تھا وہ اُسے عمران ہی کا آدمی سمجھ سکتی تھی۔!

O

ویران گرجے کی عمارت قبرستان ہی کی حدود میں تھی۔! اب وہاں عبادت نہیں ہوتی تھی لیکن تدفین کے لئے آنے والے کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اپنی تھکن ضرور اتارتے تھے۔

یہ گرجا انگریزوں کے دور حکومت کی یادگار تھا اور.... قبرستان میں زیادہ تر انگریز فوجی دفن تھے۔ مقامی عیسائی آبادی اپنے مردوں کی تدفین اس قبرستان میں بھی کرتی تھی۔!

ویسے مقامی آبادی کے لئے دوسرا قبرستان مخصوص تھا۔ گرجے کی دیکھ بھال کے لئے ایک آدمی بھی یہاں رہتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ لوگ کچھ دنوں کے لئے اپنے تابوت گرجے میں رکھ جاتے اور کئی دنوں کی رسومات کے بعد ان کی تدفین ہوتی، ایسے تابوتوں کے لئے گرجے کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا تھا، جس میں تابوتوں کے نگران بھی قیام کرتے، لیکن ایسا شائد شاذونادر ہی ہوتا تھا۔

ایسا ہی ایک تابوت آج بھی آیا تھا اور ایک بوڑھی یوریشین عورت اس کی نگران کی حیثیت سے وہاں مقیم تھی۔

گرجے کے محافظ نے اُسے اطمینان دلایا تھا کہ وہ خود بھی رات بھر اس کے پاس موجود رہے گا۔ اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔

"یہ ایک مجبوری ہے۔!" بوڑھی عورت ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"ہمارا بیٹا یہاں موجود نہیں ہے۔ مجھے اس کا انتظار ہے اس کے آئے بغیر تدفین ممکن نہیں۔ گھر پر لاش رکھ نہیں سکتے کیونکہ پڑوسیوں میں اس کا رواج نہیں ہے۔!"

"آپ اطمینان سے قیام کیجئے۔!" بوڑھا محافظ ہاتھوں سے سینے پر کراس بنا کر بولا۔ "اس آواز کی طرف سے کوئی اپنے کان بند نہیں کر سکتا۔ ایک دن مجھے بھی اسی آواز پر لبیک کہنا ہے۔! میں فادر میوریل سے کہوں گا کہ وہ تابوت پر ہاتھ رکھ کر مردے کے لئے دعا کریں۔"

"اُوہ کیا یہاں کوئی فادر بھی ہیں۔ میں نے تو سنا تھا کہ یہ چرچ بالکل ویران رہتا ہے۔"

"وہ بڑے عبادت گذار ہیں۔ رات کو یہیں عبادت کرتے ہیں۔ اس چرچ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہاں کے پُرسکون ماحول میں وہ ایک کتاب بھی لکھ رہے ہیں۔"

"تو کیا.... یہیں.... اسی جگہ....!"

"ہاں.... وہ سامنے والا کمرہ.... لیکن آپ ان کی موجودگی سے تقویت ہی محسوس کریں گی۔ آپ محسوس کریں گی کہ آپ کا غم ہلکا ہو گیا ہے۔"

بوڑھی عورت خاموش ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں غمگین تھیں۔ لیکن زندگی سے بھرپور معلوم ہوتی تھیں۔ اُس نے تابوت کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں روشنی ناکافی ہے۔" محافظ نے کہا۔ "میں کچھ مومی شمعیں اور لاؤں!"

O

تھیلما ظفر کو ساتھ لئے مسٹر میوری کی مختلف قیام گاہوں میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک تو نہیں مل سکا تھا۔!

تھیلما نے مختلف ٹھکانوں پر ان تینوں کے متعلق بھی پوچھ گچھ کی تھی جنہیں غار میں چھوڑا تھا، لیکن ہر جگہ سے یہی اطلاع ملی کہ وہ تقریباً ایک ہفتہ سے وہاں نہیں دیکھے گئے۔!

اندھیرا پھیل گیا اور وہ کھانے کے لئے ظفر کے اقامتی ہوٹل میں آئے جمن بہت زیادہ بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔ اس نے ظفر کو بتایا کہ مسٹر میوری کے آدمی اُسے کئی بار پوچھ چکے ہیں اور ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔ جمن نے آگے بڑھ کر دروازے کا بولٹ گرایا۔ ایک آدمی اندر گھس آیا۔

"اوہ.... مادام....!" وہ دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔!

"باس کہاں ہے....؟" تھیلما نے اس سے پوچھا۔

"ان کے کہیں ہونے نہ ہونے کے بارے میں تو آپ ہی جانتی ہوں گی لیکن وہ ہم سے کئی بار فون پر آپ کے متعلق پوچھ چکے ہیں۔"

"اچھی بات ہے تم جا سکتے ہو۔ میں ان لوگوں کی دیکھ بھال کر رہی ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ جمن اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"پہلے ہم کھانا کھائیں.... اس کے بعد پھر اور کچھ ہو گا۔" ظفر بولا۔

جمن نے وہیں سے فون کر کے کھانا طلب کرنا چاہا لیکن تھیلما بولی۔ "نہیں.... تم خود نیچے جاؤ.... اور کھانے کے لئے کہو۔!"

جمن ظفر کو گھورتا ہوا باہر چلا گیا اور تھیلما دروازہ بولٹ کر کے ظفر کی طرف مڑی۔

ظفر نے پھر اس کے چہرے پر اجنبیت سی محسوس کی۔

"جب وہ کہیں نہ مل سکے تو پھر وہیں ملتا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"کہاں۔!" ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم یہاں کی جگہوں کے نام سے واقف ہو۔!" تھیلما نے جھنجھلا کر سوال کیا۔

ظفر نے انکار میں سر ہلایا اور وہ بولی۔ "بس کھانے کے بعد وہیں چلیں گے اوہ میں کتنی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔"

وہ آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔

ظفر نے بے چینی سی محسوس کی۔ اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے تھیلما میں کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہو۔ کھانے کے بعد وہ باہر نکلے تھے۔ جمن مصر تھا کہ وہ بھی اُن کے ساتھ جائے گا۔! لیکن تھیلما

اس پر تیار نہ ہوئی۔ اس نے میوری کی ایک قیام گاہ سے کار بھی فراہم کرلی تھی اور خود ہی اُسے ڈرائیو کررہی تھی۔

ظفر خاموش تھا۔ چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ کسی بڑی دشواری میں پڑنے والا ہے۔

"کیا تم اعتراف کرلوگی کہ عمران تم سے ان کا کوئی راز معلوم کرچکا ہے۔" بالآخر ظفر نے اس سے پوچھا۔

"یقیناً! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں مجھے سب کچھ بتانا پڑے گا.... ورنہ میں اپنی غیر حاضری کا کیا جواز پیش کروں گی۔!"

"اچھی طرح سوچ لو.... اسے تم بخوبی جانتی ہوگی۔!"

"بس یہی ایک صورت ہے.... ورنہ الجھ الجھ کر مرجاؤں گی....! موت گوارا ہے لیکن ذہن پر کوئی بار لے کر جینا میرے بس سے باہر ہے....!"

"تو پھر قانون کی طرف دار بن جاؤ۔!"

"قانون....! قانون مجھ سے جرم کی نوعیت پوچھے گا۔ لیکن میں اس سے واقف نہیں۔!"

"جو جی چاہے کرو....!" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن اس دواساز فیکٹری کی ملازمت مجھے منظور نہیں۔!"

"ہم دونوں ہی کو اس جنجال سے نکلنا ہے۔!"

کار ایک سنسان سڑک پر تیز رفتاری سے مسافت طے کررہی تھی۔! شہری آبادی پیچھے رہ گئی تھی۔! بالآخر ایک جگہ تھیلما نے گاڑی روک دی۔ یہاں ہر طرف گہرا اندھیرا تھا۔ تھیلما نے ظفر کو نیچے اُترنے کو کہا اور خود بھی گاڑی چھوڑ دی۔!

جہاں گاڑی چھوڑی تھی، وہاں سے تھیلما کے بیان کے مطابق کچھ دور پیدل ہی چلنا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ظفر نے محسوس کیا کہ وہ کسی قبرستان میں چل رہا ہے۔ ایک جانب روشنی نظر آئی جو غالباً کسی عمارت کی چند کھڑکیوں سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ اسی جانب بڑھتے رہے۔

عمارت کا بیشتر حصہ تاریکی میں تھا۔ ساخت کے اعتبار سے وہ کوئی گرجا ہی ہو سکتا تھا۔

"کون ہے....؟" کسی نے انہیں ٹوکا اور پھر تیز قدموں سے چلتا ہوا اُن کے قریب پہنچا۔ اندھیرے کی بناء پر ظفر اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔

"فادر میوریل سے ملنا ہے۔!" تھیلما بولی۔

"وہ تو ابھی تشریف نہیں لائے۔" آنے والے نے جواب دیا۔

"ہم ان کا انتظار کریں گے۔!"

"یہ بالکل نئی بات ہوگی....!" وہ آدمی بڑبڑایا۔ "ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔!"

"انہوں نے مجھے اجازت دے رکھی ہے۔!" تھیلما بولی۔

"اچھی بات ہے.... تو چلئے....!"

وہ ایک بڑے سے کمرے سے گذرتے ہوئے دوسرے کمرے میں آئے۔ بڑے کمرے میں انہیں ایک معمر عورت دکھائی دی تھی اور ایک تابوت بھی نظر آیا تھا۔

ظفر عجیب سی الجھن میں مبتلا ہوگیا تھا۔ بوڑھے آدمی نے کہا۔ "آپ لوگ یہیں بیٹھیں.... وہ یہیں عبادت کرتے ہیں۔" پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

"یہ فادر میوریل....؟" ظفر نے کہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "تم یہاں صرف سنو گے خود کچھ نہیں بولو گے....!"

ظفر نے بے بسی سے سر کو جنبش دی۔

اس کمرے میں مومی شمعیں روشن تھیں اور ماحول کچھ ایسا تھا کہ حیات بعد لمحات کے علاوہ اور کسی چیز کا دھیان نہیں آسکتا تھا۔ کچھ عجیب سی بو فضا میں رچی بسی تھی۔ تھیلما کے چہرے پر اُسے سکون ہی نظر آیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ ماحول اس کے لئے نیا نہ ہو۔

وہ تن بہ تقدیر ہو بیٹھا۔!

پندرہ یا بیس منٹ.... بوجھل سی خاموشی میں گذرے تھے۔! اور پھر پردہ ہٹا کر ایک ضخیم شحیم پادری ڈھیلے ڈھالے لبادے میں ملبوس اندر داخل ہوا تھا۔

ظفر بوکھلا کر کھڑا ہوگیا۔ یہ میوری یا فادر میوریل تھا۔

"کیا مطلب....؟" وہ دروازے کے قریب ہی رک کر انہیں گھورتا ہوا غرایا۔

"ہم سب خطرے میں ہیں مسٹر میوری۔!" تھیلما کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آگیا اور تھیلما نے مشینی انداز میں اپنی کہانی شروع کردی۔ ظفر بت بنا کھڑا رہا۔ میوری بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔ کبھی اس کی آنکھیں ظفر کے چہرے

پر جم جاتیں اور کبھی تھیلما کی طرف دیکھنے لگتا۔

تھیلما کے خاموش ہونے پر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اُس نے پُر سکون لہجے میں پوچھا۔

"تو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"یہی.... یہی.... کک.... کہ.... آپ ہوشیار ہو جائیں۔!" تھیلما ہکلائی۔ "اگر وہ مجھ پر بچھونہ چھوڑتا تو.... میں....!"

"ختم کرو.... میں تو چاہتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچنے کی کوشش کرے۔!"

ظفر نے تھیلما کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دیکھیں۔!

دفعتاً وہ ظفر کی طرف مڑا اور اُسے گھورنے لگا۔ اور تھیلما بولی "تو آپ بھی اسی نتیجے پر پہنچے؟"

"کس نتیجے پر....!" میوری نے اس کی طرف مڑ کر سرد لہجے میں پوچھا۔

"یہ شخص....؟" وہ ظفر کی طرف ہاتھ اٹھا کر پرجوش اور تنفر آمیز انداز میں بولی۔ "اس کے ساتھیوں ہی میں سے معلوم ہوتا ہے۔!"

"یہ غلط ہے.... بکواس ہے۔؟" ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"جوش میں نہ آؤ.... بیٹھ جاؤ...." میوری نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ڈاکٹر رچمنڈ کے جھونپڑے پر ریڈ کرنا چاہیئے۔!" تھیلما بولی۔

"حماقت.... وہ اَب سنسان پڑا ہو گا۔!"

اس کے بعد کوئی کچھ نہ بولا۔

ظفر کی بے اطمینانی بڑھ گئی تھی۔ لیکن اُس نے اپنے چہرے پر اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔

یہ خاموشی ذرا ہی سی دیر میں اُسے بے حد زہریلی لگنے لگی اور اس نے کھکار کر کہا۔ "میں بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔!"

دفعتاً باہر سے آواز آئی۔ "فادر.... کیا میں اندر آسکتا ہوں....!"

"آجاؤ....!" میوری پُر وقار اور گونجیلی آواز میں بولا۔

وہی آدمی اندر داخل ہوا جس نے ظفر اور تھیلما کو اس کمرے تک پہنچایا تھا۔

"فادر....!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "آپ نے ایک تابوت دیکھا ہو گا.... عورت

کے اعزہ آگئے ہیں اور وہ اسی وقت تدفین کرنا چاہتی ہے۔!"

"سروس....!"

"ہاں فادر۔!"

"چلو...!" وہ اٹھتا ہوا بولا اور ان دونوں کو وہیں بیٹھنے کو کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن ابھی پردہ بھی نہیں ہٹایا تھا کہ دوسری طرف سے ایک چیخ سنائی دی۔ میوری نے ایک جھٹکے کے ساتھ پردہ ہٹا دیا۔

"فادر.... فادر....!" بوڑھی عورت چیختی ہوئی اُس کی طرف دوڑی اور قریب آکر ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

ظفر اور تھیلما بھی اسی بڑے کمرے میں آگئے تھے جہاں تابوت رکھا ہوا تھا۔!

"کیا بات ہے.... کیا بات ہے....؟" میوری نے بوڑھی سے پوچھا۔

"وہ.. وہ.. فادر..!" اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اسکا ہاتھ تابوت کی طرف اٹھا ہوا تھا۔

دفعتاً تابوت کا ڈھکن تھوڑا سا اٹھا اور پھر ویسی ہی چیخ اس میں سے برآمد ہوئی جیسی پہلے گونجی تھی۔!

"ہٹو سامنے سے....!" میوری نے بوڑھی کو ایک طرف جھٹک دیا اور خود اچھل کر تابوت پر جا پڑا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ تابوت کے ڈھکن کو اس کی جگہ روکے رکھنا چاہتا ہو۔ پوری قوت سے اُس پر چھا گیا تھا۔

ایک بار چیخ پھر اُبھری اور میوری تابوت کے ڈھکنے سمیت دوسری طرف جا پڑا۔

مردہ تابوت میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"اُوہ....!" تھیلما اور ظفر کی زبان سے بیک وقت نکلا "ڈاکٹر رچمنڈ....!"

"کیا.... ڈاکٹر رچمنڈ....!" میوری حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "کون ڈاکٹر رچمنڈ....؟"

وہ اٹھ گیا تھا اور بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر رچمنڈ....!" تھیلما جلدی جلدی بولنے لگی تھی۔ "وہی ڈاکٹر رچمنڈ جس نے ہمیں کل اپنے جھونپڑے میں پناہ دی تھی۔!"

"خبر دار.....!" میوری کی آواز کمرے میں گونجی۔ "اگر کسی نے بھی کمرے سے باہر جانے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔!" اس نے ریوالور نکال لیا تھا۔

گرجے کے محافظ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ بوڑھی عورت میوری کو گھورے جا رہی تھی اور ڈاکٹر رچمنڈ اب بھی تابوت ہی میں کھڑا ہوا تھا لیکن انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس پوری سچویشن سے کوئی تعلق ہی نہ رکھتا ہو.....!

دفعتاً میوری پھر بولا۔ "تھیلما اگر ظفر سے متعلق اپنے شبہے کی تصدیق کرنا چاہتی ہو تو اس سے کہو کہ ڈاکٹر رچمنڈ کے ہاتھ باندھ دو.....!"

"نہیں.....!" ڈاکٹر رچمنڈ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں، میں تو عمران کا ایلچی ہوں۔ اسکا ایک پیغام ہے تمہارے لئے۔ وہ تم سے ملنا چاہتا تھا اور تم بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"کل ہی اسے معلوم ہوا ہے کہ تم یہاں بھی مل سکتے ہو۔ لہٰذا یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔!"

"وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے.....؟"

"محض یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا باس ہاپکنز اپنی بینائی کھو بیٹھا ہے اور اب تھریسیا کی قید میں ہے۔!"

"یہ بکواس ہے.....!"

"یہ تم اس لئے کہہ رہے ہو کہ لفٹ رائٹ والے کوڈ میں اب بھی پیغامات وصول کر رہے ہو۔!"

ظفر نے رچمنڈ کے اس جملے پر میوری کو چونکتے دیکھا۔ پھر یک بیک اس کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آنے لگا اور اس نے غرا کر کہا۔ "ظفر اس کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دو۔ یہ ایک بہت بڑے دشمن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ عمران سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا ہے، عمران اس کی بھی فکر میں ہے.....!"

"میں ڈاکٹر رچمنڈ..... تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اگر اس کی طرف تمہارا اشارہ ہے.....!" رچمنڈ نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"ظفر میں نے کیا کہا تم سے.....!" میوری پھر دہاڑا۔

"مسٹر میوری.....!" دفعتاً ظفر سینہ تان کر بولا۔ "میں تمہاری کسی غیر قانونی حرکت کا

شریک نہیں بن سکتا۔!"

"اچھا تو پہلے تم ہی جاؤ.....!" میوری نے دانت پیس کر کہا لیکن قبل اس کے کہ وہ ریوالور کا ٹریگر دباتا ریوالور ہی اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ رچمنڈ نے تابوت سے چھلانگ لگائی تھی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ لیکن اتفاق سے وہ اس کے ہاتھ سے بھی گر گیا تھا۔

ظفر حیران رہ گیا بوڑھے کی پھرتی پر۔

پھر شائد تھیلما ریوالور ہی اٹھا لینے کے لئے جھپٹی تھی کہ ظفر نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ لئے اور وہ ایک چیخ کے ساتھ پلٹ کر اس سے لپٹ پڑی۔

اُدھر رچمنڈ اور میوری کے درمیان ریوالور کے حصول کے لئے زور آزمائی شروع ہو چکی تھی۔ اگرجے کے محافظ نے برابر والے کمرے میں گھس کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ وہ بہت زیادہ دہشت زدہ نظر آ رہا تھا۔

تھیلما ذرا ہی سی دیر میں ظفر کے لئے مصیبت بن گئی.....! اگر ذرا بھی ڈھیلا پڑا ہوتا تو وہ اُسے گرا کر چڑھ ہی بیٹھتی، البتہ چہرے پر اُس کے ناخنوں نے بڑی بڑی خراشیں ڈال دی تھیں۔

وہ اس بُری طرح اس میں الجھا تھا کہ بڑی دیر تک میوری اور رچمنڈ کی طرف توجہ دینے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ تھیلما کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح ظفر کی گردن اس کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں آ جائے۔

ظفر دماغ ٹھنڈا رکھ کر اس سے صرف اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ خود کسی قسم کے تشدد کا مظاہرہ نہیں کر سکا تھا۔! بہر حال اس جنجال سے کسی طرح نجات حاصل کرنی ہی تھی اور یہ اُس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ وہ ہوش میں تھی۔!

وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ تھک بھی چکی تھی لیکن ہاتھ مشینی طور پر چل رہے تھے۔!

دفعتاً ظفر مشتعل ہو گیا۔ پھر جو ایک الٹا ہاتھ تھیلما کے منہ پر پڑا ہے تو اچھل کر دور جا پڑی۔ سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور وہ دھم سے فرش پر چلی آئی تھی۔!

اس کے بعد پتہ نہیں اُس نے بے حس و حرکت ہی پڑے رہنے میں عافیت سمجھی تھی یا سچ مچ بے ہوش ہو گئی تھی۔!

اُدھر رچمنڈ اور میوری کے درمیان اب بھی ریوالور ہی کے لئے زور آزمائی جاری تھی ریوالور رچمنڈ کی گرفت میں تھا اور میوری، اُسے چھین لینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ ظفر متحیر تھا اس بوڑھے کی جی داری پر.... اس عمر میں اور یہ دم خم میوری جیسا گینڈا جھوما جا رہا تھا، لیکن ریوالور اس کی گرفت سے نکلنا تھا نہ نکلا.... اسی دوران میں بوڑھے رچمنڈ نے اُسے کمر پر لاد کر دے پٹخا.... ایک فائر ہوا اور بائیں جانب والی دیوار کا پلاسٹر اُدھڑ گیا۔!

فائر کے ساتھ ہی ریوالور بھی رچمنڈ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ہو سکتا تھا کہ اس نے اس حد تک چلے جانے کے بعد خود ہی اُسے چھوڑ دیا ہو۔ ظفر نے بوڑھی عورت کو ریوالور اٹھاتے دیکھا وہ ذرہ برابر بھی حراساں نہیں معلوم ہوتی تھی۔

ڈاکٹر رچمنڈ نے میوری کو زمین پر گرا کر بُری طرح جکڑ لیا تھا۔ ظفر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں، یقین نہیں آتا تھا کہ میوری جیسا دیو پیکر اس سالخوردہ بوڑھے کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔!

"مم.... میں....!" میوری کی گھٹی گھٹی سی آواز سنائی دی "میں عمران سے ملنے کے لئے تیار ہوں....!"

رچمنڈ اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ کچھ عجیب سا ماحول لگ رہا تھا۔ ظفر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اور بے سروپا خواب دیکھ رہا ہو۔!

میوری اٹھ گیا تھا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا اور سانس بڑی تیزی سے چل رہی تھی شائد سانس ہی پر قابو پانے کے لئے بار بار نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیتا تھا۔

"مم.... مجھے لے چلو اُس کے پاس....!" وہ خونخوار لہجے میں بولا۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں میوری۔!" رچمنڈ نے مسکرا کر کہا۔ "تم اتنی دیر کی مہلت چاہتے ہو کہ اپنے آدمیوں کو یہاں کی صورت حال سے آگاہ کر سکو....!"

دفعتاً میوری نے پھر رچمنڈ پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن رچمنڈ بہت زیادہ ہوشیار ثابت ہوا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ کر ایسی ٹانگ ماری کہ میوری تیورا کر بائیں کروٹ گرا اور پھر فوری طور پر نہ اٹھ سکا۔!

رچمنڈ اب ظفر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نظر تھیلما کی طرف اٹھ گئی۔! اور اس نے

ظفر سے پوچھا۔ "کیا گلا گھونٹ کر مار دیا۔!"

"نہیں ڈاکٹر رچمنڈ! تم لوگ مجھے غلط سمجھے ہو....! مجھے زندگی سے پیارے ہے چاہے وہ کسی چھوے ہی کی کیوں نہ ہو۔!"

"واہ.... واہ.... بہت اچھے آدمی ہو تم....!" ڈاکٹر رچمنڈ ہنس پڑا۔! ظفر کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔!

میوری پھر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن شائد اب کھڑے ہو جانے کی سکت اس میں نہیں رہی تھی۔!

اچانک رچمنڈ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم پوری طرح میرے قبضے میں ہو میوری.... باہر میرے آدمی موجود ہیں۔ سروس کا انتظار کر رہے ہیں۔ چلو اور میری رسمی تدفین کے لئے رسمی دعا کرا دو....!"

"ہاکنز بہت جلد تمہارا خاتمہ کر دے گا۔!" میوری پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔ اس کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔

"تم ابھی تک اس غلط فہمی میں ہو کہ میں تھریسیا کا آدمی ہوں۔!" رچمنڈ مسکرا کر بولا۔ "اچھی بات ہے، دیکھو میں کون ہوں....؟"

وہ اپنے سر کی پشت پر ہاتھ لے گیا۔ سر کے گھنے سفید بالوں میں زلزلہ سا آگیا.... اور پھر ظفر نے دیکھا کہ ان بالوں سمیت پورے چہرے کی کھال ادھڑتی چلی آئی۔!

"عمران....!" اس کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے عمران کے چہرے سے رچمنڈ کا چھلکا اتر گیا ہو۔ میوری نے اٹھنا چاہا لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر پُرسکون لہجے میں بولا۔ "بیکار ہے....! خود کو پوری طرح میرے حوالے کر دو....! ساری عمر جیل میں پڑے رہنے کے لئے تمہاری کیمیکل فیکٹری ہی کافی ہے۔ لیکن اگر ظفر نہ ملتا تو شائد تم اپنا یہ گندا کام جاری رکھ سکتے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بازار میں زہریلی ادویات بھی تمہاری ہی پارٹی پھیلاتی رہی ہے۔!"

"زہریلی ادویات....!" ظفر اچھل پڑا۔

"ہاں.... میرے دوست....!" عمران گمبیر لہجے میں بولا۔ "یہ ایک بین الاقوامی فراڈ تھا۔ ہمارے ایک دوست ملک نے ہمیں کچھ ضروری ادویات تحفتاً بھیجی تھیں۔ انہیں عوام کی سہولت

کے لئے بازار میں لایا گیا تھا، اچانک ان کے استعمال سے غلط نتائج برآمد ہونے لگے۔ جب ان کا تجزیہ کیا گیا تو وہ زہریلی ثابت ہوئیں۔ اس دوست ملک کو معاملہ ریفر کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی گم سم تھا۔ اس معاملے میں....! بہر حال یہ حرکت اس لئے ہوئی تھی کہ اس دوست ملک سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں۔!"

"لیکن زہریلی ادویات....؟" ظفر نے کہا لیکن جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی تھی۔ "یہ لوگ اپنی زمین دوز فیکٹری میں انہیں ادویات کی نقل تیار کر کے بازار بھیج رہے تھے۔ ان کے ایجنٹ اصلی ادویات خرید کر بازار سے غائب کرنے کا کام انجام دے رہے تھے۔!"

"تم اس فیکٹری کا پتہ معلوم کر ہی چکے ہو....! جاؤ....اُسے تباہ کر دو....!" میوری پاگلوں کی طرح چیخا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو....!"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو....!" لہجہ اب بھی جارحانہ تھا۔

"تم مجھے شوگر بینک تک پہنچا دو گے۔!"

"کک....کیا....؟" میوری بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"شوگر بینک....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں....میں نہیں جانتا....!"

"اچھی بات ہے....! تم مجھے وہیں تک پہنچا دو جہاں ولیم ہاپکنز مقیم تھا۔!"

ظفر نے دیکھا کہ میوری کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا ہے۔! اس سے پہلے اس نے اس کے چہرے پر خوف زدگی کے آثار نہیں دیکھے تھے....!

"تم یقین کرو....!" عمران نرم لہجے میں بولا۔ "ہاپکنز تھریسیا کی قید میں ہے اور اس کی بینائی ضائع ہو چکی ہے۔ تھریسیا بڑی خاموشی سے اس کے ساتھیوں کا صفایا کر رہی ہے۔ ادھر کا رخ اس لئے ابھی تک نہیں کیا کہ میں بھی اُس کی تاک میں ہوں گا۔!"

پھر عمران نے اپنی اور تھریسیا کی مڈ بھیڑ کی کہانی شروع کر دی۔ ظفر کے لئے یہ سب بڑی عجیب سی باتیں تھیں، لیکن وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ تھیلما بھی اب اٹھ بیٹھی تھی، لیکن اس کا چہرہ

ہر قسم کے تاثرات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ خالی خالی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔!

عمران شوگر بینک کی کہانی ختم کر کے چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا پھر بولا۔ "میں دوستانہ فضا میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔! لیکن اس فیکٹری کا جھگڑا نکل آیا ہے۔!"

"اگر تمہارا بیان درست ہے تو میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتا ہوں۔ رہی فیکٹری تو تم اس پر چھاپہ مار سکتے ہو....! مجھے الگ ہی رکھو اس معاملے سے.... میں شوگر بینک تک تمہاری رہنمائی کروں گا۔!"

"میں کس طرح یقین کر لوں کہ تم اپنے الفاظ پر قائم رہو گے۔!"

"اگر وہ ہاپکنز پر ہاتھ ڈال چکی ہے تو میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اس کے دشمنوں کا ساتھ دوں۔!"

"اگر تم واقعی میرے ساتھ پر خلوص رہ سکتے ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو....!"

"کیا چاہتے ہو....؟"

"جس ملک کے لئے تم فیکٹری والا کام کر رہے تھے۔ اس کا نام بتا دو.... اور اپنا بیان ریکارڈ کرادو۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"تو پھر میں اکیلے ہی تلاش کر لوں گا شوگر بینک....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یعنی....یعنی....!"

"یعنی یہ کہ اب تم ہتھکڑیاں پہنو گے....!"

"مجھے سوچنے کا موقع دو.... ویسے اپنے خلوص کا اس طرح ثبوت ضرور دوں گا کہ تمہیں اُن کا عدم موجودگی میں فیکٹری کا وہ راستہ اختیار کرنے سے روک دوں، جس کا علم تھیلما کو تھا۔!"

"کیوں....؟"

"تھیلما کو اتفاقاً ہی راستہ معلوم ہو گیا تھا۔ اُس کے بعد میں نے وہاں ڈائنا میٹ لگا دیا تھا، جس سوئچ سے دروازہ ظاہر ہوتا تھا اسی سوئچ کو ڈائنا میٹ سے اٹیچ کر دیا تھا تاکہ اگر کبھی وہ مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرے تو خود بھی فنا ہو جائے۔

"چلو ایک تو ثبوت ملا۔ خلوص کا....! لیکن یہ نامکمل ہے....!"

"میں کہتا ہوں مجھے سوچنے کا موقع دو....!" میوری اپنی پیشانی ملتا ہوا بولا۔!

O

دوسری صبح ظفر کے لئے بڑی عجیب تھی....! اب وہ عمران کے خرچ پر اسی ہوٹل میں مقیم تھا اور جمن اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح اس جال سے نکل بھاگنا چاہئے۔!

"ڈونٹ بی سلی جیمسن....! ظفر بولا۔ "ہمیں دوسری ملازمت مل گئی ہے.... اور یہ ذرا ڈھنگ کی معلوم ہوتی ہے۔!"

جمن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جمن نے دروازہ کھول دیا اور بُرا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ آیا۔

اندر آنے والا عمران تھا۔ اپنی تمام تر حماقتوں سمیت....!"

اس وقت اس کی شکل پر ویسی ہی معصومانہ بے بسی طاری تھی جیسی پہلی بار ظفر نے ٹرین پر دیکھی تھی۔!

"اگر مسٹر جیمسن کی موجودگی فی الحال یہاں ضروری نہ ہو تو....!" اُس نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر ہونقوں کی طرح منہ کھول دیا۔

جمن نے اُسے قہر آلود نظروں سے دیکھا اور پیر پٹختا ہوا باہر چلا گیا۔ ظفر منتظر تھا اس بات کا جس کے لئے تخلیہ کرایا گیا تھا لیکن عمران مضبوطی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا احمقانہ انداز میں اُسے دیکھتا رہا۔!

تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تمہیں متبنّیٰ کرنا چاہتا ہوں۔!"

"جی.... میں نہیں سمجھا....!"

"جب اولاد ہی نہیں ہے کوئی تو بیوی کہاں ہوگی۔!" عمران کی آواز کچھ اور زیادہ گلوگیر ہوگئی....! "سوچتا ہوں....! میرے بعد کس کی شادی ہوگی۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھا جناب....!"

عمران اٹھ کر اس کا چہرہ ٹٹولنے لگا کبھی گالوں کی ہڈیاں دباتا.... کبھی کنپٹیاں ٹٹولتا اور کبھی

ٹھوڑی میں ہاتھ لگا کر منہ اوپر اٹھا دیتا....!

"میں تمہیں اپنا قائم مقام بنانا چاہتا ہوں....!"

"آپ ہیں کیا بلا پہلے یہ تو بتائیے....!"

"قانون کا ایک محافظ.... تمہیں اس کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔!"

"جی ہاں.... یہ بات تو سمجھ میں آگئی....!"

"تم سے کچھ دل مل سا رہا ہے۔ کیونکہ میں بھی تمہاری ہی طرح بزرگوں کی نالائقیوں کا شکار ہو چکا ہوں۔ خیر اپنی یہ من بھاتی کہانی پھر کبھی سناؤں گا۔ فی الحال اتنا سمجھ لو کہ تم ملازمت نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کرنے جا رہے ہو۔!"

"چلئے سمجھ لیا۔!"

"تم میری ہی جیسی ہی جسامت اور قد رکھتے ہو....! چہرہ بھی ایسا ہے کہ میرا میک اپ قبول کر لے گا۔ فی الحال تمہاری ڈیوٹی یہ ہوگی کہ تم میرے میک اپ میں چند لوگوں کے ساتھ یہیں کی ایک عمارت میں قیام کرو گے، اداکارانہ صلاحیت بھی رکھتے ہو۔ لہٰذا صرف ایک ہفتے کی ٹریننگ کافی ہوگی۔!"

"اوہ تو آپ مجھے اپنے میک اپ میں یہاں چھوڑ کر شوگر بینک کی تلاش میں جائیں گے۔!"

"سمجھ دار بھی معلوم ہوتے ہو۔!" عمران مسکرایا۔

"میں نے پچھلی رات وہ حیرت انگیز کہانی سنی تھی! بڑے خطرناک لوگ معلوم ہوتے ہیں۔!"

"پوری انسانیت کے لئے خطرہ ہیں۔!"

"مجھے خوشی ہوگی اگر آپ کے کسی کام آسکا....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر کچھ سوچتا ہوا اُسے پھاڑنے لگا۔

کچھ دیر بعد ظفر نے پوچھا۔ "کیا میوری آپ کی شرائط سے متفق ہو گیا ہے۔!"

"ہونا ہی پڑے گا.... مائی ڈیئر.... تم اس کی فکر نہ کرو.... ہاں ایک بات اور کہہ دوں.... یہاں تم لوگوں کے ساتھ ایک خاتون بھی ہوں گی.... آدی دل پھینک معلوم ہوتے ہو۔ ذرا احتیاط رکھنا اگر کہیں تم نے میرے میک اپ میں اس سے اظہار عشق شروع کر دیا تو بھانڈا پھوٹ جائے گا۔!"

عمران سیریز نمبر 52

فضائی ہنگامہ

(تیسرا حصہ)

"کیا آپ نے ابھی تک اس سے اظہارِ عشق نہیں کیا۔" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"برخوردار اگر اسی قابل ہوتا تو تمہیں متبنیٰ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی۔ بہر حال اس معاملے میں محتاط رہنا۔!"

تو کیا آپ کے آدمیوں کو بھی اس کا علم نہ ہوگا کہ آپ کے میک اپ میں کوئی دوسرا آدمی ان کے درمیان موجود ہے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بعض معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور یہ جو تمہارے مسٹر جیمسن ہیں انہیں چلتا کرو۔!"

"یہ ناممکن ہے جناب....!"

"کیوں....؟"

"وہ بھی میری ہی طرح بے سہارا ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو تم اسے یہیں مقیم رہنے دو.... اس کے اخراجات پورے ہوتے رہیں گے۔!" لیکن تم اسے بتاؤ گے کہ تم سردار گڈھ سے باہر جارہے ہو۔ اور اسے یہیں رہ کر تمہارا انتظار کرنا ہوگا۔!"

"ہاں.... یہ ہو سکتا ہے....!" ظفر پُر تفکر انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اچھا.... شام کو پھر ملاقات ہوگی....!" عمران اٹھ گیا۔

پیشرس

"فضائی ہنگامہ" حاضر ہے۔

اس کتاب میں اس کہانی کا اختتام ہوتا ہے، جو شوگر بینک سے شروع ہوئی تھی۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ مہماتی بنا کر پیش کروں۔ "مہماتی" کہانیوں کے لئے زیادہ تر فرمائش آتی ہے۔

مجھے توقع ہے کہ نیا کردار ظفرالملک آپ کو پسند آیا ہوگا۔ پچھلا ناول "تابوت میں چیخ" میں نے دراصل اسی کردار کی تشکیل کے لئے لکھا تھا۔

ایک بار پہلے بھی گزارش کرچکا ہوں کہ کتاب کی تیاری میں کام آنے والی ہر چیز کے دام بڑھ گئے ہیں۔ صرف ایک کاغذ تھا سو وہ بھی انہیں اشیاء کی صف میں آکھڑا ہوا ہے۔ مل کی طرف سے اس کے دام بڑھا دیئے گئے ہیں! لہٰذا اب یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ چلو بھئی کاغذ کی کمی کی بناء پر دام بڑھے ہیں۔ اگلے شپمنٹ پر معمول پر آجائیں گے۔ کھینچتے رہو گاڑی کسی نہ کسی طرح۔

بہر حال کہنے کا مطلب یہ کہ اب بھی آپ نے کتاب کی قیمت میں معمولی سا اضافہ منظور نہ کیا تو کہیں گاڑی ٹھپ ہی نہ ہو جائے۔

مجھے توقع ہے کہ اب آپ قیمت بڑھانے کی مخالفت نہیں کریں گے۔

فریدی پسندوں نے مجھے چیلنج کیا ہے کہ اگر میں نے فریدی کے سلسلہ کا بھی ایک ضخیم ناول نہ لکھا تو وہ میری کتابیں پڑھنا چھوڑ دیں گے۔

بھئی .... خفا ہونے کی ضرورت نہیں.... انشاءاللہ.... جلد آپ ایسا ایک ناول پڑھ سکیں گے جس کا جاسوسی دنیا سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

فریدی کا ضخیم ناول!

ابن صفی

۲۸/اپریل ۱۹۶۸

ظفر الملک ایک ہفتہ تک عمران کی آواز کی نقل اتارتا رہا اور پھر اسے سچ مچ اپنی صلاحیتوں پر حیرت ہونے لگی۔ گویا اسے علم ہی نہیں تھا کہ خود اس میں کتنے جوہر چھپے ہوئے ہیں۔

ر وہ بڑی دیر تک آئینے کے سامنے کھڑا خود کو عمران کے رُوپ میں دیکھتا رہا۔

ایک بڑی خوب صورت رہائش گاہ میں وہ آج کل تنہا مقیم تھا۔ جیمسن کو ایک ہفتہ قبل ہی اُس نے بتادیا تھا کہ وہ باہر جارہا ہے اور اسے تنہا اسی ہوٹل میں قیام کرنا پڑے گا....!

عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی دکھایا تھا۔ ان کے بارے میں ساری معلومات بھی بہم پہنچائی تھیں۔

ظفر کو اب معلوم ہوا کہ ڈاکٹر رچمنڈ کے ساتھ کلارا کا رول کرنے والی لڑکی سوئیس تھی اور اس کا اصل نام جولیانا فٹنر واٹر تھا۔ وہ اسے بہت اچھی لگتی تھی۔ لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق اُسے جذباتی طور پر اس سے لاتعلق ہی رہنا تھا۔!

اس کے لئے صرف یہی کام بے حد کٹھن تھا۔ کسی جوان العمر اور دل کش عورت کو نظر انداز کر دینا اس کی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

اس نے عمران کو اپنی اس کمزوری سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ اب تک آپ سے بھاگتی رہی ہے تو آئندہ نہیں بھاگے گی!"

"جی.... ای...." عمران نے آنکھیں نکالیں!

"میرا خیال ہے کہ آپ کو اظہار عشق کا سلیقہ ہی نہیں ہے!"

"نہیں.... عزیز از جان.... نہیں۔!"

"تو بس آپ کی عدم موجودگی میں محنت میں کر دوں گا اور آپ واپسی پر پکے پکائے عشق سے لطف اندوز ہو سکیں گے!"

عمران منہ چلانے لگا۔ لیکن احمقانہ انداز میں ظفر ہی کو دیکھے جارہا تھا۔

"عشق کے بغیر زندگی بے کار ہے!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"بس اَب قصور معاف کر دو میرا۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر تم اسی رفتار سے عشق عشق دہراتے رہے تو میرا کوا ٹیڑھا ہو جائے گا!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"حلق میں ایک عدد چونچ نما چیز ہوتی ہے جسے کوا کہتے ہیں! کیوں کہتے ہیں؟ مجھے نہیں معلوم!"

"خیر چھوڑیئے.... آپ مجھے گولیوں سے بچنے والا آرٹ کب سکھا رہے ہیں؟"

"نہیں تم شعر ہی سناتے جاؤ مجھے!" عمران بُرا مان جانے والے انداز میں بولا۔

"خفا ہو گئے.... بڑے بھائی۔!"

"خفا ہو جانے کی بات ہی ہے! ابھی ہمارے کھیلنے کھانے کے دن ہیں۔ عشق وشق تو بڑھاپے کی چیز ہوتی ہے۔ جب کوئی کام دھندا نہ ہو تو عشق کرلو۔!"

"عشق کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے۔"

"اچھا....؟" عمران نے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑیں جیسے پہلی بار یہ اطلاع ملی ہو!

"جی.... ہاں....!"

دفعتاً کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔

وہ خاموش ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ دفعتاً ظفر بولا۔

"آپکے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اور وہی شخص یہاں پہنچ سکتا ہے، جسے آپ نے پتہ بتایا ہو۔!"

عمران ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ظفر نے دیکھا کہ وہ قفل کے سوراخ سے آنکھ لگا کر برآمدے میں جھانک رہا ہے۔

پھر وہ اس کی طرف پلٹ آیا اور آہستہ سے بولا۔ "کوئی عورت معلوم ہوتی ہے۔!"

"خوش قسمتی ہے میری!" ظفر کی باچھیں کھل گئیں۔

"ہوش میں.... ہوش میں! میں دوسرے کمرے میں موجود رہوں گا۔ دیکھو کون ہے...."

اور کیا چاہتی ہے۔؟"

ظفر نے دروازہ کھولا اور ٹھٹک گیا.... برآمدے میں میوری کی سیکرٹری تھیلما کھڑی تھی۔

اس نے ایک طرف ہٹ کر متحیرانہ انداز میں عمران ہی کی طرح دیدے نچائے اور صورت سوال بنا ہوا اُسے دیکھتا رہا۔

"کیا اندر آنے کو بھی نہ کہو گے؟" وہ بڑے دلآویز تبسم کے ساتھ بولی۔

"آؤ.... آؤ....!" ظفر نے پیچھے ہٹتے ہوئے بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

وہ دروازہ بند کر کے کرسیوں کی طرف بڑھی اور پھر یکایک مڑ کر بولی۔ "تم بہت زیادہ سہمے ہوئے لگ رہے ہو....!"

"اک.... اک.... اکیلا ہوں نا بالکل یہاں....!" ظفر ہکلایا

وہ ہنس پڑی۔!

"کیا میں تمہیں کھا جاؤں گی۔!"

"پپ.... پتہ نہیں....!" ظفر نے خوفزدگی کی ایکٹنگ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"بہت بن چکے زیادہ بور نہ کرو.... کیا مجھ سے بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے۔"

"بیٹھو بیٹھو.... لیکن تم یہاں پہنچیں کس طرح؟"

"تم احمق تو نہیں ہو.... صرف بور کرتے ہو!"

"چلو یہی سہی۔ لیکن تم آئی کیوں ہو.... میں آج کل گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔!"

"کنفیوشس کے اقوال سننے آئی ہوں!" اُس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ کبھی کبھی خاموش رہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔!"

"میں تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ میوری پاگل ہو گیا ہے!"

"کیا مطلب؟"

"پاگل ہو گیا ہے....! کیا تم پاگل ہو جانے کا مطلب نہیں سمجھتے۔!"

"سس.... سمجھتا ہوں.... تو پھر....؟"

"میرے ساتھ چلو ورنہ خسارے میں رہو گے!"

"کک.... کہاں؟"

"جہاں میں لے چلوں۔!"

ظفر سوچ میں پڑ گیا کہ اَب اُسے کیا کرنا چاہئے! پھر یک بیک بولا۔!

"اچھا ٹھہرو.... میں لباس تبدیل کر آؤں۔!"

وہ اُس کمرے میں داخل ہوا جہاں عمران پہلے سے موجود تھا۔!

کچھ دیر بعد عمران اسی کمرے سے برآمد ہوا اور تھیلما سے بولا۔

"چلو کہاں لے چلتی ہو۔!"

"کیا تم اب بھی مجھ پر اس حد تک اعتماد کر سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں؟" عمران احمقانہ انداز میں مسکرایا۔

"اگر میں تمہیں کسی مصیبت میں پھنسا دوں تو؟"

"پھر پھنس جاؤں گا...." عمران نے مخلصانہ لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔!

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی اور پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "بعض اوقات ایسا لگتا ہے جیسے تم ساری دنیا کا مذاق اڑا رہے ہو۔!"

"اپنی اپنی سوچ ہے"۔ عمران بھی بالکل اسی بکے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر کراہا۔

"مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے تمام دنیا مجھے الو سمجھتی ہو۔!"

"میں ان میں شامل نہیں ہوں۔!" تھیلما مسکرائی۔

"تب پھر تم اپنے طور پر الو بنانے کی سوچ رہی ہو!"

"یقین کرو میں تمہیں ایک بڑے خطرے سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"کیا خیال ہے میوری مجھے دھوکہ دے گا!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتی! لیکن وہ اس حد تک خائف ہے کہ پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگا ہے!"

"مثال کے طور پر۔!"

"پچھلی رات اس کے کمرے سے عجیب سی آوازیں آ رہی تھیں!"

"کیا مطلب؟"

"میں نے دروازے سے کان لگا کر سُنا تھا.... پتہ نہیں کیا لفٹ رائٹ کر رہا تھا۔ ہندسوں کے ساتھ لفٹ رائٹ.... رائٹ تھری لفٹ فور...."

"ہوں.... اچھا....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا! پھر بولا۔ "تم مجھے کہاں لئے چل رہی ہو۔!"

"اس کے پاس.... وہ صبح سے بے ہوش پڑا ہے!"

"بہت زیادہ پی گیا ہوگا۔!"

"نہیں وہ شراب کا نشہ نہیں ہو سکتا!"

"اچھا تو پھر چلو۔!"

وہ دونوں عمارت سے باہر آئے.... کمپاؤنڈ میں تھیلما کی گاڑی موجود تھی۔

لیکن عمران نے اُس کی گاڑی میں جانے سے انکار کر دیا۔

وہ اُسے لان ہی میں چھوڑ کر گیراج میں داخل ہوا اور ایک موٹر سائیکل نکالی۔

"کیوں اس کی کیا ضرورت تھی! آخر تم میرے ساتھ سفر کرنا کیوں مناسب نہیں سمجھتے؟" تھیلما کسی قدر اضمحلال کے ساتھ بولی۔

"پٹرول مُفت ملتا ہے مجھے! تم فکر نہ کرو۔ اپنی گاڑی میں چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہوں گا۔!"

تھیلما بُرا سا منہ بنائے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

عمران موٹر سائیکل اسٹارٹ کرنے لگا! لیکن وہ اسٹارٹ نہ ہوئی۔!

تھیلما پھر گاڑی سے اتر کر اس کے قریب آئی اور بولی "آخر کون سی آفت آ جائے گی اگر میرے ساتھ چلے چلو گے!"

"یہ نامعقول کیوں نہیں اسٹارٹ ہوتی؟" عمران موٹر سائیکل کو گھورتا ہوا غصیلے لہجے میں بولا۔

"چلو! میری گاڑی میں!" وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں.... اب تو اُسے ہی اسٹارٹ ہونا پڑے گا!"

"تم آخر اتنے ضدی کیوں ہو؟"

عمران سیدھا کھڑا ہو کر اُسے بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟"

"اس وقت تمہارا لہجہ بالکل میرے والد صاحب کا سا تھا!"

"میں کہتی ہوں، وقت ضائع نہ کرو!"

"تم جیسی ہمدرد خواتین بھی نظر سے کم ہی گزری ہوں گی!"

"تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کسی قسم کا دھوکہ دینا چاہتی ہوں۔"

"ہرگز نہیں.... یہ نامعقول موٹر سائیکل۔!"

ٹھیک اسی وقت ایک گاڑی ہارن دیتی ہوئی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے سامنے سے گزر گئی!

"عمران پھر موٹر سائیکل پر جھک پڑا.... اس بار وہ اسٹارٹ ہو گئی....!"

تھیلما اپنی گاڑی میں جا بیٹھی....!

وہ دونوں یکے بعد دیگرے پھاٹک سے گزرے! سڑک پر پہنچ کر تھیلما نے رفتار تیز کر دی۔

اس کی گاڑی کے پیچھے عمران کی موٹر سائیکل تھی.... اور وہ گاڑی ان دونوں کا تعاقب کر رہی تھی۔ جس نے کچھ دیر پہلے پھاٹک کے قریب سے گزرتے ہوئے ہارن دیا تھا....!

تھیلما کی گاڑی شہری آبادی کو پیچھے چھوڑتی جا رہی تھی۔

عمران نے اُس کی گاڑی سے اپنا فاصلہ بیس بائیس گز سے زیادہ نہیں رکھا تھا.... البتہ تعاقب کرنے والی گاڑی بہت دور تھی اس وقت اس سڑک پر ان تین گاڑیوں کے علاوہ اور کسی قسم کا ٹریفک نہیں تھا....!

دفعتاً تھیلما نے اپنی گاڑی بائیں جانب والے ایک درّے میں موڑ لی۔!

عمران کی موٹر سائیکل بھی اسی درّے میں داخل ہوئی۔ راستہ قریب قریب مسطح تھا اور درے کی کشادگی بھی اتنی تھی کہ کم از کم دو متوسط درجے کی گاڑیاں برابر سے چل سکتی تھیں۔

درے سے گزر کر وہ پھر کھلے میدان میں آئے لیکن تعاقب کرنے والی گاڑی کا اب کہیں پتہ نہ تھا۔ تھیلما کی گاڑی ایک جگہ رُک گئی! عمران نے بھی موٹر سائیکل اُس کے قریب پہنچ کر روکی تھی۔ تھیلما سیٹ پر ہی بیٹھی رہی۔

"اب ہم یہاں سے آگے پیدل چلیں گے۔!" تھیلما نے کہا۔

"گاڑی پر ہی بیٹھے بیٹھے پیدل چلو گی!"

وہ ہنستی ہوئی نیچے اُتر آئی....

"لیکن ان گاڑیوں کی دیکھ بھال کون کرے گا....؟" عمران نے پوچھا۔

"کون آتا ہے ادھر.... ہماری گاڑیاں تو کئی کئی دن تک یہیں کھڑی رہتی ہیں۔!"

"پیدل کتنی دور چلنا پڑے گا؟"

"بس سامنے والی چٹان کے پیچھے۔!" اُس نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"چلو....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم خائف نہیں ہو!" تھیلما اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرائی....

"دم نکلا جارہا ہے ڈر کے مارے....!"

وہ ہنس پڑی.... اور پھر سنجیدگی اختیار کرتی ہوئی بولی۔ "تم جیسا لاپرواہ اور بے جگر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا....!"

"بے جگر....!" عمران چلتے چلتے ٹھہر گیا....

"ہاں.... ہاں.... میں غلط نہیں کہہ رہی۔"

دفعتاً عمران نے سر ہلا کر پُر اطمینان لہجے میں کہا....! "چلو تخلص کا مسئلہ بھی حل ہو گیا.... فارسی میں بے دل تھا۔ اُردو میں اَب بے جگر ہو گا۔"

"میں پھر کہتی ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو۔ لیکن تمہیں سمجھنا بہت مشکل ہے.... پتہ نہیں تم اس وقت کس چکر میں ہو۔"

"چلو....!" عمران اُس کا شانہ پکڑ کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

چٹان کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا مکان نظر آیا۔ جس کے آس پاس کچھ سرسبز جھاڑیاں تھیں۔!

"وہ یہیں ہے....!" تھیلما نے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔!

عمران کچھ نہ بولا.... اس کے ساتھ چلتا رہا۔ تھیلما نے مکان کا قفل کھولا اور دروازہ کو دھکا دے کر اندر جا ہی رہی تھی کہ عمران نے بازو پکڑ لیا۔

"کیوں....!" وہ چونک کر مڑی۔

"کیا وہ اندر موجود ہے؟"

"ہاں....!"

"تم نے باہر سے قفل کیوں ڈال دیا تھا!"

"وہ بے ہوش تھا۔"

"تو کیا تنہا ہے؟"

"میں تھی اس کے ساتھ!"

"چلو۔!"

وہ دونوں دروازے سے گزر کر ایک کمرے میں آئے... سامنے بستر پر میوری چت پڑا تھا۔! عمران اس سے تھوڑے فاصلے پر رُک گیا۔! تھیلما بھی اُس کے قریب ہی ٹھہر گئی تھی۔

عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا "کیا یہ بے ہوش ہے؟"

"میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ اس نے پچھلی رات سے شراب کا ایک گھونٹ بھی نہیں لیا!"

"مجھے یقین ہے کہ اس وقت یہ دوسری دنیا میں انگوروں کی کاشت کر رہا ہو گا۔!"

"کیا مطلب؟"

"یہ مر چکا ہے، اگر تم بُرا نہ مانو....!"

"نہیں....!" وہ خوفزدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی! "یقین کرو۔!"

وہ ہانپتی ہوئی بولی.... "وہ صرف بے ہوش تھا۔ دو گھنٹے پہلے کی بات ہے۔!"

"تمہیں کسی ڈاکٹر کو یہاں لانا چاہئے تھا۔!"

"یہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے غلطی ہو گئی....!" وہ بہت زیادہ سراسیمہ نظر آ رہی تھی....

"اب تمہاری پوزیشن کیا ہو گی....!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میری.... پپ.... پوزیشن.... اوہ.... یہاں سے ہٹ چلو.... مجھے وحشت ہوتی ہے.... کچھ دیر پہلے یہ زندہ تھا.... اور اب.... چلو دوسرے کمرے میں چلو۔!"

لیکن دوسرے کمرے میں جانے سے پہلے عمران نے قریب سے لاش کا جائزہ لیا تھا۔

اور دوسرے کمرے میں داخل ہوتے وقت اُس نے تھیلما کو بتایا کہ میوری کی موت کا سبب کسی قسم کا زہر ہی ہو سکتا ہے۔

"اوہ....!" وہ چلتے چلتے رک گئی! اس کے چہرے پر خوف کے آثار پہلے سے بھی زیادہ گہرے

ہو گئے تھے!

"زز.... زہر....!" وہ ہکلائی۔

عمران اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔!

"میں نہیں سمجھ سکی!"

"میرا خیال ہے کہ واپسی کے سفر میں سمجھ لینا.... آؤ۔!" وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر نکاسی کے راستے کی طرف لیتا چلا گیا۔!

"ٹھہرو....!" دفعتاً پشت سے غراہٹ سنائی دی۔

وہ رُکے اور عمران تیزی سے آواز کی طرف مڑا۔ ایک موٹی گردن والا چوڑا چکلا آدمی ریوالور کا رخ ان کی طرف کئے ہوئے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا تھا۔!

کچھ عجیب سی شکل تھی۔ رنگت سے کسی سفید فام نسل کا فرد معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آنکھیں سیاہ تھیں۔ ناک موٹی اور بھدی تھی۔

"اس میں شک نہیں کہ ولیم ہاپکنز اندھا ہو گیا ہے!" وہ سفاک لہجے میں بولا۔ "لیکن اس میں کس کا ہاتھ تھا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی تھی۔

ایسا لگتا تھا کہ اجنبی کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔!

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ!" اجنبی دھاڑا اور عمران نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!

"میں نہیں جانتی یہ کون ہے؟" تھیلما ہذیانی انداز میں بولی۔

"کوئی بھی ہو! مجھے تو اچھا نہیں لگتا۔!" عمران کی آواز کانپ رہی تھی۔!

"مجھ سے نہیں چلے گی تمہاری مکاری!" اجنبی غرایا۔

"پھر کیا ہو گا۔!" عمران نے لاپروائی سے پوچھا۔

"میں تمہیں بڑی بے دردی سے مار ڈالوں گا۔ مجھے میوری کی طرح بودا نہ پاؤ گے۔!"

"مرنے سے پہلے میں تمہارا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"وہ مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ مجھے گردن توڑ بخار کہتے ہیں۔!"

"صورت ہی سے ظاہر ہے!"

پھر عمران نے دیکھا کہ دو آدمی بائیں جانب والے دروازے سے بھی داخل ہوئے ہیں۔

تھیلما پھر بولی۔ "میں نہیں جانتی۔ یہ لوگ کون ہیں.... قطعی نہیں جانتی۔!"

بدستور خاموشی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے عمران سمیت ان سب نے اُسے نظر انداز ہی کر دیا ہو۔

دفعتاً موٹی گردن والے نے کڑک کر.... نوواردوں سے کہا۔ "اس کو باندھ لو۔!"

"مجھے نہیں.... اس کو۔!" عمران نے بوکھلا کر تھیلما کی طرف اشارہ کیا۔!

"کیوں؟" موٹی گردن والا غرایا۔

"سارا قصور اس عورت کا ہے!"

"مم.... میں نے کیا کیا ہے۔" تھیلما ہکلائی.... اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔!

"کوئی مرد مجھے بہلا پھسلا کر یہاں نہیں لا سکتا تھا۔ یہ اسی کا کارنامہ ہے۔!"

"بکواس مت کرو۔!"

"میری ایک بات سُن لو!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"بکو۔!"

لیکن دفعتاً ایسا محسوس ہوا جیسے عمران کسی اندرونی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اُس کے دونوں ہاتھ سینے پر دل کے مقام پر تھے اور چہرہ متغیر ہو گیا تھا پھر اچانک وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا۔

ان تینوں کی توجہ صرف اس کی طرف مبذول ہو گئی اور اتنے میں چار آدمی بپھرے ہوئے سانڈوں کی طرح کمرے میں در آئے۔

یہ عمران کے ساتھی تھے.... شائد ان دنوں عمران نے کتوں کی آواز کو اپنا مخصوص اشارہ قرار دے رکھا تھا۔

تیسری گاڑی میں یہی لوگ شروع ہی سے ان کے پیچھے لگے رہے تھے۔ عمران نے روانگی سے پہلے انہیں مطلع کر دیا تھا اور شائد موٹر سائیکل سٹارٹ ہونے میں اسی لئے دیر لگی تھی کہ اسے ان کا انتظار تھا۔

انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی موٹی گردن والے کے دونوں ساتھیوں کو گرا دیا تھا۔

موٹی گردن والے نے ان پر فائر جھونک مارا.... لیکن اس سے پہلے ہی عمران نے اس پر

چھلانگ لگادی تھی! اور اس کا فائر بے کار گیا تھا...!

عمران نے پوری قوت سے اس پر حملہ کیا تھا۔ لیکن بس وہ اپنی جگہ سے کسی قدر ہٹ گیا تھا۔

عمران نے صرف اس حملے ہی سے اندازہ کرلیا کہ مقابل کسی جنگلی بھینسے کی طرح طاقتور ہے۔ اُس پر قابو پانا آسان نہ ہوگا۔ لہٰذا دوسرا فائر ہونے سے پہلے ہی اس نے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔

ایک فائر پھر ہوا۔ لیکن ریوالور کا رخ چھت کی طرف تھا۔ گولی لکڑی کی چھت کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔

عمران کے دو ساتھی ان کی طرف جھپٹے۔ موٹی گردن والے نے شاید خطرے کو بھانپ لیا تھا....! دفعتاً اس نے ریوالور ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ غالباً اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ریوالور سمیت اپنی کلائی عمران سے نہ چھڑا سکے گا...!

عمران کے ساتھی ریوالور کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ اس نے عمران کو ان پر دھکیل دیا۔

پھر جتنی دیر میں وہ سنبھلتے موٹی گردن والا چھلانگ لگا کر دروازے میں ہو لیا!

عمران اُس کے پیچھے لپکا! اور دوسرے کمرے میں پہنچا تو وہ کھڑکی کے باہر چھلانگ لگا رہا تھا۔

مکان کی پشت پر گھنی جھاڑیاں تھیں! دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان جھاڑیوں میں غائب ہوگیا۔

عمران نے بھی کھڑکی سے چھلانگ لگائی اور جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا.... جھاڑیاں کانٹے دار تھیں۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے گا..... اس لئے کچھ دور جا کر پلٹ آیا.... لیکن بھاگنے والا کدھر گیا ہوگا....!

اُس نے کئی جگہ سے جھاڑیوں کا جائزہ لیا۔ لیکن وہ اُسے ناقابلِ عبور ہی نظر آئیں۔ تھک ہار کر پھر عمارت میں واپس آگیا۔ صفدر کو اشارے سے الگ بلا کر اس کھڑکی کے قریب لے گیا جس سے موٹی گردن والا فرار ہوا تھا۔

"وہ نکل گیا.... تم ان جھاڑیوں پر نظر رکھنا! میں ان دونوں کو دیکھتا ہوں....!" اس نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میوری.... میوری تو مر چکا ہے....!" صفدر بولا۔

"ہاں....!" عمران نے کہا اور اُسے وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ تھیلما دیوار سے لگی کھڑی تھی اور عمران کے تینوں ساتھی ان دونوں کے ہاتھ پیر باندھ رہے تھے۔

عمران خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر تھیلما کے قریب پہنچ کر اس سے پوچھا۔ "ان دونوں کو پہلے بھی دیکھا ہے!"

"نہیں یقین کرو.....! یہ سب میرے لئے اجنبی ہیں! لیکن ٹھہرو شاید میں نے اس بھگوڑے کی تصویر میوری کے البم میں دیکھی تھی۔!"

"البم کہاں ہے؟"

"رائیڈرز ولا میں۔!"

"میں یہاں کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔!"

"تمہیں کون روک سکتا ہے؟"

ان دونوں کو جکڑ دینے کے بعد چوہان، صدیقی اور نعمانی عمران کی طرف متوجہ ہوگئے!

"ان سے پوچھو کہ یہ کون ہیں؟" عمران نے ان سے کہا۔

"کافی پوچھ چکے ہیں۔!" نعمانی بیزاری سے بولا۔

"ہوں....!" عمران ان دونوں کو گھورتا ہوا کچھ سوچنے لگا۔ پھر خشک لہجے میں بولا۔ "یہاں پہلے ہی سے ایک لاش موجود ہے.... ان دونوں کو بھی اسی کے برابر لٹا کر مکان میں آگ لگادو!"

"نہیں.... نہیں....!" وہ دونوں بیک وقت بول پڑے۔

"یہ دیسی ہی تھے۔!" لیکن وضع قطع سے مہذب معلوم ہوتے تھے!

"مجبوری ہے۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔ "ہمیں تین عدد جلی ہوئی لاشوں کی ضرورت ہے۔ ورنہ تمہیں تکلیف نہ دیتے۔"

"ہم کو ہمارا قصور تو بتاؤ....!" ان میں سے ایک بولا۔

"ارے یہی کیا کم ہے کہ ہم تمہارے ہاتھ لگ گئے!"

"دیکھو مسٹر.... ہم نہیں جانتے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہم تو شرط جیتنے آئے ہیں۔!"

"چلو یہی کہانی سُن لوں گا۔! کچھ بولو تو....!"

"ہم ایڈونچررز کلب کے ممبر ہیں.... گالویڈا بھی ممبر ہے! اس نے اس ہٹ کی نشان دہی کی تھی۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ ایک ویران ہٹ ہے لیکن جب بھی ادھر سے گزرو کوئی نہ کوئی جوڑا یہاں ضرور موجود ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ ناممکن ہے اس پر شرط ہو گئی....! ہم تینوں یہاں آئے

....اور مختلف کمروں میں چھپ گئے۔!"

"لاش نہیں دیکھی تھی تم نے....!" عمران نے پوچھا۔

"جب ہم یہاں پہنچے تھے....!" دوسرا ہانپتا ہوا بولا۔ "یہاں کوئی لاش واش نہیں تھی۔!"

"یہ کون ہے؟" عمران نے میوری کی لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔!

"ہم نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" دونوں بیک وقت بولے۔

"گالویدا کون ہے؟"

"گالویدا.... گالویدا ہے.... اس کے بارے میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا....!"

ایک نے کہہ کر دوسرے کی طرف دیکھا.... اُس نے بھی یہی کہا۔ پہلا بولتا رہا۔

"کلب کے ملکی اور غیر ملکی ممبر صرف کلب ہی کی حد تک ایک دوسرے سے واقف ہیں! ہمیں قطعی نہیں معلوم کہ گالویدا کون ہے؟"

"وہ خود کو فرانسیسی کہتا ہے.... کوہ پیمائی اس کا محبوب مشغلہ ہے جب وہ تم سے گفتگو کر رہا تھا تو ہم دونوں ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔!"

"گالویدا اب کہاں ملے گا۔؟"

"وہ کسی ہوٹل میں مقیم ہے!"

"تم لوگ اسے کب سے جانتے ہو؟"

"پچھلے تین ماہ سے.... اور تم ہو کون....؟ ہم سے اس لہجے میں گفتگو کر رہے ہو ہم یہاں کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔!"

"بے شمار دیکھے ہیں تم جیسے.... تمہیں اس لاش کیلئے.... جواب دہی کرنی پڑے گی....!"

"ہم کرلیں گے۔!" لاپرواہی سے کہا گیا.... اَب وہ دونوں شیر ہوتے جا رہے تھے۔!

عمران چند لمحے انہیں گھورتا رہا.... پھر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "انہیں لے جاؤ!"

"تم ہمارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے!"

عمران اس کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا، جہاں صفدر کو چھوڑ آیا تھا۔ لیکن ابھی پہلا قدم بھی نہیں اٹھایا تھا کہ صفدر کی چیخ سنائی دی۔!

"آگ.... آگ.... باہر نکلو.... بھاگو....!"

پھر وہ دوڑتا ہوا بدحواسی میں عمران سے آ ٹکرایا۔

"کسی نے عمارت میں آگ لگا دی ہے۔ لکڑی کی دیوار دھڑا دھڑ جل رہی ہے!"

عمران تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا اور جیب سے چاقو نکال کر ان کی رسیاں کاٹنے لگا! پھر ان سے بولا۔ "بھاگو۔!"

وہ نکل بھاگے.... لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کی راہ روک لی۔!

"یہ کیا لغویت ہے!" چوہان جھلا کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت پے در پے تین فائر ہوئے اور بھاگتے ہوئے قیدیوں کی طویل چیخوں سے فضا مرتعش ہوگئی۔ وہ باہر عمارت سے تھوڑے ہی فاصلہ پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔!

"اس لغویت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" عمران نے ان کی طرف ہاتھ اٹھا کر چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب کیا ہوگا....!" تھیلما روہانسی آواز میں بولی۔

"جب آگ اس کمرے تک آ جائے گی۔ پھر سوچیں گے۔!"

"لیکن.... لیکن۔!" صفدر کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

عمران نے گالویدا کا ریوالور اٹھایا، جو میز پر پڑا ہوا تھا.... اس کے خالی چیمبر بھرے اور ان لوگوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں باہر جا رہا ہوں.... تم لوگ اسی وقت یہاں سے نکلنا جب آگ اس کمرے تک پہنچ جائے۔!"

"نہیں۔ آپ تنہا نہیں جاسکتے۔!"

"یہ تو کسی ایک کو کرنا ہی پڑے گا۔!"

"میں جا رہا ہوں....!" صفدر بولا۔

"نہیں....!" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "میرا حکم ہے کہ تم سب یہیں ٹھہرو گے۔!"

پھر وہ فرش پر لیٹ کر سینے کے بل کھسکتا ہوا باہر نکل گیا۔

ظفر الملک کو افسوس تھا کہ عمران خود ہی تھیلما کے ساتھ چلا گیا۔ جب وہ اس کی نقل کر رہا

تھا تو پھر اُسے ہر قسم کی سچویشن سے دوچار ہونے کا موقع ملنا چاہئے.... اس طرح زیادہ سے زیادہ خوداعتمادی پیدا ہونے کا امکان تھا....!

لیکن یہ حقیقت تھی کہ ظفرالملک بھی عمران کو نیم دیوانہ ہی سمجھ کر درگزر کردینے کا عادی ہوتا جارہا تھا۔

اس عمارت میں کئی بڑے بڑے کمرے تھے اور ان میں اسے اپنی تنہائی کچھ عجیب سی لگتی۔

یورپ میں وہاں جہاں بھی رہا تھا۔ لڑکیوں میں گھرا رہا تھا۔ اب یہ تنہائی سخت جاں گسل معلوم ہورہی تھی۔!

تھیلما کے ساتھ اس نے اپنا وقت کچھ بڑے خطرات میں گزارا تھا۔ لیکن اُسے زندگی اتنی کٹھن نہیں لگتی تھی! جتنی اب معلوم ہورہی تھی۔ اس وقت تھیلما کی آمد نے اسے بڑا سہارا دیا تھا۔!

لیکن عمران کی موجودگی نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔ اوہ مگر.... وہ عمران ہی کے پاس آئی تھی.... اس کا نام تک نہیں لیا تھا۔ اُونہہ اس سے کیا ہوتا ہے جو وقت اس کے ساتھ گزرا تھا، خوشگوار تھا۔ کبھی اپنائیت محسوس ہوئی تھی اور کبھی اجنبیت.... یکسانیت تو نہیں پیدا ہونے پائی تھی زندگی میں طویل خوب صورت لمحے بھی تھکا دیتے ہیں۔!

دفعتاً وہ چونک پڑا.... پھر کوئی کال بیل کا بٹن دبا رہا تھا.... بڑی پھرتی سے صدر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اُس نے سوچا۔ شاید عمران واپس آگیا ہے.... اب وہ اسے وہاں چھوڑ کر خود باہر جائے گا۔

دروازہ کھول کر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک دم پیچھے ہٹ آیا۔ باہر جولیانا فٹنر واٹر کھڑی ہوئی اسے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تو اب آجاؤ نا....!" وہ تھوڑی دیر بعد خوشامدانہ لہجے میں بولا۔

"میں آج تہیہ کر کے آئی ہوں کہ تم سے نپٹ لوں گی!"

"اب تک نپٹتی ہی تو آئی ہو۔!"

وہ اندر آگئی اور ظفر پیچھے ہٹتا چلا گیا! اپنی دانست میں عمران کی پوری پوری ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"یہاں اور کون ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"کک.... کوئی بھی نہیں.... اور کون ہوتا.... لیکن تم یہاں پہنچیں کیسے؟"

"اپنے علاوہ تم ساری دنیا کو بے وقوف سمجھتے ہو!" جولیا کا لہجہ زہریلا تھا۔

"اپنی ہی طرح دوسروں کو بھی سمجھو! بزرگوں کا قول ہے اور کنفیوشس نے بھی یہی کہا ہوگا۔!"

"میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔!"

"ابھی تو بیٹھو.... مطلب یہ ہے کہ.... اررر.... میں تمہیں وہائٹ جیسمین پلاؤں گا.... پلیز.... ڈوکم....!"

وہ اُسے ڈرائنگ روم کی طرف چلنے کا اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"میں یہاں قیام نہیں کرسکتی.... آب و ہوا موافق نہیں ہے اور پھر کوئی کام بھی تو....!"

"کک.... کام.... تو پھر یہیں آجاؤ.... صبح مجھے ناشتہ کرنا پڑتا ہے۔ سخت کوفت ہوتی ہے۔!"

"نوکر ہوں تمہارے باپ کی۔!"

"مطلب یہ کہ کوفت تو ہوتی ہے.... لیکن میں تمہارے لئے بھی چائے بنا لیا کروں گا.... انڈے تلنا بھی کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے!"

ڈرائنگ روم میں پہنچ کر وہ اُسے گھورتی ہوئی بیٹھ گئی....!

"میرا جی چاہتا ہے کہ اس وقت تمہیں مینڈولین پر ایک اطالوی نغمہ سناؤں۔" ظفر مسکرا کر بولا۔

"میں اوٹ پٹانگ باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں!"

"پھر بتاؤ.... میں تمہارے لئے کیا کروں؟"

"میں واپس جانا چاہتی ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... وہ بھی ہوجائے گا۔"

"نہیں....! تم پر پھر تھریسیا کا بھوت سوار ہوگیا ہے.... تم دوسروں کا وقت اسی طرح برباد کراتے رہو گے....!"

"بھ.... بھوت.... ہاں.... ہاں.... میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ.... مینڈولین پر اطالوی نغمہ..!"

"ہاں.... ضرور سنوں گی۔!" لہجہ بہت زہریلا تھا۔

ظفر محتاط ہوگیا۔

تھریسیا کا تذکرہ اُس نے بڑے جلے کٹے لہجے میں کیا تھا اور عمران نے اسے تھریسیا کی کہانی جس انداز میں سنائی تھی۔ اس سے وہ صرف ایک بہت بڑی مجرمہ ثابت ہوئی تھی۔ اور بس۔!

"چچ.... چاؤں.... بناؤں تمہارے لئے!"

"فضول باتیں نہ کرو۔!"

"اچھی بات ہے.... اب بالکل خاموش بیٹھوں گا....!"

"میں واپس جانا چاہتی ہوں!" وہ ہذیانی انداز میں چیخی.... غصے سے سرخ ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے پھاڑ کھائے گی۔

"اچھی بات ہے.... واپس چلی جاؤ....!" ظفر بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُس نے معقول بات کہی ہے یا یہ عمران کے نکتہ نظر سے غلط ہو گئی۔

وہ اسے اسی انداز میں گھورے جا رہی تھی! اب ظفر سوچ رہا تھا کہ شاید وہ عمران کی لاعلمی میں یہاں آئی ہے۔ اگر اس اثنا میں عمران واپس آ گیا تو کیا ہو گا!

"اچھی بات ہے.... تم جب چاہو.... واپس جا سکتی ہو!" اس نے پھر کہا۔

"میرے پچاس روپے واپس کرو، جو تم نے کل لئے تھے۔!"

"اتنی جلدی واپس کرنے کے لئے تو نہ لئے ہوں گے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... ابھی واپس کرو۔!"

"ابھی تو نہیں ہیں میرے پاس۔!"

"میں لے کر ہی واپس جاؤں گی....!"

"یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔!" ظفر نے جھنجلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"کچھ بھی ہو....!"

"میں کوڑی کوڑی کا محتاج ہو رہا ہوں ان دنوں....!"

"روپے واپس کرو....!"

"ایسے لگتا ہے جیسے تم خواہ مخواہ لڑنا چاہتی ہو!"

"ایسی ہی غیر مہذب ہوں.... کیوں۔؟" اس نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"میرا سر چکرا رہا ہے۔!" ظفر اپنے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ.... میں اپنے روپے اسی وقت واپس لوں گی....!"

ظفر نے جیب سے پرس نکالا۔ اس میں صرف تیس روپے پچھتر پیسے تھے.... اس نے اسے

میز پر الٹ دیا۔

"تم اتنے شریف کیوں ہو رہے ہو۔!" دفعتاً جولیا کا لہجہ بدل گیا۔

"کیا کروں.... نہیں چاہتا کہ تم خفا ہو جاؤ....!"

"اتنا ہی خیال ہے میرا۔!"

"اس سے بھی زیادہ۔!"

"تم مکار ہو.... تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں.... صرف تمہارے لئے مکار نہیں ہوں۔ دل سے چاہتا ہوں تمہیں!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ اس وقت اس کا لہجہ عمران کا سا نہیں تھا۔ ظفر الملک کا خاص رومینٹک لہجہ تھا۔ جس کے لئے اس کے گرد لڑکیوں کی بھیڑ رہتی تھی۔

وہ اٹھا اور اس کے قریب فرش پر دو زانوں بیٹھ کر اُس کے ہاتھ کو بوسہ بھی دیا....!

جولیا نے بڑی نرمی سے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے رکھا تھا اور عجیب سی نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم عمران ہی ہو نا؟" دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "یقین نہیں آتا....!"

یہ جملہ ظفر کے لئے ایسا ہی تھا، جیسے بچھو نے ڈنگ مار دیا ہو۔ اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔!

اس پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی تھی۔ کیا پول کھل گیا۔!

"کیا ہوا تمہیں؟" وہ بدستور نرم لہجے میں بولی۔

"کک.... کچھ نہیں.... والد صاحب!"

"شٹ اَپ...... ایسے لمحات میں مضحکہ خیز بننے کی کوشش مت کیا کرو۔ چلو یہیں بیٹھ جاؤ.... اسی طرح۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ بوکھلاہٹ میں یہ کیا حرکت ہو گئی! عمران نے اس سلسلے میں محتاط رہنے کی ہدایت کی تھی! بار بار یاد دہانی کراتا رہا تھا کہ وہ بحیثیت عمران جولیا سے رومانس لڑانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

بہرحال اب تو بندوق چل ہی گئی تھی! وہ پھر اس کے پاس دو زانوں جا بیٹھا اور اس نے پھر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس بار تو بوسہ ظفر کو ایسا ہی لگا جیسے حلق میں پتھر اٹک گیا ہو۔

وہ اپنا ہاتھ ڈھیلا چھوڑے بیٹھی رہی۔ عمران کا خیال ظفر کا گلا گھونٹنے ڈال رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس سچویشن سے کیسے پیچھا چھڑائے۔

"چائے....!" وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔

"میں خود بنالوں گی....!" وہ مسکرائی۔ "اور تم مجھے کوئی اطالوی نغمہ سنانے جارہے تھے۔!"

"ہاں...ہاں...!" وہ جلدی سے اُس کا ہاتھ چھوڑ کر اٹھ گیا "میں ابھی مینڈولین لاتا ہوں..!"

جھپٹتا ہوا خواب گاہ میں آیا اور مینڈولین اٹھا کر سوچنے لگا۔ اگر اس وقت عمران آگیا تو کیا ہوگا۔!

چاروناچار ڈرائننگ روم کی طرف آنا پڑا۔ جولیا کو جس انداز میں چھوڑ گیا تھا وہ اسی طرح بیٹھی ملی....! چہرے پر کرختگی کی جگہ بڑی دلآویز سی نرمی نے لے لی تھی۔!

وہ دروازے ہی کے قریب کھڑا ہو کر مینڈولین بجانے لگا۔

جولیا ٹھوڑی پر ہاتھ ٹیکے اُسے بڑی میٹھی نظروں سے دیکھے جارہی تھی۔!

ظفر حالانکہ اب بہت بے دلی سے بجا رہا تھا۔ لیکن جولیا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے.... نغمے کے اختتام پر وہ اٹھی اور ظفر کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ میرا پسندیدہ نغمہ ہے....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمہارے بارے میں میں سب کچھ جانتا ہوں!" ظفر بوکھلاہٹ میں کہہ گیا۔!

"پھر مجھ سے کیوں بھاگے بھاگے پھرتے ہو۔ میرے بارے میں.... سنجیدگی سے کیوں نہیں سوچتے۔!"

"اب سوچوں گا....!" اس کے علاوہ اور جواب ہی کیا ہوتا۔

"لیکن یہ تھریسیا؟"

"سب بکواس ہے.... لعنت بھیجو تھریسیا پر!"

"وہ تمہیں چاہتی ہے!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے!"

"تم اُسے نہیں چاہتے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر تم اُسے اتنی چھوٹ کیوں دیتے رہتے ہو!"

"تم غلط سمجھی ہو۔! محض اتفاقات کی بنا پر وہ ہمیشہ بچ نکلی ہے!"

"لیکن اُسے تو تم تسلیم کرو گے کہ وہ بھی تمہیں چھوٹ دیتی رہتی ہے!"

"بس میرے ہی ہاتھوں اس کی موت آنی ہے اسی لئے چھوٹ دیتی رہتی ہے مجھے!"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "یقین نہیں آتا!"

ظفر کا دل ایک بار پھر حلق میں جا اٹکا۔! "کک.... کیوں؟"

"تم پل پل بدلتے ہو۔ اس وقت اس قسم کی باتیں کر رہے ہو کچھ دیر بعد شاید مجھے پہچاننے سے بھی انکار کردو.... تم ایسے کیوں ہو عمران۔!"

جولیا کے لہجے میں گہرے غم کی جھلکیاں تھیں۔ ظفر کچھ نہ بولا.... خشک ہوتے ہوئے لبوں پر زبان پھیرنے لگا تھا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کن حالات سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہو! تمہاری شخصیت غیر متوازن ہوگئی ہے لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں آدمی بنادوں گی۔ جس عورت نے تمہیں پیدا کیا تھا وہ حالات سے مجبور ہو کر تمہاری طرف توجہ نہیں دے سکی تھی۔!"

"ہاں.... یقیناً....!" ظفر نے بھی آواز سے سوز و گداز پیدا کرنے کی کوشش کی۔ "لل.... لیکن.... تم تو واپس جانا چاہتی ہو۔"

"میں اب نہیں جاؤں گی....!" جولیا نے کہا اور پھر چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"کک.... کیوں....؟ اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو۔"

"میں سمجھی۔" وہ اسے تیز نظروں سے دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔

"ارے.... ارے.... کیا ہوا!"

"تم....!"

"ہاں.... ہاں.... میں کیا ہوا؟"

"مجھے رو کے رکھنے کے لئے تم نے یہ چال چلی ہے!"

ظفر نے قہقہہ لگایا۔ اس بات پر بہت زیادہ محظوظ ہونے کی ایکٹنگ کرتا رہا.... پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جولیا جھینپے ہوئے انداز میں بولی۔

"یہی بات ہے نا؟"

"اب میں کیسے یقین دلاؤں.... بد اچھا بدنام بُرا....!"

وہ خاموش ہو کر صوفے پر جا بیٹھی اس کے چہرے پر خجالت کے آثار تھے!

پَل پَل بدلتے ہوئے حالات نے ظفر کو نچا کر رکھ دیا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اس کا رویہ کیا ہونا چاہئے۔ عمران کی صدرنگ طبیعت کے اسرار اب کھل رہے تھے۔

جولیا اب ظفر کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی! ایسا لگتا تھا جیسے وہ فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنا چاہتی ہو۔

"میں واپس جاؤں گی....!" دفعتاً وہ اٹھتی ہوئی سخت لہجے میں بولی۔

"اس کے باوجود بھی میرے رویے میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی.... مینڈولین پر تمہارے پسندیدہ نغمے چھیڑتا رہوں گا۔"

وہ اُسے گھورتی ہوئی صدر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ظفر اس طرح منہ چلا رہا تھا جیسے کوئی کڑوی چیز بڑی سرعت سے زبان کی نوک سے حلق تک پھیل گئی ہو!

جولیا کی پشت پر زور دار آواز کے ساتھ دروازہ بند ہوا تھا۔

وہ اسے دیکھ رہے تھے اور وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ دفعتاً گرے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ ایک فائر پھر ہوا اور وہ دھڑام سے گر کر چاروں خانے چت ہو گیا۔

انہوں نے عمران کو رکتے دیکھا!.... اس بار انہوں نے فائر کی سمت متعین کر لی تھی! فائر کرنے والا شاید اس سطح سے نیچے تھا جس پر عمران رینگ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ابھی تک اس کی سمت کوئی فائر نہیں ہوا تھا۔

دوسرے کمرے کی کھڑکی دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔

"بڑی غلطی ہوئی...!" صفدر بولا۔ "ہمیں اسی طرف سے نکل جانا چاہئے... تھا... وہ آدمی

گالویدا تنہا ہے اور صرف ایک ہی سمت فائر کر سکتا ہے!"

"اُف فوہ.... ہم بھی کتنے بے عقل ہیں!" چوہان جلد جلد کہنے لگا۔

"جتنی دور تک وہ رینگ گیا ہے۔ کم از کم اتنی دور تک تو ہم بھی رینگ سکتے ہیں۔! کیونکہ ابھی تک اُس کی طرف کوئی فائر نہیں ہوا۔"

"مم.... میں کیا کروں....!" تھیلما منمنائی۔

"تم بھی وہی کرو۔ جو ہم کرنے جارہے ہیں!" صفدر بولا اور سینے کے بل زمین پر لیٹ گیا۔

عمران کی تقلید سب سے پہلے اسی نے کی تھی۔ پھر وہ سب ہی یکے بعد دیگرے اسی طرح رینگتے ہوئے ہٹ سے باہر آگئے۔ تھیلما سب سے پیچھے تھی اور وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔

اچانک انہوں نے اپنے قریب ہی سے فائر کی آواز سُنی۔

عمران کے ریوالور کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔

لیکن جس طرف سے اس نے فائر کیا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

پھر انہوں نے اس کو تیزی سے اسی جانب بڑھتے دیکھا۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی رینگنے والا جانور ہو۔ کسی تیز رفتار چھپکلی کی طرح سینے کے بل گویا دوڑا جارہا تھا!

وہ سب حیرت سے منہ پھاڑے اُسے دیکھتے رہے! جو جہاں تھا وہیں تھم گیا تھا۔

پھر وہ اُن کی نظروں سے اُوجھل بھی ہو گیا! اب عمارت کے سامنے والے حصے تک آگ کی لپٹیں پہنچنے لگی تھیں اور وہ ان کی آنچ محسوس کررہے تھے۔ ویسے اب انہیں آگ سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

کافی وقت گزر گیا۔ لیکن عمران واپس نہ پلٹا جلتی ہوئی لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز سناٹے میں عجیب سی لگ رہی تھی اور بھورے بھورے دھوئیں کے بادل اوپر فضا میں اٹھ رہے تھے۔

دفعتاً صفدر بولا۔ "ہمیں بھی اُدھر ہی چلنا چاہئے!"

"نہیں.... کچھ یہاں ٹھہریں اور کچھ جائیں....!" چوہان نے کہا۔

"اس سے کچھ فائدہ نہیں! اگر کسی راہگیر کی نظر اس طرف اٹھ گئی تو زحمت میں پڑیں گے!"

"میں کیا کروں.... میں کیا کروں۔!" تھیلما منمنائی اور صفدر نے پلٹ کر کہا۔

"اس عورت کو نگرانی میں رکھو!"

"میں دشمن نہیں ہوں... میں دشمن نہیں ہوں۔!" وہ گڑگڑائی لیکن کسی پر اس کا اثر نہیں ہوا۔

صفدر اب اٹھ بیٹھا تھا۔ دوسروں نے بھی اس کی تقلید کی۔ چوہان نے تھیلما کا بازو پکڑ لیا۔

"چھوڑ دو مجھے!" وہ اپنا ہاتھ جھٹکتی ہوئی چیخی۔

"خاموش رہو....!" چوہان غرایا.... اور اسے اسی طرف کھینچنے لگا جدھر سب جا رہے تھے۔

جہاں عمران آنکھوں سے اوجھل ہوا تھا وہاں سے ایک طویل ڈھلان شروع ہوتی تھی۔

دفعتاً صفدر چلتے چلتے رک گیا اس کے پیروں کے قریب ایک رائفل پڑی نظر آئی اور وہیں خون کا ایک بڑا دھبہ بھی دکھائی دیا۔ تازہ خون کا دھبہ جو آہستہ آہستہ سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا!

صفدر نے رائفل اٹھالی اور پھر چل پڑا۔

حد نظر تک ویرانی ہی بکھری ہوئی تھی۔ دُور دُور تک ان کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا تھا۔! وہ ڈھلان میں اترتے رہے۔

جلنے والے مکان کے دھوئیں کی پرچھائیں اس ڈھلان پر بھی دکھائی دیتی تھی۔

ڈھلان کے اختتام پر ناقابلِ عبور چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُن کی راہ میں دیواریں حائل ہو گئیں ہوں۔ اب یہاں بھی دُور دُور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔

وہ سب پُر تشویش نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے چوہان بولا۔ "ہماری گاڑیاں ادھر موجود ہیں اور یہ خطرناک ہے۔"

"کچھ بھی ہو....!" صفدر بڑبڑایا۔

"کیا مطلب؟"

"عمران کو تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

"تم بے تکی باتیں نہ کرو۔!"

"تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اپنی ذمہ داری پر یہاں رکوں گا!"

"تمہیں تو اپنی ذمہ داری پر اس مکان میں جل مرنا چاہیئے تھا!"

"بیکار باتیں نہ کرو.... اس سے زیادہ محتاط آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ دوسروں کے لئے امکانی بچاؤ کی صورت پیدا کرنے کے لئے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ ہمیں وہیں رکنے کا مشورہ اسی لئے دیا تھا کہ ہم صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد کوئی قدم

اٹھائیں"۔

چوہان کچھ نہ بولا۔ غالباً اب اُسے احساس ہوا تھا کہ عمران نے ان کی بھلائی ہی کی سوچی تھی۔

"لیکن.... ہم اسے کہاں ساتھ لئے پھریں!" چوہان نے تھیلما کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے جانے دو.... خدا کے لئے مجھے جانے دو....!" وہ پھر گھگھیائی۔ "کشت و خون میں نہیں دیکھ سکتی!"

"تم عمران کو یہاں کیوں لائی تھیں؟" چوہان اس سے اُلجھ پڑا۔

"مسٹر میوری کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ اُن پر دیوانگی کا دورہ پڑا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔! میں عمران کو یہی بتانے گئی تھی۔!"

"کیا تم کو اس کی قیام گاہ کا علم تھا؟"

"ہاں.... میں اکثر اس کا تعاقب کیا کرتی تھی۔!"

"کیوں؟"

"اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔!"

"اور یہی سب سے زیادہ اہم ہے۔!"

صفدر انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ آیا تھا.... دراصل یہاں بھی زمین پر خون کے دھبے ہی نے اُسے ایک خاص سمت پر چلتے رہنے پر مجبور کیا تھا۔

کچھ اور آگے بڑھنے پر دوسرا دھبہ دکھائی دیا۔ یہ خاصا طویل تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے کوئی زخمی آدمی یہاں گر کر گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا ہو!

اور پھر وہ اس جگہ جا پہنچا جہاں سے چٹانوں کی اس دیوار کو پار کرنے کا امکان تھا۔

یہ ایک پتلا سا درہ تھا.... یہاں بھی زمین پر خون کا بڑا سا دھبہ ملا....!

صفدر مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا.... لیکن وہ یہاں سے نظر نہیں آ رہے تھے۔!

وہ پھر اسی سمت چل پڑا۔ یہاں تھیلما اور چوہان کے درمیان بحث و تکرار جاری تھی۔

"دیکھو!.... میری سنو....!" صفدر چوہان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "یہ عمران کے ساتھ آئی تھی اور عمران نے اس کے بارے میں ہمیں کوئی ہدایت نہیں دی!"

"تو پھر....؟" چوہان آنکھیں نکال کر بولا۔

"تو پھر یہ کہ تم میں سے کوئی اسے اپنے ساتھ لے جائے اور عمران کی واپسی تک روکے رکھے!"

"میں کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی...!" تھیلما جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"خاموش رہو!" صفدر اسے گھورتا ہوا سخت لہجے میں بولا۔

اس کے بعد یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ وہاں کون ٹھہرے اور کون واپس جائے جلتے ہوئے مکان کے آس پاس گاڑیوں کی موجودگی مناسب نہیں تھی۔!

"صرف.... میں یہاں ٹھہروں گا تم سب جاؤ۔!" صفدر بولا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔!" تھیلما نے کہا۔

"کیا بات ہوئی....؟" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔ پھر سنبھل کر نرم لہجے میں کہنے لگا۔ "مطمئن رہو.... یہ لوگ تمہیں پولیس کے حوالے نہیں کریں گے.... عمران کی واپسی تک تم ہماری مہمان رہو گی۔!"

"ازراہِ کرم مہمان نوازی کی میری یہ درخواست منظور کر لو کہ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔!"

"کیا تم خود اپنی حفاظت کر سکو گی۔؟"

"ہاں.... میں اپنی ذمہ داری پر یہ بات کہہ رہی ہوں!"

"اچھی بات!" صفدر نے طویل سانس لی۔

"ٹھنڈی سانسیں نہ لو....!" صدیقی بائیں آنکھ دبا کر طنزیہ سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے!"

"صدیقی پلیز۔؟" صفدر بہت زیادہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"چلو.... چلو....!" صدیقی اپنے دونوں ساتھیوں کو مخالف سمت میں دھکیلتا ہوا بولا۔ "ہم لوگ اتنے خوب صورت نہیں ہیں۔!"

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے انہیں گھورتا رہا۔ جب وہ کچھ دُور چلے گئے تو اس نے پکار کر کہا۔ "تینوں گاڑیاں واپس جائیں گی۔!"

لیکن ان میں سے کوئی مڑا بھی نہیں تھا! صفدر تھیلما کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا! وہ میرا مذاق اڑا رہے ہیں؟"

"ان سبھوں میں صرف تم پر اعتماد کر سکتی ہوں۔!"

"تم مجھے کیا جانو؟"

"ان معاملات کے لئے عورت میں چھٹی حس ہوتی ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ کس پر اعتماد کر سکتی ہے اور کس پر نہیں۔!"

"اچھا آؤ....!" صفدر دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ساتھ چلنے لگی!

"میوری کے بقیہ لوگ کہاں ہیں؟" اس نے تھیلما سے پوچھا۔

"جو جہاں تھا وہیں ہوگا۔ عمران نے صرف فیکٹری پر قبضہ کیا تھا۔!"

"وہ کیسے مر گیا؟"

"میں نہیں جانتی۔ اس کے بارے میں میرا بیان بالکل سچا ہے، ویسے عمران کا خیال تھا کہ اس کی موت کسی قسم کے زہر سے واقع ہوئی ہو گی۔!"

"لیکن اس پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ تم گالویدا سے ناواقف تھیں۔!"

"جس طرح میوری کے بارے میں میرے بیان پر یقین کر لیا گیا ہے!"

"تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہمیں یقین آ گیا ہے؟"

"خود عمران کو یقین تھا اور نہ وہ میرے بارے میں تمہیں کوئی واضح ہدایت دیتا۔!"

"ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ مجرموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا ہے اس کے لئے کسی واضح ہدایت کی ضرورت نہیں!"

"اچھی بات ہے تو اسکا فیصلہ عمران ہی پر چھوڑ دو کہ میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا جانا چاہئے۔"

"تم نے عمران کا تعاقب کیوں کیا تھا؟"

"وہ میرے لئے دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے!"

وہ دراڑ کے قریب پہنچ چکے تھے! دفعتاً تھیلما پھر بولی۔ "تم یہ بھی سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اسی لئے رہ گئی ہوں کہ تمہیں گالویدا تک نہ پہنچنے دوں۔!"

"میں یہی سوچ رہا ہوں۔!" صفدر دراڑ کے قریب پہنچ کر رکتا ہوا بولا!

"یہ تشویش کی بات ہے!" تھیلما نے مسکرا کر کہا۔ "وہ لوگ بھی چلے گئے.... اچھا تم مجھے

گولی ماردو۔ ادھر دو لاشیں اور بھی پڑی ہوئی ہیں ادھر شاید کوئی آنے کی زحمت نہ گوارہ کرے۔"

"چلو... تم آگے چلو۔!" صفدر نے دراڑ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر بولا۔ "نہیں.... ٹھہرو!"

وہ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"تمہارے پاس اگر پستول ہو تو میرے حوالے کر دو۔!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"پستول.... ہاں میرے پاس پستول ہے!"

صفدر نے بڑی پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر اُس کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"نکال کر زمین پر ڈال دو۔!"

تھیلما نے اپنے بلاؤز کے گریبان سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال کر زمین پر ڈال دیا۔!

اس نے اسے اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اب چلو!"

تھیلما دراڑ میں داخل ہو گئی۔

کچھ دور تک تو انہیں آسمان نظر آتا رہا اور پھر وہ یک لخت تاریکی میں چلے گئے! صفدر نے جیب سے چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے رہے۔

ابھی تک یہ دراڑ اتنی کشادہ نہیں ہوئی تھی کہ وہ برابر سے چل سکتے ایک جگہ انہیں رک جانا پڑا.... کیونکہ یہاں یہ دراڑ دو شاخوں میں بٹ گئی تھی۔!

"اب کدھر چلوں!" تھیلما نے پوچھا۔

"جدھر مناسب سمجھو۔!"

"تمہارے لہجے میں اب بھی شبہے کی جھلک باقی ہے!"

"حالات نے مجھے مجبور کر دیا ہے!"

"بس تو پھر تم جدھر کہو گے اُدھر ہی چل پڑوں گی!"

"ادھر....!" صفدر نے سیدھا راستہ چھوڑنے کو کہا۔

دراڑ کی یہ شاخ نسبتاً کشادہ ثابت ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور اب وہ اندھیرے میں نہیں چل رہے تھے! دراڑ سے آسمان بھی دکھائی دیتا تھا۔!

"کہیں ہم غلط نہ جا رہے ہوں۔!" تھیلما کچھ دیر بعد بولی۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔!"

وہ چلتے رہے.... صفدر اب تھیلما کی چال میں لڑکھڑاہٹ محسوس کر رہا تھا۔!

"شاید تم بہت زیادہ تھک گئی ہو....!" صفدر بولا۔

"ہاں تھک تو گئی ہوں۔ لیکن تمہیں یقین بھی تو دلانا ہے کہ میں عمران یا اس کے ساتھیوں کی دشمن نہیں ہوں۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

دراڑ بتدریج زیادہ سے زیادہ کشادگی اختیار کرتی جا رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ بالکل ہی کھلے میں نکل آئے۔!

"یہاں.... یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے!" تھیلما چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"غالباً ہم.... غلط آئے.... ہمیں وہی راستہ اختیار کرنا چاہئے تھا.... جسے چھوڑ آئے ہیں۔!"

"اب میں کچھ دیر بیٹھ کر دم لینا چاہتی ہوں.... پیروں میں چلنے کی سکت نہیں رہی۔!"

"اچھی بات ہے!" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔

اس کے چہرے پر گہرے تشویش کے آثار تھے۔

"اگر وہ زخمی تھا... تو... اسے اتنا تیز رفتار نہ ہونا چاہئے!" تھیلما بولی۔ صفدر خاموش ہی رہا۔

"کیا عمران تم لوگوں کا آفیسر ہے!" تھیلما نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"وہ ہم ہی میں سے ہے۔!"

"تم اس کو بڑا خیال کرتے ہو!"

"میں اس سے محبت کرتا ہوں!" صفدر مسکرایا۔

"وہ ہے ہی محبت کئے جانے کے قابل۔!"

"اوہ....!" صفدر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔!

"اس دنیا کا آدمی تو معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کیا اس نے ہم سب کے لئے اپنی زندگی کا جوا نہیں کھیلا تھا۔ کون ہے ایسا؟ مجھے تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔!"

"تم اُسے کب سے جانتی ہو۔؟"

"جب سے مسٹر میوری اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے"۔

"میوری تو ختم ہو گیا.... اب تمہارا کیا ہوگا؟"

"اگر میوری کے جرائم کے سلسلے میں تم نے کوئی مقدمہ قائم کیا تو میں وعدہ معاف گواہ بن جاؤں گی۔"

"اس کا کوئی امکان نہیں۔!"

"کیوں....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا....!اس کے بارے میں بھی آخری فیصلہ عمران ہی کا ہوگا۔"

"تم لوگوں کے معاملات ابھی تک تو میری سمجھ میں نہیں آسکے....!"

"کیا تمہاری تھکن دُور ہو چکی!زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔"

"چلو اٹھو...." تھیلما اٹھ گئی۔

جولیا جس زور شور کے ساتھ دروازہ بند کر کے وہاں سے رخصت ہوئی تھی۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بہت زیادہ غصے میں ہوگی لیکن ظفر اس کے علاوہ بھی سوچ رہا تھا۔

اندیشہ تھا کہ اس سے بوکھلاہٹ میں کچھ ایسی حرکتیں ضرور سرزد ہوئی ہوں گی، جو عمران کی فطرت سے مطابقت نہ رکھتی ہوں!ایسی صورت میں جولیا یقینی طور پر شبہے میں مبتلا ہو سکتی ہے!۔

پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔ عمران نے تھیلما کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر کے اسی کی موجودگی میں صفدر کو فون کیا تھا اور عمارت کا پتہ بتایا تھا۔

اب اگر جولیا کو شبہ ہو گیا ہے تو وہ پھر پلٹ کر آئے گی۔ ہو سکتا ہے اس بار اس کے ساتھ کوئی مرد بھی ہو۔!

وہ تیزی سے اٹھ کر اس کمرے میں آیا جہاں عمران نے میک اَپ کا سامان رکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اپنا موجودہ میک اَپ فی الحال ختم کر دینا چاہئے۔ جولیا سمیت عمران کے سارے ساتھی اُسے ظفر الملک کی حیثیت میں دیکھ چکے تھے لہٰذا وہ اُن کے لئے اجنبی بھی نہیں تھا۔

عمران کا میک اَپ ختم کرنے کے بعد اس نے شاگرد پیشے کی ایک کوٹھری سے کُدال نکالی

باغیچے میں آکر کام شروع کر دیا۔

آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ایک چھوٹی فیاٹ کمپاؤنڈ داخل ہوئی۔!

اسے جولیا ڈرائیو کر رہی تھی اور اس کے ساتھ عمران کا ایک ساتھی بھی تھا۔

اس کا نام شاید تنویر ہے!ظفر نے سوچا....!

اس نے کدال رکھ دی تھی اور سیدھا کھڑا ہو کر انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں گاڑی سے اُتر کر اس کے قریب آئے۔

"اوہ.... تو یہ تم ہو....!" تنویر خوشگوار لہجے میں بولا۔

"ہاں.... آں.... کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں!"

"تم ظفر الملک ہو نا....!"

"جی ہاں.... میرا یہی نام ہے!" ظفر نے اپنے لہجے کی حیرت برقرار رکھی۔

"عمران کہاں ہے؟"

"کچھ دیر پہلے.... یہیں تھے.... غالباً آپ ہی ان سے ملنے آئی تھیں۔ تھوڑی دیر قبل۔!"

"ہاں.... میں آئی تھی لیکن میں نے تو تمہیں نہیں دیکھا تھا۔!"

"میں اس طرف کام کر رہا تھا....!" ظفر نے کراٹا کی باڑ کی دوسری طرف اشارہ کیا۔

"کیا وہ اندر ہے"۔

"جی نہیں.... یہاں تو میں رہتا ہوں.... کبھی کبھی وہ آتے ہیں"۔

"کیا وہ یہیں رہتا ہے؟"

"جی نہیں.... یہاں تو میں رہتا ہوں....!"

"اور کون کون آتا ہے یہاں۔؟"

"معاف کیجئے گا.... آپ کا یہ سوال قطعی غیر ضروری ہے!" ظفر الملک نے نتھنے پھلائے۔!

"گرم ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم مجرموں کے ساتھ تھے۔ ہم تم پر اعتماد نہیں کر سکتے۔!"

"میں مجرموں کے ساتھ تھا تو پھر یہاں باغیچہ کیوں سنوار رہا ہوں۔ جیل میں کیوں نہیں ہوں۔!"

"وقتی ضرورت کے تحت یہ اقدام کیا گیا ہے!"

"پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں!"

"اس عمارت کی تلاشی۔!"

"اوہ.... شوق سے.... آیئے.... ضرور آیئے!" ظفر ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔ پھر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "معاف کیجئے گا محترمہ میں کچھ روڈ ہو گیا تھا لیکن بات ہی ایسی تھی۔ ابھی تک کسی کو میری بے گناہی پر یقین نہیں آیا"۔

"کوئی بات نہیں۔" جولیا بھی جواباً مسکرائی۔

"آیئے میرے ساتھ۔"

وہ انہیں عمارت کے اندر لایا.... اور تنویر کسی مشاق پولیس آفیسر کے سے انداز میں ایک ایک کمرے کی تلاشی لینے لگا۔

ظفر خاموشی سے اس کی حرکات وسکنات دیکھتا رہا۔

جولیا نے مینڈولین اٹھالیا اور اس کے تاروں پر انگلی پھیرتی ہوئی بولی۔ "تمہیں اس سے بھی شوق ہے"۔

"یس ماموزیل یہ تو میری زندگی ہے"۔

"کبھی عمران کو بھی بجاتے سنا ہے"۔

"مجھے حیرت ہے.... ماموزیل وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مشاق ہیں.... موسیو عمران کا جواب نہیں ہے.... فرانس میں ہوتے تو لڑکیاں انہیں....!"

"کیا تم نے کچھ دیر پہلے اسے بجاتے سنا ہے!"

"ماموزیل .... میں صبح سے باغیچے میں کام کر رہا تھا.... مجھ سے بے کار نہیں بیٹھا جاتا...."

کچھ دیر بعد وہ ڈرائینگ روم میں آ گئے۔

"اب اگر آپ لوگ اجازت دیجئے تو میں آپ کے لئے کافی بنالاؤں!" ظفر نے بڑے ادب سے کہا۔

"نہیں شکریہ!" تنویر کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"کیا عمران رات یہیں بسر کرتا ہے؟"

"ضروری نہیں ہے ماموزیل... لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے!"

"چباچبا کر باتیں نہ کرو۔!" تنویر خوامخواہ بھڑک اٹھا۔

"مجھ سے کیا گستاخی سرزد ہوئی ہے جناب۔!"

"کچھ نہیں.... کچھ نہیں....!" جولیا جلدی سے بول پڑی۔ "تم ہمیں مینڈولین پر کوئی اچھا سا نغمہ سناؤ۔!"

"ماموزیل کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔!" ظفر کسی قدر خم ہو کر بولا۔

"کیا تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو!" تنویر بھنا کر بولا۔

"موسیو.... آپ کے لئے یہی مناسب ہوگا کہ آپ سردار گڑھ سے بھی زیادہ بلندی والی کسی جگہ پر قیام فرمائیں۔!"

"میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔!" تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"سر حاضر ہے۔ موسیو۔!" ظفر نے اس کے سامنے بھی جھکتے ہوئے کہا۔

جولیا نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں تنویر کی طرف دیکھا لیکن تنویر اس سے بے خبر ظفر کو گھورے جا رہا تھا۔!

"مسٹر ظفر میں نے آپ سے سفارش کی تھی۔"

"ابھی لیجئے.... ابھی حاضر ہوتا ہوں....!" ظفر نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ دوسرے کمرے میں جاتے وقت سوچ رہا تھا کہ عمران کا رول ادا کرتے وقت اس نے یقینی طور پر کسی جگہ ٹھوکر کھائی ہے۔!

مینڈولین اٹھا کر وہ پھر ڈرائینگ روم میں واپس آ گیا۔ اُس نے ان دونوں کے چہروں پر کچھ ایسے آثار دیکھے جیسے اس کی عدم موجودگی میں ان کے درمیان تیز کلامی ہو چکی ہو۔!

ظفر نے کچھ کہے سُنے بغیر مینڈولین کے تاروں پر مضراب لگائی۔ ایک عجیب سا نغمہ ڈرائینگ روم کی محدود فضا میں گونجنے لگا اور تھوڑی دیر بعد خود ظفر ہی کو محسوس ہونے لگا جیسے وہ اس وقت سے کہیں زیادہ اچھا بجا رہا ہو۔ جب عمران کے رول میں جولیا کے لئے نغمہ چھیڑا تھا۔

جولیا اور تنویر مبہوت سے ہو کر رہ گئے تھے۔! نغمے کے اختتام پر کچھ دیر تک کمرے کی فضا پر سکوت طاری رہا۔ پھر جولیا بولی۔ "واقعی تم بہت اچھے آرٹسٹ ہو۔!"

ظفر نے خاموشی سے خم ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا۔

"لیکن عمران۔۔۔۔!" جولیا کچھ کہتے کہتے رُک گئی۔

"جی ہاں! ان سے بڑا آرٹسٹ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"ہمارے یہاں کے پاگل خانے آرٹسٹوں سے ہر وقت بھرے رہتے ہیں"۔ تنویر بولا۔

"کچھ پاگل خانوں کے باہر بھی نظر آتے ہوں گے!"

"کیا مطلب؟" تنویر کی بھنویں تن گئیں۔

"میرا مطلب ہے کہ کچھ ایسے بھی ہوں گے!"

"کچھ اور سناؤ۔!" جولیا بول پڑی۔

"بہت بہتر ماموزیل۔۔۔۔!"

"نہیں! اب ہمیں چلنا چاہئے!" تنویر اٹھتا ہوا بولا۔

"تمہیں جلدی ہے تو تم جا سکتے ہو! میں یہیں بیٹھ کر عمران کی واپسی کا انتظار کروں گی۔۔۔۔!"

"نہیں یہ مناسب نہیں!"

"مناسب وہی ہے جو میں اپنے لئے چاہوں!"

تنویر پھر بیٹھ گیا۔۔۔۔ شاید وہ ایک اجنبی کے سامنے بات نہیں بڑھانا چاہتا تھا۔!

"ہاں مسٹر ظفر۔۔۔۔!" جولیا اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

ظفر نے پھر ایک نغمہ چھیڑ دیا۔

تنویر اس بار مسحور ہو جانے کی بجائے غصے میں بل کھا رہا تھا۔ جولیا غالباً اُسے محسوس کر کے دل ہی دل میں محظوظ ہو رہی تھی اور ظفر سوچ رہا تھا یہ بھی بُرا ہوا۔۔۔۔ اگر اسی دوران میں عمران واپس آگیا تو کیا ہوگا۔۔۔۔! عمران اُسے جس چکر سے بچانا چاہتا تھا۔ غیر ارادی طور پر وہ اس میں پڑ گیا تھا۔!

تاروں پر مضراب چلتے چلتے رک گئی اور وہ اسی سوچ میں کھویا رہا۔

"کیوں؟ تم کیا سوچنے لگے!" جولیا نے بڑے رومینٹک انداز میں پوچھا۔ شاید تنویر کو جلانے کے لئے اس نے یہ رویہ اختیار کیا تھا۔

"کچھ نہیں ماموزیل۔۔۔۔ میں بڑا بدنصیب آدمی ہوں!" لہجہ اس کا بھی رومینٹک اور کسی قدر

درد میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔!

تنویر کی صورت دیکھنے کے قابل تھی اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے کوئی عزیز ترین چیز چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"ہم فضول وقت برباد کر رہے ہیں!" وہ اٹھتا ہوا بولا۔

"میں عمران کا انتظار کروں گی۔!" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

ظفر کو ان دونوں کے درمیان معاملات کا کچھ کچھ احساس ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی تنویر کو چڑانے پر تل گیا۔

"آپ شوق سے تشریف رکھیں ماموزیل۔۔۔ انہیں کی طرح میں آپ کا بھی خادم ہوں۔!"

"تم اپنی بکواس بند رکھو۔!" تنویر اس پر الٹ پڑا۔

"آپ دوسرا گیت سنئے ماموزیل۔۔۔۔ یہ ایک اسپینی دھن ہے۔۔۔۔ دیکھئے اس پر عرب موسیقی کا کتنا اثر ہے۔۔۔۔!" ظفر نے کہا اور پھر مینڈولین بجانے لگا۔!

"تم بڑے بدذوق ہو تنویر!" جولیا کہہ رہی تھی۔ "تم جانتے ہی نہیں زندگی اور حسن میں کیا رشتہ ہے!"

"تمہیں یہاں سے فوراً چلنا چاہئے۔ عمران ہمارا انچارج ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرے گا۔!"

"عمران کو میں تم سے زیادہ جانتی ہوں!"

"اچھی بات ہے تو میں جا رہا ہوں۔"

"شوق سے جاؤ! میں تو بیٹھوں گی۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں یہاں تنہا چھوڑ دوں!"

"بھلا کیوں۔۔۔۔ ممکن کیوں نہیں۔۔۔۔!"

"تت۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں!"

جولیا ہنس پڑی اور بولی۔۔۔۔ "میں سمجھی۔۔۔۔ لیکن تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میں یورپین ہوں۔ تمہارے دیس کی لڑکی نہیں جسے جوان آدمی کے ساتھ تنہا نہ چھوڑا جا سکے!"

"آپ ٹھیک فرما رہی ہیں ماموزیل۔۔۔۔!" ظفر ہاتھ روک کر بولا۔

"تم اپنی بکواس بند کرو۔۔۔۔!" تنویر اس کی طرف گھونسہ تان کر جھپٹا۔ ظفر بڑے اطمینان

سے جھکتا چلا گیا تھا۔

"آپ سب میرے محسن ہیں!"

تنویر اس کے قریب کھڑا ہاتھ ملتا اور دانت پیستا رہا... پھر ظفر سیدھا کھڑا ہونے لگا تو اُس کا سر اس کی ٹھوڑی میں لگا۔

"سوری....!" ظفر کے چہرے پر پشیمانی کے آثار نظر آئے اور تنویر نے اپنی ٹھوڑی دونوں ہاتھوں سے دبا دی۔

بے آواز ہنسی جولیا کا پیٹ پھلائے دے رہی تھی۔

تنویر نے اُسے دیکھا اور جھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھنے لگا.... جولیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکنا چاہا لیکن اب وہ اس کی طرف کب دیکھ رہا تھا۔ غراتا ہوا نکلا اور چلا گیا۔!

اب جولیا آواز سے ہنس رہی تھی اور ظفر بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا پھر جیسے ہی وہ سنجیدہ ہوئی.... خود بھی حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ سنجیدہ ہو گیا۔

"بالکل احمق ہے!" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"آپ کا خیال درست بھی ہو سکتا ہے ماموزیل۔!"

"عمران تم پر اتنا مہربان کیوں ہے!"

"وہ اچھی طرح جانتے ہیں ماموزیل کہ میں بے گناہ ہوں.... محض نادانستگی میں ان لوگوں کے ساتھ آپھنسا تھا۔!"

"تم کیا کرتے ہو؟"

"خوش رہتا ہوں۔"

"کیا بات ہوئی....؟"

"بڑا مشکل کام ہے ماموزیل ہر حال میں خوش رہنا۔"

"ہوں....!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "میں پوچھ رہی تھی کہ ذریعہ معاش کیا ہے۔!"

"فی الحال عمران صاحب کا کرم ہے... اگر رہا تو رہے گا... ورنہ کوئی اور دروازہ دیکھوں گا۔"

"ان لوگوں کے ساتھ کیا کر رہے تھے۔"

"انہوں نے مجھے اپنی کسی دوا ساز کمپنی کے لئے انگیج کیا تھا۔ میں نے آکسفورڈ سے کیمسٹری

میں ماسٹر ڈگری لی ہے! بچپن سے اب تک یورپ ہی میں رہا ہوں.... اب اپنے دیس میں رہن سہن میں بڑی دشواری پیش آ رہی ہے۔!"

"کچھ بھی ہو تم مینڈولین بہت اچھا بجا لیتے ہو!"

"میرا خیال ہے کہ مسٹر عمران کی مشاقی مجھ سے زیادہ ہے!"

"وہ پتہ نہیں کیا کیا ہے!"

"میں کہتا ہوں مادام.... اگر وہ فرانس چلے جائیں تو لڑکیاں اُن پر برسیں گی!"

"تم بار بار لڑکیوں کا تذکرہ کیوں کرتے ہو؟"

"پھر اس دنیا میں تذکرے کے قابل اور کون ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ تم اسی لڑکی کے چکر میں پڑ کر ان لوگوں تک پہنچے تھے۔"

"کس لڑکی کا تذکرہ کر رہی ہیں ماموزیل۔"

"تھیلما۔!"

"نہیں ماموزیل وہ تو بعد میں ملی تھی۔!"

"پھر بھی.... اوہ.... ہاں.... کیا وہ یہاں آئی تھی؟"

"مسٹر عمران کو وہی تو کہیں لے گئی ہے اپنے ساتھ!"

"کیا....؟" جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی! اور ظفر نے سوچا اُسے یہ نہ کہنا چاہئے تھا لیکن اب تو کہہ ہی چکا تھا۔

"وہ اسے کہاں لے گئی ہے۔!"

"نہ انہوں نے مجھے بتانے کی ضرورت سمجھی اور نہ میں نے ہی مناسب سمجھا کہ ان سے اس کے بارے میں پوچھوں!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔!" وہ پر تشویش لہجے میں بولی۔

"کیوں ماموزیل۔!"

"ان لوگوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا!"

"اب اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں جانتا! اس رات کے بعد سے جب گرجے میں لڑائی ہوئی تھی میں نے ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔"

"میں جارہی ہوں....!" وہ اٹھی اور جھپٹتی ہوئی ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔!

ظفر نے طویل سانس لی اور اس کے ہونٹوں پر شریری سی مسکراہٹ پھیلتی نظر آئی۔

وہ دونوں پھر اسی پوائنٹ کی طرف چل پڑے تھے جہاں سے یہ سرنگ نما درہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔

"اُو.... ہو.... یہ کیا؟" پوائنٹ کے قریب پہنچ کر صفدر رُکتا ہوا بولا۔ پھر تھیلما نے دیکھا کہ وہ جھک کر کوئی چیز اٹھا رہا تھا۔

یہ ایک رومال تھا۔ جس پر تازہ خون کے دھبے تھے....! صفدر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔ "تعاقب کرنے والوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اس راستے پر ڈالا گیا ہوگا!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ سیدھا ہی گیا ہے۔ اگر پہلے ہماری نظر اس رومال پر پڑی ہوتی تو ہم یقینی طور پر ادھر ہی کا راستہ اختیار کرتے۔ یہ یہاں پتھروں کے درمیان اڑا ہوا تھا.... میرا خیال ہے کہ عمران کو یہ کھلی جگہ پر ملا ہوگا اور اُس نے اُسے پتھروں میں ڈال دیا تاکہ اُس کے پیچھے آنے والے سیدھے ہی چلے آئیں۔ انہیں مغالطہ نہ ہو۔!"

"اس کی ذہانت کا تو جواب ہی نہیں ہے!"

"تم بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتی ہو اس سے!"

"یقیناً ہوں۔!"

"چلو.. چلتی رہو..!" صفدر طویل سانس لے کر بولا۔ "لیکن اس کے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ وہ اکثر دوسروں کا دل رکھنے کے لئے بھی ان کے حق میں باتیں کہہ دیتا ہے۔!"

تھیلما کچھ نہ بولی۔ اب وہ پھر اسی تنگ سے راستے پر ہو لئے تھے جہاں روشنی کا گزر نہیں تھا! صفدر نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور وہ آگے پیچھے چل رہے تھے۔!

وہ درہ تھا یا شیطان کی آنت.... کسی طرح ختم ہونے ہی میں نہ آتا تھا۔

"اب تو میرا بُرا حال ہے....!" تھیلما بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چلتی رہو....! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔!"

"پتہ نہیں یہ راستہ کہاں لے جائے!"

"اسی لئے میں چاہتا تھا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ واپس جاؤ۔"

"یہ حقیقت ہے کہ میں ان میں سے صرف تم پر ہی اعتماد کر سکتی تھی!"

"کاش مردوں میں بھی یہ چھٹی حس ہوتی! بولتی رہو ورنہ اور زیادہ تھکن محسوس ہوگی!"

"اب بولنے کے لئے رہا ہی کیا ہے!"

"میرے پاس تو بہتیرے موضوعات ہیں! ہاں تم کب سے میوری کے ساتھ تھیں۔!"

"آٹھ سال سے!"

"یہیں۔!"

"یہاں تو ہم پچھلے سال آئے تھے۔"

"اس سے پہلے کہاں تھے تم لوگ؟"

"جاپان میں۔!"

"وہاں کیا ہو رہا تھا؟"

"وہاں میوری فولاد کی امپورٹ کرنے والے ایک ادارے کا ڈائریکٹر تھا۔!"

"دراصل میں نے جاپان ہی میں میوری کی پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ملازمت شروع کی تھی۔!"

"تو گویا.... چھ سال جاپان میں ملازم رہیں.... اور ایک سال یہاں۔"

"ہاں۔!"

"یہاں تمہیں علم تھا کہ وہ کوئی غیر قانونی حرکت کر رہا ہے!"

"زمین دوز فیکٹری کا علم ہوتے ہی میں شبہے میں پڑ گئی تھی! پھر کچھ دنوں کے بعد اس نے مجھے عمران کے پیچھے لگا دیا۔!"

"اس نے تمہیں کیا بتایا تھا اپنی یہاں کی مصروفیات کے بارے میں!"

"بظاہر وہ یہاں فولاد سازی کے کام میں مدد دینے آیا تھا۔ لیکن میری نظروں سے کبھی اس

قسم کے کاغذات نہیں گزرے، جن سے اس کے بیان کے مطابق تصدیق ہوتی.... میرا خیال ہے کہ فولاد سازی کے کارخانے یہاں سرکاری طور پر قائم کیے جارہے ہیں۔!"

"تمہارا خیال درست ہے!" صفدر بولا۔

"بہر حال.... میں یہ بھی جانتی ہوں کہ لاعلمی مجھے سزا سے نہیں بچاسکتی اور....!" پھر اس نے جملہ پورا کیا اور نہ صفدر ہی کچھ بولا۔ ان کے قدموں کی چاپ سے تنگ و تاریک راستہ گونجتا رہا....!

مزید دس منٹ گزر گئے! اور تھیلما منمنائی۔ "اب تو میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

"باتیں کرتی چلو ورنہ بے ہوش ہو کر گر پڑو گی۔!"

"باتوں کی بھی سکت نہیں رہی۔!"

"یہاں بیٹھ کر ستانے سے سچ مچ دم گھٹ جائے گا۔"

وہ لڑکھڑا رہی تھی۔ صفدر نے پیچھے سے اس کا شانہ پکڑ لیا۔

"واقعی مجھ سے زبردست غلطی ہوئی.... مجھے واپس جانا چاہئے تھا...." وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"رک جاؤ!" صفدر اس کے شانے پر دباؤ ڈالتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "میں قدموں کی چاپ سُن رہا ہوں۔!"

وہ رک گئی اور صفدر نے آگے بڑھ کر اسے اپنی اوٹ میں لے لیا.... ٹارچ اس نے بجھا دی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور سنبھال لیا۔

اُسے کچھ دُور پنسل ٹارچ کی مدھم سی روشنی نظر آئی جو آہستہ آہستہ قریب ہوتی جارہی تھی۔!

"وہیں ٹھہرو.... ورنہ گولی ماردوں گا....!" صفدر دھاڑا۔

"ایسی حماقت بھی نہ کرنا پیارے....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور صفدر ہنس پڑا۔ آواز عمران کی تھی۔

"کیا ہوا.... صفدر نے پوچھا۔

"کیا تم سب ہو....؟" عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔!

"صرف میں ہوں.... اور.... اور تھیلما...."

"گڈ.... تب تو کام بن گیا۔؟ اچھا میرے ساتھ آجاؤ!"

تھیلما صفدر سے آگے نکل جانا چاہتی تھی!

"میرے پیچھے چلتے رہو۔!" عمران دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ "تھوڑی ہی دور چل کر ہم کھلے میں نکل آئیں گے۔!"

پھر غالباً پچاس قدموں کے بعد ہی اس دراڑ کا اختتام ہو گیا تھا.... اور وہ سورج کی روشنی دیکھ سکے تھے! اس کی حرارت سے نئی توانائی حاصل کرنے لگے۔

یہاں بھی چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔

"وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔" عمران ایک جگہ بیٹھتا ہوا بولا اور انہیں بھی بیٹھ جانے کا اشارہ کرتا ہوا کہتا رہا! "اُس نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے صحیح راستہ اختیار کیا۔ لیکن یہ کیوں ہے تمہارے ساتھ۔!"

وہ تھیلما کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا اور جواب طلب نظروں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا!

صفدر نے واقعات دہراتے ہوئے کہا۔ "اور اب یہ اپنے کیے کو بھگت رہی ہیں۔!"

"نہیں یہ بہت اچھا ہوا۔ قدرت ہماری مدد کر رہی ہے!" عمران تھیلما کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔ "کچھ دیر ستالو۔ پھر بتاؤں گا۔"

"میں نے ان سب کو گاڑیوں سمیت واپس کر دیا ہے!" صفدر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے فیصلے مناسب ہوتے ہیں!" عمران نے کہا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر تھیلما کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "شوق کرو!"

"ہاں.... میں اس کی ضرورت محسوس کر رہی تھی! شدت سے پیاس لگ رہی ہے۔!"

"چاروں ٹکڑے نہ پی جانا.... صرف ایک.... چیونگم کی شارٹیج ہو گئی ہے۔!"

"شارٹیج ہو گئی ہے تو رکھو....!" اس نے پیکٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایک لے لو۔!"

تھیلما پیکٹ پھاڑنے لگی.... اور صفدر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لینے لگا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں! پندرہ منٹ اسی طرح گزر گئے۔ پھر عمران بولا۔

"اب اٹھو! ورنہ چپک کر رہ جاؤ گے۔!"

"اب کیا کرنا ہے؟" صفدر اٹھتا ہوا بولا۔

عمران اسے ایک اونچی سی چٹان کے قریب لے گیا اور اس کی ایک دراڑ سے دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ دیکھو.... اِدھر آؤ میرے قریب.... وہ اس طرف کیا دکھائی دیتا ہے۔!"

"اوہو.... یہ تو کوئی بستی ہے!"

"ہو سکتا ہے.... یہ ہمارے مخالفین کا گڑھ ہو!"

"تو پھر۔؟"

"ہم اس طرف چلیں گے۔!"

"تھیلما سمیت....!" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں؟ کیا ہوا....؟"

"اگر قزاقوں کی بستی ہوئی تو وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے ہماری جانوں کے گاہک بن جائیں گے۔!"

"مجھے یقین ہے کہ گالویدا نے اس بستی میں پناہ لی ہے!" عمران پر تشویش لہجے میں بولا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں سے بھی گہری تشویش جھانک رہی تھی۔ اس نے مڑ کر تھیلما کی طرف دیکھا۔ وہ ایک پتھر سے ٹیک لگائے اونگھ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اسے یہیں روک کر ہم وہاں چلیں!" صفدر بولا۔

"ہوں۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تمہاری اس سے شاید یہ پہلی تفصیلی ملاقات ہے۔ لیکن میں اسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"میں نے آج تک کسی پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہیں کیا.... ہو سکتا ہے گالویدا سے ہماری مڈبھیڑ اسی نے کرائی ہو!"

"تو پھر کیا کیا جائے؟"

"ہم وہاں اسے ساتھ لے چلیں گے اور پھر یہ ابھی محض قیاس ہے کہ گالویدا اسی بستی میں گیا ہوگا.... ہو سکتا ہے وہ اور کسی طرف نکل گیا ہو۔!"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

عمران نے مڑ کر تھیلما کو آواز دی۔ چونک کر اس نے آنکھیں کھولیں اور ان کی طرف بوکھلا

بوکھلا کر دیکھتی رہی۔!

عمران نے ہاتھ ہلا کر اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ لوگ ادھر آرہے ہیں!" دفعتاً صفدر بول پڑا۔ وہ دراڑ سے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران بھی مڑ کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ چار آدمی تھے جو اسی طرف آرہے تھے۔

عمران نے صفدر کی طرف مڑ کر کہا۔ "اوہ.... وہی لوگ ہیں۔ ان کی بندوقیں دیکھو بالکل اسی قسم کی ہیں جیسی میں نے ولیم ہاپکنز کے آدمیوں کے پاس دیکھی تھیں۔ چرخیوں کے ہینڈل گھمانے سے فائر ہوتے ہیں۔ ہمیں کہیں چھپ جانا چاہئے۔!"

اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے دراڑ کے قریب ہی چھپنے کی جگہ بھی تلاش کرلی!

وہ چاروں اس چٹان پر چڑھ آئے جس کی دراڑ سے صفدر نے انہیں دیکھا تھا۔ وہ خاکی لباس میں تھے ان کے شانوں سے چرخیوں والی چھوٹی چھوٹی بندوقیں لٹک رہی تھیں۔

چاروں سفید فام تھے! لیکن وضع قطع مقامی باشندوں کی سی بنا رکھی تھی۔!

"یہ.... تو.... تو....!" تھیلما کچھ کہتے رک گئی۔

"ہاں.... کیا بات ہے؟" عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"وہ پھولی ہوئی ناک والا.... لوتھر ہے!"

"تم جانتی ہو اُسے؟"

"یہ اس فیکٹری کا فورمین تھا۔"

"میوری کا آدمی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... اس کے خاص آدمیوں میں سے ہے۔"

"خیر دیکھو۔"

وہ چٹان سے اس سطح پر اتر آئے جس پر یہ لوگ تھے۔ ان میں سے ایک بڑی تیزی سے دراڑ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ پھر اونچی آواز میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ یہاں تک کوئی نہیں آیا۔"

"میں ثابت کرسکتا ہوں کہ یہاں کچھ دیر پہلے کوئی موجود تھا....؟" چٹان کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اُسے چیلنج کیا۔

"وہ کیسے؟" ایک نے طنزیہ پوچھا۔

"ادھر آؤ.... میں بتاؤں"

وہ بڑی دراڑ کے پاس سے ہٹ کر ان کے قریب آگیا۔

"یہ دیکھو! جلی ہوئی دیا سلائی اور پتھر کے اس ٹکڑے پر دھوئیں کا پسیجا ہوا سا نشان تازہ ہے.... کیا خیال ہے تمہارا؟"

"اوہ.... ہاں.... ہے تو....؟"

وہ سب شکاری کتوں کی طرح چوکنے ہوگئے۔

عمران اور صفدر نے اپنے ریوالور نکال لئے تھے.... اور تھیلما کو اپنی اوٹ میں کر لیا تھا!

"ہو سکتا ہے!" مسلح اجنبیوں میں سے ایک بولا۔ "وہ یہاں تک آکر واپس گئے ہوں۔!"

"جو یہاں آسکتا ہے! وہ بستی تک بھی پہنچ سکتا ہے!" دوسری آواز سنائی دی۔!

"ممکن ہے پہنچ بھی گیا ہو!" تیسرے نے کہا۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"اس درے کے دوسرے سرے تک چلو!"

"میں اس کی رائے نہ دوں گا!"

"کیوں؟"

"اگر دونوں طرف سے گھیر لئے گئے تو.... دشواری ہوگی مناسب یہی ہے کہ فی الحال بستی کی طرف واپس چلیں اور اُسے آگاہ کر دیں۔!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اور پھر وہ اسی چٹان پر چڑھ کر دوسری طرف اتر گئے! کچھ دیر بعد عمران بھی پناہ گاہ سے نکل کر آہستہ آہستہ اس چٹان کی طرف چلنے لگا۔ دراڑ سے اس نے دیکھا کہ وہ چاروں بڑی تیزی سے ڈھلان سے اترتے چلے جا رہے ہیں۔

صفدر اور تھیلما بھی اس کے قریب آگئے تھے۔

"اب کیا خیال ہے!" عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"آپ ہی کچھ کہئے....! میں تو اس وقت...." صفدر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

"لوتھر کیسا آدمی ہے۔" عمران تھیلما سے سوال کر بیٹھا۔

"میرا خیال ہے کہ میوری کے خاص وفاداروں میں اس کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔!"

"یہ طے شدہ بات ہے کہ میوری کی موت میں گالویڈا ہی کا ہاتھ تھا۔" عمران بولا۔ "وہ لوگ اس وقت گالویڈا کا تعاقب کرنے والوں کی تلاش میں تھے اور لوتھر ان میں شامل تھا۔!"

وہ خاموش ہو کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہی کہ گالویڈا کو یہ لوگ اپنا آدمی سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقتاً تھریسیا کا آدمی ہے۔ بظاہر ولیم ہاپکنز کی پارٹی سے تعلق ہے!"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟"

"کھلی ہوئی بات ہے.... لوتھر....!"

"لوتھر کے بارے میں یہ بات آپ کو تھیلما نے بتائی ہے کہ وہ میوری کے وفاداروں میں سے ہے۔!"

"تو پھر۔!"

"گالویڈا بھی اُس کے وفاداروں میں شمار ہوتا رہا ہوگا۔"

"لیکن میں نے گالویڈا کو کبھی میوری کے ساتھ نہیں دیکھا.... البتہ میرا خیال ہے کہ اس کے البم میں میں نے اس کی تصویر دیکھی تھی۔!"

"البم میں دشمنوں کی تصویریں نہیں لگائی جاتیں!" صفدر بولا۔

عمران دراڑ سے بستی کی طرف دیکھے جا رہا تھا! ان کی طرف مڑے بغیر بولا۔ "یہ سب کچھ میری دانست میں اس طرح ہوا ہوگا۔ گالویڈا نے اسکیم بنائی کہ میوری کو خاموشی سے ختم کر دے! ختم کر دینے کے بعد لاش کو ٹھکانے لگا دینے کا سوال پیدا ہوا۔ اس کے لئے اس نے ایڈونچرز کلب کے دو ممبروں سے ایک بے ڈھنگی سی شرط لگائی۔ مقصد غالباً یہ تھا کہ وہ دونوں وہاں اس ہٹ میں پہنچیں۔ گالویڈا بھی پہنچ جائے گا اور میوری کی لاش اچانک ان کے سامنے آئے.... اور پھر گالویڈا انہیں کی مدد سے اس لاش کو ٹھکانے لگا دے!"

"وہ دونوں انکار کر سکتے تھے اس سے!"

"بسا اوقات آدمی بے بس ہو جاتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ شرط کسی مجمع کے سامنے لگائی

گئی ہوگی! اسے اس طرح سمجھنے کی کوشش کرو.... فرض کرو تم ایسے ہی کسی واقعے سے دوچار ہوتے ہو اس وقت تم کیا کرو گے۔ دوسرا آدمی تم سے کہتا ہے کہ لاش کو وہاں سے ہٹا دینا اس لئے مناسب ہے کہ شرط کئی آدمیوں کے سامنے ہوئی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اس وقت ہم یہاں ہوں گے اب اگر یہ لاش آج ہی یہاں سے کسی کو ملتی ہے تو تفتیش کے دوران میں پولیس تم تک یقینی طور پر پہنچ جائے گی۔!"

"ہاں.... اگر میں کوئی عام شہری ہوں تو یقیناً میرے لئے یہی مناسب ہوگا کہ خود کو شبے سے بالاتر رکھنے کے لئے سب کچھ کر گزروں۔!"

"خدا جیتا رکھے....!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "لیکن تھیلما کی وجہ سے گالویدا کی اسکیم تباہ ہوگی! اس نے تھیلما پر نظر رکھی ہوگی۔ تھیلما کی موجودگی میں اسکیم پر عمل نہ ہوسکتا.... بہر حال اس نے اُسے باہر جاتے دیکھا اور کسی وجہ سے مطمئن ہوگیا کہ اب وہ واپس نہ آئے گی یا آئے گی بھی تو دیر کر کے.... لہٰذا اس کی لاعلمی میں اسے کوئی ایسی چیز دے دی جس نے اس پر بے ہوشی جیسی نیند طاری کردی۔ اس کی دانست میں تھیلما کو ایسے حالات میں شہر جانا پڑتا تاکہ وہ وہاں سے طبی امداد دلا سکے۔ کیا خیال ہے۔!"

"بات سمجھ میں آرہی ہے۔!"

"میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ گالویدا تھریسیا کا آدمی ہے اور میوری محض اس لئے مارا گیا کہ وہ شوگر بینک تک میری رہنمائی کرنے والا تھا۔"

عمران خاموش ہوگیا۔ اور تھیلما بڑبڑائی... "یہ سب باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔!"

عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر کہتا رہا۔ "تم نے دیکھا یہ لوگ کتنی تیز نظر رکھتے ہیں! دیا سلائی کی ایک تیلی نظر آگئی اور جلنے والے سرے کے قریب پتھر پر دھوئیں کا پیسجا ہوا سا نشان کتنی آسانی سے یہاں ہماری موجودگی کا راز فاش کرگیا۔"

صفدر حیرت سے اُسے دیکھتا رہا۔

"کیوں بات کیا ہے؟"

"آج آپ بہت زیادہ سنجیدہ نظر آرہے ہیں!"

"یہ معاملہ تشویش ناک ہے مجھ سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے۔!"

"کیسی غلطی؟"

"مجھے میوری سمیت روپوش ہوجانا چاہئے تھا۔ جلدی کرو۔!"

وہ تیزی سے بڑی دراڑ کی طرف پلٹے!

لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پشت سے کہا۔ "اپنے ہاتھ اُوپر اٹھاؤ۔!" عمران اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے آواز کی طرف مڑا۔

بھدی ناک والا غیر ملکی جس کا نام تھیلما نے لوتھر بتایا تھا، اپنی بندوق تانے کھڑا تھا۔

"کیوں کتیا کی بچی....!" اس نے تھیلما کو مخاطب کر کے کہا۔ "بالآخر تم کھل ہی گئیں۔!"

"کیسی باتیں کررہے ہو تم۔!" تھیلما یک بیک بپھر گئی! "میں ان لوگوں کی قیدی ہوں۔"

"تم نے باس کو زہر دے دیا اور کاٹج میں آگ لگادی!"

"یہ سراسر بکواس ہے.... باس بے ہوش ہوگیا تھا.... میں میڈیکل ایڈ کے لئے سردار گڑھ جارہی تھی کہ ان دونوں نے مجھے روک لیا۔!"

"ان دونوں نے۔!" وہ عمران اور صفدر کو گھورنے لگا۔

"ہاں....! پھر میں انہیں ڈاج دے کر بھاگی۔ لیکن جاتی کہاں۔ اسی طرح یہ دونوں میرا تعاقب کرتے ہوئے کاٹج تک پہنچے۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ مسٹر میوری قدرتی موت مرے ہیں۔ جب ہم کاٹج میں پہنچے تو ان کی سانسیں رک چکی تھیں۔ پھر وہاں ایک موٹی گردن والا غیر ملکی آیا اور ان لوگوں سے جھگڑ بیٹھا.... اس کے ساتھ دو دیسی آدمی بھی تھے! کاٹج میں آگ اس موٹی گردن والے نے لگائی تھی۔"

"باس نے!" لوتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"باس.... تم اسے کہہ رہے ہو! تو کیا تم نے بھی مسٹر میوری سے غداری کی؟"

"تم کہاں رہتی ہو....!" وہ مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔ "مسٹر میوری کے بعد وہی ہمارا باس ہے!"

"میرے لئے بالکل نئی اطلاع.... آج سے پہلے تو میں نے کبھی نہیں دیکھا اُسے!"

ادھر عمران صفدر سے کہہ رہا تھا۔ "اگر اب تم نے سگریٹ سلگانے کے لئے دیا سلائی استعمال کی تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا.... سگریٹ لائٹر رکھا کرو! گیس والا اچھا ہوتا ہے آندھی میں

بھی اس کی لو برقرار رہتی ہے۔ یہاں سب سے اچھا تو حقہ ہے!"

اس نے یہ جملہ انگریزی ہی میں ادا کیا تھا.... لوتھر کی توجہ تھیلما کی طرف سے ہٹ گئی!

اس نے ہنس کر کہا "مجھے یقین تھا کہ تم لوگ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہو۔ اسی لئے میں نے فوری طور پر واپسی کا حکم دیا تھا۔ پھر تمہیں موقع دیا تھا کہ تم ہمیں واپس جاتے دیکھ لو..... اور راستہ کاٹ کر میں پھر اسی طرف آگیا۔!"

"میں بھی تمہاری خوش مزاجی سے بیحد محظوظ ہوا ہوں۔ ایسے ہنس مکھ دشمن مجھے پسند ہیں۔!"

"چلو.....!" دفعتاً لوتھر کا موڈ بگڑ گیا۔ اُس نے بندوق سے چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر نکل بھاگنے کی کوشش کی تو زندہ نہ رہو گے۔!"

"تم پر مقامی لباس بہت جچتا ہے!" عمران نے اس طرح کہا جیسے لوتھر نے تنقید کی دعوت دی ہو۔

"چلو..... ہری اُپ!"

تھیلما عمران کو مشورہ دے رہی تھی کہ اسے بے چوں و چرا لوتھر کا حکم مان لینا چاہئے!"

"اچھی بات ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تم میری قیدی تھیں لیکن میں نے تم سے کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی۔ اب میں تم لوگوں کا قیدی ہوں۔ تمہارا ظرف دیکھوں گا۔!"

"تمہارے ساتھ وہی برتاؤ ہو گا جو پورس کے ہاتھیوں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔!" لوتھر غرایا۔

"ہائیں.... تاریخ پڑھی ہے تم نے!" عمران خوش ہو کر بولا۔

جب وہ چٹان پر چڑھنے لگے تو تھیلما نے اپنے ہاتھ گرا لئے۔

"ہاتھ اٹھائے رکھو۔" لوتھر نے کہا۔

"میں بھی.....!" وہ اس کی طرف مڑ کر بولی۔

"ہاں.... تمہاری پوزیشن کا فیصلہ تو باس ہی کرے گا۔"

تھیلما نے ہاتھ اٹھائے اور بُرا سا منہ بنائے ہوئے چٹان پر چڑھنا شروع کیا۔ وہ ان دونوں کے پیچھے تھی۔ صفدر محسوس کر رہا تھا کہ لوتھر پوری طرح ہوشیار ہے۔ اور وہ یقینی طور پر بے حد پھرتیلا بھی ہو گا۔ پھرتیلے پن کی مثال سامنے ہی تھی! کس طرح ڈاج دے کر پھر پلٹ آیا تھا۔ اس

طرف! وہ شرمندہ بھی تھا اپنی اس فرد گزاشت پر کہ جلی ہوئی دیا سلائی ایسی لاپرواہی سے وہاں ڈال دی تھی۔

چٹان سے وہ نشیب میں اترنے لگے۔ صفدر اور عمران برابر سے چل رہے تھے! اور تھیلما ان کے پیچھے تھی۔ تھیلما کے پیچھے لوتھر بندوق چھتیائے چل رہا تھا۔ کچھ دُوری پر لوتھر کے تینوں ساتھی بھی دکھائی دیئے ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ "مانتا ہوں بڈی.. واقعی تم بے مثال ہو!"

لوتھر نے بلند آہنگ قہقہہ لگایا۔ اب وہ چار مسلح آدمیوں کے نرغے میں تھے۔

"کیا تمہیں یقین تھا کہ یہ لوگ وہیں کہیں چھپے ہوں گے!" ایک نے لوتھر سے پوچھا۔

"یقین نہ ہوتا تو یہ لوگ کیسے ہاتھ آتے۔"

ادھر عمران صفدر سے کہہ رہا تھا۔ "میاں بس میں یہ سمجھ کر لڑائی بھڑائی سے بچ رہا ہوں کہ میری جیب میں رکھے ہوئے آلو بخارے پھوٹ جائیں گے!"

"میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی کے ہتھ کڑیاں لگا کر واپس کر دیجئے! لیکن آپ نے میری بات نہ سنی۔!" صفدر بولا۔

"اس بے چاری کا کیا قصور.....! وہ تو ہمیں ادھر آنے سے روک رہی تھی۔!"

"تم لوگ کیا بک رہے ہو؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہمیں انگریزی نہیں آتی۔!" عمران نے فرانسیسی میں کہا۔

"اے تم لوگ خاموشی سے چلو۔!" لوتھر نے سب کو للکارا۔

اور پھر راستہ خاموشی سے طے ہونے لگا۔ صفدر نے دیکھا کہ عمران کی آنکھوں میں فکر و تشویش کا دُور دور تک پتا نہیں۔!

"میں نہیں جانتی کہ موجودہ باس کون ہے!" دفعتاً تھیلما بولی۔ "لیکن تم تو مجھے جانتے ہو لوتھر .... باس کتنا اعتماد کرتا تھا مجھ پر۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ باس نے اس سے تمہاری گفتگو سنی تھی! یہ اس کا خیال ہے کہ تم ان لوگوں سے مل گئی ہو۔!"

"میرے خدا..... ہاں ہم نے مسٹر میوری کے بارے ہی میں گفتگو کی تھی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ مسٹر میوری بے ہوش ہیں اور اس نے کہا تھا کہ مر چکے ہیں۔!"

"مناسب یہی ہے کہ خاموشی سے چلو۔!" اس بار لوتھر کا لہجہ سخت تھا۔!

"اُو میاں....! اسے مت ڈانٹو....!" عمران کراہا۔

"اگر تم لوگ خاموشی سے نہ چلے تو پھر ہمیں دوسری تدبیر کرنی پڑے گی!" لوتھر غرایا اور عمران چلتے چلتے رک گیا۔!

"ذرا وہ تدبیر تو کر کے دیکھو!" عمران بولا۔ "وہ تنا کھڑا لوتھر کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

لوتھر نے اپنی بندوق کا کندہ اس کے سر پر رسید کر دینا چاہا۔ لیکن عمران کسی وحشی درندے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی بندوق عمران کے ہاتھ میں تھی! اور وہ خود زمین پر....! عمران اس سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر کھڑا ان سبھوں کی طرف بندوق تانے کہہ رہا تھا۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....! یہ نہ سمجھنا کہ میں اس کے استعمال سے واقف نہیں ہوں.... دیکھو۔!" اس نے ایک پل کے لئے بندوق دوسری طرف کر کے چرخی کا ہینڈل گھمایا۔ تڑاتڑ گولیاں نکلیں اور بندوق کا رخ پھر انہیں لوگوں کی طرف کر دیا۔!

انہوں نے بے اختیارانہ انداز میں اپنے ہاتھ اُوپر اٹھا دیئے تھے۔ ان میں لوتھر بھی شامل تھا.... اب وہ زمین سے اٹھ گیا تھا۔

پھر یک بیک عمران نے بندوق ایک طرف ڈال دی اور بے حد گھمبیر آواز میں بولا۔ "لیکن میں یہ نہیں کروں گا.... میں تو سمجھوتہ چاہتا ہوں مجھے اپنے باس کے پاس لے چلو۔!"

وہ سب ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔ انہوں نے اب بھی اپنے ہاتھ نیچے نہیں گرائے تھے۔ عمران کہتا رہا۔ "میوری سے بھی میں سمجھوتہ ہی چاہتا تھا۔ لیکن افسوس وہ مر گیا!"

"پھر تم نے فیکٹری پر کیوں قبضہ کر لیا؟"

"اسی طرح میوری کو سمجھوتے پر مجبور کرنا چاہا تھا۔!"

"خیر اچھی بات ہے.... تم چلو.... وہیں کہنا جو کچھ کہنا ہو۔" لوتھر جلدی جلدی پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "اور آگے بڑھ کر اپنی بندوق اٹھانے لگا....!

جُھکا ہی تھا کہ عمران کی لات اس کے کولہے پر پڑی اور وہ اچھل کر دور منہ کے بل جا گرا۔

بندوق پھر عمران کے قبضے میں تھی! اور اس کا رخ بقیہ لوگوں کی طرف تھا!۔

لوتھر کے ساتھیوں نے دوبارہ ہاتھ اٹھا دیئے۔ ان کے چہروں سے بوکھلاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟" صفدر بھنا کر بولا۔

"اب تم انہیں غیر مسلح کر دو....!" عمران نے اس طرح کہا جیسے صفدر کی بات سنی نہ ہو۔

لوتھر کھڑا گالیاں بک رہا تھا۔

"آہستہ آہستہ.... آواز اونچی نہ ہونے پائے!" عمران غرایا۔

صفدر نے ان تینوں کی بندوقیں ان کے شانوں سے اتار لی تھیں اور عمران کی کسی دوسری حماقت کا منتظر تھا.... تھیلما گم سُم کھڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے کہ بحالت بیداری کوئی بہت بھیانک خواب دیکھ رہی ہو۔!

"اب غالباً تمہیں یاد رہے گا کہ تم ہی بہت پھرتیلے نہیں ہو!" عمران لوتھر کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

وہ اس وقت ایسی جگہ کھڑے تھے جہاں سے بستی نہیں دکھائی دیتی تھی! ان کے درمیان ایک اونچی سی چٹان حائل ہو گئی تھی۔

صفدر نے دو بندوقیں شانوں سے لٹکالی تھیں! اور ایک ہاتھوں میں سنبھال لی تھی۔!

"چلو....!" عمران نے اپنی بندوق سے بائیں جانب اشارہ کیا۔

وہ دراصل ایسی جگہوں سے گزرنا چاہتا تھا جہاں سے بستی کا سامنا نہ پڑتا ہو۔

بہت دیر چلتے رہنے کے بعد عمران ایسی جگہ تلاش کر سکا جہاں سے دیکھ لئے جانے کے خدشے کے بغیر وہ بڑی دراڑ تک پہنچ سکتے تھے دراڑ کے قریب پہنچ کر عمران نے کہا۔ "سب سے پہلے لڑکی داخل ہو گی.... اس کے پیچھے تم چاروں چلو گے۔"

صفدر سے اُس نے کہا کہ وہ سب سے پیچھے رہ کر انہیں روشنی دکھائے پھر جب وہ کھلے میں پہنچے تو صفدر نے کہا۔ "میری دانست میں تو اس آتش زدہ کاٹیج کی طرف جانا مناسب نہ ہو گا۔!"

"ہم ادھر نہیں جائیں گے۔!" عمران بولا۔

"میں تھک گئی ہوں مجھ پر رحم کرو....!" تھیلما منمنائی۔

"میرے ساتھی کی پشت پر سوار ہونا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"نہیں۔!" وہ تھوک نگل کر گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

عمران نے چڑھائی چڑھ کر کاٹیج کی طرف جانے کے بجائے نیچے ہی نیچے بائیں جانب والا راستہ اختیار کیا۔

صفدر اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران نے سردار گڈھ اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بہتیری کمین گاہیں تلاش کر رکھی ہیں۔ جنہیں وقتاً فوقتاً استعمال بھی کرتا رہتا ہے۔

اس کا خیال غلط نہ نکلا۔ کچھ دیر بعد عمران انہیں ایک غار میں داخل ہونے کا حکم دے رہا تھا۔

غار بہت کشادہ ثابت ہوا۔ وہاں کے آثار بتاتے تھے کہ اسے اکثر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

"اب مائی ڈیئر.... موسیو لوتھر میں تم سے انگریزی میں بھی گفتگو کر سکوں گا۔!"

"میں تمہارے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دوں گا!" لوتھر کسی زخمی بھیڑیئے کی طرح غرایا۔

"میں تم سے جواب کب مانگتا ہوں۔" عمران مسکرایا۔ "مطلب یہ کہ اب تمہاری انگریزی میری سمجھ میں آجائے گی۔!"

تھیلما ایک طرف منہ ڈالے تھکی ہاری پڑی تھی! اور یہ لوگ ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے۔

"مجھے بہت شدت سے پیاس محسوس ہو رہی ہے!" تھیلما نے سر اٹھا کر کہا۔

"چیونگم....!" عمران نے چیونگم کا ایک پیس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ اس سے لے تو لیا گیا لیکن تھیلما کی مٹھی میں ہی دبا رہا۔

"تم سب بیٹھ جاؤ۔!" عمران نے ان کی طرف مڑ کر کہا۔ "اور صفدر تم بندوقوں سمیت غار کے دھانے پر ٹھہرو۔!"

پل بھر میں یہ تبدیلی بھی عمل میں آگئی اور عمران ان چاروں کو مخاطب کر کے بولا۔ "اگر میرے سوالات کے جواب نہ ملے تو یقین کرو کہ میں قتل کر کے تمہاری لاشیں یہیں چھوڑ جاؤں گا۔!"

"تم کچھ بھی کرو....!" لوتھر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"لڑکی تم بتاؤ۔"

"میں کیا بتاؤں؟"

"اس بستی میں کیوں قیام ہے تم لوگوں کا۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... وہ بستی ہی پہلی بار میری نظر سے گزری ہے!"

"کیوں لوتھر۔؟"

"تم اس پر تشدد نہیں کر سکتے!" لوتھر نے آنکھیں نکالیں۔

"تشدد وہ لوگ کرتے ہیں۔ موسیو لوتھر جو جان سے نہیں مار سکتے!"

"نہیں.... نہیں۔!" تھیلما ہاتھ پھیلا کر چیخی۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں۔! میں بستی کے بارے میں معلوم کر کے رہوں گا....!"

"کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔" لوتھر کے ساتھیوں میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم خاموش رہو۔" لوتھر غرایا۔

اس پر عمران نے صفدر کو آواز دی۔ اس کے آنے پر اپنی بندوق بھی اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "ان لوگوں کو کور کیئے رکھو۔"

اب اس نے آہستہ آہستہ لوتھر کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اور قریب پہنچ کر اُس کی ٹھوڑی پر گھونسہ رسید کر دیا۔ لیکن ہاتھ اسی قوت سے نہ پڑ سکا۔ جس قوت سے مارا گیا تھا۔ کیونکہ لوتھر نے بچنے میں پھرتی دکھائی تھی۔

اس کے بعد لوتھر نے بھرپور حملہ کیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے عمران کو پیس ہی کر رکھ دے گا۔ لیکن عمران نے ایسی جھکائی دی کہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔

پھر عمران نے اسے دوبارہ اٹھنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کی پشت پر گھٹنا ٹیک کر گردن دبوچ لی!

لوتھر اوندھا پڑا تھا اور اس کے حلق سے خرخراہٹ بلند ہو رہی تھی۔!

"ارے مر جائے گا۔!" تھیلما چیخی۔

"شٹ اَپ....!" صفدر دھاڑا.... "اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا.... گولی مار دوں گا۔"

عمران پر جیسے خون سوار ہو گیا تھا۔ نہایت خاموشی سے لوتھر کو موت کی طرف دھکیلے جا رہا تھا۔

بالآخر اس کے حلق کی خرخراہٹ آہستہ آہستہ سناٹے میں مدغم ہوتی چلی گئی۔ تھیلما کپکپاتی ہوئی آواز میں رو رہی تھی!۔

عمران اسے چھوڑ کر ہٹ گیا اور لوتھر کے ساتھیوں سے بڑے پُر سکون لہجے میں بولا۔ "اسی طرح تم سب کو ایک ایک کر کے مار ڈالوں گا۔ ورنہ اپنی زبان کھولو۔!"

"ہم بتائیں گے.... ہم بتائیں گے۔!" وہ تینوں بیک وقت بولے۔

"اس بستی میں گالویدا سمیت تمہارے کتنے آدمی ہیں؟"

"اٹھارہ....!"

"مقامی آدمیوں کی تعداد۔!"

"ایک بھی نہیں ہے۔ ہم سب مقامی ہی باشندوں کا رہن سہن اختیار کر کے وہاں مقیم ہیں۔!"

"مقصد....؟"

"مقصد کا علم گالویدا کو ہے۔"

"تم لوگ وہاں کب سے ہو؟"

"ایک سال سے.... ہم نے ہی مکان بنائے ہیں۔ اس سے پہلے وہاں کوئی بستی نہیں تھی۔!"

"تمہیں کبھی کسی نے چیک بھی نہیں کیا"۔

"بستی تمہارے ملک کی حدود میں نہیں ہے!"

"اوہ سمجھا.... تو وہ دراڑ ہی اس طرف جانے کا واحد راستہ ہے۔ بالکل سمجھ گیا.... تم لوگ وہاں اس ملک کے اسمگلروں کی حیثیت سے مقیم ہو"۔

"اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے!"

"تمہارا خیال درست ہے....!" دوسرا آدمی عمران سے بولا۔ "یہ ابھی حال ہی میں ہمارے پاس آیا ہے.... اس کے بارے میں نہیں معلوم.... بلاشبہ ہم لوگ اس ملک کے اسمگلروں کی سرپرستی کرتے ہیں! اس کے لئے ہمیں معقول رقم ملتی ہے.... ہم ان جگہوں کی نگرانی کرتے ہیں! جہاں وہ لوگ اپنا مال چھپا دیتے ہیں۔ بہت بڑے غار اسمگل کئے ہوئے سامان سے اٹے پڑے ہیں!"

"سرحد کے نگہبانوں کی نظروں سے کیسے بچتے ہو تم لوگ؟"

وہ خاموش ہو گیا۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "جواب دو۔!"

"دراصل ہم سرحد کے نگہبانوں ہی کی حیثیت سے وہاں مقیم ہیں!" اس نے مردہ سی آواز میں کہا۔ "ہمارے پاس وردیاں ہیں۔ جنہیں ہم حسبِ ضرورت استعمال کرتے ہیں۔!"

"یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک نگہبانوں میں سے کوئی تمہارے ساتھ نہ ہو۔!"

"اس رینج کا کمانڈر ہمارا ہی آدمی ہے!"

"میوری کی کیا حیثیت تھی؟"

"وہ ہمارا باس تھا اور تمہارے ملک میں رہتا تھا۔"

"گالویدا کب سے ہے تمہارے ساتھ؟"

"شروع ہی سے.... مطلب یہ کہ جب سے ہم نے یہ بستی بسائی ہے!"

"گالویدا کے کہاں گولی لگی ہے؟"

"شانے میں.... داہنے شانے میں۔!"

"شوگر بینک سے کیا مراد ہے؟"

وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے۔

"جواب دو!" عمران گرجا۔

"شوگر بینک.... ہم نہیں جانتے کیا بلا ہے؟"

"کبھی نام بھی نہیں سُنا؟"

"کبھی نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔!" عمران نے طویل سانس لی اور پر تفکر انداز میں صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر کچھ دیر بعد اسی قیدی کو مخاطب کیا جس سے پہلے گفتگو کرتا رہا تھا۔

"لوتھر کب سے تھا تم لوگوں کے ساتھ؟"

"جب سے میوری علیل ہوئے تھے اور انہوں نے اس مکان میں رہائش اختیار کی تھی! مسٹر میوری نے اس مکان میں قیام کرنے سے پہلے احکامات جاری کئے تھے کہ ان کے ماتحت ان سے دور ہی دور رہیں۔!"

"ہوں....!" عمران پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

تھیلما پھٹی پھٹی آنکھوں سے لوتھر کی لاش کو تکے جا رہی تھی....! عمران اس کی طرف سے قطعی بے خبر ہو گیا تھا۔

"اس بستی میں ایسے لوگ بھی آتے ہوں گے جو تمہارے لئے اجنبی ہوں!" عمران نے تھوڑی دیر بعد پھر قیدی سے پوچھا۔

"آتے ہیں... سرحدی محافظوں کے گشتی دستے... ہمارا کام صرف چوکی پر مقیم رہنا ہے۔!"

"مقامی زبان نہ جاننے کی بناء پر تمہیں دشواری پیش آتی ہو گی۔"

"ایسی کوئی دشواری نہیں.... ہم سب اس ملک کی زبان مقامی آدمیوں ہی کی طرح بول سکتے ہیں.... ہمیں دس سال تک اس کی ٹریننگ ملی ہے....!"

"اوہ....!"

ظفر الملک بے خبر سو رہا تھا کہ گھنٹی بجنی شروع ہوئی اور اس وقت تک بجتی رہی جب تک کہ وہ بیدار نہیں ہو گیا۔!

رات کے دو بجے تھے۔! اس نے سوچا عمران ہی ہو گا ورنہ اتنی رات گئے اور کون ہو سکتا ہے۔

اس نے اٹھ کر شب خوابی کا لبادہ پہنا اور سگریٹ سلگاتا ہوا صدر دروازے کی جانب بڑھا۔

وہ مختلف جگہوں کے بلب بھی روشن کرتا جا رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا ایسا محسوس ہوا جیسے بپھرے ہوئے لوگوں کا جم غفیر ریلتا ہوا راہداری میں گھس آیا ہو!۔

یہ عمران کے ساتھی تھے.... تنویر سب سے آگے تھا اس نے ظفر الملک کا گریبان پکڑ لیا۔

عمران کہاں ہے؟" وہ اس کے گریبان کو جھٹکا دیتا ہوا غرایا....

"پتہ نہیں....!" ظفر الملک کے انداز میں لاپرواہی تھی۔

"دو دن پہلے وہ یہیں سے تھیلما کے ساتھ گیا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ اطلاع اسی خادم نے بہم پہنچائی تھی!" ظفر مسکراتا ہوا پُرسکون لہجے میں بولا۔

"وہ کہاں ہے؟"

"اگر اطلاع مل سکی تو گوش گزار کر دی جائے گی۔ جناب آپ اندر کیوں نہیں تشریف لے چلتے۔ سردی سے آئے ہیں! آپ لوگ.... میں آپ کے لئے کافی تیار کروں گا۔!"

"تنویر.... تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو!" ظفر نے جولیا کی آواز سنی.... وہ سب کے پیچھے کھڑی تھی۔

چوہان تنویر کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے اس کا ہاتھ ظفر کے گریبان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "ہمیں پُرسکون ماحول میں گفتگو کرنی چاہئے!"

ظفر انہیں ڈرائنگ روم میں لایا.... یہ تنویر، چوہان، صدیقی، نعمانی، خاور اور جولیا تھے....!

"کیا میں کافی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکتا ہوں؟" ظفر نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"نہیں.... اس کی ضرورت نہیں! تم بیٹھ جاؤ!" چوہان بولا۔

"آپ کی اجازت سے....!" وہ قدرے خم ہو کر سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"عمران ابھی تک واپس نہیں آیا۔" چوہان اس سے کہہ رہا تھا۔ "ہم نے اسے جس حال میں چھوڑا تھا....!"

وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا.... سوچنے لگا کہ اسے صرف اتنی ہی باتیں کرنی چاہئیں جن کا تعلق ظفر سے ہو۔!

ظفر استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

چوہان کھکار کر دوبارہ بولا۔ "وہ تھیلما کے ساتھ گیا تھا نا؟"

"جی ہاں۔!"

تھیلما اسے کہاں لے گئی تھی؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا! میں ماموزیل سے پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ میں اس وقت باغیچے میں کام کر رہا تھا.... تھیلما آئی تھی اور انہیں اپنے ساتھ لے گئی تھی۔"

"تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔"

"ہرگز نہیں جناب....! ورنہ میں ان کے دوستوں سے کیوں پوشیدہ رکھتا.... ویسے مجھے ان کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش ہے۔!"

"کیوں تشویش ہے؟" تنویر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"ظاہر ہے کہ وہ تھیلما کے ساتھ گئے ہیں اور تھیلما میوری سے تعلق رکھتی ہے....!"

"ٹھہرو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے یاد پڑتا ہے تم نے کہا تھا کہ تھیلما کے ساتھ جانے سے پہلے اس نے تمہاری ہی موجودگی میں ہم لوگوں کو فون کیا تھا!"

"میں ایسی کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ جبکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے.... میں ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتا جب کہ باغیچے میں کام کر رہا تھا۔"

"کیا وہ اس عمارت میں اس دن پہلی بار آئی تھی؟"

"ہاں ماموزیل پہلی بار۔!"

"ویسے تم اس سے باہر ملتے رہے ہو گے؟"

"ہرگز نہیں ماموزیل۔ گرجے والی رات کے بعد سے میں نے اس دن پہلی بار اسے یہیں دیکھا تھا"۔

"تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔!"

"میں کس طرح یقین دلاؤں ماموزیل؟"

"ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ تم پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔"

"مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں ہے ماموزیل"۔

"کیا مطلب؟" تنویر دھاڑا۔

"ذرا آہستہ بولئے.... چھت اُونچی ہے گونج پیدا کرتی ہے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں صرف عمران صاحب کو جواب دہ ہوں۔"

"اگر بکواس کی تو....!" تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تنویر بیٹھ جاؤ....!" خاور نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر اسے گھورتا ہوا بیٹھ گیا۔

"تم عمران کو جواب دہ ہو! اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔" خاور نے ظفر سے پوچھا۔

"مطلب صاف ہے جناب! وہ میری سرپرستی فرما رہے ہیں! کہہ رہے تھے کہ میں ایک دوا ساز فیکٹری قائم کرنے والا ہوں.... اس کے لئے تمہیں انگیج کروں گا.... فی الحال تم یومیہ اجرت پر میرے پاس ٹھہرو۔!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ میوری سخت بیمار تھا....!" چوہان نے پوچھا۔

"مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"اگر عمران صبح تک واپس نہ آیا....!" تنویر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

غرضیکہ بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دے رہی تھیں اور ظفر بڑے پر سکون انداز میں انہیں جواب دیتا جا رہا تھا۔ اُس کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ محض اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے آئے ہوں۔

جب کچھ دیر بعد سناٹا ہوا تو اس نے کہا! "اب آپ لوگ تھکن بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔ کہئے تو کافی بنا لاؤں۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ظفر کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو.... میں بھی چل رہی ہوں....!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے ساتھ ہی تنویر بھی اٹھا لیکن چوہان اور خاور جو اس کے دونوں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس کو کھینچ کر بٹھا دیا.... جولیا اور ظفر دروازے سے گزر گئے۔

وہ دونوں کچن میں آئے۔ ظفر نے گیس کا چولہا کھول دیا اور جولیا کیتلی میں پانی بھرنے لگی۔

"عمران نے تم پر اعتماد کیا ہے تو تم معقول ہی آدمی ہو گے۔!" اس نے کہا۔!

"یہ ان کی مہربانی ہے ماموزیل.... دراصل ہم دونوں کا ایک ہی مسلک ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ بھی میری ہی طرح ہپی ہیں۔"

"میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔"

"اچھا.... لیکن.... یہاں کی آب و ہوا نے انہیں مجھ سے قدرے مختلف کر دیا ہے.... وہ سر کے بل کھڑے ہو سکتے ہیں میں ابھی نہیں ہو سکتا۔ ابھی مجھ پر یورپ ہی کی آب و ہوا کا اثر ہے۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ سر کے بل کھڑا ہو سکتا ہے!"

"میں اُن کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ وہ مجھ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔!"

"کیا کیا جانتے ہو ان کے بارے میں؟"

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ہنس پڑا۔!

"کیا مطلب.... کیا جانتے ہو؟"

"میں نہیں بتاؤں گا۔!" وہ بدستور ہنستا رہا لیکن اس ہنسی میں بھی ایک طرح کی شائستگی تھی۔

"بتاؤ....!" جولیا جھنجھلا گئی۔

"وہ ہر وقت آپ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں!"

"بکواس....!"

"یقین کیجئے.... ماموزیل.... وہ بہت دکھی آدمی ہیں۔ ان کی حرکتوں پر نہ جائیے وہ بہت زیادہ زخمی ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ کہتے ہیں میں کس منہ سے جولیا سے کچھ کہوں۔ میری زندگی تو خانہ بدوشوں کی سی ہے!"

"اس سے کیا ہوتا ہے!" جولیا کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ پھر جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔"اس کی کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ پتہ نہیں اس نے یہ بات تم سے کیوں کہی!"

"ان کی آنکھوں میں آنسو تھے!"

"بالکل بکواس....!"

"ماموزیل ہمدردی، ہمدردی، ماموزیل ہمدردی۔!"

"کیا شروع کردیا تم نے۔!"

"وہ قابلِ رحم ہیں۔ انہیں آج تک کوئی نہیں سمجھا۔ لیکن میں اُن کے دکھے دل سے بخوبی واقف ہوں۔ وہ اپنے آنسوؤں پر قہقہوں کا پردہ ڈال دینے کے قائل ہیں۔ ہر ہپی ایسا ہی ہوتا ہے اور وہ تو ایک عظیم ہپی ہیں۔!"

"میرے لئے یہ بات نئی بھی ہے اور عجیب بھی۔!"

"کوئی صورت نکالئے کہ وہ آپ کو حاصل کرسکیں!"

"اچھا اب بکواس بند کرو۔ میں ہی صورت بھی نکالوں!" وہ جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"لیجئے.... پانی بھی ابل گیا.... ہمارے دوست منتظر ہوں گے!"

"مجھے حیرت ہے کہ وہ اتنے تھوڑے سے دنوں میں تم پر اس قدر اعتماد کرنے لگا۔"

"ایک ہپی دوسرے ہپی سے کچھ نہیں چھپاتا۔ ہم دنیا میں خوشیاں بکھیرنے کیلئے آئے ہیں۔!"

جولیا کافی پاٹ میں پانی انڈیل رہی تھی۔!

"کریم فریج سے نکال لیجئے!" ظفر بولا۔

"نہیں اس وقت سیاہ کافی چلے گی۔!"

"ہوسکتا ہے آپ کے کسی ساتھی کو کریم درکار ہو۔!"

"بعد میں دیکھا جائے گا۔!"

ظفر کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ پھر کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی!

"لیجئے....!" ظفر جولیا کی طرف ٹرے بڑھاتا ہو بولا۔"میں دیکھتا ہوں۔!"

"نہیں تم سیدھے ڈرائینگ روم ہی میں چلو.... ہمارا کوئی آدمی دیکھے گا۔!"

"جیسی مرضی!" ظفر نے کہا اور پھر چل پڑا۔ گھنٹی بدستور بجتی رہی وہ سب گھنٹی کی آواز پر اپنی جگہوں سے اٹھ گئے تھے۔

"خاور تم دیکھو کون ہے!" جولیا بولی اور خاور کمرے سے چلا گیا۔ وہ خاموشی سے آنے والے کے منتظر رہے۔ کچھ دیر بعد دو آدمیوں کے قدموں کی چاپ سنائی دی اور خاور کے ساتھ ڈرائینگ روم میں داخل ہونے والا عمران تھا۔!

"آہا.... کافی....!" وہ چہک کر بولا۔"قدرت مہربان ہے مجھ پر.... شدت سے اس کی ضرورت محسوس کررہا تھا۔!"

ظفر جھپٹ کر اٹھا اور اس کیلئے کافی بنانے لگا۔

عمران اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ ہنس ہنس کر اپنے ساتھیوں سے باتیں کررہا تھا۔

دفعتاً تنویر اٹھ کر بولا۔"میں اس کا جغرافیہ معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

اس کا اشارہ ظفرالملک کی طرف تھا۔ اتنے میں وہ کافی کی پیالی لئے ہوئے عمران کے قریب آیا۔

"ارے اس کو نہیں جانتے۔!" عمران ظفر کے شانے پر دایاں ہاتھ رکھ کر بائیں سے کافی کی پیالی سنبھالتا ہوا بولا۔"یہ تو برخوردار ہے! بیٹے.... اُن کو سلام کرو....!"

ظفر نے جھک کر بڑے ادب سے تنویر کو سلام کیا۔

"میں اس گدھے پن کو برداشت نہیں کرسکتا۔" تنویر دوسری طرف مڑ کر بولا۔

"اگر اولاد پیدا کرنا گدھا پن ہے تو.... تو تم اپنی ہستی پر غور کرو۔ کنفیوشس نے کہا ہے کہ....!"

"تم تھے کہاں؟" جولیا نے پوچھا اور عمران چونک پڑا۔

غالباً جولیا سے اُسے اتنے نرم لہجے کی توقع نہ رہی ہوگی!

وہ اسے بوکھلائے ہوئے انداز سے دیکھنے لگا۔

"میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے"۔

"اطمینان سے بتاؤں گا.... بہت جلدی میں ہوں.... یہاں سے فوراً چلو....!"

ظفر اُن کی گفتگو سے بے نیاز ان کے لئے کافی کی پیالیاں بھرتا رہا.... ایسا لگتا تھا جیسے ان کی آپس کی گفتگو سے اُسے کوئی سروکار نہ ہو۔!"

"جلدی اپنی پیالیاں ختم کرو....!" عمران بولا۔

"کیوں خواہ مخواہ بکواس لگا رکھی ہے...." تنویر بول پڑا۔

"تنویر.... اِٹ اِز آرڈر....!" عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

خاور نے تنویر کا بازو دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ لیکن تنویر خاموش ہو جانے کے باوجود بھی عمران کو گھورتا رہا۔

ظفر چاہتا تھا کہ کسی طرح اسے عمران کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کرنے کا موقع مل جائے.... لیکن وہ تو سب کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مم.... میں علیحدگی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں....!" اس نے عمران سے کہا۔

"سب ٹھیک ہے.... میں سمجھتا ہوں.... تم فی الحال عیش کرو!"

عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ سب چلے گئے.... اور ظفر دروازہ بولٹ کرتے وقت سوچ رہا تھا.... اب جولیا عمران کو بور کرے گی.... لیکن وہ کرتا بھی کیا۔ اس سے اس قسم کی باتیں کرنے پر مجبور تھا۔

٭

وہ سب جولیا کی قیام گاہ پر پہنچے تھے اور انہوں نے عمران کی کہانی بڑے سکون کے ساتھ سُنی تھی! البتہ عمران محسوس کر رہا تھا کہ تنویر ان حالات پر ضرور تنقید کرے گا۔ یہی نہیں شاید آئندہ اسکیم کی مخالفت بھی کر بیٹھے۔

"میرا خیال ہے کہ خاور اور جولیا کے علاوہ سب میرے ساتھ چلیں گے!" عمران نے کہا۔

"خاور میں کون سے سُرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں!" تنویر یک لخت پھٹ پڑا۔ "مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ خاور کو نہیں۔!"

"جناب موسم گزار نے نہیں آئے ہیں!" عمران بولا۔

"تم مجھ سے اس لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے!"

"تنویر۔"

"میں کہتا ہوں...."

"شٹ اپ....!" عمران دھاڑا۔

اور تنویر آستین چڑھا کر سامنے آگیا۔

نعمانی اور صدیقی ان کے درمیان آگئے تھے۔! جولیا تنویر کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔!

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ایسے آدمی کو....!"

"تم سب خاموش رہو اور الگ ہٹ جاؤ....!" عمران کا لہجہ خونخوار تھا.... "اب یہ اسپتال ہی میں آرام کرے گا۔"

تنویر اس پر بالکل ہی بے قابو ہو گیا اور خاور سے اس لئے اُلجھ پڑا کہ وہ اُسے آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔

عمران نے اس کی گردن دبوچی اور جھٹکا دے کر خاور سے الگ کر لیا۔ اب وہ سب خاموش کھڑے تنویر کی مرمت ہوتے دیکھ رہے تھے۔ عمران نے اسے مارا نہیں بلکہ کبھی دونوں ہاتھ مروڑ دیتا اور کبھی ٹانگ مار کر نیچے گرا دیتا۔ یہ سب اتنی پھرتی سے ہو رہا تھا کہ تنویر پل بھر کے لئے بھی نہ سنبھل سکا!

پھر شاید اسے اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوجھی کہ چپ چاپ بے ہوش بن جائے۔

عمران کے ماتحتوں میں سے کچھ تو اس واقعے پر خوش نظر آ رہے تھے اور بعض کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے لیکن انہوں نے زبان سے اس کا اظہار نہیں کیا۔

پھر عمران کے حکم کے مطابق وہ وہاں سے چلے گئے! ایک گھنٹے کے اندر اندر انہیں سفر کے لئے تیار ہو کر پھر یہیں آنا تھا۔ انہوں نے یہ بھی نہ پوچھا کہ بے ہوش تنویر کو اٹھا لے جائیں یا وہیں فرش پر پڑا رہنے دیں۔!

ان کے چلے جانے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔! "اُس کا کیا ہوگا؟"

"یہ سچ مچ ہسپتال جائے گا۔!"

"تم آخر درندے کیوں ہو رہے ہو!" جولیا دل آویز انداز میں مسکرائی۔!

"بعض اوقات اسی پر مجبور ہونا پڑتا ہے!"

"تم عجیب ہو.....! سمجھ میں نہ آنے والے.... مجھے تمہارا وہ دلآویز انداز بھی یاد ہے۔!"

"کون سا انداز....!" عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے۔

"جب تم نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔!"

"بب.... بوسہ.... بوسہ کے ہجے تو کرو۔!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"کیا اب اسے بھی جھٹلاؤ گے۔!"

عمران تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا اور بولا۔ "یہ کب کی بات ہے۔"

"اسی دن کی جب تم نے صفدر کو فون کیا تھا کہ تم فلاں عمارت میں موجود ہو! تمہارا اتفاق کیا جائے.... میں اس وقت صفدر کے قریب ہی موجود تھی۔!"

"اوہ....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "اور تم وہاں جا پہنچیں!"

"نہ جا پہنچتی تو تم مجھے مینڈولین پر اطالوی گیت کیسے سناتے۔"

"ارے باپ رے۔!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"یہ ظفر.... بھی بہت اچھا بجالیتا ہے مینڈولین۔!"

"یقیناً بجاتا ہوگا۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اس نے تمہارے بارے میں بہت سی باتیں کی تھیں!"

"مثلاً کس قسم کی باتیں؟"

"ابھی نہیں بتاؤں گی.... پہلے تم ان چکروں سے نپٹ لو۔!"

عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔

"اونہہ چھوڑو ہٹاؤ....!" میں جانتی ہوں کہ تم موڈی آدمی ہو! لیکن نہ جانے کیوں میں ان خیالوں کی لذتوں میں ڈوبی رہنا چاہتی ہوں۔"

"کن خیالوں کی لذتوں میں؟"

"وہی جو تم میرے بارے میں رکھتے ہو!"

"میں تمہارے بارے میں رکھتا ہوں۔!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ میں تمہاری کسی خواہش کا احترام نہ کروں گی۔!"

"بس بس اب ایسی باتیں نہ کرو....!" عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں بولا.... "اگر اس نے سن لیا تو مجھے زندہ ہی دفن کر دے گا۔"

"میرا خیال کہ شاید اس بار ایکس ٹو اس کا پتہ ہی کاٹ دے!"

"بھانت بھانت کے جانور پالنا میری ہابی ہے۔ اس لئے شاید ایسا نہ ہو سکے۔!"

"کیا مطلب؟" جولیا چونک پڑی۔

"یہی کہ میری ہی وجہ سے اس کی ملازمت برقرار ہے.... جب بھی ایکس ٹو نے اسے الگ کرنا چاہا ہے میں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔!"

"اس میں کون سی عقلمندی تھی۔"

"بس تفریح ہے اپنی۔!"

"اب اس کا ہوگا کیا.... کیا یہیں پڑا رہے گا۔؟"

"جب جی چاہے گا اٹھ کر چلا جائے گا۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا مطلب....! نہیں تم اپنی روانگی سے پہلے ہی اسے یہاں سے ہٹادو....!"

"کیا لیتا ہے تمہارا.... بے ہوش تو پڑا ہے بیچارہ....!"

تنویر آنکھیں بند کئے پڑا دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس نے ان کی پوری گفتگو سنی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ ان دونوں کی موجودگی میں ہوش میں آنا ہنسی اڑوانے کو دعوت دینا ہوگا۔ لیکن آخر کب تک اسی طرح پڑا رہے گا۔ عمران کے خلاف اس کے ذہن میں نفرتوں کا لاوا ابلتا رہا....!

دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا۔ "میں پھر کافی کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔!"

"میں بنائے لاتی ہوں۔!" جولیا چہک کر بولی۔

"اچھی بات ہے.... میں ذرا باتھ روم تک بھی جاؤں گا!"

تنویر نے دونوں کے قدموں کی دور ہوتی چاپ سنی اور پھر اٹھ بیٹھا کمرہ خالی نظر آیا۔

اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہ آتا.... لہٰذا وہ بہ آہستگی جولیا کی قیام گاہ سے نکل آیا۔

کمپاؤنڈ میں ایک گاڑی کھڑی نظر آئی۔ لیکن وہ اس کی جرأت نہیں رکھتا تھا کہ اسے لے

بھاگے۔ ایسی صورت میں معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو جاتا وہ ایکس ٹو کے عتاب سے کسی طرح نہ بچ سکتا۔ عمران کی فطرت سے تو اچھی طرح واقف تھا۔ اپنے معاملات وہ اپنی ہی حد تک رکھتا تھا.... ایکس ٹو سے شکایت نہ کرتا اس کی.... خود ہی نپٹ لیتا.... لیکن گاڑی لے بھاگنے کی صورت میں حالات بگڑ جاتے۔ انہیں کہیں سفر کرنا تھا۔ گاڑی کی عدم موجودگی اُن کی دشواریوں میں اضافہ کر دیتی اور یہ معاملہ یقیناً ایکس ٹو تک جا پہنچتا۔!

وہ کمپاؤنڈ سے باہر نکلا چلا گیا۔ یہ محض اتفاق ہی تھا کہ قریب ہی ایک ٹیکسی کھڑی مل گئی ورنہ اس وقت ٹیکسی کہاں! وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

اندر اندھیرا تھا.... ڈرائیور اپنی سیٹ پر موجود تھا۔

تنویر نے دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "گرینڈ ہوٹل۔"

ڈیش بورڈ پر میٹر روشن ہو گیا اور ٹیکسی حرکت میں آ گئی۔

کچھ دیر بعد تنویر نے محسوس کیا کہ ٹیکسی گرینڈ کے راستے پر نہیں جا رہی!

"ارے بھئی تم کدھر جا رہے ہو!" اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا اور اگلی سیٹ سے ایک کھنکتا ہوا سا نسوانی قہقہہ سنائی دیا....

"میں ایک عورت ہوں جناب!" ڈرائیور کی سیٹ سے آواز آئی!

"عورت۔؟" تنویر اچھل پڑا۔

"جی ہاں.... اور آپ مجھے پسند کریں گے!"

"لل.... لیکن اس کا کیا مطلب؟"

"تفریح ہے میری.... تم مجھے اچھے لگے.... اب میں تمہیں اپنا مہمان بنانا چاہتی ہوں۔!"

"یعنی یعنی.... کہ....!" تنویر ہکلا کر رہ گیا۔

"اپنی سرکش طبیعت کو بہلائے رکھنے کے لئے بھانت بھانت کے بے ضرر طریقے اختیار کرتی ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"بالکل بدھو معلوم ہوتے ہو۔!"

تنویر کچھ نہ بولا۔ عجیب سی سنسنی سارے جسم میں پھیل کر رہ گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا

کہ اسے اس پُرخوش ہونا چاہئے یا چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دینے میں عافیت رہے گی۔

پتہ نہیں وہ اسے کہاں لے جا رہی تھی!

"کک.... کیا میں سگریٹ پی سکتا ہوں؟" تنویر نے تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔!

"شوق سے.... مجھے سگریٹ کا دھواں بُرا نہیں لگتا!"

تنویر نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سگریٹ سلگائی وہ بڑا حسن پرست اور عورتوں کا رسیا تھا لیکن آج تک ایسی کسی سچویشن سے دوچار نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا پسینے چھوٹے جا رہے تھے۔

خدا خدا کر کے گاڑی ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رُک بھی گئی لیکن تنویر بدستور بیٹھا رہا....! عورت اُتری تھی اور اس نے اس کی سیٹ کا دروازہ کھول کر بڑے پیار سے کہا تھا۔

"اب اس طرح خدمت بھی لو گے.... اُتر آؤ شہزادے صاحب!"

"جج.. جی ہاں... جی ہاں....!" تنویر نے کہا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں گاڑی سے اتر آیا۔

عورت اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک طرف چلنے لگی۔

کمپاؤنڈ میں تاریکی تھی اور عمارت میں بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی تھی۔ تنویر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل براہ راست کھوپڑی میں دھڑک رہا ہو۔!

عورت کی رفتار تیز نہیں! بالکل ٹہلنے کا سا انداز تھا.... تنویر اس کے ساتھ گھسٹتا رہا....!

اندھیرا اتنا گہرا بھی نہیں تھا کہ راستہ نہ سجھائی دیتا۔

وہ ایک روش سے گزر رہے تھے جس کے دونوں اطراف میں کیاریاں تھیں پھر وہ تین زینے طے کر کے برآمدے میں پہنچے۔

تنویر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کہیں کا کوئی بلب کیوں نہیں روشن کر دیتی....!

شاید اس نے دروازہ کھولا تھا لیکن اب بھی روشنی نہیں کی۔

دروازے سے گزر کر وہ تاریک راہداری میں داخل ہوئے۔ وہ اب بھی تنویر کا ہاتھ پکڑے چل رہی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اتنے گہرے اندھیرے میں ایک قدم اٹھانا بھی محال ہوتا....!

تنویر کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی رہی۔

دفعتاً ایک جگہ رک کر عورت نے روشنی کردی۔ تنویر کی آنکھیں چندھیانے لگیں اور پھر جب عورت پر نظر پڑی تو ایسا لگا جیسے آفتاب سوا نیزے پر آگیا ہو۔

ایسی خوب صورتی آج تک اس کی نظر سے نہیں گزری تھی۔ لیکن ساتھ ہی یہ احساس بھی ذہن کے کسی گوشے میں موجود تھا کہ اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔!

"سودا برا تو نہیں رہا....!" عورت اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔!

"مم.... میں کیا بتاؤں!" تنویر جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"تم تنویر ہو نا....!" عورت نے یک بیک سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

تنویر چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"تم تنویر ہو۔!" وہ پھر مسکرائی!

"ہاں میرا نام تنویر ہے.... لیکن تم کیا جانو!"

"میں جانتی ہوں۔!"

تنویر کچھ نہ بولا.... اس کے دیکھنے کے انداز میں حیرت کا عنصر اب بھی پایا جاتا تھا....!

"ذہن پر زور دو.... شاید پہچان سکو مجھے!" وہ بدستور مسکراتی ہوئی بولی۔!

"مم.... میں نہیں پہچان سکا۔!"

"اب دیکھو....!" عورت نے اپنے چہرہ کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔

"ٹی.... تھری.... بی....!" تنویر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر کانپتی ہوئی ٹانگوں سے چل کر بدقت صوفے تک پہنچ سکا....!

"ہوں.... آرام سے بیٹھو آرام سے۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

تنویر نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اکڑ کر بیٹھ گیا! بڑا مضحکہ خیز لگ رہا تھا....!

"عمران کس چکر میں ہے!" دفعتاً وہ پوچھ بیٹھی۔

اور تنویر ایک طویل سانس لے کر صوفے کی پشت سے ٹک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تو برا ہوا عمران سے اس کی ہڈیاں سلگتی تھیں۔ لیکن یہ مسئلہ عمران کا ذاتی مسئلہ تو تھا نہیں۔

"اُسے کیا کرنا چاہئے.... کیا کرنا چاہئے۔"

"میری بات کا جواب دو۔!"

"وہ اپنے چکر کسی کو بتاتا نہیں.... اس کے احکام بروقت چلتے ہیں!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو!"

"یقین کرو مادام۔!"

"تنویر تم جھوٹ بول رہے ہو.... تمہاری آنکھیں بتاتی ہیں!"

"مم.... کس طرح یقین دلاؤں.... آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں اور شاید یہ بھی جانتی ہو کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے شدید طور پر متنفر ہیں۔!"

"ساتھ ہی یہ بھی جانتی ہوں کہ اس کے باوجود بھی تم اسے دھوکہ نہیں دے سکتے!" تھریسیا مسکرائی۔

"ایسی کوئی بات نہیں مادام.... میرا بس چلے اس کی ہڈیاں توڑ دوں۔!"

"تم توڑ سکتے ہو....! لیکن اُسے پسند نہیں کرو گے کہ کوئی اور اس پر ہاتھ اٹھائے.... اس کا کوئی ساتھی اسے دغا نہیں دے سکتا۔!"

"پھر عرض کروں گا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے.... کاش مجھے اس کا پروگرام معلوم ہوتا.... البتہ اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ اس وقت اس عمارت میں موجود ہے جس سے میں برآمد ہوا تھا۔!"

"مجھے علم ہے.... یہ بھی جانتی ہوں کہ کچھ ہی دیر پہلے تم دونوں جھگڑ چکے ہو۔!"

تنویر کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"کس بات پر جھگڑا ہوا تھا؟"

"آپ جانتی ہی ہوں گی....!" تنویر نے بے دلی سے کہا۔

"جولیانا فٹنر واٹر....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"آپ کا خیال درست ہے.... میں اُسے چاہتا ہوں....!"

"اور.... وہ....!"

"خدا جانے....!" تنویر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"تم دونوں کی یکجائی ممکن ہے۔"

"وہ کس طرح؟"

"عمران کے پروگرام کے بارے میں مجھے بتاؤ.... میوری کی موت کے بعد اب وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟"

"میں اس کے متعلق جانتا ہوتا تو ضرور بتا دیتا"۔

"خیر چھوڑو.... تم میرے مہمان ہو.... کیا پیئو گے؟"

"بہت بہت شکریہ.... تکلیف نہ کیجئے۔!"

"ایسا بھی کیا.... تم بیٹھو.... میں ابھی آئی....!"

وہ کمرے سے چلی گئی....! تنویر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے.... عجیب عورت ہے اس نے سوچا.... یہی کام وہ اپنے کسی آدمی سے لے سکتی تھی! کسی مرد کو اس طرح اغوا کر لانا تنویر کو بے حد سنسنی خیز لگا تھا۔!

وہ صوفے سے اٹھ گیا.... کیوں نہ نکل بھاگے۔ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ تھریسیا عمارت میں تنہا معلوم ہوتی ہے۔

لیکن ابھی دروازے سے باہر قدم بھی نہیں نکالا تھا کہ کسی ریوالور کی نالی سینے سے آ لگی.... اور اسے پیچھے دھکیل دیا گیا۔

تین قوی ہیکل نیگرو.... کمرے میں در آئے تھے.... پشت سے تھریسیا کی آواز آئی....

"تنویر یہ بُری بات ہے کہ تم ایک اچھے میزبان کا دل توڑنے جا رہے تھے۔!"

"میں معافی چاہتا ہوں مادام....!" تنویر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تنویر ایک اچھے مہمان کی طرح آرام سے بیٹھ جاؤ!"

وہ بے بسی سے اس کے احکام کی تعمیل کرتا رہا۔

دفعتاً وہ تینوں نیگرو اس پر ٹوٹ پڑے.... یہ اتنا غیر متوقع تھا کہ تنویر ہاتھ پاؤں بھی نہ ہلا سکا.... جنبش ہی نہیں کر سکتا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اس نے اپنے بائیں بازو میں تیز چبھن محسوس کی۔ گردن موڑ کر بے بسی سے تھریسیا کو دیکھا جو اس پر جھکی ہوئی بازو میں انجکشن دے رہی تھی.... سرخ رنگ کا کوئی سیال شیشے کی سرنج میں بھرا ہوا تھا۔ ایک دم سے اس کا سر چکرا گیا.... بلکہ ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے ذہن

تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا ہو!

پھر جلدی ہی محسوس ہوا کہ وہ تاریکیاں آہستہ آہستہ چھٹتی جا رہی ہوں۔ اب وہ کمرے کی ہر چیز صاف دیکھ سکتا تھا.... بلکہ روشنی پہلے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی!

تھریسیا اس کے سامنے تھی.... اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ۔

تنویر کا دل چاہا کہ اس کے قدموں پر سر رکھ دے! اس سے کہے کہ وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے.... وہ اُسے اپنا غلام بنا لے۔ روائتی غلاموں کی طرح اس کی خدمت کرے گا.... کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دے گا۔

تھریسیا کی مسکراہٹ لمحہ بہ لمحہ مزید دلآویز اور محبت آمیز ہوتی گئی....!

اجالا پھیلتے پھیلتے وہ اس مقام تک پہنچ گئے جہاں سے بڑی دراڑ سرحد کی دوسری طرف کی بستی کی جانب جاتی تھی۔! چوہان، خاور، صدیقی، نعمانی اور صفدر تھیلما سمیت عمران کے ساتھ تھے اور ان میں سے کوئی بھی اپنی اصلی شکل میں نہیں تھا۔

انہوں نے سرحد پار کے سرحدی محافظوں جیسی وردیاں پہن رکھی تھیں۔!

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تنویر کہاں غائب ہو گیا!" تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی یہ سوال کر بیٹھتا۔

آخری بار عمران جھنجھلا کر بولا۔ "جہنم میں جائے اب اس کا تذکرہ نہ ہونا چاہئے! واپسی پر دیکھوں گا۔"

"لیکن کم از کم یہ پوچھنے کا حق تو ہمیں پہنچتا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں!" صدیقی بولا۔

"فی الحال اس بستی میں جا رہے ہیں جس کا تذکرہ میں نے کیا تھا۔ اور ہم اس طرف کے سرحدی محافظوں کی وردی میں ہیں! تھیلما ہماری قیدی ہے جو ان پہاڑیوں میں بھٹک رہی تھی.... اسکے پاس سے ایسے کاغذات برآمد نہیں ہو سکے جس سے اس کی اصل شخصیت پر روشنی پڑ سکتی!"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اتنے گھماؤ پھراؤ کی کیا ضرورت تھی.... کیا ہم خاموشی سے اس

بستی میں چھاپہ نہیں مار سکتے تھے!" چوہان بولا۔

"میرا مقصد لڑائی بھڑائی نہیں ہے۔ میں شوگر بینک کا راستہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"راستہ معلوم کرنے کا یہ طریقہ سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"کسی ہنگامے کے بغیر گالویدا پر قابو پانا چاہتا ہوں!"

"یہ تو تم پہلے بھی کہہ چکے ہو!"

"پھر خواہ مخواہ وقت کیوں ضائع کر رہے ہو!"

"بس دیکھتے جاؤ....!" کسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تھیلما کو شاید پہلی بار اپنی حیثیت کا علم ہوا تھا لہذا وہ بھی کچھ بولنے کے لئے بے چین تھی.... جیسے ہی خاموشی ہوئی اس نے عمران کا بازو پکڑ کر کہا۔

"تو میں قیدی ہوں؟"

"نہیں.... قیدی کے بہروپ میں ہو تم.... گالویدا کو یقین ہو جائے گا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں تھیں.... اس لئے ہم سے پیچھا چھڑا کر پہاڑیوں میں بھٹکتی پھر رہی تھیں اسی دوران میں گشتی محافظوں کے ہاتھ لگ گئیں۔"

"مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے!"

"میں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں۔ کیا یہ تمہیں مطمئن کر دینے کیلئے کافی نہیں ہے!"

تھیلما چپ ہو گئی! دراڑ میں داخل ہونے سے پہلے عمران نے کہا۔ "پہلے میں تنہا جاؤں گا۔ تم لوگ اسی طرف ٹھہرو!"

"کیوں؟" سب نے بیک وقت سوال کیا۔

"دو دن پہلے کے حالات کچھ اور تھے.... آج کچھ اور ہو سکتے ہیں۔ ان کے چار آدمی ہمارے سلسلے میں غائب ہو چکے ہیں! ہو سکتا ہے وہ ہوشیار ہو گئے ہوں۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ اور عمران دراڑ میں داخل ہو گیا!

دراڑ پہلے ہی کی طرح تاریک تھی۔ لیکن عمران نے اس بار ٹارچ روشن نہیں کی اور وہ پیروں سے چلنے کی بجائے سینے کے بل رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا!

دراڑ کے دوسرے سرے تک سناٹا ہی رہا۔ دراڑ پار بھی کر لی۔ لیکن کسی طرف سے کسی قسم

کی مزاحمت نہیں ہوئی.... پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا.... ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ اس کے ساتھی بے چینی سے اس کے منتظر تھے اس کا اشارہ پاتے ہی وہ بھی اس تنگ سے درے کی طرف بڑھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب اس جگہ کھڑے تھے جہاں سے گالویدا کے ساتھیوں کی بستی دکھائی دیتی تھی۔! مشرقی افق میں سرخی پھیلنے لگی تھی۔ پہاڑی حشرات اور اِکا دُکا پرندوں کی آوازیں ماحول کو پر اسرار بنائے ہوئے تھیں! عمران نے دوسری طرف جانے کے لئے وہی راستہ اختیار کیا جس سے اپنے قیدیوں سمیت چند روز پہلے دراڑ تک واپسی کا سفر کیا تھا۔

پھر وہ بستی کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ کچھ اس طرح خاموشی سے چل رہے تھے جیسے کہ جنازے کے ساتھ ہوں۔ تھیلما کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"کیا تم ڈر رہی ہو۔!"

"تمہارے ساتھ رہ کر ڈرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ زبردستی ہنس کر بولی۔

"ہاں.... بالکل تشویش نہ کرو.... ہم پوری طرح حفاظت کریں گے۔"

"میری طرف سے مطمئن رہو۔!"

وہ بستی کے قریب جا پہنچے۔ سورج نے مشرق سے کسی قدر سر اُبھارا تھا اور بھیگی سی سرخی مائل شعاعیں پہاڑیوں کی چوٹیوں پر کپکپا رہی تھیں۔!

بستی سنسان پڑی تھی.... ایسا لگتا تھا جیسے سارے جھونپڑے بالکل ویران ہوں۔

عمران چیخ چیخ کر مقامی زبان میں کچھ کہنے لگا لیکن کہیں سے کسی قسم کی کوئی آواز نہ آئی....!

"میں تو خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔" چوہان نے آہستہ سے کہا۔

"آثار اچھے نہیں۔!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

اور آثار سچ مچ ان کے حق میں نہ نکلے وہ سارے ہی جھونپڑے خالی تھے ایک متنفس بھی کہیں نظر نہ آیا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مہینوں سے ویران پڑے ہوں....!

"میرا خیال ہے کہ چوٹ ہو گئی....!" عمران بڑبڑایا۔

"وہ اگر غائب نہ ہو جاتے تو میں سمجھتا کہ بالکل گدھے ہیں!" چوہان ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"کیوں؟" نعمانی نے پوچھا۔

"ان کے چار آدمی غائب ہو چکے تھے۔ اس سے پہلے گالو یدا زخمی ہوا تھا اُسے تو ہماری طرف سے کسی بہت بڑی یلغار کا خدشہ ہونا چاہئے۔"

"میں ان کی توقعات پر پورا اترنے کا متمنی ہوں میرے دوستو!" عمران مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ ان چٹانوں میں کہیں آس پاس ہی پوشیدہ ہوں گے۔ مناسب یہی ہے کہ ہم جھونپڑوں میں ڈیرہ ڈال کر ناشتے کی تیاری کریں۔"

"اور وہ چپ چاپ اپنی کمین گاہ سے نکل کر ہمیں چٹ کر جائیں!" چوہان کا لہجہ تلخ تھا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔ شاید وہ الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ پھر انہوں نے ان خالی جھونپڑوں پر قبضہ جما لیا۔

عمران کے چہرے پر فکر مندی کے آثار تھے.... دفعتاً اس نے اشارے سے صفدر کو اپنے قریب بلا کر آہستہ سے کہا "کیا تم تنویر کے بارے میں کچھ نہیں سوچ رہے۔؟"

"مجھے حیرت ہے۔"

"اسے اپنے ہوٹل میں ضرور موجود ہونا چاہئے تھا اگر وہ نہیں ساتھ آنا چاہتا تھا تب بھی۔!"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔!"

"وہ چاروں بندوقیں تیار رکھو۔ ان میں کافی راؤنڈ موجود ہیں!"

"میں نے انہیں پوری طرح سمجھ لیا ہے۔ چوہان، خاور، صدیقی اور نعمانی کو ان کا استعمال بھی سمجھا دیا ہے۔!"

"میں سوچ رہا ہوں کہ آج چاروں کو باہر مختلف مقامات پر ان بندوقوں سمیت چھپا دیا جائے اور ہم لوگ یہیں ٹھہریں۔"

"تجویز معقول ہے۔!"

یہ تجویز ان چاروں کو بھی پسند آئی.... وہ جلد ہی آس پاس کی چٹانوں میں چھپا دیئے گئے۔

عمران، صفدر اور تھیلما ایک جھونپڑے میں آ بیٹھے۔!

سورج پوری طرح طلوع ہو چکا تھا اور چاروں طرف سنہری دھوپ پھیل گئی تھی۔

میرا خیال ہے کہ ہم واقعی پھنس گئے ہیں!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔ اُس کے اس خیال کے بارے میں کسی نے کوئی رائے ظاہر نہ کی۔

جولیا کو پھر نیند نہیں آئی تھی.... اُسے علم تھا کہ تنویر غائب ہو گیا۔ یہی چیز تشویش کا باعث تھی۔ وہ اس کی شر پسند طبیعت سے اچھی طرح واقف ہونے کی بنا پر سوچ رہی تھی کہ کہیں وہ عمران کے لئے کوئی نئی دشواری نہ پیدا کر دے۔

سلیپنگ گاؤن کی ڈوری کستی ہوئی وہ کھڑکی کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ کمپاؤنڈ کی سلاخوں سے پھاٹک یہاں سے صاف نظر آ رہا تھا.... اس نے دیکھا کہ کوئی سلاخوں سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ ہر چند کہ وہ باہر ہی کے رخ پر تھا لیکن پھر بھی جولیا پھاٹک تک جا کر اسے قریب سے دیکھنے کی خواہش نہ دبا سکی۔! وہ اوور کوٹ اور فلٹ ہیٹ پہنے ہوئے تھا۔

دروازہ کھول کر بیرونی برآمدے میں آئی۔ گیٹ تک آ پہنچی لیکن اس آدمی نے مڑ کر اس کی طرف نہیں دیکھا۔ حالانکہ اس کے ٹاپ ہیل جوتے خاصی آواز سے روش پر بجتے رہے تھے۔ وہ ذیلی کھڑکی کھول کر باہر نکل آئی۔

"تنویر....!" اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا.... لیکن تنویر کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی پھیلی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھتا ہوا لا یعنی انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی تھی۔

"کیا تم نشے میں ہو۔" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر پوچھا۔

تنویر اپنے سر کو منفی جنبش دے کر اسے پہلے ہی کے سے انداز میں دیکھتا رہا۔

"اٹھو....!" وہ جھلا کر بولی۔

"میرے.... پیروں.... میں سکت.... نہیں ہے!" وہ نحیف آواز میں رک رک کر بولا۔

"کیوں کیا ہوا ہے تمہیں؟"

"وہ.... وہ.... مجھے.... یہاں بٹھا.... گئے ہیں۔!"

"کون؟.... وہ کون؟"

"تت.... تھریسیا.... کے آدمی....!"

"اوہ....!" جولیا اچھل پڑی.... اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار تھے۔

"کیا وہ تمہیں پکڑ لے گئے تھے!"

"ہاں" اس نے اس طرح کہا جیسے کسی پٹے ہوئے بچے نے پرسش احوال پر سسکی لی ہو۔

"انہوں... انہوں نے مجھ سے... گالویدا... اور عمران کے بارے میں .... معلوم کر لیا۔!"

"کیا....؟" وہ بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی لیکن تنویر کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا! پہلے ہی کی طرح پلکیں جھپکاتا رہا۔

اس اطلاع پر جولیا چکرا کر رہ گئی تھی کہیں وہ راستے ہی میں نہ گھیر لئے گئے ہوں۔!

"تم کب ان کے ہاتھ لگے تھے؟"

"یہاں سے نکلتے ہی۔!"

"اس کے فوراً بعد ہی تم نے سب کچھ بتا دیا تھا۔"

"آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔!"

"تمہیں شرم نہیں آتی اس ڈھٹائی سے اس کے بارے میں بتاتے ہوئے"۔

"ٹھہرو.... ذرا.... دیر.... ٹھہر جاؤ.... اب میں کسی قدر .... توانائی محسوس کر رہا ہوں.... شاید کچھ دیر بعد اپنے.... پیروں.... پر کھڑا بھی ہو سکوں سب کچھ بتا دوں گا۔"

جولیا پھر خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد تنویر نے ایک طرف مڑ کر پھاٹک کی سلاخیں تھامیں، اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دینے کی کوشش کی۔ بدقت تمام وہ اٹھ سکا.... اس کے پیر کانپ رہے تھے.... جولیا نے اسے ذیلی کھڑکی سے گزارنا چاہا۔

"میرا سارا جسم اکڑ کر رہ گیا ہے.... میں دوبارہ نہ جھک سکوں گا!"

"اچھا ٹھہرو میں پھاٹک کھولتی ہوں۔!"

وہ اسے اندر لائی تھی اور تھوڑی دیر بعد تنویر اسے اپنی کہانی سنا رہا تھا۔

"تو وہ خود تھریسیا تھی! تمہیں یقین ہے!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے یقین ہے وہ تھریسیا ہی تھی۔!"

جولیا کی الجھن بڑھ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ لوگ یقینی طور پر گھیر لئے گئے ہوں گے!۔

"کیا تم ان جگہوں کی نشان دہی کر سکو گے جہاں جہاں کا ذکر عمران نے کیا تھا؟"

"نہیں.... میں تو ساتھ نہیں تھا ان کے۔"

"یہ بہت بُرا ہوا تنویر.... بہت بُرا....!"

"میں کیا کروں.... وہ انجکشن.... اس نے تو فوری طور پر میری شخصیت ہی بدل کر رکھ دی تھی....! ورنہ وہ میری کھال بھی اتار دیتے تو کچھ نہ بتاتا۔ عمران سے مجھے ذاتی طور پر پرخاش ہو سکتی ہے.... لیکن یہ معاملہ ذاتی تو تھا نہیں۔!"

جولیا کچھ نہ بولی.... اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔

"وہ مجھے فضول سمجھ کر یہاں ڈال گئے۔!"

"کیوں فضول.... کیوں؟"

"فضول اسی لئے کہ عمران کو بروقت اس کی اطلاع نہ دے سکوں گا... مجھے نہیں معلوم کہ وہ لوگ کس سمت گئے ہوں گے اور خود میرے اعصاب میں بھی اتنی سکت نہیں کہ خود دوڑ دھوپ کر سکوں گا۔ انہوں نے مجھ سے سب کچھ پوچھ لیا تھا۔"

"تم اس عمارت کی نشان دہی کر سکو گے۔!"

"بالکل کر سکوں گا ریڈ کراس روڈ پر ہے۔ پھاٹک کے ستونوں پر شیر کے سر بنے ہوئے تھے۔!"

"تم تو کہہ رہے تھے کہ عمارت تاریک تھی۔ پھر تم نے شیر کے سر کیسے دیکھ لئے....!"

"پھاٹک کے ستونوں کی بات کر رہا ہوں۔ سڑک پر روشنی تھی۔"

"پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔

"ہم کر ہی کیا سکتے ہیں.... میرے اور تمہارے علاوہ اور کون ہے یہاں.... ایکس ٹو نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کیس کا انچارج عمران ہے۔ مجھے کسی معاملے میں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔!"

"لیکن پھر بھی اطلاع تو دینی ہی پڑے گی۔!"

"تم جانو....!"

"کیا تم باز پرس سے بچ جاؤ گے؟" جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

"کیا کر سکتا ہوں.... مجھے ہوش نہیں تھا.... وہ انجکشن.... اوہ ختم بھی کرو.... میں بھوکا ہوں.... کچھ کھلا دو.... اس کے بعد مر جانا بھی مجھے گوارا ہو گا...!"

"ہوں.... اچھا ٹھہرو.... دیکھتی ہوں....!" وہ اسے ڈرائینگ روم میں چھوڑ کر کچن کی طرف چلی آئی۔

سوچ رہی تھی کہ کیا ظفر کو اس معاملے میں شریک کر لیا جائے۔ کچھ تو کرنا ہی چاہئے۔

یقیناً عمران اس پر کسی حد تک اعتماد کرتا ہے۔

اس نے فریج سے کولڈ بیف نکالا اور اس کے ٹکڑے کاٹ کر فرائنگ پان میں تلنے لگی.... کچھ انڈے بھی توڑے.... کیتلی ہیٹر پر رکھ دی۔ اس وقت یہ سب کچھ کرتے ہوئے اُسے بے حد کھل رہا تھا... لیکن کیا کرتی۔ تنویر کی حالت ابتر تھی... وہ سچ مچ اس وقت رحم کا مستحق تھا۔ ناشتے کے بعد تنویر پر غنودگی سی طاری ہونے لگی.... اور وہ کرسی پر ہی بیٹھے بیٹھے گہری نیند سو گیا۔

جولیا اٹھی اور تیزی سے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تنویر کے لئے کھانے کی میز پر ایک تحریر چھوڑ کر باہر نکل آئی! اور مکان کو مقفل کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار ظفر کی قیام گاہ کی طرف جا رہی تھی۔

ظفر کی صبح کچھ زیادہ خوشگوار نہیں تھی۔! پچھلی رات سونا نصیب نہیں ہوا تھا.... بہت سویرے اٹھنے کی عادت تھی.... لہٰذا بستر چھوڑ ہی دینا پڑا۔

بدن ٹوٹ رہا تھا اور لمبی لمبی جمائیاں آ رہی تھیں.... وہ سوچ رہا تھا کہ دن کیسے گزرے گا.... دن میں تو نیند آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا.... کیونکہ اپنے ہوش میں تو کبھی دن میں سونے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ناشتے کے بعد وہ باغیچے میں کیاریوں کی درستگی کرنے لگا... کچھ تو چاہئے وقت گزارنے کے لئے....!

پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جولیا کی گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور وہ خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ لیکن جولیا کے چہرے پر تازگی نہ دیکھ کر دل دھڑکنے لگا.... اُسے یاد آ گیا کہ اس نے اس سے عمران کے سلسلے میں بہت سی غلط بیانیاں کی تھیں ہو سکتا ہے عمران سے تذکرہ آیا ہو اور

اس نے اپنی عادت کے مطابق کچھ اُلٹی سیدھی سنائی ہوں۔

وہ مجرموں کی طرح دم سادھے کھڑا رہا حتیٰ کہ جولیا خود چل کر اس کے قریب آئی....!

"صبح بخیر ماموزیل....!" اس نے تھکی تھکی سی آواز میں اسے خوش آمدید کہا۔

"ہم ایک بڑی پریشانی سے دوچار ہیں ظفر....!" جولیا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"کہئے.... ماموزیل.... میرے لائق کوئی خدمت!"

"وقت زیادہ نہیں ہے.... ہو سکتا ہے.... ہمیں پہاڑوں اور دشوار گزار راستوں پر بھی چلنا پڑے۔ اس لئے جو کچھ ضروری سمجھو اپنے ساتھ لے لو مکان فی الحال مقفل کر دو۔!"

"کیا موسیو عمران کا حکم ہے ماموزیل۔!"

"نہیں ایک وقتی ضرورت کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے!"

"کون کر رہا ہے؟"

"میں کر رہی ہوں!"

"لیکن ماموزیل.... موسیو عمران کا حکم اس کے خلاف ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر میں اس عمارت کی حدود سے باہر قدم نہیں نکال سکتا۔"

"لیکن خود عمران کی زندگی خطرے میں ہے.... وہ سب پھنس گئے ہیں تنویر وقتی طور پر مفلوج ہو گیا ہے.... تم جلدی کرو.... راستے میں سب کچھ بتا دوں گی۔!"

"موسیو عمران کی زندگی خطرے میں ہے.... تب تو مجھے سوچنا پڑے گا۔"

"سوچنے کا وقت نہیں ہے ظفر.... جلدی کرو....!"

"اچھی بات ہے.... ماموزیل....!" ظفر نے طویل سانس لی۔

کچھ دیر بعد جولیا کی گاڑی پھر ظفر کے مکان کی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی لیکن اُسے ظفر ڈرائیو کر رہا تھا.... جولیا اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔

"ماموزیل کچھ تو بتایئے.... میں سخت الجھن میں ہوں۔" ظفر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تم میوری کے توسط سے عمران تک پہنچے ہو! کیا عمران نے اپنی موجودہ مصروفیات کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتایا....!"

"شاید کسی حد تک میں واقف ہوں.... کوئی عورت اغوا کر لی گئی تھی.... جہاں رکھا تھا

اس جگہ کا نام شوگر بینک تھا شاید.... پھر وہ انہیں سردار گڈھ پہنچا گئی تھی۔ لیکن وہ شوگر بینک کے راستے سے لاعلم رہے تھے۔ لہٰذا اب پھر انہیں اس کی تلاش ہے میوری شاید اس سلسلے میں ان کی مدد کرنا چاہتا ہے“۔

”وہ مر چکا ہے۔!“

”نہیں....!“ ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں....! کسی نے اسے زہر دے دیا۔“ جولیا بولی اور اس کہانی سے جس حد تک واقف تھی ظفر کو بھی آگاہ کرتی ہوئی بولی۔ ”تنویر بالکل بے بس ہو رہا ہے.... میری سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں؟“

”یہ تھریسیا کیا بلا ہے!“

”ٹی... تھری... بی... تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا۔ کیا تم نے یہ نام یورپ میں نہیں سُنا۔“

ظفر ہنس پڑا.... پھر بولا۔ ”آپ لوگوں کو وہم ہوا ہے شاید! ارے ٹی تھری.... بی کو تو بس ایک اساطیری کردار سمجھئے۔ خانہ بدوشوں کے ایک قبیلے میں کئی سو سال پہلے سے یہ روائتی نام چلا آرہا ہے.... ہر سردار الفانسے کہلاتا ہے اور سردار کی بیوی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کہلاتی ہے۔ یہ پورا قبیلہ ٹھگوں اور رہزنوں پر مشتمل ہے۔!“

”تم نہیں سمجھ سکتے۔ عام آدمی تو تصور بھی نہیں کر سکتا ان معاملات کا.... تھریسیا انتہائی ذہین اور ترقی یافتہ لوگوں پر حکومت کرتی ہے۔!“

”ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔!“ ظفر اس طرح بولا جیسے اس کا دل رکھنے کے لئے اس بات کی تردید نہ کرنا چاہتا ہو۔!

بہر حال جولیا طویل سانس لے کر بولی۔ ”تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو؟“

”موسیو عمران کے لئے میں اپنی جان تک دے سکتا ہوں.... میرے محسن ہیں۔!“

”تو پھر میرا ساتھ دو.... میں اس کی تلاش میں جاؤں گی!“

”میں آپ کے ساتھ ہوں مامو زیل۔“

جولیا کی ہدایت پر اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ جولیا جلد سے جلد گھر پہنچ کر کوئی ٹھوس پلان بنانا چاہتی تھی!

عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی دل بلیوں اُچھلنے لگا کیونکہ وہاں وہی جیپ کھڑی نظر آئی جس میں عمران اور اس کے ساتھی اس مہم پر روانہ ہوئے تھے۔ جیپ کے پاس ایک فوجی افسر کھڑا تھا۔

”آپ۔!“ وہ جولیا کی طرف بڑھتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔ ”مس جولیانا فٹنر واٹر ہیں۔!“

”مسٹر عمران نے آپ کو ساتھیوں سمیت طلب کیا ہے! وہ زخمی ہو گئے ہیں دوسری طرف کے اسمگلرز سے مڈ بھیڑ ہو گئی تھی۔!“

”آپ کون ہیں۔؟“

”مجھے توصیف کہتے ہیں! میجر توصیف.... سرحدی محافظوں میں سے ایک.... مسٹر عمران اور ان کے ساتھی ہماری چوکی پر ہیں۔!“

”خدا کا شکر ہے.... ہم چلیں گے.... کیا وہ بہت زخمی ہے؟“

”نہیں معمولی ساز خم ہے۔ البتہ ان کے دو ساتھیوں کی حالت نا قابلِ اطمینان ہے۔!“

جولیا قفل کھول کر اندر آئی۔ تنویر اب بھی اسی طرح کرسی پر بیٹھا گہری نیند کے مزے لے رہا تھا...! ظفر نے اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آثار اچھے نہیں ہیں مجھے تو یہ بھی بے ہوشی ہی معلوم ہوتا ہے....!“

میجر توصیف کو وہ ڈرائنگ روم میں بٹھا آئے تھے....!

تنویر کو جگانے کی کوشش کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ اسی طرح جاگا تھا جیسے اس کے کانوں کے قریب زبردست قسم کا دھماکہ ہوا ہو! جولیا نے جلدی جلدی اسے عمران کا پیغام سناتے ہوئے کہا۔ ”ہمیں فوراً چلنا ہے!“

”میں تیار ہوں....!“ تنویر کا لہجہ بے حد پُر خلوص تھا!

سفر بڑی تیز رفتاری سے طے ہوا تھا! میجر توصیف خود ہی جیپ کو ڈرائیو کر رہا تھا اور اس جگہ تک لایا تھا جہاں سے انہیں سفر کا بقیہ حصہ پیدل طے کرنا تھا۔

وہ اس وقت ایک اونچی جگہ پر کھڑے تھے۔ میجر توصیف نے نشیب میں اشارہ کر کے کہا۔

"وہ دیکھئے.... وہ رہی ہماری چوکی.... اس جھونپڑے میں چلے جایئے گا جس پر جھنڈا لہرا رہا ہے۔ آپ کے آدمی وہیں ہیں۔"

"آپ نہیں چلیں گے ساتھ!" جولیا نے پوچھا۔

"کوئی ضرورت نہیں.... اگر کوئی ٹوکے تو میجر توصیف کا نام لے لیجئے گا!" مجھے قریب کی دوسری چوکی کا معائنہ کرنا ہے.... اچھا خدا حافظ....!"

وہ اسی جیپ پر واپس چلا گیا۔

"موسیو ادھر آیئے... میرے سہارے نیچے اتریئے! ظفر نے اپنا بازو پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تھینکس مائی بوائے....!" تنویر بے حد خوش اخلاق ہو رہا تھا۔ اس وقت.... اس کے لہجے میں ظفر کے لئے شفقت پدری قسم کی کوئی چیز تھی۔! وہ آہستہ آہستہ نشیب میں اترنے لگے.... کبھی کبھی جولیا بھی تنویر کو سہارا دیتی تنویر کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ کسی قدر مسطح زمین پر پہنچ گئے! جھونپڑوں کا فاصلہ یہاں سے زیادہ نہیں تھا۔

جولیا جلد از جلد اس جھونپڑے میں پہنچ جانا چاہتی تھی جس پر جھنڈا لہرا رہا تھا۔

لیکن جھنڈے پر قریب سے نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک گئی! یہ اپنے ملک کا جھنڈا تو نہیں تھا....!

بہر حال وہ آگے بڑھے... دفعتاً اسی جھونپڑے سے ایک مسلح آدمی برآمد ہو کر ان کی طرف جھپٹا اور قریب پہنچ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اس طرح رک گیا جیسے اس کا یہ فعل میکانکی رہا ہو!

وہ بھی رُک گئے تھے اور مسلح محافظ کو گھورے جا رہے تھے! وہ پڑوسی ہی ملک کا کوئی باشندہ تھا۔

دفعتاً جولیا نے مڑ کر تنویر سے کہا۔ "لیکن ارے یہ ہم کہاں آ گئے.... یہ تو.... یہ تو....!"

آنے والے نے خشک لہجے میں کہا۔ "لیکن جناب نے زحمت کیوں فرمائی۔"

"میرے، خدا....!" جولیا اچھل پڑی۔

یہ مسلح محافظ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"عمران۔!" وہ ہذیانی انداز میں چیخ کر اس کی طرف جھپٹی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔!" وہ دانت پیس کر بولا۔

یک بیک جولیا جھنجھلا گئی۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں.... ہمیں میجر توصیف لایا ہے!"

"میجر توصیف.... کون میجر توصیف؟"

"کیا تم زخمی نہیں ہو؟"

"فضول باتیں نہ کرو.... میں نے پوچھا تھا کون میجر توصیف؟"

"میں نہیں جانتی! وہ تمہاری جیپ لے کر وہاں پہنچا تھا اور ہمیں یہاں لے آیا.... اس نے کہا تھا کہ اسمگلروں کی لڑائی میں تم زخمی ہو گئے ہو اور دو ساتھیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے!"

"کیا وہ میری جیپ تھی؟"

"ہاں تمہاری۔!"

"تب تو.... تب تو سب کچھ چوپٹ ہو گیا۔ ہم گھیر لئے گئے ہیں۔!"

"کیا مطلب؟"

"اب وقت ضائع نہ کرو۔!" دفعتاً تنویر بولا۔ "وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔"

"کیا ہوا.... کیسا خدشہ؟" عمران نے اُس پر گھورتی ہوئی سی نظر ڈالی۔

"تم نہیں جانتے.... یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے!"

"اندر چلو....!" عمران نے اُسے جھونپڑے کی طرف دھکا دیا اور ظفر کو گھورنے لگا۔

"میں بے قصور ہوں۔ مجھ سے ماموزیل نے درخواست کی تھی کہ میں ان کا ساتھ دوں۔!"

"آپ سے تو میں سمجھوں گا.... اندر تشریف لے چلئے۔"

ظفر بڑے مودبانہ انداز میں جھونپڑے کی طرف مڑ گیا!

"پچھلی رات تنویر.... تھریسیا کے ہتھے چڑھ گیا تھا!" جولیا نے کہا۔

"کیا....؟"

"تھریسیا اسے لے گئی تھی اپنے ساتھ اور ہم اِدھر اُدھر تلاش کرتے رہے تھے۔!"

"پوری بات بتاؤ۔!"

جولیا نے مختصراً تنویر کی کہانی دہرائی۔

"ہم پوری طرح جال میں پھنس گئے ہیں!" عمران بڑبڑایا۔ "میری جیپ ان کے قبضے میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے قیدی بھی چھڑا لئے....!"

"مجھے بتاؤ کیا بات ہے! کیا یہ سب جھوٹ تھا اور میجر توصیف!"

"وہ فراڈ تھا.... تم بھی اندر جاؤ.... میں ان چاروں کی خبر لوں۔!"

جولیا مزید کچھ کہے بغیر جھونپڑے میں چلی گئی۔

اور عمران ان پوائنٹس کی طرف جھپٹا جہاں اپنے چاروں ماتحتوں کو چھپایا تھا۔ پہلے ہی پوائنٹ پر ناکامی ہوئی۔ چوہان وہاں نہیں تھا۔ دوسرے پر خاور بھی نہ ملا۔ اسی طرح صدیقی اور نعمانی کا بھی پتہ نہ چلا کہ زمین نگل گئی تھی یا فضا میں تحلیل ہو گئے تھے!

ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہوئے عمران کو محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی آس پاس کی چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس کی نگرانی کر رہا ہو۔ اپنے شبہے کو مزید تقویت دینے کے لئے اس نے ایسی حرکتیں شروع کیں کہ تعاقب کرنے والے کو دیکھ سکے۔

ایک جگہ پوری طرح یقین ہو گیا کہ کوئی اس کی تاک میں ہے! گویا ایک ایک کر کے ان سبھوں کو غائب کر دینے کی اسکیم تھی۔ عمران پر حملہ کر دینے کا موقع ابھی تک نہیں ملا تھا۔ اس لئے اس کی نگرانی جاری تھی۔

ایک جگہ اسے پھر اس آدمی کی جھلک دکھائی دی! وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے دوسرے کی اوٹ میں چلا گیا تھا۔ اس بار عمران آگے جانے کی بجائے اس پتھر پر چڑھنے لگا.... بالکل چھپکلیوں کے سے انداز میں پتھر سے چپکا ہوا اوپر کی طرف کھسکتا جا رہا تھا۔ اوپر پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ تعاقب کرنے والا نیچے اب بھی اسی پتھر کی اوٹ میں دبکا ہوا تھا۔

دفعتاً عمران نے اوپر سے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ بیٹھا۔ اس کا ایک ہاتھ تعاقب کرنے والے کے منہ پر سختی سے جم گیا تھا تاکہ وہ شور نہ مچا سکے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

چھوٹ نکلنے کے لئے کی جانے والی جدوجہد عمران کو ناکام بنا دیتی اگر اس نے حریف کو ٹانگوں میں نہ جکڑ لیا ہوتا۔ آہستہ آہستہ مقابل کا جوش و خروش کم ہوتا گیا.... پھر سانس تک رک گئی۔

ذرا ہی سی دیر میں وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ پھر عمران نے بڑی تیزی سے اس کی جامہ تلاشی لے ڈالی۔ اس کے پاس سے کچھ نہ نکلا سوائے الیکٹروگس کے۔

مرنے والا سفید فام غیر ملکی تھا.... عمران نے اس کی لاش پتھروں کے ایک ڈھیر میں اس طرح چھپا دی کہ خاص طور پر تلاش کئے جانے ہی پر کسی کو دستیاب ہو سکتی!

اب وہ بہت زیادہ احتیاط سے کام لے رہا تھا.... کسی معاملے کا ایک نکتہ بھی زیرِ غور لائے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ بہت بڑی چوٹ ہوئی تھی۔ تنویر کی غفلت کی بناء پر۔

الیکٹروگس کو جیب میں ڈال کر وہ پھر جھونپڑیوں کی طرف چل پڑا اور پھر جب وہ جھونپڑے میں داخل ہوا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی کا گلا گھونٹ کر آیا ہے....!

تنویر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے اسٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر، جولیا اور ظفر اس کے گرد اس طرح کھڑے تھے جیسے کچھ دیر پہلے اسے دلاسا دیتے رہے ہوں۔

"تھیلما کو یہاں لاؤ....!" اس نے صفدر سے کہا۔ اور صفدر باہر چلا گیا۔

جولیا کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو۔ لیکن عمران اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

کچھ دیر بعد صفدر تھیلما کو وہاں لایا.... اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے!

"اب اس سوانگ کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے ہاتھ کھول دو....!" عمران بولا۔

"کیوں.... کیا ہوا؟" تھیلما نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں.... اسکیم بدل گئی ہے!"

پھر صفدر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے جھونپڑے سے باہر آ گیا۔

"ان لوگوں کی کہانی تو تم سن ہی چکے ہوں گے!" اس نے کہا۔

"جی ہاں.... اب ہمیں چوہان وغیرہ کو بھی یہیں بلا لینا چاہئے۔"

"بہت دیر ہو گئی!"

"کیا مطلب؟" صفدر چونک پڑا۔

"وہ اپنی جگہوں پر موجود نہیں ہیں۔"

"وہ.... اوہ....!"

"وہ لوگ اپنے قیدی بھی چھڑا لے گئے ورنہ ہماری جیپ ان کے ہاتھ کیسے لگتی۔ تقریباً پوری طرح باخبر تھی! خیر ختم کرو.... تنویر بہت شرمندہ ہے اس کی دلجوئی کرو.... اور خود پر ہراس نہ طاری ہونے دو.... تم اندر جاؤ اور ظفر کو میرے پاس بھیج دو!"

"چوہان.... وغیرہ....!"

"وہ بچے نہیں ہیں.... بس جاؤ!"

صفدر چپ چاپ چلا گیا۔ عمران باہر ہی کھڑا رہا۔ ظفر مردہ سی چال چلتا اس کے پاس آیا تھا۔

"کیوں؟ تم کیوں یتیم یتیم سے نظر آ رہے ہو؟"

"جب باپ خفا ہو جائے تو سعادت مند بچے یتیم یتیم ہی سے لگنے لگتے ہیں موسیو!"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی غلطی سے آگاہ ہو جاؤ.... میں نے تم سے کہا تھا کہ میری عدم موجودگی میں ہمیشہ میرے میک اَپ میں رہا کرو لیکن تم اس پر کاربند نہیں رہے۔"

"میں مجبور تھا موسیو.... جولیا کو شبہ ہو گیا تھا کہ میں عمران نہیں ہوں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کے جاتے ہی وہ آدھمکے گی ورنہ اس سے پہلے ہی میں اپنی اصل شکل میں آ جاتا۔!"

"بہر حال اب کھیل بگڑ چکا ہے وہ لوگ ہمیں گھیر چکے ہیں۔ میرے چار ساتھی لاپتہ ہو گئے۔"

"لاپتہ ہو گئے؟"

"ہاں.... میں نے انہیں چار مختلف مقامات پر چھپا دیا تھا۔ وہ وہاں نہیں ملے۔!"

"یہ تو بہت برا ہوا موسیو!"

"خیر فکر نہ کرو.... دیکھا جائے گا.... خوش رہنے کی کوشش کرو۔"

"ہاں.... یہ ایک ہی کے امتحان کا وقت ہے۔"

"ہم باری باری سے پہرہ دیں گے.... میں ابتدا کر رہا ہوں۔ تم اندر جاؤ۔" عمران نے کہا اور ظفر بے چون و چرا جھونپڑے کی طرف مڑ گیا۔

"تو تم مستقل طور پر ان لوگوں کے ساتھ ہو!" تھیلما نے ظفر سے پوچھا۔

"ہاں ہوں تو.... لیکن تمہیں یہاں دیکھ کر متحیر بھی ہوں!"

"متحیر کیوں ہو؟"

"کیونکہ تم عہد سے پھر گئی تھیں۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا تھا.... پھر میوری کے پاس لے جا کر پھنسایا تھا۔"

"میں مجبور تھی! میوری مر چکا ہے۔ میں آزاد ہوں.... مزید پانچ سال کے لئے بونڈ بھرا

تھا.... میں اس مدت میں اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی۔!"

"خیر چھوڑو.... مجھے ماضی سے کوئی دلچسپی نہیں!"

"اب یہاں کے کیا حالات ہیں.... عمران نے میرے ہاتھ کیوں کھلوا دیئے؟"

"مجھے تو اس کا بھی علم نہیں کہ بندھوائے کیوں تھے؟"

تھیلما اُسے بتانے لگی.... لیکن خود ظفر نے اسے نہیں بتایا، کہ حالات نے کس طرح پلٹا کھایا ہے.... وہ پوچھتی رہی اور ظفر اس سے لاعلمی ظاہر کرتا رہا۔

ان لوگوں پر عجیب سی افسردگی طاری تھی! تنویر برسوں کا بیمار معلوم ہوتا تھا۔

صفدر نے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا کہ چوہان وغیرہ غائب ہو چکے ہیں۔ کچھ دیر بعد عمران واپس آ گیا اور اس نے صفدر سے کہا کہ اب وہ پہرے پر جائے۔

جولیا عمران کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے لئے کیا کروں۔"

قبل اس کے عمران کچھ کہتا ظفر نے مینڈولین پر ایک نغمہ چھیڑ دیا۔

"تم سب پاگل ہو گئے ہو۔" تنویر بڑبڑایا۔

تھیلما جولیا کو عجیب سی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی! جھونپڑے میں مینڈولین کا نغمہ گونج رہا تھا۔

دفعتاً ایک عجیب سی آواز گونج اٹھی.... ظفر کے ہاتھ سے مینڈولین گر گیا تھا.... آواز عجیب بھی تھی اور دہشت ناک بھی... ایسا لگا تھا جیسے زیر زمین دھماکے نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہو۔

عمران تک وحشت زدہ ہو کر ایک ایک کا منہ تکنے لگا تھا۔

پھر وادی کسی انسانی آواز سے گونجی۔!

"تم شوگر بینک پہنچنا چاہتے تھے.... تمہاری خواہش پوری کی جا رہی ہے.... باہر نکل آؤ۔!"

آواز کسی عورت کی تھی۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے یہ آواز چاروں سمت سے آئی ہو۔ زمین سے پھوٹی ہو اور آسمان سے برسی ہو.... ان سب کا وجود بھی جیسے اسی آواز کا ایک جزو بن کر رہ گیا ہو!

پھر سناٹا چھا گیا.... بڑی دیر تک وہ کچھ نہ بول سکے! دفعتاً عمران نے صفدر کو آواز دی.... وہ اندر آیا اس کے چہرے پر بھی وحشت زدگی کے آثار تھے!

"کچھ دیکھا تم نے....!" عمران نے اس سے پوچھا اور اس نے نفی میں سر ہلا دیا.... وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا دروازے ہی کی طرف متوجہ رہا۔

"یہ کس کی آواز تھی....؟" جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"تھریسیا کی۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

ظفر نے پھر مینڈولین پر مضراب لگائی

"ختم کرو....!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"نہیں.... ٹھیک ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اب تم مجھے کوئی اچھا سا نغمہ سناؤ۔!"

ظفر جھوم جھوم کر بجاتا رہا.... تھیلما، تنویر اور جولیا کو یہ حرکت گراں گزر رہی تھی اور صفدر اس سے قطعی بے تعلق نظر آرہا تھا۔

"کیا میں ڈیوٹی پر جاؤں۔!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں تم بھی سنو! ظفر بہت اچھا میوزیشن ہے!"

"تمہاری اسی دیوانگی پر تو مرتی ہوں!" تھیلما عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"نہیں تم مجھ پر زندہ رہنے کی کوشش کرو۔" عمران ظفر کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور جولیا کینہ توز نظروں سے تھیلما کو دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"یہ وقت ایسی باتوں کا تو نہیں۔"

"لیکن آدمی تختہ دار پر بھی اس سے باز نہیں آتا....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی.... اور ظفر نے مینڈولین پر ہاتھ روک کر کہا۔ "آپ کا فرمانا بجا ہے موسیو! میرا خیال ہے ماموزیل تھیلما بھی آپ سے محبت کرتی ہیں۔"

"جناب اگر اسی طرح خیال فرماتے رہے تو یہ خادم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جائے گا۔!"

اچانک پھر تھریسیا کی آواز آئی.... "میں نے کہا تھا کہ تم لوگ باہر آجاؤ۔!"

"تم خود ہی تکلیف کرو نا اندر آنے کی!" عمران نے چیخ کر کہا۔

لیکن اُسے اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ وہ سب خاموشی سے بیٹھے رہے دو تین منٹ بعد پھر آواز آئی۔

"تم نے سنا تھا.... میں کہہ رہی ہوں باہر آجاؤ۔"

عمران اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جولیا نے اُس کا بازو پکڑ لیا۔

آواز پھر آئی۔ "تمہیں شوگر بینک چلنا ہے! میں یہ آئے دن کا قصہ ہی ختم کر دینا چاہتی ہوں.... تم سب زبردستی زیرولینڈ کے شہری بنائے جا رہے ہو! تمہارے چاروں ساتھی اس وقت میرے قبضے میں ہیں۔ اور تم بھی اس گھاٹی سے نہیں نکل سکتے۔"

آواز کے اختتام پر ہوا کا ایک زبردست جھونکا دروازے سے در آیا اس میں تیز قسم کی کوئی ناگوار بو بھی شامل تھی۔ ان کے سر چکرا گئے۔

عمران نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن وہ بو اعصاب پر اس طرح حملہ آور ہوئی تھی کہ ایک پیش نہ گئی۔ دوسروں کے ساتھ ہی وہ خود بھی چکرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد یہ اندازہ کرنا کہ بے ہوشی کتنی دیر تک طاری رہی ہو گی.... مشکل ہوتا ہے اگر عمران کی کلائی پر آٹومیٹک کیلنڈر واچ موجود نہ ہوتی تو وہ فوری طور پر نہ معلوم کر سکتا کہ اسے پورے چوبیس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے۔!

وہ ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ بوکھلا کر اٹھ گیا اور جسم پر اپنا لباس نہ پا کر اور زیادہ بوکھلا گیا!

وہ اس فوجی وردی کے بجائے ریشمی سلیپنگ سوٹ میں تھا۔ ایک ٹھنڈی آہ اس کے سینے سے آزاد ہوئی۔

اپنے اسلحہ کے ساتھ الیکٹروگس بھی گیا۔ الیکٹروگس حاصل کیا تھا اور مطمئن ہو گیا تھا کہ اگر ان لوگوں سے دوبارہ مڈبھیڑ ہوئی تو وہ کام آئے گا۔

کاش وہ تھریسیا کی آواز پر اپنے ساتھیوں کو جھونپڑے سے باہر نکال لاتا.... ممکن تھا کہ اس صورت میں اس بے دست و پائی سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔! وہ تن بہ تقدیر ہو کر دوبارہ لیٹ گیا! کمرہ ایئر کنڈیشنڈ تھا اور اس میں آسائش کی ہر چیز موجود تھی....!

وہ تھریسیا کی دھمکی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس نے کہا تھا کہ اب انہیں زبردستی زیرولینڈ کا شہری یا دوسرے لفظوں میں قیدی بنایا جائے گا تاکہ یہ روز روز کا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

عمران نے پھر ایک طویل سانس لی اور دوبارہ اٹھ بیٹھا۔ بائیں جانب اسٹول پر ایک فون رکھا نظر آیا.... اس میں ڈائیل کی جگہ شیشے کی ایک چرخی لگی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے ایک پش بٹن تھا.... عمران نے محض دیکھنے کے لئے ریسیور اٹھا کر بٹن دبایا۔ شیشے کی چرخی تیزی سے گردش

کرنے لگی! اور اس پر ایک تصویر اُبھر آئی.... ایک لڑکی کی تصویر جس کے ہاتھ میں فون کا ریسیور تھا اور ماؤتھ پیس میں کچھ کہہ رہی تھی۔!

عمران نے ریسیور کان سے لگایا۔

غالباً وہی لڑکی "ہلو ہلو" کہہ رہی تھی۔

"میں ہوش میں آگیا ہوں...." عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بہت بہتر ہے جناب! ہولڈ آن کیجئے!" لڑکی کی آواز آئی اور چرخی پر اس کی تصویر دھندلی ہو کر غائب ہو گئی!" پھر اسی جگہ دوسری تصویر ابھری.... تھریسیا کی تصویر جو بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔

"بالآخر.... تمہیں ہوش آگیا"۔ تھریسیا کی آواز آئی۔

"کیا پھر بے ہوش ہو جاؤں؟" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "تمہیں اگر میری ہوش مندی ناگوار خاطر ہو تو اب کے میں خود ہی کوشش کروں!"

"عمران سنجیدگی اختیار کرو.... میں آخری بار تم سے کہتی ہوں کہ میرے ہو جاؤ۔!"

"پانچ سو پچھتر عورتیں مجھ سے یہی کہتی ہیں اور میں سخت قسم کی کشمکش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔"

"کیسی کش مکش؟"

"ان میں سے کسی کا بھی دل نہیں توڑنا چاہتا.... تم ایسا کرو کہ ایک سوئمبر رچاؤ۔ میرے لئے یا پھر میرے سات سوال ہیں.... جو عورت یہ پرچہ حل کر دے گی، اسی کا ہو جاؤں گا۔!"

"عمران۔!"

"سوال نمبر ایک.... دھونس جما کر زبردستی عشق کرنے والی عورت کو لاطینی زبان میں کیا کہتے ہیں۔؟"

"سوال نمبر دو.... بچے کم خوش حال گھرانا کس نبی کا قول ہے؟"

"سوال نمبر تین.... اگر دس بچوں کا باپ دوسری شادی کرنا چاہے تو تیسری کے امکانات کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں؟"

"عمران....!" تھریسیا کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نظر آئے!

"سوال نمبر چار.... خدا نے عورت کیوں پیدا کی.... مرد ہی میں کوئی ایسا سسٹم کیوں نہیں

رکھ دیا کہ اسے کسی سے عشق نہ کرنا پڑتا۔"

"سوال نمبر پانچ....!"

"عمران اگر تم نے بکواس بند نہ کی تو....!"

"ارے واہ.... ابھی سے.... میں سچ کہتا ہوں.... اگر کسی عورت نے ساتوں سوال حل کر دیئے تو بلا شرکت غیرے میری مالک بن جائے گی۔!"

اچھی بات ہے تو اب زندگی بھر ٹوکریاں ڈھونے کے لئے تیار ہو جاؤ.... تمہارے ساتھی مزدوری پر لگا دیئے گئے ہیں!"

"تو مجھے بھی چلتا کرو جلدی سے.... بیکار پڑے پڑے اعضاء شکنی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔" تھریسیا نے قہر آلود لہجے میں کہا اور اس کی تصویر چرخی پر سے غائب ہو گئی۔

عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا.... دبا ہوا بٹن پھر نکل آیا.... اور چرخی رک گئی۔

پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بھاری بھرکم آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا۔ عمران اُسے پہلی ہی نظر میں پہچان گیا.... یہ گالویدا تھا اور اسے کسی شکاری کتے کی سی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

"اٹھو....!" وہ چابک پھٹکار کر دھاڑا۔

"اٹھ گیا....!" عمران نے بستر چھوڑتے ہوئے کہا۔

"باہر چلو۔!"

عمران جوتا پہننے لگا۔

"نہیں.... ننگے پیر چلو....!"

"ممی یا ڈیڈی نے اس حال میں دیکھ لیا تو اپنی تربیت پر آٹھ آٹھ آنسو روئیں گے....!" عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

گالویدا اسے راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ اس نے کہا "اگر مادام کو منظور ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا!"

"بہت بہت شکریہ مادام کا....!" عمران نے کہا اور دروازے سے نکل گیا۔!

اب وہ ایک بہت بڑے ہال میں تھا۔ یہاں متعدد آدمی مختلف قسم کی مشینوں پر جھکے ہوئے

اس طرح اپنے کام میں مستغرق تھے کہ انہوں نے سر اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

"چلتے رہو.....!" گالویدا عقب سے غرایا۔

عمران کا اندازہ تھا کہ ہال کے اِدھر ادھر بھی کمرے ہوں گے۔ ہال سے گزر کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ اس راہداری کی طوالت کم از کم ایک فرلانگ ضرور رہی ہو گی۔ اس میں دونوں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دروازے تھے۔

راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جس سے گزر کر وہ ایسی جگہ پہنچے جس کی تعمیر میں آدمی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ایک قدرتی غار کا دہانہ معلوم ہوتا تھا جس پر باہر سے ایک جھکی ہوئی چٹان سایہ کیے تھی! غار کے دہانے پر نکل کر وہ کھلے میں آگئے! چمکیلی دھوپ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی! چاروں طرف نظر آنے والے پہاڑ سبزے سے ڈھکے ہوئے نظر آئے۔

اس وادی میں بے شمار آدمی مزدوری کرتے دکھائی دیئے۔ چٹانیں توڑی جا رہی تھیں اور پتھروں کے مختلف سائز کے ٹکڑے کاٹے جا رہے تھے! اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا تھا۔

"میرے ساتھی کہاں ہیں؟" عمران نے گالویدا سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا.....!" گالویدا نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"مجھے کیا کرنا پڑے گا؟"

گالویدا نے ایک ٹوکری اس کے حوالے کر کے کہا: "روڑیوں کے اس ڈھیر کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے!"

یہ ایک بہت بڑا ڈھیر تھا جس کے پیچھے سے پتھر توڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لیکن توڑنے والے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

کئی عورتیں ہتھوڑوں سے پتھر توڑتی نظر آئیں۔ جن میں جولیا اور تھیلما بھی تھیں۔

دونوں ہی عمران کو دیکھ کر اس کی طرف جھپٹیں۔

"یہ ہم کہاں پہنچ گئے۔!" دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

"ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا..... محبت میں پتھر توڑتی جاؤ..... تم دونوں۔!"

"اور لوگ کہاں ہیں!" جولیا نے پوچھا۔

"کچھ پتہ نہیں..... اپنا کام کرو..!" عمران نے کہا اور جھک کر ٹوکری میں روڑیاں بھرنے لگا۔

اسی طرح شام ہو گئی! اور کام روک دیا گیا۔ ایک طویل قامت بدیسی عورت ہاتھ میں چمڑے کا چابک لئے ہوئے آئی اور ساری عورتوں کو ایک طرف ہانک لے گئی!۔

گالویدا عمران کے قریب کھڑا تھا۔

وہ اس کو اسی غار کے دہانے کی طرف لے چلا جہاں سے لایا تھا۔

دہانے سے وہ راہداری میں داخل ہوئے اور تھوڑی ہی دور چل کر ایک جانب کے دروازے پر گالویدا رک گیا۔ عمران کو بھی رُک جانا پڑا۔ گالویدا نے دروازہ کھول کر عمران سے اندر جانے کو کہا۔

"لیکن میں تو وہاں تھا.....!" عمران بولا۔

"اب یہاں رہو گے.....!" گالویدا غرایا۔

عمران اندر چلا گیا..... اور دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ لیکن یہاں تعیش کا وہ سامان نظر نہ آیا، جو اس سے پہلے والے کمرے میں تھا..... یہاں ایک طرف فرش پر ایک کمبل پڑا ہوا تھا..... اور چھوٹی سی تپائی پر پانی کا گلاس اور جگ رکھے ہوئے تھے۔

دیوار پر ایک جگہ واش بیسن لگا ہوا تھا..... اور بس..... بائیں جانب کی دیوار پر ایک کھڑکی بھی نظر آئی جو بند تھی..... قریب پہنچ کر عمران نے اس کا بولٹ گرایا اور وہ کھل گئی! چوکھٹ سلاخوں دار تھی۔! دوسری طرف کے کمرے میں کوئی سر جھکائے فرش پر بیٹھا تھا.....! کھڑکی کھلنے کی آواز پر اس طرف متوجہ ہو گیا۔

"اوہ..... ولیم ہاپکنز.....!" عمران کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"کون ہے..... بھائی.....!" ہاپکنز نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کے لہجے میں بلا کا درد تھا۔ خاکساری تھی!۔

"میں اِدھر کھڑکی پر ہوں۔!"

ہاپکنز اٹھ کر ٹٹولتا ہوا کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"ہاں..... اِدھر..... اُدھر ٹھیک..... آواز کی سمت چلے آؤ..... بس ٹھیک!"

"تم کون ہو۔؟" وہ قریب آ کر بولا۔

"ایک قیدی....!" عمران نے جواب دیا...."اب وہ پاگل ہو گئی ہے۔!"

"ہاں.... سچ مچ وہ پاگل ہو گئی ہے.... سب کو تباہ کرائے گی۔ تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔"

"گوڈڈین....!" عمران بولا۔ "میں نے تمہیں ہمیشہ دور سے دیکھا ہے تم مجھ سے واقف نہیں ہو۔ میں برازیل میں تھا۔"

"کس خطا پر پکڑے گئے ہو۔!"

"ایک مسئلے پر مشورہ دیا تھا.... لیکن وہ تو الفانسے کی موت کے بعد سے پوری پوری ڈکٹیٹر بن گئی ہے!"

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں....!" ہاپکنز آہستہ سے بولا۔ اُسے تحریک سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ وہ ساری دنیا پر اپنے ذاتی اقتدار کے خواب دیکھ رہی ہے۔"

"یہ بڑی عجیب بات ہے!"

"اور سنو....!" اس نے مجھے نیچا دکھانے کے لئے الفانسے کے قاتل سے ساز باز کی.... اگر اس قاتل کی مکاری مجھے اندھا نہ کر دیتی تو بتاتا ان دونوں کو....!"

"واقعی پاگل ہو گئی ہے.... کتیا.... تم کب سے یہاں ہو؟"

"زیادہ دن نہیں ہوئے.... وہ بڑی اذیت پسند ہے۔ میری بے بسی پر قہقہے لگانے کے لئے اُس نے مجھے زندہ رکھا۔ لیکن میں۔ لیکن میں....!"

وہ خاموش ہو کر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملنے لگا....!

"کیا بات ہے.... مجھے بتاؤ.... جی ہلکا ہوتا ہے اس سے!" عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی نہیں.... کچھ نہیں.... تم سے کیا کام لیا جا رہا ہے؟"

"آج سارا دن روڑیاں ڈھوتا رہا۔!"

"مجھے دیکھو میں اپنی بینائی کھو چکا ہوں.... لیکن وہ مجھ سے جسمانی مشقت لیتی ہے.... جب ٹھوکریں کھا کھا کر گرتا ہوں تو قہقہے لگاتی ہے۔!"

"تم نے اپنی بینائی کیسے کھوئی تھی؟"

ہاپکنز اپنی کہانی سنانے لگا کہ کس طرح وہ عمران کے ساتھ آئی تھی اور اس نے اپنی چالاکی سے اسے اندھا کر دیا تھا۔

"بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔

"پھر کیا ہوا....؟"

"میں نہیں جانتا کہ پھر خود اس احمق کا کیا حشر ہوا.... تھریسیا نے اپنا کام نکال لینے کے بعد اُسے بھی زندہ نہ چھوڑا ہو گا۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا کیا حشر ہو گا....!"

"گوڈڈین.... صبر سے کام لو.... میں بھی بہت زیادہ گرم دماغ کا آدمی تھا.... لیکن بصارت کے ساتھ ہی وہ گرمی بھی جاتی رہی ہے.... دماغ ٹھنڈا رکھو.... آخر وہ تم سے کیا چاہتی ہے۔"

"یہی کہ میں اس کے دماغ سے سوچوں.... لیکن یہ کیونکر ممکن ہے!"

"اس کے دماغ سے سوچنے کی اداکاری تو کر ہی سکتے ہو۔! یہی کرتے رہو تاوقتیکہ اُس پر قابو نہ پالو....!"

"تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہوں۔ حتیٰ کہ میرا پنجہ اس کی گردن تک پہنچ جائے۔!"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا....!" ولیم ہاپکنز نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھی بات ہے۔!" میں دیکھوں گا کہ اب کیا کر سکتا ہوں!"

ولیم ہاپکنز پھر اسی طرف مڑ گیا.... جدھر سے اٹھ کر آیا تھا اور عمران نے کھڑکی بند کر لی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اُسے ولیم ہاپکنز کے قریب رکھے جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے.... کیا سارے کمروں کے درمیان ایسی ہی کھڑکیاں ہوں گی....!"

لیکن ہاپکنز کے کمرے کی دوسری طرف کی دیوار میں تو ایسی کوئی کھڑکی نہیں تھی۔! حالانکہ راہداری کی بناوٹ کے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ دونوں طرف کمروں کی قطاریں ہوں گی۔

کیا تھریسیا اس کے توسط سے ہاپکنز سے کوئی اہم بات اگلوانا چاہتی ہے۔!

یہ نیا سوال مستقل طور پر اس کے ذہن میں چبھتا رہا۔

ظفر بہت مگن تھا! خوشی اس بات کی تھی کہ اس سے اس کا مینڈولین نہیں چھینا گیا تھا۔

لیکن اسے دوسروں کے متعلق تشویش تھی کہ وہ کہاں گئے.... وہ خود ایک کارخانے میں لگایا گیا تھا جہاں شیشے کی نلکیاں ڈھالی جاتی تھیں۔

دن بھر وہ مشین پر کام کرتا اور سرِ شام مینڈولین سنبھال کر کسی سرسبز ٹیکرے پر جا بیٹھتا۔

لیکن تین دن گزر جانے کے بعد بھی وہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا تھا۔

عجیب لوگ تھے...! سر جھکائے ہوئے آتے دن بھر کام کرتے اور پہلے ہی کے انداز میں سر جھکائے ہوئے واپس چلے جاتے۔ ان میں لڑکیاں بھی تھیں.... لیکن اتنی خشک اور مؤدب جیسے خدا کی حضوری میں ان کی پیشی ہوئی ہو.... نہ ہنسنا نہ مسکرانا.... نہ کسی کی طرف متوجہ ہونا تھا جیسے وہ بھی کسی خاص قسم کی مشین میں ڈھالی گئی ہوں...!

مینڈولین بجاتے وقت وہ اس ٹیکرے پر تنہا ہوتا کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا اس کی طرف۔

تھک ہار کر وہ بھی اس غار کے دہانے کی طرف چل پڑا جس کے اندر دور تک دورویہ کمرے بنائے گئے تھے۔

عجیب بات تھی.... باہر چلنے پھرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن وہ کوئی عمارت کھلے میں نہیں بناتے تھے۔ زیرِ زمین تعمیرات کا سلسلہ برابر جاری تھا.... جس کارخانے میں ظفر کام کرتا تھا وہ بھی زمین دوز ہی تھا۔ ظفر کا اندازہ تھا کہ یہاں ایسے ہی متعدد کارخانے ہوں گے۔ کیونکہ جس قسم کی نلکیاں اس کے کارخانے میں ڈھالی جاتی تھیں اپنی اس حیثیت سے بیکار سی چیز تھیں.... انہیں یقینی طور پر کسی دوسرے پرزے سے جوڑا جاتا ہوگا۔

اس نے اس سلسلے میں بہت کچھ سوچا تھا.... لیکن زیادہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی.... بس کارخانے جاتا.... شام کو کچھ دیر اس ٹیکرے پر بیٹھ کر مینڈولین بجاتا اور پھر قیام گاہ کی طرف لوٹ جاتا۔

اس نے دوسرے کارخانوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی تھی...! جب وہ یہاں تک پہنچنے کے سلسلے میں پیش آنے والے واقعات پر نظر کرتا تو مزید کچھ اور جاننے کی خواہش دم توڑ دیتی.... کہیں انجانے میں قدم غلط نہ اٹھ جائے.... لہٰذا مناسب یہی ہے کہ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ کر کسی نئی تبدیلی کے منتظر رہنا....!

عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہی وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا اور جب دوبارہ آنکھ

کھلی تو خود کو اسی کمرے میں پایا تھا جس میں اب بھی اس کا قیام تھا...!

اور ایک آدمی نے تقریباً ڈھائی گھنٹے تک اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اس کو کس قسم کی خدمات انجام دینی ہیں۔ ظفر نے اس سے اپنے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تھا۔

"نہیں جناب!" اس نے بڑی شائستگی سے کہا تھا۔ "میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ نئے آنے والوں کو ٹریننگ دوں لہٰذا آپ اس قسم کے سوالات کر کے میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجئے...!"

ظفر خاموش ہو گیا تھا اور وہ خاموشی اب تک برقرار تھی....! لیکن ایسا بھی کیا.... اس نے سوچا آج اپنے کسی پڑوسی سے ضرور گفتگو کرے گا...!

ٹیکرے سے اتر کر سیدھا غار کے دہانے کی طرف آیا.... اور اس سے گزر کر اپنے کمرے میں پہنچا.... ہیٹر پر چائے بنائی.... اور سوچنے لگا کیوں نہ برابر والے پڑوسی کو بھی اس چائے میں شریک کرلے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ دونوں بازوؤں والے کمروں میں کون رہتا ہے۔ پھر بھی اس دروازے پر دستک دے ہی بیٹھا۔

دستک کے جواب میں دروازہ کھولنے والی ایک سفید فام لڑکی تھی۔ وہ دروازہ کھولے بت کی طرح کھڑی رہی۔ البتہ اس کی آنکھوں میں حیرت ضرور جھانک رہی تھی۔

بڑی خوب صورت لڑکی تھی.... عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی.... چہرے پر میک اپ نہ ہونے کے باوجود بھی وہ ظفر کو بہت اچھی لگی۔

"کیا آپ میرے ساتھ چائے پینا پسند کریں گی؟" ظفر نے پوچھا۔

"کیا چائے بھی کسی کے ساتھ پی جاتی ہے؟" لڑکی نے بہت ہی اکھڑ قسم کے لہجے میں سوال کیا۔

"کبھی کبھی ساتھ بھی پیتے ہیں!"

"میں نے تو آج تک نہیں دیکھا.... عقل میں آنے والی بات ہی نہیں" لڑکی کے لہجے کا اکھڑ پن بدستور قائم تھا۔

"کیوں.... عقل میں آنے والی بات کیوں نہیں....!" ظفر نے مسکرا کر پوچھا!

"یہ تم اس طرح منہ کیوں بنا رہے ہو؟"

"میں مسکرا رہا ہوں.... محترمہ منہ نہیں بنا رہا....!" ظفر نے کسی قدر جھینپ کر کہا۔

"اوہ.... تو یہی ہے مسکرانا....!" لڑکی بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "میں نے کہیں یہ لفظ سنا تھا۔"

"چائے کی کیا رہی؟"

"یہ ناممکن ہے.... فضول باتیں نہ کرو....!"

"کیوں ناممکن ہے!" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایک پیالی میں ہم کس طرح چائے پی سکیں گے۔ ایسا کرتے وقت ہمارے سر نہ ٹکرائیں گے۔ اور کسی بہت بڑے طشت میں چائے پینے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

ظفر ہنس پڑا.... اور وہ چونک کر پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ "یہ کس قسم کی آواز نکالی تم نے۔!"

"کمال کرتی ہیں آپ بھی.... ارے میں ہنسا تھا۔!"

"ہنسنا کہتے ہیں اس کو۔!" لڑکی حیرت زدہ ہو کر بولی۔ "شاید یہ لفظ بھی پہلے سن چکی ہوں۔!"

"کیا آپ مجھے احمق سمجھتی ہیں!" ظفر نے کسی قدر تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں....!" لڑکی بوکھلا گئی۔

"تو پھر ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟"

"تمہاری ہی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟" ظفر نے بے بسی سے کہا۔

"میں کیا بتا سکتی ہوں....!" لڑکی نے کہا اور پیچھے ہٹ کر دروازہ بند کر لیا۔

ظفر کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے اس کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود اس کے دُم نکل آئی ہو۔ اور اُسے ہر حال میں دوسروں سے چھپانا چاہیئے۔!

بڑی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف پلٹا اور اس کا دروازہ بند کر کے اس طرح مطمئن نظر آنے لگا جیسے بھیڑیوں کا کوئی جھنڈ اس کا تعاقب کر رہا ہو۔!

دروازہ بولٹ کر دینے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک دروازے کے قریب ہی کھڑا رہا۔

اس لڑکی میں اس نے کوئی بہت ہی عجیب بات محسوس کی تھی لیکن اس احساس کو معنی نہ پہنا سکا.... اور اسی نامعلوم احساس نے اُسے یہ سمجھ لینے سے باز رکھا کہ لڑکی اس کو بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔

چائے دوبارہ گرم کرنی پڑی.... چائے پی کر وہ پھر کمرے سے نکل آیا سوچ رہا تھا کہ پھر کھلی ہوا میں جائے.... لہذا راہداری کے سرے کی طرف چلتا رہا۔

لیکن اس وقت وہ دروازہ بند ملا، جو غار کے دہانے کی جانب کھلتا تھا۔!

بہت کوشش کی کہ دروازہ کسی طرح کھل جائے مگر ممکن نہ ہوا۔ تھک ہار کر پھر اپنے کمرے کی طرف پلٹ آیا....! وہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح عمران تک رسائی ہو جائے۔ پتہ نہیں وہ کہاں ہوگا.... اس کے ساتھیوں میں سے بھی کہیں کوئی دکھائی نہ دیا۔

ظفر پر افسردگی طاری ہو گئی تھی! وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتا ہوا اپنے کمرے کے دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ بائیں جانب والا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی برآمد ہوا۔

"تم کون ہو....؟" وہ خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"میں آدمی ہوں۔! آپ گھبرائیں نہیں!" ظفر مسکرایا۔

"نہیں تو.... میں گھبرایا نہیں....!" اُس نے کہا اور بڑی تیزی سے پلٹ کر اپنے کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر لیا۔

"کیا مصیبت ہے؟" ظفر بڑبڑایا.... "کوئی بات کرنے پر بھی تیار نہیں۔!"

ظفر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ یہ آواز تو وہی تھی۔ بالکل وہی جو اس گھاٹی میں سنائی دی تھی اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

"میں ویسا نہیں ہو سکتا.... میں ایک ہی ہوں۔!" وہ تن کر بولا۔

"مینڈولین بہت اچھا بجاتے ہو۔ کیا میں تمہیں اپنے پاس بلوالوں۔" آواز آئی۔

"ضرور.... ضرور....!" ظفر چہک کر بولا۔ "کوئی تو ہو جس سے باتیں کی جا سکیں۔"

"اچھی بات ہے.... انتظار کرو....!"

ظفر نے طویل سانس لی اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کھڑکی پر ہاپکنز اور عمران کی سرگوشیاں جاری تھیں۔ عمران بہت زیادہ احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ اس نے دفتی کو موڑ کر ایک پائپ سا تیار کیا تھا جو کان کو ڈھک لیتا تھا۔ وہ اس کے ایک سرے کو ہاپکنز کے کان سے لگا دیتا اور دوسرے سرے کو اپنے منہ کے قریب لا کر سرگوشیاں کرتا۔ اس

طرح ہلکی سی آواز بھی بیرونی فضا میں نہ پھیلتی.... یہ اس نے اس خدشے کے تحت کیا تھا کہ کہیں ان کمروں میں ڈکٹافون نہ پوشیدہ ہوں اور ہو سکتا ہے اُسے ہاپکنز کے قریب اس لئے لایا گیا ہو کہ تھریسیا ہاپکنز سے کچھ اگلوانا چاہتی ہو۔ اس نے سوچا ہوگا کہ عمران اپنی رہائی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے گا۔ ہو سکتا ہے ہاپکنز سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کرے اور ہاپکنز جوشِ انتقام میں اس کو وہ سب کچھ بتا دے.... جو تھریسیا اس سے نہیں معلوم کر سکتی تھی اور عمران کا یہ خیال قطعی درست ثابت ہوا۔

اس وقت ہاپکنز اس کے کان میں کہہ رہا تھا۔ "گوڈ ڈین تم بہت ذہین ہو۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ تمہیں اپنی آنکھیں بنا لوں۔!"

"ٹھیک ہے! تمہارا تجربہ اور میرا جوان جسم بہت کچھ کر سکتا ہے۔ تھریسیا دوسروں کو بھی تنظیم سے بددل کر رہی ہے!"

"اچھا تو سنو..! میرے تین آدمی ابھی تک میرے قبضے میں ہیں۔ انہیں حالات کا علم نہ ہوگا۔ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ میں کس حال میں ہوں تو وہ پورے شوگر بینک کو تباہ کر کے رکھ دیں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ مجھے بتاؤ۔!"

"ٹھوکر تو نہیں کھاؤ گے.... وہ میرا آخری حربہ ہے۔ اگر ضائع ہوا تو مجھے اپنے ہی ہاتھوں گلا گھونٹ لینا پڑے گا۔"

"میں بڑی خود اعتمادی کے ساتھ اس کام کا بیڑا اٹھا سکتا ہوں"۔

"کیا تم اس علاقے کے بارے میں کچھ زیادہ واقفیت رکھتے ہو۔!"

"بالکل نہیں۔!"

"پھر کیسے کام چلے گا؟"

"میں گرد و پیش سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا!"

"خیر۔!" ہاپکنز نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اب ہمیں کچھ بلند آواز میں بھی گفتگو کرنی چاہئے۔" عمران بولا۔

"تم ذہین تو معلوم ہوتے ہو.... جی چاہتا ہے اعتماد کر لوں تم پر۔!"

اس کے بعد وہ بلند آواز میں اپنا دکھڑا لے بیٹھے تھے۔

پھر کھڑکی بند کر دی گئی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر ہاپکنز نے کوئی نشان دہی کر بھی دی تو وہ اس انجان علاقے میں کیا کرے گا۔

دن بھر روڑیاں ڈھونے سے فرصت نہیں ملتی تھی اور گالویدا خاص طور پر اس کی نگرانی کرتا رہتا تھا۔

رات گزار کر حسبِ معمول وہ ناشتے کے بعد پھر کمرے سے نکال دیا گیا.... اس کا کمرہ باہر سے مقفل کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد پھر نکلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

گالویدا کا زخم شاید مندمل ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرے پر پائے جانے والے کرب کے آثار مستقل قسم کی تازگی میں تبدیل ہو گئے تھے۔

اس وقت وہ ہاتھ میں چمڑے کا چابک لپیٹے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔!

زمین دوز عمارت سے نکل کر وہ پھر اسی جگہ آ پہنچے جہاں کام ہو رہا تھا۔

روڑیوں کے ڈھیر کے پاس عورتیں پتھر توڑ رہی تھیں! لیکن آج ان میں جولیا نہیں صرف تھیلما نظر آئی۔

عمران اس کے بارے میں پوچھ ہی رہا تھا کہ گالویدا غرایا ہوا چڑھ دوڑا "تم اپنا کام کرو۔!"

"میں صرف اپنے ساتھیوں کی خیریت دریافت کرنا چاہتا ہوں!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے کام کرو۔!" وہ غرایا ہوا دوسری طرف مڑ گیا اور عمران پھر تھیلما کی طرف متوجہ ہو گیا! تھیلما کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

"ہم دونوں ایک ہی کمرے میں رہتے تھے آج صبح وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔"

گالویدا اس بار گھونسہ تان کر پلٹا تھا! عمران اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور وہ اپنے ہی زور پر کئی قدم تک آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ پھر مڑا تو چابک کے بل اُس کے ہاتھ سے کھل گئے تھے۔

اس نے عمران پر چابک سے وار کیا لیکن اسے بھی خالی دے کر عمران نے اسے آگاہ کیا کہ اگر اب اس نے حملہ کیا تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

اس پر گالویدا بُری طرح بپھر گیا۔ چابک پھینک کر عمران پر چھلانگ لگائی۔

عمران اس کے لئے پہلے ہی تیار تھا۔ ایک طرف ہٹ کر اس کی پشت پر دو ہتڑ جو رسید کیا تو وہ منہ کے بل نیچے چلا آیا۔ پھر عمران نے اسے اٹھنے کی مہلت نہ دی! دونوں گھٹنے اس کی پشت پر ٹیک

کر بائیں ہاتھ سے اس کی کھوپڑی زمین پر رگڑ ڈالی۔

اُسے اس کی قوت کا اندازہ تھا۔ اس لئے عمران نے پوری طرح چوکس ہو کر اس پر جوابی حملہ کیا تھا۔ اس کی جگہ اگر اور کوئی ہوتا تو گالویدا کبھی کا اٹھ کھڑا ہوا ہوتا۔ اب بھی یہ عالم تھا کہ اسے زمین سے لگائے رکھنے کے لئے عمران کو پوری قوت صرف کرنی پڑ رہی تھی خدشہ تھا کہ کہیں سے اس کا کوئی مددگار نہ پہنچ جائے لہذا وہ اسے نپٹانے میں جلدی کرنا چاہتا تھا۔!

گالویدا کی گردن پر اس کا دباؤ بڑھتا رہا.... ارادہ جان سے مار دینے کا نہیں تھا.... لیکن وہ اس احتیاط میں زیادہ وقت بھی صرف نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جلد ہی اس نے محسوس کیا کہ گالویدا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ تب وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ پھر تیزی سے جھکا اور اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔

اس کی جیب سے ایک وزنی پرس برآمد ہوا۔ اور بس....! عورتیں دور کھڑی خوف زدہ نظروں سے عمران کو دیکھے جا رہی تھیں۔ صرف تھیلما کے چہرے پر بشاشت تھی اور اس کی آنکھوں کی چمک کئی گُنا بڑھ گئی تھی۔ دفعتاً ایک عورت عمران کے قریب آکر خوف زدہ لہجے میں جلدی جلدی کہنے لگی... "بھاگ جاؤ.... فوراً بھاگ جاؤ.... ورنہ وہ تمہارا ریشہ ریشہ الگ کر دیں گے.... بھاگو....!"

عمران نے اس کی بات تو سن لی تھی لیکن اس کے انداز سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے مشورے پر عمل بھی کرے گا۔ آس پاس ان عورتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

عمران نے گالویدا کی لاش اپنی پشت پر اٹھائی اور ایک جانب چلنے لگا....! وہ جلد از جلد اُسے کہیں چھپا دینا چاہتا تھا۔ آخر ایک چھوٹا سا گڑھا مل گیا۔ اس نے گالویدا کو اس میں دھکیل کر اُسے چھوٹے بڑے پتھروں سے پاٹ دیا۔

پھر اس سے برآمد ہونے والے پرس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس میں پانچ چابیوں اور ایک الکٹروگس کے علاوہ سرخ رنگ کی تین چار سوئیاں بھی تھیں۔

اس نے سوچا چلو محنت ٹھکانے لگی.... ایک الیکٹروگس پہلے ہاتھ آیا تھا وہ پھر تھریسیا ہی کے ہاتھ لگا اور اب یہ....! لیکن دونوں کے لئے عمران کو دو زندگیوں سے کھیلنا پڑا تھا۔

وہ پرس کو جیب میں ڈالتا ہوا چٹان کی اوٹ سے نکلا اور روڑیوں کے ڈھیر کی طرف چل

ا.... تھیلما کے علاوہ اور ساری عورتیں پھر پہلے ہی کی طرح پتھر توڑنے میں مصروف ہو گئی ہیں۔ تھیلما شاید عمران کے انتظار میں کھڑی تھی۔

"کام کرو.... کام میں لگی رہو....!" عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"مگر اب کیا ہوگا....؟"

"کام کرو.... میں کہہ رہا ہوں....!" عمران نے کہا اور ٹوکری میں روڑیاں بھرنے لگا۔

ذرا ہی سی دیر بعد ایسا معلوم ہونے لگا جیسے یہاں کوئی غیر معمولی حادثہ ہوا ہی نہ ہو۔

وہ دن بھر کام کرتے رہے اور چھٹی کے قریب جب تھیلما عمران کی طرف بڑھی تو وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "نہیں ادھر نہیں! جہاں اب تک جاتی رہی ہو وہیں جاؤ.... ان عورتوں کو سمجھانے کی کوشش کرو کہ ان کی رہائی کے دن قریب ہیں.... بس وہ اپنی زبانیں بند رکھیں.... اس واقعے کا علم ان کے علاوہ اور کسی کو بھی نہ ہونے پائے ورنہ رہائی ناممکن ہوگی۔"

پھر وہ اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔ پانچ کنجیوں میں سے ایک اس کے کمرے کے دروازے میں لگ گئی۔ اور وہ بہ آہستگی اندر داخل ہو گیا۔

سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ الیکٹروگس کو اپنے لانگ بوٹ میں رکھ کر اسے دوبارہ پہن لیا۔ ہر چند کہ وہ اس کے تلوے میں بُری طرح چبھ رہا تھا۔ لیکن اس کی دانست میں اسے چھپائے رکھنے کے لئے اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں تھی۔

یہ لانگ بوٹ اس کے لئے بعد میں فراہم کئے گئے تھے ورنہ پہلے دن تو گالویدا نے اُسے ننگے پیر ہی چلایا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بقیہ چار کنجیوں کا کیا ہوگا....! کہیں دو چار کنجیاں ہی سنسنی پھیلانے کا باعث نہ بن جائیں۔

اس نے سوچا کیوں نہ اسی راہداری کے بقیہ دروازوں پر وہ کنجیاں آزمائی جائیں۔!

تھوڑی دیر بعد اسے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ اس راہداری میں جتنے بھی دروازے تھے انہیں پانچوں کنجیوں میں سے کسی نہ کسی سے کھولے جا سکتے تھے۔ لیکن اس نے فی الحال یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ دوسرے کمروں میں کیا ہے!۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ہاپکنز کی کھڑکی کھول کر پھر اس سے سرگوشیاں کر رہا تھا۔

اس نے اپنے آج کے کارنامے کے متعلق بتایا۔

"اوہ....!" ہاپکنز بولا۔ "اگر تم ایک عدد الیکٹروگس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہو تو یہ تمہاری خوش بختی ہے لیکن کیا تم اس کے استعمال سے واقف ہو....!"

"پوری طرح....!" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن افسوس! تم یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اگر اس عورت کو علم ہو گیا کہ اس کا ایک سپروائزر تمہارے ہاتھوں مارا گیا ہے تو وہ تمہاری سزائے قید سزائے موت میں بدل دے گی۔!"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔!" عمران نے پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ مجھے سوچنے دو.... کھڑکی بند کردو!"

ہاپکنز کہتا ہوا مضطربانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔!

عمران نے اس کی ہدایت کے مطابق کھڑکی بند کردی۔ رات کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ وہ تپائی کے قریب آیا اور خوان سے سرپوش ہٹا کر جو کچھ بھی سامنے آیا کھانا شروع کر دیا۔ آج تو دوپہر کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ دوپہر کو روزانہ گالویدا وہیں کام پر ہی اس کے لئے کھانا مہیا کرتا تھا اور رات کا کھانا کمرے کی تپائی پر رکھا ہوا ملتا۔

کچھ عجیب سے شب و روز گزر رہے تھے۔ پتہ نہیں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا تھا۔

کھانے کے بعد اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ ایسے اضطراب کا عالم آج تک اس پر نہیں گزرا تھا۔

بڑی عجیب سچویشن تھی وہ آزاد بھی تھا اور قیدی بھی....! قیدی یوں کہ اس جال سے نکل نہیں سکتا تھا....! کس طرف جاتا....؟ کہاں سر ٹکراتا پھرتا....اور پھر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے بقیہ ساتھی کہاں ہوں گے.... یہ قطعی ناممکن تھا کہ وہ انہیں تھریسیا کے رحم و کرم پر چھوڑ جاتا۔

دفعتاً کسی نے باہر سے دروازے پر دستک دی.... عمران دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھا .... پھر ٹھٹک گیا.... عام حالات میں وہ کس طرح دروازہ کھول سکتا تھا جبکہ گالویدا اسے باہر سے مقفل کر دیا کرتا تھا۔!

"کون ہے؟" اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا۔

"دروازہ کھولو....!" باہر سے آواز آئی۔

"میں کس طرح کھول سکتا ہوں۔ سپروائزر اُسے باہر سے مقفل کر جاتا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ پھر باہر سے کوئی آواز نہ آئی! عمران وہیں کھڑا رہا۔

تو اس کا یہ مطلب ہے کہ گالویدا کی تلاش شروع ہو چکی ہے۔ عمران کو پتھر توڑنے والیاں یاد آئیں۔ ان سے ضرور پوچھ گچھ کی گئی ہو گی....! ہو سکتا ہے ان پر تشدد بھی ہوا ہو....اگر ان میں سے کسی نے اگل دیا ہو تو.... تو پھر اسے پوری طرح تیار رہنا چاہئے!۔ تھریسیا جانتی ہے کہ وہ الیکٹروگس کے استعمال سے واقف ہے لہذا گالویدا کا الیکٹروگس اب اس کے قبضے میں ہو گا....اگر اس چیز کو ذہن میں رکھ کر اس نے کوئی کارروائی کی تو وہ اس کا سو فیصد انتہائی محتاط اقدام ہو گا....! بس پھر اُسے بھی پوری طرح تیار رہنا چاہئے!

اس نے بڑی پھرتی سے لانگ بوٹ کے بند کھولے اور الیکٹروگس کو ہاتھ میں لیا۔ یہی نہیں بلکہ دروازے کے بند کھولے اور الیکٹروگس نظر میں رکھتے ہوئے پوزیشن بھی لے لی۔

اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد دروازہ کھلا اور پانچ آدمی بھیڑیا قسم کے کمرے میں گھستے چلے آئے۔ عمران نے الیکٹروگس کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی گرج کے ساتھ ان سبھوں کے چیتھڑے اڑ گئے ان میں سے کوئی منہ سے آواز بھی نہیں نکال سکا تھا۔ پھر وہی پہلے کا سا سناٹا طاری ہو گیا۔ عمران ان لوگوں کے گوشت کے لوتھڑوں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے راہداری میں آیا اور ہاپکنز کے کمرے کا دروازہ کھولنے لگا۔

پھر اندر داخل ہو کر ہاپکنز کے کان میں آہستہ سے بولا۔ "یہ میں ہوں گوڈڈین.... جلدی چلو.... میں نے پانچ آدمیوں کو الیکٹروگس کا نشانہ بنا دیا ہے.... اب نکل چلو.... ورنہ ساری زندگی یہیں پڑے رہو گے میں تمہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے چلوں گا۔ فکر نہ کرو آؤ۔!"

اس نے ہاپکنز کو اپنی پیٹھ پر لادا اور راہداری کے سرے کی طرف دوڑنے لگا۔ نکاسی کا دروازہ کھلا ہوا ملا وہ نکلا چلا گیا! غار کے دہانے سے برآمد ہوتے ہی وہ کھلی فضا میں پہنچ گئے۔

یہاں چاروں طرف اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ عمران نے روڑیوں کے ڈھیر ہی کی طرف چلنا شروع کیا کیونکہ وہی ایک راستہ اس کا جانا بوجھا تھا۔

وہ سب سوتے سے جگائے گئے تھے اور انہیں کہیں لے جایا جا رہا تھا۔ جولیا اور تھیلما کے علاوہ

پہلی بار وہ سب ایک جگہ اکٹھے کئے گئے تھے اپنی اپنی زیرزمین پناہ گاہوں سے نکل کر وہ کھلی ہوئی تاریک فضا میں پہنچے.... ان کے گرد آٹھ آدمی چرخیوں والی بندوقیں لئے چل رہے تھے۔

سبھوں نے اندھیرے ہی میں ایک دوسرے کو پہچانا تھا اور مضطربانہ انداز میں دریافت حال کرنے لگے تھے۔ لیکن نگرانوں نے انہیں خاموش کر دیا تھا.... دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی بولا! تو اسے گولی مار دی جائے گی۔

وہ چلتے رہے.... تھیلما جولیا کے ساتھ چل رہی تھی.... اس کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کہیں اس سے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو۔

جلد ہی انہیں ایک زمین دوز عمارت میں پہنچا دیا گیا۔ جو ان عمارتوں سے بالکل مختلف تھی جن میں وہ ابھی تک رہتے آئے تھے۔

یہاں سب کچھ بلور سے بنایا گیا تھا۔ شیشے کی دیواریں، شیشے کی چھتیں اور شیشے ہی کے ستون۔ ہر طرف عجیب قسم کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں نہ گرمی کا احساس ہوتا تھا اور نہ سردی کا۔

تھریسیا ایک شہ نشین پر نظر آئی اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ظفر اس کے سامنے کھڑا مینڈولین بجا رہا تھا۔ تھریسیا نے ہاتھ اٹھا کر اسے ساز بند کر دینے کا اشارہ کیا اور ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔!

وہ اس وقت بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔ جولیا اور تھیلما اس کے سامنے بجھ کر رہ گئی تھیں۔

"تھیلما۔!" دفعتاً تھریسیا اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم تھیلما ہی ہو نا۔؟"

"میں تھیلما ہوں....!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"گالوویدا کو عمران نے کس طرح مارا تھا....!"

"میں کچھ نہیں جانتی....! میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"تم وہاں اکیلی نہیں تھیں اور بھی عورتیں تھیں۔!"

"تو پھر جب تم....!"

"ہاں.... ہاں.... کہو کیا کہنا چاہتی ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں۔!"

"میں تم سب کو بہت بے دردی سے مار سکتی ہوں!"

"مادام.... میری ایک گذارش ہے!" دفعتاً ظفر بولا۔

"اوں....!" تھریسیا چونک کر اس کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

عمران کے قصور کی سزا ان بے چاروں کو نہ دیجئے! عام طور پر طاقت ور لوگ رحم دل بھی تے ہیں۔ آپ بلاشبہ طاقت کا ستون ہیں!"

"تمہاری سفارش پر میں انہیں معاف کر سکتی ہوں.... تم بہت اچھے آرٹسٹ ہو۔!"

"شکریہ مادام....!"

"تم جانتے ہو!" تھریسیا قیدیوں کو مخاطب کر کے بولی۔ "وہ میرے کئی آدمیوں کو قتل کر کے ب قیدی کو اغوا کر کے لے گیا۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ اسے حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔!

"میں تم سے اس کا بدلہ لے سکتی ہوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گی۔"

"میں تم سے کام لوں گی۔ تم میرے لئے کام کرو گے زندگی بھر... ظفر کوئی اچھا سا نغمہ۔!"

ظفر نے تاروں پر مضراب لگائی.... ایک خوب صورت نغمہ فضا میں انگڑائیاں لینے لگا۔

تھریسیا کی آنکھوں سے غنودگی جھانک رہی تھی وہ جولیا کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے یہ نہیں کیا سوچنے لگی تھی۔ دفعتاً اس نے ہاتھ اٹھا کر موسیقی روک دی اور جولیا سے بولی۔ "کیا یال ہے تمہارا میں عمران کو مار ڈالوں گی۔"

"کک.... کیا.... وہ پھر پکڑ لیا گیا....!" جولیا بدحواس ہو کر بولی۔

"تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ وہ میری مدد کے بغیر یہاں سے جا سکے گا!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچتی رہی۔

"بہت طرح دے چکی ہوں۔ اس بار زندہ نہ چھوڑوں گی!" تھریسیا کہتی رہی..!" میں اسے رداشت نہیں کر سکتی کہ زیرولینڈ کا کوئی شہری اسطرح مار لیا جائے۔ اس نے کئی خون کئے ہیں۔!"

"کیا وہ دوبارہ پکڑ لیا گیا ہے۔!" جولیا نے پھر مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کیوں....! تمہارے علاوہ اور کوئی بھی یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین نہیں۔ کیا بات ہے؟" تھریسیا کا لہجہ بے حد زہریلا ہو گیا تھا۔

"یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں!"

"اوہ.... !یقین کرو میں اسے تمہارے سامنے ہی قتل کروں گی!" تھریسیا نے قہقہہ لگایا۔

جولیا پلکیں جھپکائے بغیر اسے گھورے جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس پر کسی قسم کی دیوانگی طاری ہونے والی ہو.... دفعتاً وہ تیز قسم کی سرگوشی کے سے انداز میں بولی۔ "تم ایسا نہیں کر سکتیں تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتیں۔ تم اس سے محبت کرتی ہو.... تم اس سے مم حبت،.... کک.... کر۔!"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں۔ آخری الفاظ ہونٹوں میں بھینچ کر رہ گئے اور وہ تیورا کر فرش پر گری۔

چاروں طرف سکوت طاری تھا۔ اور وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر بُت بنے ہوئے تھے۔ کسی نے بھی اسے اٹھانے کی کوشش نہ کی۔ تھریسیا کے چہرے پر عجیب سی افسردگی طاری ہو گئی تھی۔

دفعتاً وہ کانپتی ہوئی سی آواز میں چیخی.... "لے جاؤ انہیں.... ہٹاؤ میرے سامنے سے۔!"

"تم تھک گئے ہو گے.... گوڈ ڈین۔!" ہاپکنز نے بڑے پیار سے کہا اور عمران کے گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کئے بغیر میں رک نہیں سکتا۔" عمران بولا۔

"تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک معلوم ہوتے.... مجھ جیسے پہاڑ کو پیٹھ پر اٹھائے ہوئے اتنی بلندی پر مسلسل چلتے رہنا آدمی کے بس کی بات تو نہیں سچ بتاؤ تم کون ہو۔؟"

"میں گوڈ ڈین ہوں.... لیکن باپ کا نام نہ بتا سکوں گا۔"

"میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا ورنہ گفتگو کرنے میں تم تھکن محسوس کرنے لگو گے۔!"

مطلع صاف تھا۔ اندھیرا اتنا گہرا نہیں تھا کہ وہ اپنے پیروں کے قریب آنے والی دشواریوں کو نہ دیکھ سکتا! جلد ہی اسے ہاپکنز کو نیچے اتار دینا پڑا۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک خطرناک قسم کی ڈھلان تھی۔

"کیوں.... کیا بات ہے!" ہاپکنز نے پوچھا۔

"راستہ خطرناک ہے.... میں پہلے اس کا اندازہ کر لوں.... تم یہیں لیٹ جاؤ....!"

"نہیں.... ٹھیک ہے.... میں بیٹھوں گا....!"

"اس طرح دیکھ لئے جانے کا خدشہ ہے۔"

"دیکھ لئے جانے کا خدشہ....!" وہ زہر خند کے ساتھ بولا "پتہ نہیں کیوں ابھی تک کوئی ئی گراز نہیں اڑا۔ پوری وادی روشنی میں نہا جائے گی اس کی سرچ لائٹوں سے.... ہم نے تو ے جوا کھیلا ہے۔!"

"الیکٹروگس ہے میرے پاس....!" عمران بولا۔

"شاید تم الیکٹروگس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے؟"

"ہمارے یونٹ میں صرف ایک الیکٹروگس تھا۔ اسے بھی کبھی قریب سے دیکھنے کا اتفاق ں ہوا۔!"

"الیکٹروگس کی مار فاصلوں کی پابند ہے۔ بلاشبہ وہ فے گراز کے بھی پرخچے اڑا سکتا بشرطیکہ ئی گراز سو گز کے فاصلے پر پرواز کر رہا ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم اس کی اندرونی ساخت سے بھی ف نہ ہو گے۔!"

"ظاہر ہے کہ میں نے اسے قریب سے نہیں دیکھا۔ البتہ فراہام نے مجھے اس کے استعمال ، بارے میں بتایا تھا....!" عمران بے تکان جھوٹ بولے جا رہا تھا۔ اور یہ بھی محض اتفاق تھا کہ نز برازیل کے یونٹ کے بارے میں تفصیلی معلومات نہیں رکھتا تھا۔

ہاپکنز اس کی ہدایت کے مطابق زمین پر لیٹ گیا اور وہ نشیب میں اترنے لگا۔

کچھ دور چل کر اس نے محسوس کیا کہ چھپنے کے لئے یہاں بہتیری جگہیں ہو سکتی ہیں شاید ئے گراز کی سرچ لائٹیں بھی انہیں نہ ڈھونڈ پائیں۔

وہ پھر اوپر پہنچا اور ہاپکنز کو اٹھاتا ہوا بولا۔ "اب تمہیں کچھ دور اپنے پیروں سے چلنا پڑے .... راستہ مخدوش ہے دونوں ختم ہو جائیں گے اگر میں تمہیں اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا۔!"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت احتیاط سے نیچے اتارنے لگا۔

جگہ اچھی خاصی تھی۔ اوپر سے دیکھ لئے جانے کا خدشہ نہیں تھا۔ دو بڑے پتھروں کے اوپر ۔ چٹان کا کچھ حصہ بالکل سائبان کی طرح چھایا ہوا تھا۔ لیکن جگہ زیادہ کشادہ نہیں تھی۔

بہر حال وہ اطمینان سے بیٹھے رہ سکتے تھے۔

"دن نکلنے پر میں تم سے یہاں کا محلِ وقوع معلوم کرنے کے بعد ہی تمہاری رہنمائی کر سکوں گا....!" ہاپکنز نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ہاں.... ٹھہرو.... میں تمہیں الیکٹروگس کے بارے میں بتاؤں۔ اس کے بٹ کے نچلے حصے میں سرخ رنگ کا ایک پش بٹن ہوتا ہے۔ اسے دبانے پر بٹ کا ایک حصہ کھل جاتا ہے.... بٹ کے اندر تمہیں ایک چھوٹی سی چوکور بیٹری ملے گی۔ جس کا نصف حصہ اسٹین لیس اسٹیل کا ہوگا اور نصف حصہ کتھئی رنگ کے پتھر کا ہوگا.... اگر کتھئی رنگ کے حصہ کی اُوپری سطح پر چھوٹے چھوٹے رنگین گڑھے پڑ گئے ہوں تو سمجھ لو کہ بیٹری ایگزہاسٹ ہو رہی ہے لیکن سطح ہموار ہے تو سمجھ لو کہ ابھی تم اس سے ہزاروں فائر کر سکتے ہو۔!"

عمران نے اسی وقت الیکٹروگس سے بیٹری نکال کر اس کی سطح پر انگلی پھیری۔ کہیں بھی کوئی گڑھا محسوس نہ ہوا۔ ہاپکنز نے بھی اسے ہاتھ میں لے کر اطمینان ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے اگر چالاکی سے کام لیا تو سب کے منہ پھیر دو گے۔!"

پھر انہوں نے بقیہ رات وہیں بیٹھ کر گزار دی۔ نہ انہیں کسی نئے واقعے سے دوچار ہونا پڑا۔ نہ فے گرازوں سے سرچ لائٹ کے ذریعے انہیں تلاش کیا گیا اور نہ انہوں نے اپنے آس پاس کسی قسم کی آواز سنی!

"مجھے حیرت ہے۔" ہاپکنز نے صبح ہوتے ہی کہا۔ "تھریسیا اتنی لاپرواہی سے کیوں کام لے رہی ہے۔! اوہ میں سمجھ گیا....!"

"کیا سمجھ گئے۔؟"

"گوڈ ڈین....!" وہ پرجوش لہجے میں بولا۔ "وہ چھپ کر دیکھے گی کہ میں کہاں جاتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا ہاپکنز۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے....!" وہ مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "تم نہیں سمجھ سکتے۔ کیا صبح ہو گئی۔؟"

"ہاں.... آں.... سورج نکلنے والا ہے!"

"چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھو۔ کسی پہاڑ کی چوٹی گھوڑے کے سر سے بھی مشابہ ہے....

ایسا لگتا ہے جیسے اس نے اپنی تھوتھنی اوپر اٹھا رکھی ہو۔!"

عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "ہاں ہے تو.... لیکن یہاں سے فاصلہ زیادہ معلوم ہوتا ہے!"

"اُس کی فکر نہ کرو.... اس کی سیدھ میں چلنے کی کوشش کرو۔ اگر ہم وہاں پہنچ گئے تو سمجھ لو پالا مار لیا۔!"

"وہاں کیا ہے؟"

"میں یہ ابھی نہیں بتاؤں گا۔"

"میں سمجھا.... اچھی طرح سمجھ گیا....!" عمران ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"کیا سمجھ گئے۔"

"ابھی تم نے کہا تھا تھریسیا چھپ کر دیکھنا چاہتی ہے کہ تم کہاں جاتے ہو۔؟"

"ہاں تو پھر...."

"تم شاید مجھے بھی تھریسیا ہی کا کوئی آدمی سمجھے ہو!"

"نن.... نہیں تو....!"

"جھوٹ نہ بولو.... میں بچہ نہیں ہوں....!"

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔!" وہ نرم لہجے میں بولا۔ "کیا تم مجھے محتاط رہنے میں حق بجانب نہیں سمجھتے۔"

"یہی سوچ کر خاموش رہ جانا پڑتا ہے۔ لیکن میں تمہیں کس طرح یقین....!"

"چلو.... غصہ تھوک دو.... میں نے کتنی صفائی سے اعتراف کر لیا کہ مجھے تم پر شبہ ہے! میں اپنی آنکھیں کھو چکا ہوں میرے دوست کاش میں تمہیں دیکھ سکتا۔ تم غیر معمولی قوت کے مالک ہو.... مجھے اس طرح پشت پر اٹھائے ہوئے اُونچی نیچی زمین پر مسلسل چلتے رہنا کسی آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ تم پتہ نہیں کیا چیز ہو۔"

"میں الفاظ سے بہلنے والا نہیں.... پہلے میری حیثیت کا تصفیہ ہونا چاہئے.... میں پھر ہی آگے قدم بڑھاؤں گا۔!"

"تم میرے دوست ہو.... مجھے یقین ہے....!" ہاپکنز بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بس تو پھر بتاؤ وہاں کیا ہے؟"

"بہت ضدی ہو.... خیر سنو....! میں ایک ایسی اڑن طشتری بنوانے میں کامیاب ہو گیا ہوں جسے دنیا کا کوئی ریڈار سسٹم ظاہر نہیں کر سکتا! تھریسیا کے قبضے میں بھی کوئی ایسا ریڈار سسٹم نہیں۔!"

وہ خاموش ہو گیا اور عمران اس کے دوبارہ بولنے کا منتظر رہا۔ کچھ دیر بعد ہاپکنز نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرو.... میری وہ اڑن طشتری وہیں کہیں پوشیدہ ہے.... تین گونگے بہرے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ اُس کے استعمال سے بھی واقف ہیں! اور صرف اشاروں کی زبان سمجھتے ہیں.... اشارے بھی مخصوص قسم کے.... بہرحال انہیں بھی میرے علاوہ دنیا کا کوئی اور آدمی کچھ سمجھا نہیں سکتا۔!"

عمران نے اسے دوبارہ اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور اسی سمت چل پڑا جدھر کی نشاندہی اس نے کی تھی۔ دیکھ لئے جانے کے خدشے کی بنا پر تیز رفتاری ممکن نہیں تھی! ہاپکنز بھی بار بار.... یاددہانی کئے جا رہا تھا کہ اسے بہت محتاط ہو کر آگے بڑھنا ہے۔

دن ڈھلنے لگا.... بھوک اور پیاس کے مارے بُرا حال تھا۔ لیکن وہ چلتا رہا۔

"کیا تم کہیں رُک کر دم نہیں لو گے؟" ہاپکنز نے کہا۔

"اگر بیٹھا تو پھر اٹھا نہیں جائے گا....!" عمران نے کہا۔

"تم بڑی مشقت جھیل رہے ہو.... میرے لئے....!"

"اپنے لئے ہاپکنز....! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہاری مدد کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ کسی بھی ملک کی سرحد تک پہنچ جانے کے بعد میں خود ہی اپنی خبر گیری کر سکوں گا۔!"

"یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو.... لیکن پھر تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں!" ہاپکنز بولا۔

"میں تمہیں اپنی آنکھیں بناؤں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا.... ہاپکنز کہتا رہا.... "میں تمہیں دکھاؤں گا کہ کسی تنظیم کی سربراہی کس طرح کی جاتی ہے.... تھریسیا نے زیادہ تر لوگوں کو بددل کر دیا ہے۔ میں انہیں باپ کا پیار دوں گا۔"

"مسلسل کچھ سنتے رہنے سے بھی تھکن کا احساس ہونے لگتا ہے!"

"اچھا اب میں نہیں بولوں گا....!" ہاپکنز نے ہنس کر کہا۔ اس ہنسی میں پدرانہ شفقت بھی

شامل تھی۔! پھر سورج افق میں جھکنے لگا۔ پہاڑ کی وہ چوٹی اب بھی بہت دُور تھی جس کی نشاندہی ہاپکنز نے کی تھی۔

"اب تو بھوک کے مارے قدم اٹھانا دشوار ہو رہا ہے!" عمران بولا۔

"میرے خیال سے کہیں رک جاؤ.... کچھ دیر کے لئے۔"

"ہاں.... اور میں کچھ پہاڑی چھپکلیاں تلاش کروں، پیٹ بھرنے کے لئے۔!"

"چھپکلیاں۔؟"

"شوربہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔!"

"گھناؤنی باتیں نہ کرو۔!"

عمران نے بیٹھنے کے لئے ایک مناسب سی جگہ تلاش کر لی اور اپنی سانسیں درست کرنے لگا۔ ایسی تھکن اس سے پہلے کبھی طاری نہیں ہوئی تھی وہ سوچ رہا تھا کہیں اسی جگہ نہ بیٹھے رہ جانا پڑے۔ ہاپکنز بھی بہت زیادہ مضمحل نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس نے کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔ یہ جگہ سرسبز و شاداب تھی.... عمران نے سوچا کیوں نہ پھل تلاش کئے جائیں.... اس نے ہاپکنز سے اس کے امکانات کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ان اطراف میں اکثر جنگلی پھل ملتے ہیں۔ لیکن خود انہیں استعمال کرنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا....!

عمران اسے وہیں چھوڑ کر اٹھ گیا۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ خودرو پھولوں کی جھاڑیاں جابجا بکھری پڑی تھیں!

وہ ڈھلان میں اترنے لگا.... تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ نیچے کوئی پہاڑی نالہ بہہ رہا ہے.... نیچے چھوٹے چھوٹے درختوں کے جھنڈ بھی دکھائی دے رہے تھے۔

وہ بڑی احتیاط سے نیچے اترنے لگا۔

تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد اسے رک جانا پڑا۔ کیونکہ یہاں سے نالہ نظر آنے لگا تھا.... یہی نہیں بلکہ اس نے ایک آدمی کو جھکے دیکھا جو شاید چھاگل میں پانی بھر رہا تھا....!

عمران جہاں تھا وہیں رک گیا.... خواہ مخواہ کسی قسم کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ چھاگل بھر کر پلٹا.... تھکن کے سارے آثار گویا ہوا میں تحلیل ہو گئے! یہ صفدر تھا.... چھاگل کا اسٹرپ کاندھے پر ڈال کر وہ اوپر چڑھنے لگا.... لیکن اس کا رخ عمران کی طرف نہیں تھا۔

عمران اس سے کٹ کٹ کر چلتا ہوا ایک ایسے پوائنٹ پر آ پہنچا جہاں اُن کا ملنا ضروری تھا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی صفدر بوکھلا سا گیا۔ پھر اس کے چہرے پر سرخی عود کر آئی۔ شاید یہ خوشی کا خاموش اظہار تھا۔

"تم کہاں....؟" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے پوچھا۔

"پہلے وہ بہت زیادہ غضب ناک تھی۔ پھر اس نے ہمیں چھوڑ دیا۔"

"چھوڑ دیا.... کیا مطلب؟"

صفدر نے اسے جولیا کی غشی کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا "اس کے بعد سے تھریسیا نارمل دکھائی نہیں دیتی تھی.... اس نے حکم دیا کہ ہم سب چھوڑ دیئے جائیں....!"

"واپسی کے لئے راستہ بھی بتایا تھا اس نے!"

"نہیں.... وہ کہہ رہی تھی کہ میں تم لوگوں کا خون اپنی گردن پر نہیں لینا چاہتی! تم ویسے ہی پتھروں سے ٹکرا کر بھوکے پیاسے مر جاؤ گے....!"

"ہوں....!" عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اس کے باوجود بھی تم نے محسوس کیا ہوگا کہ تمہارا تعاقب کیا جارہا ہے!"

"اوہ.... کمال ہے....!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔ "دوسرے میرے اس خیال سے متفق نہیں ہیں۔ لیکن آپ نے یہ خود بخود سوال اٹھا دیا۔ یقین کیجئے وہاں سے نکلتے ہی میں اس وہم میں مبتلا ہو گیا تھا کہ ہماری نگرانی کی جارہی ہے۔!"

"بقیہ ساتھی کہاں ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک غار میں.... سب کی حالت تباہ تھی پیاس کے مارے.... میں پانی کی تلاش میں نکلا تھا۔"

"کچھ کھانے کو بھی ہے؟"

"ہاں میرے تھیلے میں دو ڈبل روٹیاں ہیں!"

"ایک مجھے دے دو.... جہاں ٹھہرے ہو وہیں ٹھہرے رہو۔ آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ تھریسیا کیا چاہتی ہے میں بخوبی جانتا ہوں۔!"

"کیا چاہتی ہے؟"

"اس نے تم لوگوں کو اس لئے چھوڑ دیا ہے تاکہ مجھ پر ہاتھ ڈال سکے۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اس کی دانست میں میں بھی اِدھر اُدھر بھٹک رہا ہوں گا.... تم لوگوں کو اس طرح آزاد دیکھ کر میں فطری طور پر تم سے ملنا چاہوں گا اور پھر اس کے آدمی ایک بار پھر ہم سب پر ہاتھ ڈال دیں گے! وہ اتنی رحم دل نہیں ہے کہ ایک ہتھیا ہو جانے پر پورے ریوڑ کو آزاد کر دے۔"

صفدر ایک ڈبل روٹی اس کے حوالے کر کے آگے بڑھ گیا تھا۔

عمران نے چھپ کر اس کا تعاقب کیا اور بالآخر اسے ایک غار کے دہانے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہیں سے پلٹ آیا۔

عمران نے روٹی خود کھائی تھی.... اور.... ہاپکنز کے لئے جنگلی پھل تلاش کئے تھے.... روٹی اسے کس طرح دے سکتا تھا.... اس کے لئے تو وہ گوڈ ڈین تھا۔

اندھیرا پھیلتے ہی سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔ آج بھی مطلع بالکل صاف تھا اور تاروں کی چھاؤں راستہ دکھانے کے لئے کافی تھی.... اور شفاف آسمان کے پیش منظر میں وہ چوٹی بھی صاف نظر آرہی تھی جس کی سمت انہیں جانا تھا.... عمران چلتا رہا۔ دفعتاً ایک جگہ اسے رک جانا پڑا۔ ذرا سی غفلت دونوں ہی کو موت کے گھاٹ اتار دیتی۔

"کیوں.... کیا ہوا....؟" ہاپکنز چونک کر بولا۔

"بڑی گہری کھائی ہے....!" عمران نے جواب دیا "ذرا سی بھی چوک ہمیں نیچے لے جاتی۔!"

"گہری کھائی؟" ہاپکنز کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "اوہ.... دیکھو کیا نیچے اترنا آسان ہے"۔

عمران اسے وہیں اتار کر نیچے اترنے کے امکان کا جائزہ لینے لگا لیکن دُور دُور تک گہرائی بالکل کنوئیں ہی کی سی نظر آئی۔ تھک ہار کر لوٹ آیا.... اور ہاپکنز کو اس کے بارے میں بتانے لگا۔

"تب تو.... تب تو.... یہی سمجھنا چاہئے کہ تقدیر مجھ پر مہربان ہے۔"

ہاپکنز کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "قدرت نے ہمیں وہیں پہنچا دیا ہے جہاں پہنچنا تھا۔!"

"او بھائی.... کہیں تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"یقین کرو.... گوڈ ڈین.... ہم خوش قسمت ہیں۔ کیا تم سمتوں کا تعین کر سکتے ہو۔"

"ہاں کیوں نہیں.... قطب ستارہ مجھے صاف نظر آرہا ہے!"

"شمال کی طرف چلو.... اسی کھائی کے کنارے کنارے.... جس جگہ سے آگے نہ بڑھ سکو.... وہیں رک جانا اور اب میں اپنے پیروں سے چلوں گا۔!"

"بہت دیر لگے گی اس طرح.... آؤ....!" عمران نے کہا اور پھر اسے اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔

زمین مسطح تھی اس لئے عمران تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔ ایک بار ہاپکنز نے کہا بھی کہ اُسے دوڑ کر نہ چلنا چاہئے۔ ورنہ وہ بہت جلد تھک جائے گا۔!

کچھ دور چلنے کے بعد عمران کو رُک جانا پڑا تھا.... ایسا معلوم ہوا جیسے کسی بہت اونچی دیوار نے ان کا راستہ روک لیا ہو! اور اس دیوار کا سلسلہ مشرق میں بہت دور تک پھیلا نظر آیا تھا۔

اس نے ہاپکنز کو بتایا کہ راستہ مسدود ہو چکا ہے۔

"یہی ہے ہماری منزل....!" ہاپکنز نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اب مجھے اتار دو.... اب میں اندھا ہونے کے باوجود بھی تمہاری رہنمائی کر سکوں گا۔!"

عمران نے اسے اتار دیا اور وہ راہ میں حائل ہو جانے والی چٹانی سلسلے کے قریب پہنچ کر اس طرح ہاتھ پھیرنے لگا جیسے کوئی رحم دل مالک اپنے جانوروں کی پیٹھ سہلاتا ہے۔

"اب تم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس کھائی کے کنارے کنارے پھر جنوب کی طرف لے چلو۔!" اس نے عمران سے کہا۔

عمران چند لمحے اُسے گھورتا رہا۔ پھر ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "چلو۔!"

"ایک.... دو.... تین....!" ہاپکنز نے قدم گننے شروع کئے اور گیارہ تک گننے کے بعد رک گیا اور زمین پر بیٹھ کر کچھ ٹٹولنے لگا۔

عمران اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ دفعتاً اس نے عجیب قسم کی گھڑگھڑاہٹ اپنے پیروں کے نیچے محسوس کی اور غیر ارادی طور پر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

پیچھے تو کسی قدر ہاپکنز بھی ہٹا تھا۔ لیکن اتنا بھی نہیں کہ عمران کے قریب پہنچ جاتا۔

"آؤ.... آگے بڑھ آؤ.... میرا ہاتھ پکڑو....!" ہاپکنز پر جوش لہجے میں بولا۔

عمران اس تاریکی میں ایک روشن مستطیل دیکھ رہا تھا۔ آگے بڑھ کر دیکھا چٹیل زمین پر ایک روشن خلا نظر آیا اور اس خلا میں سیڑھیوں کی قطار کافی گہرائی تک چلی گئی تھی۔ عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر خلا میں اتر گیا۔ آٹھویں زینے پر ہاپکنز نے اسے پھر رُکنے کو کہا اور بائیں جانب ہاتھ لے جا کر ایک سوئچ بورڈ کو ٹٹولنے لگا.... دوسرے ہی لمحے میں عمران نے پھر گھڑگھڑاہٹ سُنی۔!

"اب چلو.... میں نے راستہ مسدود کر دیا ہے!" ہاپکنز بولا۔ اور وہ پھر سیڑھیاں اترنے لگے.... جیسے ہی مسطح زمین پر پہنچے تین آدمی نظر آئے جن کے چہروں پر وحشت زدگی کے آثار تھے۔ عمران نے آہستہ سے ہاپکنز کو ان کی موجودگی کے بارے میں بتایا....! بتایا اور جی بھر کے پچھتایا.... کیونکہ ہاپکنز نے ان تین آدمیوں کی موجودگی کا علم ہوتے ہی پاگلوں کی سی حرکتیں شروع کر دی تھیں۔ کبھی زور زور سے ہاتھ ہلاتا اور کبھی بندروں کی طرح اچھلنے کودنے لگتا.... صرف وہی نہیں بلکہ وہ تینوں بھی اُسے پاگل سے معلوم ہوئے کیونکہ وہ بڑی سنجیدگی اور احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی اچھل کود کو دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ ساکت ہوا ہی تھا کہ تینوں اس کے قریب آئے اور جھک جھک کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔

دفعتاً ہاپکنز نے عمران سے کہا۔ "تمہیں میری حرکتوں پر حیرت ہوئی ہو گی۔ میں دراصل انہیں اپنی پپتا سنا رہا ہوں۔ وہ گونگے اور بہرے ہیں میں نے ہی انہیں ٹریننگ دی تھی! میرے علاوہ اور کوئی ان پر اپنا مافی الضمیر واضح نہیں کر سکتا....! میں نے انہیں بتایا کہ میں اپنی بینائی کھو چکا ہوں۔ لہذا انہیں صرف میرے اشاروں کو سمجھنا ہے۔ میں ان کی باتیں نہ سمجھ سکوں گا۔"

وہ رات انہوں نے ایک آرام دہ کمرے میں بسر کی تھی۔! اور دوسری صبح عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں ہاپکنز نے اُسے پہچان تو نہیں لیا ہے۔! ہو سکتا ہے اُسے پیٹھ پر لاد کر چلتے وقت اس سے کوئی لغزش ہو گئی ہو.... ان کے سفر کے ایک حصے میں تو عمران اپنے حواسوں ہی میں نہیں تھا۔ ممکن ہے اسی وقت بے خیالی میں اس سے کوئی فرد گذاشت ہو گئی ہو.... یہ خیال اس لئے پیدا ہوا تھا کہ ان تینوں آدمیوں میں سے ایک رات بھر کمرے کے دروازے کی نگرانی کرتا رہا تھا۔!

ناشتے میں بھورے رنگ کے کسی سیال کا گلاس ملا.... ہاپکنز کو اسے پیتے دیکھ کر عمران نے بھی ایک گھونٹ لیا۔ مشروب خوش ذائقہ تھا اور حیرت انگیز بھی۔ کیونکہ عمران نے گلاس ختم کر کے اپنے جسم میں فوری طور پر ایسی توانائی محسوس کی تھی، جیسے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو....

ہاپکنز نے بتایا کہ وہ تینوں آدمی سالہا سال سے صرف اسی مشروب پر گزارہ کر رہے ہیں! ٹھوس قسم کی غذا ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی اور مشروب کی تیاری سائنٹیفک طور پر ہوتی ہے۔!

اور یہاں وہ اتنی وافر مقدار میں موجود ہے کہ وہ سال بھر تک بخوبی کام چلا سکتے ہیں۔!

پھر اصل کام شروع ہوا..... ہاپکنز کے تینوں ساتھی انہیں اس جگہ لائے جہاں ہاپکنز کی بیان کردہ اڑن طشتری موجود تھی۔ اس نے عمران سے کہا..... "میں نے ان لوگوں سے کہا ہے کہ تمہیں اس کا استعمال سکھائیں۔!"

پھر اس نے اس کی خصوصیات بتانی شروع کیں۔ اُس سے تھریسیا کے فے گرازوں کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ ہاپکنز نے یہ بھی بتایا کہ خود اس پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا۔ اس کی اوپری سطح تیزی سے گردش کرتی رہتی ہے اور اس پر کئے جانے والے حربے اسی گردش کی بناء پر اس سے کترا کر گزر جاتے ہیں! خواہ وہ الیکٹرو گس کی برقی رو ہی کیوں نہ ہو!

"تو پھر تم نے اُسے تھریسیا کے خلاف پہلے کیوں نہ استعمال کیا۔" عمران نے پوچھا۔

"یہ نہ بھولو کہ ہمارے درمیان صرف اصولوں کی خاطر جنگ رہتی ہے! زیرو لینڈ کے شہریوں کی تباہی کبھی میرے مدِ نظر نہیں رہی۔ میں تو تھریسیا کے وجود سے زیرو لینڈ کو پاک کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے بھاگتی پھری ہے! لیکن اب اپنی آنکھیں کھو بیٹھنے کے بعد کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ تھریسیا کے ساتھ ہی دوچار سو اور بھی مرگئے، تو مجھے ذرا بھی پرواہ نہ ہوگی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہاپکنز۔!"

"میں سمجھتا ہوں گوڈڈین۔!" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

وہ دن بھی گزر گیا اور صفدر نے کسی کو بھی غار سے باہر نہ نکلنے دیا۔ شام کو پھر پانی کی ضرورت پیش آئی اور صفدر چھاگل لے کر تنہا نکل گیا۔ عمران سے ملاقات کے بعد سے وہ بے حد چوکنا ہو گیا تھا۔

اس وقت غار سے باہر نکلا تو خاص طور پر ذہن ان نادیدہ تعاقب کرنے والوں کی طرف

متوجہ تھا۔ جن کے بارے میں عمران نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔ نشیب سے اتر کر وہ نالے کے کنارے تک آیا۔ چھاگل بھری اور پھر غار کی طرف پلٹ پڑا۔

اس نے ایک چٹان کے پیچھے سے سر ابھارا ہی تھا کہ ایک اجنبی غار کے دہانے کے قریب نظر آیا، جو غار کے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ صفدر دو چار بار کھانسا اور زمین پر زور زور سے پیر مارتا ہوا چٹان کی اوٹ سے نکل آیا.... لیکن اب غار کے دہانے کے قریب کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لی اور آگے بڑھ گیا۔

غار میں پہنچ کر محسوس ہوا کہ وہ لوگ قطعی بے خبر ہیں.... ظفر الملک مینڈولین بجا رہا تھا اور تھیلما کے علاوہ اور کوئی دل چسپی لینے پر تیار نہیں معلوم ہوتا تھا۔ سبھوں کے چہرے پر بے زاری کے آثار تھے۔ اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ ظفر کی اس ناوقت خوش مزاجی پر احتجاج کرنے کی بھی سکت نہیں رکھتے۔!

صفدر سیدھا انہیں دونوں کی طرف گیا تھا۔ ظفر نے مینڈولین پر ہاتھ روک لیا۔

"اس میں شک نہیں کہ عمران لوگوں کی ہڈیوں کے اندر تک جھانک سکتا ہے!" صفدر مسکرا کر بولا۔

"میں نہیں سمجھا موسیو!"

"تم یقیناً اس قابل ہو کہ عمران جیسا آدمی تمہیں متبنیٰ کرے!"

"ارے..... واہ!" ظفر ہنس کر بولا۔ "لیکن موسیو! مجھے عمران سے ایک شکایت ہے..... نہ وہ ماموزیل جولیانا کی طرف توجہ دیتے ہیں اور نہ مادام تھریسیا کی طرف!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اب وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تنویر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر وہاں پڑے رہنے سے کیا فائدہ۔ تب صفدر نے انہیں بتایا کہ ان کی نگرانی کی جارہی ہے۔ لہٰذا اس کی دانست میں یہی مناسب ہے کہ انہیں وہیں قیام کرنا چاہئے۔ پتہ نہیں اس طرح چھوڑ دینے کی بعد نگرانی کرانے کا کیا مقصد ہے۔

اس نئے مسئلے نے انہیں پھر خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا۔

ظفر نے بھی اب مینڈولین ایک طرف رکھ دیا تھا اور تھیلما سے آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا....

"مادام تھریسیا کو میں بالکل نہیں سمجھ سکا۔ یا مجھ پر اتنی مہربانیاں تھیں یا اتنی بے دردی سے دھکے

دلوا کر نکال باہر کیا!"

"کیا تم اس کے پاس رہنا چاہتے تھے؟" تھیلما نے پوچھا۔

"وہ فن کی بڑی اچھی قدر دان ہے اس کے احساسات بڑے نازک ہیں۔ عجیب سی متضاد کیفیات کی حامل ہے وہ عورت۔ اس میں چنگیزیت بھی ہے اور معصومیت بھی۔ اُس نے مجھ سے مسائل تصوف پر بھی گفتگو کی تھی.... میں نے کہا مادام تمہیں خدا کی آڑ میں کسی سُپر مین کی تلاش ہے۔!"

"اچھا اب یہ گفتگو ختم کرو.... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ موسیو صفدر نے ٹھنڈے پانی کا انتظام کر لیا ہے۔ روٹی تو شاید کسی کے پاس نہ ہو۔"

دوسری طرف وہ لوگ ابھی تک اس مسئلے پر غور کئے جا رہے تھے کہ آخر اب تھریسیا ان کی نگرانی کیوں کرا رہی ہے! لیکن صفدر نے انہیں عمران کے نظریئے سے آگاہ نہیں کیا۔

باہر اندھیرا پھیل گیا لیکن یہاں اس غار میں دو مومی شمعیں روشن تھیں۔ یہ ان کے اپنے سامان میں شامل تھیں! تھریسیا نے اسلحہ کے علاوہ ان کا اور سب کچھ واپس کر دیا تھا۔

رات گئے انہوں نے ایک زبردست قسم کا دھماکہ سُنا اور ایسا معلوم ہوا جیسے زمین ہل کر رہ گئی ہو۔ غار جھنجھنا اٹھا تھا انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کی زبانیں سکڑ کر حلق میں پھنس گئی ہوں۔

یہ اڑن طشتری سے پہلا وار ہوا تھا۔ اس مقام پر جہاں عمران نے گالویدا پر حملہ کیا تھا۔ خود عمران اڑن طشتری میں موجود تھا۔

پوری گھاٹی روشن ہو گئی تھی اس دھماکے سے.... یہ عمران ہی کی تجویز تھی کہ یوں ہی خواہ مخواہ اڑن طشتری سے ایک فائر اس وادی پر کیا جائے.... گویا یہ اعلان جنگ تھا۔

فائر کر کے اڑن طشتری بڑی تیزی سے فضا میں بلند ہو گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر یہاں کچھ فے گراز بھی موجود ہیں تو وہ اس دھماکے کے بعد یقینی طور پر اڑیں گے۔

ہزاروں فٹ کی بلندی پر پہنچ کر اڑن طشتری وادی پر چکرانے لگی اڑن طشتری میں اپنے تینوں آدمیوں سمیت ہاپکنز بھی موجود تھا! کنٹرول پر ایک آدمی کے ساتھ عمران بھی تھا اور اُسے کام کرتے بغور دیکھتا رہا تھا.... اور آج تو دن بھر ہی اس کی ٹریننگ ہوئی تھی۔

"اب دیکھوں گا.... اب دیکھوں گا....!" ہاپکنز کسی کٹکھنے کتے کی طرح غرایا.... اور طشتری وادی پر چکر لگاتی رہی۔

دفعتاً اڑن طشتری کے مائیک سے آواز آئی۔ "یہ کون ہے؟ میں خود تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا بول رہی ہوں۔"

"اور آج تیرا بچنا محال ہے.... میں ہاپکنز بول رہا ہوں!" ہاپکنز دھاڑا۔ عمران بوکھلا کر سیدھا ہو بیٹھا۔ بڑی خطرناک سچویشن تھی وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں تھریسیا اس کا نام نہ لے بیٹھے۔

"کیا گوڈڈین تمہارے پاس موجود ہے!" تھریسیا کی آواز آئی اور عمران نے جھپٹ کر ہاپکنز کا بازو دبا دیا۔

"یہ بکواس کا وقت نہیں ہے!" ہاپکنز عمران کا اشارہ سمجھ کر غرایا۔

"بول خود کو میرے حضور غلاموں کی طرح پیش کرتی ہے یا میں تجھ سمیت سب کو تباہ کر دوں۔!"

"اپنی خیر منا اندھے.... ابھی دیکھے لیتی ہوں۔!"

جواب میں ہاپکنز نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا اور اڑن طشتری وادی پر چکراتی رہی۔ پھر نیچے سے سرچ لائٹ کی آڑی ترچھی لکیریں اوپر کی طرف آنے لگیں اور کنٹرول پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ان پر فائر کئے اور پھر پہلے ہی کی طرح اندھیرا چھا گیا!

"ہاپکنز.... میں پھر سمجھاتی ہوں....!" تھریسیا کی آواز سپیکر سے آئی۔

"اوہ.... اپنی فکر کرو۔ تم نے مجھے محض اسی لئے زندہ رکھا تھا کہ مجھ سے کسی طرح اس حربے کا راز اگلوا لو....!"

"لیکن یہ حربہ اب ہم دونوں کے مشترکہ دشمن کے ہاتھ لگنے والا ہے!"

"عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا اور بولا.... خواہ مخواہ بور کئے جا رہی ہے.... بند کرو اسے.... ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے۔!"

"ہاں ٹھیک ہے!" ہاپکنز بولا.... "کچھ دیر مزید تباہی پھیلانے کے بعد ہی اس سے گفتگو کی جائے تو بہتر ہے۔!"

"وہ ہار نہیں مانے گی....! اسے تباہ کر دینا ہی بہتر ہو گا ہاپکنز!" عمران نے کہا۔

ہاپکنز خاموش ہو گیا تھا۔

اڑن طشتری سے دو تین فائر پھر ہوئے اور وہ پہلے ہی کے سے انداز میں وادی پر چکراتی رہی۔!

دفعتاً عمران بولا۔ "فے گراز....!"

"کتنے ہیں۔؟" ہاپکنز نے پوچھا۔

"تین نظر آرہے ہیں.... اسکرین پر۔"

کنٹرول بورڈ کے سکرین پر تین چمکدار نقطے نظر آرہے تھے۔ اڑن طشتری سے فائر ہوا اور ایک نقطے کے پرخچے اڑ گئے۔

انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا کی آخری جنگ شروع ہو گئی ہو۔ دونوں عورتیں کانوں میں انگلیاں دیئے اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔ مردوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ظفرالملک کا مینڈولین پتہ نہیں کس گوشے میں جا پڑا تھا.... اس کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کسی خوفزدہ بچے کی آنکھوں کی سی جھلکیاں ملتی تھیں۔

سب دم بخود تھے.... کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا۔!

دھماکوں پر دھماکے ہوتے چلے جا رہے تھے صرف صفدر ایسا تھا جس نے کئی بار غار کے دہانے تک جانے کی ہمت کی تھی۔ فضا میں آگ کے بڑے بڑے گولے پھٹتے دیکھے تھے! اس کی زندگی میں یہ پہلا فضائی ہنگامہ تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جہنم کا دہانہ کھل گیا ہو۔ ہزاروں فٹ کی بلندی پر کوئی خطرناک کھیل ہو رہا تھا ایسا لگتا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو۔ غار کا درجہ حرارت بڑھ گیا تھا۔ شدید سردی کے باوجود بھی وہ سب پسینے میں نہائے ہوئے تھے۔

کچھ دیر کے لئے دھماکے رُکے ہی تھے کہ صفدر اونچی آواز میں بولا۔ "ہمیں خوش ہونا چاہئے

کہ عمران کامیاب ہو گیا۔"

وہ سب اس طرح چونکے تھے جیسے میدان حشر سے جلدی چھٹکارا پا جانے کی اطلاع ملی ہو۔!

"وہ ہاپکنز کو نکال لے گیا تھا!" صفدر کہتا رہا۔ "تھریسیا کو ان دونوں کی تلاش تھی اور اس نے ہم لوگوں کو محض اسی لئے چھوڑا تھا کہ اگر عمران ادھر اُدھر بھٹکتا ہوا ہم لوگوں سے آملے تو تعاقب کرنے والے دوبارہ ہمیں عمران سمیت گرفتار کر سکیں.... لیکن وہ بلا کا ذہین ہے اس نے ہمیں بروقت مطلع کر دیا۔"

"اس نے مطلع کر دیا۔!"

"ہاں....!" صفدر نے کہا، اور بتایا کہ کس طرح پچھلی شام عمران سے ملاقات ہوئی تھی۔!

پھر وہ سب ساکت ہو گئے۔ بہت دیر سے کوئی فائر نہیں ہوا تھا۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے چھ فے گراز تباہ کئے۔" عمران ہاپکنز سے کہہ رہا تھا اور اڑن طشتری اب بھی وادی پر چکر لگائے جا رہی تھی۔

"اب ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دو۔!" ہاپکنز نے کہا۔

عمران سوئچ آن کرنے سے پہلے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ کنٹرول اب میرے ہاتھ میں دے جائے اور تم یہاں میرے قریب آجاؤ۔"

"کیوں....؟" ہاپکنز نے چونک کر پوچھا۔

"اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں ملے گا کہ میں اپنی صلاحیتوں کا امتحان کر سکوں.... میں نا چاہتا ہوں کہ میں نے کہاں تک اس مشین کو سمجھا ہے۔!"

"تمہاری مرضی....!" ہاپکنز نے بڑے کھلے دل سے کہا۔ "تم تو میرے نائب خصوصی ہو!"

پھر اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ کنٹرول بورڈ کے پاس سے ہٹ گئے! عمران جوانوں کو بھی کسی حد تک سمجھ چکا تھا اپنے اشاروں کے ذریعے انہیں اڑن طشتری کے ایک وص حصے کی طرف دھکیل لے گیا۔ اس سے فرصت پاکر اُس نے ٹرانس میٹر کا سوئچ آن

کر دیا۔ تھریسیا کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ "ہلو ہاپکنز.... ہلو ہاپکنز.... ہاپکنز"۔

"ہلو.... تھریسیا....!" ہاپکنز غرایا۔

"میں تمہیں یہ اطلاع دینا چاہتی ہوں کہ میں تو جا رہی ہوں لیکن اب تم ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔"

"تم کہاں جا رہی ہو! ناممکن ہے تھریسیا۔ تمہیں میرے قدموں پر جھکنا پڑے گا.... تمہارا کوئی حربہ میری فلائینگ ساسر کو تباہ نہیں کر سکتا.... کتنے فائر تمہارے فے گرازوں سے ہوئے ہیں لیکن کیا ہوا؟"

"ہاں.... بلاشبہ اس وقت میں تمہیں تسخیر نہیں کر سکتی.... لیکن تم بہر حال قیدی ہو.... میرے نہ سہی.... عمران کے سہی....!"

اپنا نام سنتے ہی عمران نے کنٹرول بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا اور تین بھیانک قسم کی چیخیں سنائی دیں اور ہاپکنز اچھل پڑا۔

اس کے تینوں ساتھی غائب ہو چکے تھے! عمران نے انہیں پہلے ہی اشارہ کر کے ایسی جگہ پہنچا دیا تھا کہ کنٹرول بورڈ کا بٹن دبتے ہی وہ ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے گر کر لوتھڑوں کی شکل میں بکھر گئے ہوں گے۔

دفعتاً ٹرانسمیٹر سے پھر آواز آئی۔ "یہ چیخیں کیسی تھیں ہاپکنز!"

"میں نہیں جانتا....!" ہاپکنز کے منہ سے بے اختیارانہ طور پر نکلا۔

"کیا گوڈین تمہارے پاس ہی موجود ہے!" آواز آئی۔

"ہاں....!" ہاپکنز پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"وہ عمران ہے....!" تھریسیا نے کہہ کر مختصر الفاظ میں اسے بتایا کہ کس مقصد کے تحت اس نے عمران کو اس کے برابر والے کمرے میں جگہ دی تھی! لیکن عمران اسے جل دے گیا۔

عمران نے بھنا کر ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

"تک.... کیا وہ سچ کہہ رہی تھی....!" ہاپکنز نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا.... پھر اچھل کر بولا۔ "میرے آدمی....؟" اور بڑی شدومد سے ان کے لئے اشارے کرنے لگا۔

"تھک جاؤ گے۔!" عمران بڑے پیار سے بھرے لہجے میں بولا۔ "وہ بے چارے تو نیچے گئے۔"

"کیا مطلب۔؟" ہاپکنز حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"نیچے....! عمران اتنا اناڑی نہیں ہے۔!"

"تم عمران.... میں تمہیں مار ڈالوں گا....!" وہ دانت پیس کر اس کی طرف مڑا۔

عمران نے اُسے بھی اُسی طرف دھکیل دیا جہاں سے اس کے ساتھی نیچے گرے تھے۔

"وارننگ!" عمران غرایا۔ "تم بھی پش اسپارٹ پر ہو چپ چاپ وہیں پڑے رہو اگر اٹھنے کی کوشش کی تو اپنے ساتھیوں سے جا ملو گے!"

وہ اسی جگہ پڑا بے بسی سے کراہتا رہا۔

عمران نے ٹرانس میٹر کا سوئچ آن کر دیا اور بڑے پُر وقار انداز میں بولا۔ "تھریسیا میں علی عمران تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ شکست تسلیم کر لو خود کو میرے حوالے کر دو۔ ورنہ۔!"

"شٹ اَپ۔!" تھریسیا کی آواز بے حد زہریلی تھی!" میں بہت جلد تمہارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی!"

"خیر۔ میں تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں.... لے جا رہا ہوں ہاپکنز کو.... جب تم میرے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجانے آؤ گی تو تمہیں بھی دیکھ لوں گا۔ اسے بابا ملنگ گورداسپوری کے تعویز کے زور سے اندھا کیا تھا تمہیں....!" وہ جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ اڑن طشتری اچانک پے در پے فائروں کے نرغے میں آ گئی تھی۔!

عمران نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "کئے جاؤ بے سود کوشش.... میرا صرف ایک ہی فائر تمہارے فے گراز کے لئے کافی ہو گا۔"

اسکرین پر نظر آنے والا فے گراز بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور پھر شاید وہ اڑن طشتری کی رینج ہی سے باہر ہو گیا تھا۔ کیونکہ اَب اسکرین بالکل سادہ پڑا تھا۔ کہیں کوئی باریک سا نقطہ بھی نہ دکھائی دیتا تھا۔!

اس کے بعد ٹرانسمیٹر بالکل خاموش ہو گیا۔

اڑن طشتری کے اندر ہاپکنز کی کراہیں گونج رہی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر کسی قسم اعصابی دورہ پڑ گیا ہو۔ اڑن طشتری نے وادی کے مزید تین چار چکر لگائے اور پھر اسی طرف روانہ ہو گئی جدھر سے آئی تھی۔!

تھوڑی دیر بعد وادی پر پھر پہلا ہی سا سکوت طاری تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس اتھاہ سناٹے کو کبھی کسی نے چھیڑا ہی نہ ہو۔

صبح ہوتے ہوتے ان کا بُرا حال ہو گیا.... اب تو صفدر میں بھی اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر غار کے دہانے تک جاتا.... پچھلی رات کے دم بدم بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی بنا پر وہ سب بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر صبح سے پہلے کسی کو بھی ہوش نہیں آیا تھا۔

صفدر زمین پر چت پڑا خلاء میں گھورے جا رہا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کئی دنوں کے تیز بخار سے نجات مل گئی ہو لیکن نقاہت کے مارے ہلنا جلنا بھی محال ہو....!

اچانک اُس نے کسی کی آواز سُنی! کوئی اسی کا نام لے کر آوازیں دے رہا تھا اور آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جا رہی تھی۔!

"اوہ.... یہ کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو....؟" وہ آواز ایک با معنی جملے کی صورت اختیار کر گئی۔

اب اس نے عمران کی چہکتی ہوئی سی آواز پہچانی اور کچھ پہچان لینے کی صلاحیت حیرت انگیز طور پر ہلنے جلنے کی قوت میں تبدیل ہو گئی۔ وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔

پھر آہستہ آہستہ وہ سب ہی اُٹھ گئے۔ عمران ان کے درمیان کھڑا انہیں ترحم آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مادام تھریسیا آپ سے بہت محبت کرتی ہیں موسیو عمران!" ظفر کی آواز غار کی محدود فضا میں گونجی۔

"تا اطلاع ثانی اسی جملے کو دہراتے رہو!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دونوں عورتوں کی طرف متوجہ ہو گیا.... وہ برسوں کی بیمار معلوم ہوتی تھیں۔

عمران نے ان سبھوں کو مخاطب کر کے پچھلی رات کی کہانی سنائی۔ اور بولا.... "یہاں کے محنت کش قیدیوں میں صرف سولہ آدمی زندہ بچے ہیں۔ تھریسیا پھر صاف نکل گئی! اور ہاپکنز اب

میرا قیدی ہے۔ باقی بچے ہوئے قیدیوں میں سے تین آدمی ہمارے ملک کے باشندے ہیں۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس راستے سے اچھی طرح واقف ہیں جس سے یہاں تک لائے گئے تھے۔ اور وہ واپسی کے سفر میں ہماری رہنمائی کر سکیں گے۔"

"کیا وہاں سب کچھ تباہ ہو گیا۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں سب کچھ.... اڑن طشتری سے ہونے والی گولہ باری نے فرلانگوں گہری دراڑیں زمین میں ڈال دی ہیں۔ پھر وہ زیرِ زمین دنیا کیونکر محفوظ رہ سکتی تھی۔؟"

تھوڑی دیر تک کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر صفدر نے پوچھا۔ "اب ہمیں کیا کرنا ہے۔؟"

"جتنی جلدی ممکن ہو.... یہاں سے نکلنا چاہئے....! ہم ایک غیر ملکی غیر آباد حصے میں ہیں۔ یہاں ہونے والے دھماکے اس ملک کی تجربہ گاہوں میں یقینی طور پر ریکارڈ کئے گئے ہوں گے اگر کوئی تحقیقاتی پارٹی ادھر آنکلی تو ہم زحمت میں پڑ جائیں گے۔!"

"ہاں.... ہاں.... آپ کا خیال درست ہے لیکن اس اڑن طشتری کا کیا بنے گا۔"

"مناسب یہی ہے کہ وہ جہاں چھپائی گئی ہے فی الحال وہیں رہے۔ البتہ اندھا ہاپکنز ہمارے ساتھ جائے گا۔"

"واقعی تم بات کے پکے ہو اور دُھن کے پورے!" تنویر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

عمران نے احمقانہ انداز میں مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔

کچھ دیر بعد قافلہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہاپکنز اُن کے ساتھ تھا! اور عمران کے ساتھی باری باری اُسے پیٹھ پر لاد کر چل رہے تھے۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ قافلے کی تیز رفتاری میں فرق نہ آئے۔ وہ جلد از جلد غیر ملک کی حدود سے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن اس مقام تک پہنچنے میں بھی تین دن لگے جہاں تھریسیا نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر قابو پایا تھا۔

سب کی حالت تباہ تھی۔ انہیں زیادہ تر بھوکا اور پیاسا رہنا پڑا تھا۔ وادی سے روانگی سے قبل عمران نے بہت کوشش کی تھی کہ ہاپکنز اس مشروب کے اسٹاک کی نشاندہی کر دے جسے پی پی کر اس کے تینوں ساتھی مہینوں اپنی قوت بر قرار رکھ سکتے تھے لیکن ہاپکنز اس پر اڑ گیا تھا کہ اب وہ اپنی زبان بند ہی رکھے گا خواہ اس کے چیتھڑے ہی کیوں نہ اڑا دیئے جائیں۔ ظفر عمران کے ساتھ چل رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ مینڈولین کے تاروں پر مضراب لگاتا اور عمران اسے بڑے پیار سے دیکھنے

لگتا۔ صفدر نے عمران کو بتایا تھا کہ اس دوران میں ظفر کس طرح اُن کے دل بہلاتا رہا تھا اور صفدر نے تو اس کے لئے اس حد تک کہا تھا کہ کاش وہ باقاعدہ طور پر اُن لوگوں میں شامل ہو سکتا۔

"مجھے تو اس اڑن طشتری کی فکر ہے!" ظفر چلتے چلتے بولا۔

"میرے یا ہاپکنز کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟"

"کیا وہ وہاں سے لائی نہ جائے گی۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"موسیو عمران.....!"

"ہاں عزیز از جان۔!"

"میں پھر کہتا ہوں آپ اپنی زندگی کا بہترین حصہ ضائع کر رہے ہیں!"

"کیوں فرزند؟"

"اتنی عورتیں آپ کو چاہتی ہیں اور آپ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے آخر کیوں؟"

"یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے فرزند! لیکن میں تمہیں نہیں سناؤں گا!"

"پلیز موسیو.... ضرور سنایئے!"

"مجھے بھی ایک بار محبت ہوئی تھی!"

"نہیں.....!" ظفر تحیر زدگی کے عالم میں اچھل پڑا۔

"لیکن.....!" عمران پر درد لہجے میں بولا۔ "اس محبوبہ سے چھٹکارا پانے کے بعد پھر میں نے یہ روگ نہیں لگایا۔"

"چھٹکارہ...... کیوں؟"

"ایک دن کہنے لگی نہ جانے کیا بات ہے جب میں آپکے گلے لگتی ہوں میری ناک بہنے لگتی ہے!"

ظفر ہنس پڑا۔ عمران چند لمحے خاموش رہا پھر پُر درد لہجے میں بولا۔

"یقین کرو! سخت گھِن آئی یہ سُن کر اور اُس سے چھٹکارا پانے کے لئے میں نے یہ تدبیر کر ڈالی تھی کہ جب وہ میرے گلے لگے تو میری بھی ناک بہنے لگے۔ آق چھین!" اسے ایک فلک شگاف چھینک آئی اور وہ شوں شوں کرنے لگا۔

(ختم شد)